اصل التوحید :- یجب ان یقول امنت باللّٰه وملائکته وکتبه

روح المعانی فی مناقب النعمان

الشفاء

اسم تاریخی

محاسن امام اعظم جہان

الشفاء جزء ثانی

از تصنیفات افضل الفضلا اکمل الکملا استند روزگار مولانا محمد عبد الغفار مفتی صدر عدالت

قاضی عیاض

شکر گوالیار سلمہ اللہ تعالی

تصحیح تام و تنقیح مالاکلام از اہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا اللہ الصمد بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ

مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

مختصر فہرست کتب مطبوعہ خاص مطبع مجتبائی دہلی

قرآن شریف واضح جلی قلم مترجم
بدو ترجمہ (۱) ترجمہ اُردو شاہ
عبدالقادر صاحب مع موضح القرآن
(۲) ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ صاحب
قرآن شریف چار ترجمہ دو ترجمہ فارسی
شاہ ولی اللہ رح و شیخ سعدی شیرازی
و دو ترجمہ اُردو شاہ رفیع الدین رح و
شاہ عبدالقادر رح مع فوائد و شان
نزول برحاشیہ ۔ مجتبائی دہلی ۔
حمائل شریف معری مترجم ایک
اشرفی ۔ فی غلطی انعام والی ۔ متن اسکا
معری ہے اور حاشیہ پر ہندسہ وار
آیۃ آیۃ کا بامحاورہ اُردو ترجمہ شاہ
عبدالقادر کا لکھا ہوا ہے ۔ مجتبائی
حمائل شریف معری نہایۃ صحیح

کتب تفاسیر عربی فارسی اُردو

تفسیر جلالین مع کمالین محشی
بحواشی جدیدہ ۔ مجتبائی دہلی
تفسیر بیضاوی یعنی تا سورہ بقر
یعنے تا مقام مدرس محشی بحواشی نافعہ
از شہاب خفاجی و شیخ ... عصام
و عبدالحکیم ...

تفسیر عزیزی فارسی تا سورہ بقر
موسوم بہ فتح العزیز از مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلوی ۔ مجتبائی
جمال انسانی المعروف بہ ظہور صفا
تفسیر آیہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
تفسیر سورہ فجر اُردو منظوم
تفسیر سورہ فیل اُردو منظوم
تفسیر سورہ نازعات اُردو منظوم
تفسیر سورہ شفا یعنی سورہ فاتحہ
تفسیر سورہ فاتحہ بزبان اُردو
از مفتی اکرام الدین صاحب دہلوی
تفسیر حقانی ... تفسیر ... اُردو
مین سات جلدون مین تمام ہے ۔

کتب حدیث و اصول حدیث

ابن ماجہ ۔ نصف اول فاروقی
و نصف ثانی مجتبائی محشے ۔
الکمال فی اسماء الرجال ہم تقطیع
مشکوۃ جن لوگون کے پاس مشکوۃ
شریف بلا اکمال ہے وہ اس کے
ساتھ اسکو ضم کر سکتے ہین ۔
بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام
مع نخبۃ الفکر محشی نہایۃ صحیح مجتبائی
جامع الترمذی مع شمائل

بغوی محشی باضافہ فہرست ابواب
طبع جدید صحیح و خوشخط ۔ مجتبائی
شمائل ترمذی محشی علحدہ بھی
چھاپی گئی ہے ۔ مجتبائی دہلی ۔
مؤطا امام مالک مع محشی بحواشی
نافعہ نہایۃ خوشخط ۔ مجتبائی دہلی
مشکوۃ المصابیح مع اکمال
فی اسماء الرجال محشی بحواشی جدیدہ
نخبۃ الفکر مع شرح نزہۃ النظر
محشے مجتبائی دہلی ۔
تسخیر شرح چہل حدیث منظومہ
مولوی ہادی علی صاحب مجتبائی
خیر متین ترجمہ اُردو حصن حصین
یہ نادر کتاب تمامی کتب صحاح اور کتب
احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ کا
لب لباب ہے ۔ مجتبائی دہلی ۔
ماثبت بالسنۃ مع شرح اُردو
زیر متن و برحاشیہ حل لغات الموسوم
بالاعمال المأثورہ فی ایام المشہورہ ۔

کتب فقہ و اصول فقہ
عربی و فارسی و اُردو

فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری
قدوری محشی بحواشی جدیدہ

کنز الدقائق محشی تقطیع کلان
نہایۃ صحیح خوشخط زیر طبع ۔
منیۃ المصلی محشی بحواشی جدیدہ
مع حل لغات مجتبائی دہلی ۔
اصول الشاشی محشی بحواشی
جدیدہ و قدیمہ ۔ مجتبائی دہلی
حسامی ۔ محشی بحواشی جدیدہ
بخط واضح پر قلم ۔ زیر طبع
کشف المبہم شرح مسلم الثبوت
مسلم الثبوت محشے نہایۃ صحیح
خوشخط پاکیزہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ
مع اضافہ حواشی جدیدہ چھاپی گئی ہے
نامی شرح حسامی حل المتن از
مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مؤلف
تفسیر حقانی ۔ مجتبائی دہلی
چہار باب فارسی مسائل فقہ مع
کلمات پند و نصائح و حکمت ...
الحنفی ... آیۃ از شاہ ...
مالابد منہ فارسی محشی مع
حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی
صحیح بخط واضح و خوشخط
مجموعہ فتاوی مولانا ...
رحمۃ اللہ فارسی مجموعہ ...

تنبيه

(عن تمام طبع كتاب الفتوحات المكية)

(بمطبعة دار الكتب العربية الكبرى بمصر)

ان أهم ما يسعى له الانسان تصفية نفسه من كدورات الاخلاق وتحليتها بالمعارف التى توجب لها السمو الى رضا الخلاق وأحسن ما جمع هذين النوعين على حسب ماجاءت به الشريعة الغراء واستنارت صفحاته بدرارى النصوص والحكم الزهراء هى كتب السادة الصوفية الذين سطعت لهم أنوار الحقائق من مشكاة المجاهدات الشرعية ومن أكبر من تحلى بتلك الصفات وكان مجلى لهاتيك التنزلات الامام الاوحد والجوهر المفرد سيدى محيى الدين بن عربى قدست أسراره وعمت أنواره ومن أعظم مؤلفاته فى هذا الشان مؤلفه الذى استنارت به حقائق العرفان وانتشر شذاه فانتعشت به أرواح السالكين وأشرقت شموسه فهامت به بصائر الواصلين ألا وهو (كتاب الفتوحات المكية) وهو كتاب جمع فاوعى وصفا زلاله فللعطاش أروى وقد سبق طبعه فى المطبعة الأميريه ولكن لنفاد نسخه أصبح فى حكم المفقود بالكليه ولما رأينا استعادة طبعه من أكبر المساعدات الأدبية والمهمات الدينية استحضرنا للتصحيح نسخة من المطبوع بالمطبعة الأميريه توجهت همة الأمير الكبير والرجل الخطير الحاج عبد القادر الجزايرلى رحمه الله الى تصحيحها على نسخة بخط المؤلف موجودة بمدينة (قونيه) من البلاد التركيه فوجه لفيفا من العلماء الذين لهم بهذا الشأن اعتناء فأدوا تلك المأموريه على حسب مارام وقاموا بذلك المهم أتم قيام وعثروا فى تلك النسخة على زيادات كثيرة وتحقيق مهمات خطيرة فاثبتوها على حسب خطه الشريف وأصلحوا التغيير والتحريف فصارت هذه النسخة لم يسبق لها مثيل ولم يكن لاحد الى محاسنها سبيل وجاء الطبع على مثالها وبذل أقصى المجهود فى التصحيح على منوالها ويباع فى جميع المكاتب الشهيرة

اعلان

عن طبع شرح الشرقاوى على مختصر الزبيدى (بمطبعة
دار الكتب العربية الكبرى بمصر)

لايخفى ان علم الحديث من أهم العلوم الشرعية وأولاها بصرف الهمم العلية وان أصح كتاب وضع فيه هو صحيح الامام البخارى وان ألطف مختصراته لدى أهل الدراية مختصر الامام الزبيدى عليه رحمة البارى ولما كان هذا الكتاب كعادة المختصرات الحديثية فيه من الدقة مايستوجب التوضيحات وصرف الروية وكان من أحسن الشروح التى أوضحت مبهماته وأزاحت مشكلاته واستوفت مايحتاج اليه الكتاب وأنارت سبيله حتى لايبقى للسائر فيه أدنى ارتياب شرح العلامة الكبير والفهامة الشهير شيخ الاسلام الشيخ عبد الله الشرقاوى رحمه الله واثابه رضاه ولكن لقلة نسخه كان من قبيل المتعسر بل المعدوم وكانت منافعه الكثيرة من الأمر الموهوم فبذلنا العناية فى الاستحصال على نسخة وقابلناها على أهم النسخ الصحيحة وشرعنا فى طبعه خدمة للدين وتيسيرا للمنفعة لعموم المسلمين والكتاب يحتوى على ثلاث مجلدات ضخام ووضع بهامشه مختصر هذا الامام وبمعونته تعالى عن قريب تشرق شمس الكتاب ويرتشف من رحيقه المستطاب

اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یہدی الیہ من ینیب

کتاب الشفاء جزء الثانی قاضی العیاض

بشری المومنین کہ کتاب مستطاب مشتمل بر فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام ابی حنیفہ تابعی کوفی امام اعظم جہاں الموسوم بہ

روح الایمان فی مناقب النعمان

از تصنیفات عالم اجل فاضل اکمل مولانا محمد عبد الغفار مفتی ریاست گوالیار سلمہ اللہ تعالی بماہ ربیع الاول ۱۳۱۰

المعروف بہ قاضی العیاض

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اختص العلماء بوراثۃ الانبیاء والتخلق باخلاقہم وجعلہم القدوۃ للکافۃ فی معاشہم ومعادہم۔ ومیز المجتہدین منہم بقیامہم بمصالحہم وایضاح الحق لہم فی مصادرہم ومواردہم وباضطرار الخلق الیہم فی قوام ما بہ حیاۃ ارواحہم وابدانہم۔ فہم الملوک لا بل الملوک تحت اقدامہم وفی اسر رایہم واقلامہم وہم النجوم لا بل النجوم تستمد من انوارہم۔ وہم الشموس لا بل الشموس تستضیٔ من اضوائہم واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ اترقی بہا فی کمالات معارفہم واشہد ان سیدنا وشفیعنا محمدا صلعم عبدہ ورسولہ وحبیبہ المنیع لمعالی مناقبہم وکمالہم والمفیض علیہم من سوابق التوفیق لاقتفاء آثارہ فی سائر احوالہم ما سبقوا بہ من سواہم الی الخلافۃ الکبریٰ عنہ فی الہدایۃ والامداد للخلق ببواطنہم وظواہرہم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ الذی حازوا من قصب السبق فی مضمار الکمالات الصمدانیۃ والمعارف المصطفویۃ ما صاروا بہ القدوۃ الکبریٰ والحجۃ البیضا لاوائل الخلق واواخرہم صلوٰۃ وسلاما دائمین بدوام العلماء وظہور سوددہم وماثرہم۔

سبب تالیف کتاب

بعد حمد وصلوٰۃ بندۂ شرمسار عصیان پناہ نامہ سیاہ المعتصم بذیل حضرۃ النبی المختار محمد عبد الغفار حنفی قادری ابن مولانا حافظ احمد حسن خیرآبادی نواسہ حضرت خاتمۃ المحدثین مولانا شاہ بہادر علی محدث حنفی قادری دہلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع اقاربہ وعشائرہ برادران مومنین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہرچند فضائل وکمالات علمی وعملی حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ تابعی کوفی کے

زبان زد خاص و عام و تکیہ کلام کافہ انام ہین اور صدہا کتابین آپکی محامد عالیہ و مناقب جلیلہ
مین موافق و مخالف مذہب سے ترتیب پائی ہین مگر ظاہر ہے کہ اس آشوب جہل شورش حوادث مین
فرقہ غیر مقلدین و طائفہ متعصبین نے براہ غلوی و تعصب نفسانی و ہجوم حسد و نفاق قلبی حضرات آئمہ مجتہدین
کی شان مین زبان درازی و یاوہ گوئی شروع کی ہے خصوص بعض جہلا متعصبین شافعی مذہب نے
ہمارے امام اعظم کی شان مین بعض مطاعن و نفرین و قدح و جرح عظیم از قبیل افک مبین و بہتان
عظیم نقل کئے ہین جسے کہ اون مفتریات کو دیکھ سنکر بعض مومنین حنفی المذہب بھی جادۂ حق سے
برگشتہ ہوکر چون وچرا ہمیعنے وقیل وقال لا یعنے سے شراب طہور ایمان کو بے کیف و مکدر کرتے
ہین خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین لہذا بمیل امر جلیل و ذکر فان الذکری تنفع المؤمنین
و نیز بمقتضای تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین - ایک زمان طویل سے اس فقیر کے دل مین حمیت
ایمانی و جاذبہ شوق پنہانی باعث و محرک اسکا تھا کہ حضرات آئمہ مجتہدین بالخصوص والاحباب عفت
و عصمت مآب عظمت و تقدس انصاب بعلی القاب امام الآئمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
کوفی سقے اللہ مرقدہ شآبیب الرحمۃ والرضوان و اسکنہ فی اعلے فرادیس الجنان کے فضائل و کمالات
علمی و عملی مین ایک رسالہ مختصر بزبان اردو سلیس ترتیب دیوے جس سے عام مومنین کو سرمایہ
امن سعادت عاقبت و بقار ایمان و دولت غفران و رضوان نصیب ہو و رضوان من اللہ اکبر ذلک
الفوز العظیم مگر چونکہ وجود ظہور ہر شئے کا بعطاء حسن توفیق حضرت رب العطیات مجیب الدعوات مرہون
بالاوقات ہے متر صد تحسین قبول ماحول رہا الحمد للہ کہ بامداد فتوح غیبی حضرت باری و اعانت فیوض
بارگاہ حضرت عالیجاہ مصطفوی سرمایہ فتح مبین و دولت فوز عظیم پر کامیاب ہوا و لنعم ما قیل ع
در فیض است مشین از کشایش نا امید اینجا ٭ بزنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا - وہ یہ کہ بضمن قیل و
قال اذکار حضرات آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ایک کتاب نامی خیرات الحسان فی مناقب
الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان کتب دینیہ موجودہ سے برآمد ہوی بالقار غیبی و توفیق حضرت منعم حقیقی
توجہ قلبی رہبر و ہادی او سکے مطالعہ کی ہوئی دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت مصنف علامہ شیخ الاعظم
مفتی عرب و عجم سیدنا شہاب الدین احمد بن الحجر المکی الہیثمی مفتی حجاز نے اس مختصر لطیف و
انموذج شریف مین علوی کمال فضل و عظمت استنباط و رفعت شان حقیقت اجتہاد علماً و عملاً

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو اس بیان معجز نظام وحسن اہتمام تام سے بیان فرمایا ہے کہ حضرات علماء راسخین فی العلم کے نزدیک ہر جملہ قابل قبول اوسکا متانت وبلاغت الفاظ ومعانی وجامعیت نکات ودقایق ومبانی مین بینظیر وشے عجیب ہے اور اولی الابصار کے لئے ہر کلمہ اوسکا ایک دفتر طویل وہادی الی سواء السبیل ہے اوسوقت اس فقیر کو بلحاظ وخیال اس معنی کے کہ مصنف اس کتاب کا امام وقت ومجتہد عصر عارف معانی کتاب وسنت مسلم الثبوت علماء شرق وغرب شافعی مذہب ہے ہجوم مسرت وشادمانی ہوا اور توفیق ترجمہ عطا ہوئی تاکہ ناظرین کوتاہ نظر ومتعصب ومدعیان بے خبر کو بعد پڑہنے وسننے اس کتاب کے یہ واہمہ نہ پیدا ہو کہ اس کتاب مین حنفی مذہب والونکا مبالغہ ہے اور حنفیت کا تعصب اور جوش واصرار ہے لہذا بنظر رفع واہمہ ہذا کے اس عاجز نے حضرت امام اعظم کے صحیح حالات اس کتاب سے ونیز دیگر کتب شافعیہ وحنفیہ سے بطور ترجمہ اس کتاب مین نقل کئے اور بنظر اختصار جابجا حوالہ اس کتاب کا نہ لکھا گیا اور تبرکاً وتیمناً خطبہ حمد وثنا کتاب مذکور کا نقل کیا گیا ؎ صد شکر کہ از تشنگی غم رستم ٭ چون قطرہ بدریای کرم پیوستم ٭ بر کشتی توفیق ازل بنشستم ٭ وازز مزم قدس چہرہ ودل شستم ٭ حضرت مجیب الدعوات اس کتاب کو موجب کفارت سیات وباقیات صالحات فرمادے اور بروز جزاء عند الحساب ذریعہ مغفرت ونجات کرے آمین بحرمۃ سیدنا رحمۃ اللعالمین وشفیع المذنبین ؎ روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ ٭ من نیز حاضر میشوم تو صیف نعمان در بغل ٭ اللہم اجعلہ خالصا لوجہک الکریم وتقبل منی انک انت السمیع العلیم ٭ **پہلا باب** حضرت امام اعظم کے حالات پیدائش وتحقیق نام ونسب وکنیت وشروع اشتغال علم کے بیان مین معہ بیان جوابات سوالات مشکلہ دقیقہ معرکۃ الآراء کے مخفی نرہے کہ امام صاحب کے نسب وغیرہ کی تحقیق وتنقیح مین جو روایات واقوال اکابر علماء دین نے نقل کئے ہین وہ ایک بحث طویل وقیل وقال وسیع ہے لہذا اس امر کو ممل ومخل ناظرین سمجھکر خلاصہ تحقیق اکابر ثقات محدثین پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ علامہ بن حجر مکی لکھتے ہین کہ علماء رونے امام صاحب کے نسب مین اختلاف کیا ہے مگر بعد تحقیق وتنقیح قول اکثر ثقات محدثین کا جسکی تصحیح کی ہے محققین نے یہ ہے کہ امام صاحب عجم سے ہین اور اسی پر مبنی ہے وہ قول جو روایت کیا ہے خطیب نے عمر بن حماد سے کہ نعمان بیٹے ثابت کے اور وہ بیٹے زوطی کے اور وہ بیٹے

ماہ کے ہین اہل کابل سے - زوطی زار کے پیش سے مانند موسی کی آور زار کی فتح سے مانند
سلمی کے اور کابل ایک شہر ہی اقلیم متاخر ہند سے جبکہ مالک اور قابض ہوا اسپر بنو تیم اللہ بن
ثعلبہ اور زوطی اسلام لایہ تب اونسے انکو آزاد کیا اور ثابت پیدا ہوی اسلام پر یہ تواریخ ابن خلکان
مین مذکور ہوا کہ نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کابل کے لوگون مین سے ہین اور احمد بن
اسحاق کا قول ہی کہ زوطی غلام آزاد تھے بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے اور ثابت کے حق مین چند
اقوال مذکور ہوے ہین چنانچہ بعض کا یہ قول ہی کہ ثابت اہل انبار سے ہین بفتح الہمزہ زان بعد
اُنہون نے نقل مکان کیا طرف لنسا کی وہان امام صاحب پیدا ہوئے اور جب وہان مفسدہ ہوا
تو وہ بھی مقام چھوڑ دیا اور بعض کا یہ قول ہی کہ وہ ترمذ سے ہین ترمذ ایک شہر ہی کنارہ جیحون پر
اور ان روایات کے اختلاف کو کوئی مانع نہین ہی بانوجہہ کہ ممکن ہی کہ انکو بلاد مذکورہ مین قیام
کا اتفاق ہوا ہو پس ہر ایک راوی کو جو معلوم ہوا اونسے وہ ہی نقل کیا اور نیز روایت کیا خطیب
نے اسمعیل بن حماد سے کہ اُنہون نے کہا کہ ثابت بیٹے نعمان کے اور وہ بیٹے مرزبان کے
ہین احرار فرزندونسے اور قسم ہے اللہ کی ہمارے بزرگون سے کبھی کوئی غلام نہ تھا اور زمانہ
صغر سنی مین ثابت حضرت علی ع کی خدمت مین حاضر ہوی جناب مرتضی نے انکے اور اونکی اولاد کے
حق مین دعاء خیر فرمائی اور ہم اس دعا کی قبولیت کی امید رکھتے ہین اور اس روایت کو طحطاوی
نے بروایت خطیب تمام سند کے ساتھ نقل کیا ہی اور حضرت نعمان نے نوروز کے دن حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو فالودہ بھیجا آپنے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نوروز ہی صاحب درمختار لکھتے ہین کہ
یہ بات مقرر ثابت ہی کہ امام صاحب کے والد ماجد یعنی ثابت نے سیدنا علی مرتضی کو پایا اور اون کی
خدمت مین حاضر ہوی اور جناب مرتضی نے ثابت اور اونکی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا
فرمائی - تہذیب الکمال مین احمد بن عبد اللہ سے منقول ہوا کہ وہ کہتے ہے کہ مجھے کہا میرے
باپ شاذان مروزی نے کہ سنا مینے اسمعیل سے کہ وہ کہتے تھے مین بیٹا ہون حماد بن نعمان
بن ثابت بن مرزبان کا فارس کے احرار لوگون سے واللہ ہمارے بزرگون ہی کبھی غلام کوئی نہتھا
میرے دادا ثابت کو انکے باپ حضرت علی رض کے پاس لیگئے آخر روایت تک - اور معدان الیوقیت
مین اور چند اقوال مذکور ہوے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - اب معلوم کرنا چاہیئے کہ حضرت حماد

کی دونون بیٹون یعنے اسمٰعیل اور عمر مین دو باتون مین اختلاف واقع ہوا ہی اول یہہ کہ والد ثابت کے نعمان ہین یا زوطی اور دادا اونکے مرزبان ہین یا ماہ اور اس اختلاف کو علمانے یون رفع کیا ہی کہ محتمل ہی کہ ہر ایک کیواسطے دو نام ہون یا یہ کہ ایک نام ہو اور دوسرا لقب یعنی زوطی کے نعمان ہون اور معنے مرزبان کے ماہ۔ دوسرا اختلاف اونکار رقیت کے باب مین ہی اور اسکا علماء نے یہ جواب دیا ہی کہ جسنے ثابت کیا ہے رقیت کو اوسنے ارادہ کیا ہے جد کو یعنے مرزبان کو اور جسنے رقیت یعنے غلامی کی نفی کی ہی اوسنے ارادہ کیا ہی اب کو یعنے ثابت کو لیکن کہا والد اسمٰعیل مذکور نے کہ وہ موالی ہین اور قیدیان کابل سے وہ صرف ثابت ہین کہ خریدا اونکو ایک عورت نے بنی تیم سے اور پھر اوسنے اونکو ازاد کیا اور بعض نے کہا کہ وہ عربی ہین اسصورت مین زوطی اولاد یحییٰ بن زید بن اسد سے ہین اور نسخہ ابن راشد الانصاری مین وارد ہوا کہ یہ تحقیق ترجیح دی ہی ایک جماعت نے اصحاب مناقب مین سے اس باب مین اُس قول کو جسکا گذر چکا بیان اسمٰعیل اور عمر مذکورین کے روایت مین اسوجہ سے کہ وہ دونون اپنے جد کے حالات کے نسب سے زیادہ عارف اور واقف ہین صاحب جواہر مضیہ طبقات حنفیہ مین بضمن اس تحقیق کے بڑی تصحیح و تنقیح سی امام صاحب کے نسب شریف کا سلسلہ تا حضرت آدمؑ نقل کرتے ہین وہ تبرکاً تیمناً اس کتاب مین بھی لکھا جاتا ہی تاکہ سامعین و ناظرین مشتاقین اوس سے فیضیاب ہون اعلم انہ رحمہ اللہ تعالی

بیان سلسلہ نسب شریف حضرت امام صاحب

من ابناء فارس کما قال مولانا الشیخ عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ بن سالم ابی محمد بن ابی الوفا

القرشی فی الجواہر المضیہ طبقات الحنفیہ ان الامام الاعظم ابا حنیفۃ النعمان بن ثابت بن کاوس

بن ہرمز بن مرزبان بن بہرام بن ماہر گز بن ملجشر بن حبیسک بن ادربود بن ہرداس بن ہرام

بن مہر گز بن آرد دماد بن آزرخور بن برو فیروز بن سیدوش بن رشبان بن مشیکر بن گردبو بن

گردبو بن سیردار بن نادین بن سیدوش بن یزد بن تجت فود بن شادوان بن ہرمزدیار بن

غالستان بن دینار بن کمیار بن ودین بن سیدوش بن گردود بن ساسان الملک بن بابک الملک

بن مہرس الملک بن ساسان الملک بن بہمن بن اسفندیار الملک بن گشتاسب الملک بن لہراسب الملک بن کیخش

الملک بن کی یاستین الملک بن کیابود الملک بن کیقباد الملک بن داو الملک بن برجما الملک

بن مربان سوہ الملک بن منوچہر الکیان الملک ہو الفارس بن الیہود ابن یعقوب بن اسحاق

بن ابراہیم بن آذر وہو التارخ بن یاخور بن سروع بن راغو بن فالخ بن عابر وہو ہود النبیؑ بن
شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح النبیؑ بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن مارد بن مہلیل بن
قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ ہکذا رایت ہذا النسب من اولہ الی آخرہ بخط الحافظ ابی اسحق
ابراہیم الصرفینی انتہی اب معلوم کرنا چاہیئے کہ امام صاحب کی ولادت شریف کے باب مین اکثر اہل
تحقیق کا یہ قول ہے کہ آپ سنہ ۸۰ ہجری مین عبدالملک بن مروان کی خلافت مین کوفہ مین پیدا ہوئے
اور وہین آپنے نشو و نما پائی پس جو لوگ کہ بروایت شاذہ سنہ ۶۱ مین آپکی ولادت کے قایل ہوئے
ہین اونکا قول پایہ اعتبار سے ساقط ہے چنانچہ واقدی اور سمعانی نے بروایت صحیح امام ابو یوسف
سے اسی قول کو نقل کیا ہے انتہی اور باتفاق اہل حدیث و دیگر علماء دین نام مبارک امام صاحب
کا نعمان ہے اور اسمین ایک سر لطیف ہے وہ یہ ہے کہ اصل نعمان کی خون ہے وہ کہ بسبب اوسکے بدنکا
قیام ہے چنانچہ صاحب قاموس و علامہ بن حجر مکی یہی معنی لکھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ شقایق بوجہ
حمرت نعمان کیطرف مضاف کئے جاتے ہین اور اسیوجہ سے بعض اسطرف گئے ہین کہ وہ ہی
روح ہے بہر کیف اس صورت مین یہ معنی ہونگے کہ امام ابو حنیفہ کے وجود باجود سے علم فقہ کا
قیام ہوا اور علم دین کے مشکلات و دقایق کا انکشاف ہوا یا نعمان ایک نبات سرخ رنگ و
خوشبودار ہے تو یہ معنے ہونگے کہ امام صاحب کی ذات بابرکات کے کمالات کی خوشبو سے خانہ دین
اسلام معطر و معنبر ہوا اور اونکی معاش و شرائف علمی و عملی سے تمام آفاق نورانی ہوا یا نعمان بروزن
فعلان مشتق ہے نعمت سے تو یہ معنے ہونگے کہ امام صاحب کا وجود باجود مومنین کے لئے ایک نعمت
عظمے و عطیہ کبرے ہے خدا تعالی کی جناب سے واما بنعمۃ ربک فحدث اور کنیت آپکی ابو حنیفہ ہے
مونث حنیف کا بمعنی یکسوی پس مومن بھی امام صاحب کی تقلید و پیروی سے دین حق کیطرف
یکسو و مائل ہو جاتا ہے قولہ تعالے اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا اور بعض کہتے ہین کہ امام صاحب کی کنیت
ابو حنیفہ اسوجہ سے ہوئی کہ لغت عراق مین حنیفہ دوات کو کہتے ہین چونکہ امام صاحب کو اکثر اوقات
التزام دوات کا زیادہ رہتا تہا لہذا آپکی کنیت ابو حنیفہ قرار پائی اور بعض یہ وجہ بیان کرتے ہین
کہ امام صاحب کے ایک دختر تہین نام انکا حنیفہ تہا مگر یہہ قول علماء دین کے نزدیک پایہ اعتبار
سے ساقط ہے کیونکہ امام صاحب سے کبہی سوای حضرت حماد کے کوئی دوسری اولاد ذکر و مونث

سے نہین ثابت ہوئی - اور روایت کیا خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے بسند منقطع کہ آپنے فرمایا کہ نرکہی جاوے میرے بعد میری کنیت کسیکی ورنہ وہ مجنون ہوجاویگا کہا علماء دین نے کہ دیکہا ہمنے چند اشخاص کو کہ اونکی یہ کنیت رکہی گئی مگر وہ لوگ ضعیف العقل ہوگئے چنانچہ قریب تیس اشخاص کے ایسے گذرے کہ وہ اوائل حال مین علم وفضل مین مشہور وممتاز تھے مانند القالی ودینوری کے اور ان بعد اختلال عقل وفتور حواس مین مبتلا ہوگئے اور آپ سے پہلے بھی یہ کنیت کسیکی نہین ہوئی ہان کسی تابعین مجہول الحال کی ہوف بعض محققین اس مقام مین کمال تحقیق وتفتیش سے لکہتے ہین کہ جن حضرات کی کنیت ابوحنیفہ تھی ان اکابر کے یہ نام ہین [1] ابوحنیفہ احمد الصدق بن محمد النیشاپوری ذکرہ ابن النجار - [2] ابوحنیفہ جعفر بن احمد [3] ابوحنیفہ الخوارزمی قال الطحاوی سالت اباعمران حدثنا محمد بن شجاع حدثنا ابوحنیفہ الخوارزمی سالت اباحنیفہ عن الامام الخ - [4] ابوحنیفہ الخطیبی محمد بن عبید اللہ بن علی [5] ابوحنیفہ الدینوری احمد بن داود صاحب کتاب النبات احد العلماء المشہورین فی اللغۃ ولہ من المصنفات کتاب الفصاحۃ وکتاب القبلۃ وکتاب حساب الدور وکتاب الوصایا وکتاب الجبر والمقابلہ مات فی سنۃ ۲۸۲ھ - [6] ابوحنیفہ الزیلعی فقیہ فاضل یتوقد ذکاء کنی بذلک بکثرۃ نقلہ للرکوع وکان فصیحا علے انہ کان زیلعیا رجع الے البلاد قدیما اسمہ عبد الکریم - [7] ابوحنیفہ محمد بن یوسف - [8] ابوحنیفہ عبد المومن - [9] ابوحنیفہ الصغیر لقب بذلک محمد بن عبد اللہ ابوجعفر الہندوانی [10] ابوحنیفہ علی بن ابی نصر - [11] ابوحنیفہ الثانی عرف بذلک عبید اللہ بن ابراہیم بن عبد الملک - [12] ابوحنیفہ عرف بہ ابو الفتح محمد بن ابی حنیفہ - [13] ابوحنیفہ العقبی محمد بن ابی حنیفہ بن ماہان - [14] ابوحنیفہ قیس بن احرم - [15] ابوحنیفہ الاصغر بکر بن محمد بن علی بن الفضل - [16] ابوحنیفہ النعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد بن حیسوان احد الائمۃ الفضلاء - المشار الیہم ولہ تصانیف کثیرۃ منہا کتاب اختلاف اصول المذاہب ثم انتقل الی مذہب الامامیۃ وصنف کتبا کذا فی وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان - [17] ابوحنیفہ الامام الاعظم النعمان بن ثابت الکوفی لہ اربعۃ آلاف شیخ من التابعین ہذا ما وصل الیہ نظری ذکرتہم ہہنا تبرکا بہم وزیادۃ انکشافہم ہکذا فے النوادر المنیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ

بیان حلیہ شریف

وغیرہ امام ابویوسف رح فرماتے ہین کہ تھے امام صاحب میانہ قد آدمیون مین یعنی قد مبارک آپکا موزون تہا اور صورتمین نیکترین

بیان حلیہ شریف

آدمیو نمین سہی تھے اور گویائی مین نہایت فصیح و بلیغ تھے یعنی کلام آپکا حشو و زوائد سے پاک ہوتا تہا۔ اور مذاکرہ و بحث علمی مین حجت و براہین قایم اور وارد کرنے مین آپ کامل تھے بالخصوص اس باب مین آپکو ملکہ تمام و کمال حاصل تہا کہ جس چیز کا ثابت کرنا آپ کو مقصود ہوتا تہا اوسکو ایسے دلائل واضحہ و براہین قویہ سے پایہ ثبوت کو پہونچاتے تھے کہ کسیکو اوس بیان کی تردید کی قوت و قدرت نہین ہوتی تھی۔ اور آواز و لہجہ آپکا نہایت شیرین نغمہ خیز اور رقت انگیز تہا۔ اسجگہہ بعض اہل تحقیق لکہتے ہین کہ حضرت حماد کا یہ قول ہے کہ تھے امام صاحب دراز قد اسکے یہ معنی ہین کہ قریب تھے آپ طویل ہونیکے پس یہ قول پہلے قول کے منافی نہین ہے اسوجہ سے کہ کبھی ہوتا ہے باوجود میانہ قد ہونیکے اقرب طول کیطرف جیساکہ تفصیلی بیان اسکا شرح شمائل ترمذی مین مذکور ہے۔ اور گندم گون ہونا آپکے رنگ مین غالب تہا اور ظاہر ہے کہ اس رنگ مین ملاحت اکثر غالب ہوتی ہے اور یہ وصف موجب مزید حسن و جمال ہوتا ہے۔ اور جمیل حسن الوجہ اور مہیوب تھے یعنی چہرہ مبارک آپکا نورانی شان رحمانی تہا اور ایک طرح کی اوسمین ایسی ہیبت حق تھی کہ وہ لوگونپر متعدی ہوتی تھی۔ اور نہین کلام فرماتے تھے آپ زیادہ مگر اوسیقدر جو سائل کے جواب کے لئے کافی ہوتا تہا اور نہین غوض فرماتے تھے آپ لایعنی اور فضول باتون مین۔ اور لباس آپکا لطیف و نفیس ہوتا تہا جیساکہ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ تھے امام صاحب عمدہ لباس مین اور نیکتر بن صورت مین رضی اللہ عنہ وغفر لتابعیہ۔ بالجملہ زمانہ صغر سنی مین آپکا کوئی ایسا مربی و شفیق نہ تھا جو رہبری و رہنمائی کرتا کہ حضرات صحابہ کرام رض موجود ہین اوسوقت سے کچھ آپ علم دین حاصل فرماتے لہذا ابتدا حال مین چندروز آپ مشغول ہوگئے بیع و شرا مین کہ اس عرصہ مین بتوفیق حضرت سبحانی امام شعبی رح سے ملاقات ہوئی انہون نے امام صاحب کی قوت قدسیہ اور وسعت استعداد ظاہری و معنوی و بیداری باطنی کو جو بنظر بصیرت دیکھا تو متعجب ہوکر یہ فرمایا کہ اوایل عمر مین جسکا یہ فضل و کمال ہے انجام مین کیا کچھ جاہ و جلال ہوگا لہذا انہون نے آپکو علوم دینیہ کیطرف و مجالست و مصاحبت علما کی ترغیب دلائی چنانچہ آنکے اس صرف ہمت قلبی کا اور تعلیم ہدایت ظاہری و معنوی کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ امام صاحب نے بازار جانا ترک کیا اور بیع و شرا کے شغل کو چھوڑکر علم دین کیطرف توجہ فرمائی پس اولا آپ نے شروع کیا

علم کلام کو اور اوس مین غور و فکر کی چند روز مین اس علم مین یہ ملکہ تام و تبحر کامل حاصل کیا کہ
اکابر علماء کوفہ امام صاحب کو اونگلیون سے اشارہ کرتے تھے اور بوجہ کمال قوت قدسیہ و ذکاوت
و بصیرت فطری و حاضر جوابی اونکی کے کوئی بحث و مناظرہ آپ سے نہین کر سکتا تھا اسی
حالت پر ایک زمانہ آپ پر گذر گیا یہانتک کہ آپ بصرہ مین وارد ہوے تو اون ایام مین وہان کے
اکثر اہل علم فضل جو قریب تیس فریق کے تھے مسائل علم کلام مین اکثر اوقات باہم بحث و مناظرہ
کیا کرتے تھے اور اس علم کو اصول دین سے جانکر افضل و اشرف علوم سمجھتے تھے امام صاحب نے
اون سب جماعتونکو مذاکرہ و مناظرہ مین دلائل الزامی سے ساکت کیا اور انجام کار اُن سب نے
آپکے فضائل و شرائف معنوی و محامد و محاسن علمی و عملی کو منصفانہ نظر سے دیکھکر طوعاً و رغبتہً
صحبت و ملازمت آپکی اختیار کی اور تھوڑے دنومین علم کلام مین خاص و عام سے فائدہ تام حاصل
کیا بعد چندے بحسن توفیق خیر رفیق آپکے دل مین یہ القا ہوا کہ طریق جدل و بحث مین نقد
حیات ضائع کرنا خلاف عقل سلیم ہی حضرات صحابہ کرامؓ و اکابر تابعین باوجود حاصل ہونے اعلے
معارف و اقصی کمالات علوم دینی کے قیل و قال و جدل و نزاع ہمیشہ کو سخت مکروہ جانتے تھے
اور اپنے رفقا و تابعین کو اشتغال و مباحث نفسانی سے بتاکید بلیغ و زجر شدید ممانعت فرماتے
تھے لہذا اُنہون نے نہین صرف کیا اپنے انفاس مقدسہ کو مگر تعلیم احکام دینی و تلقین فرائض
ایمانی مین اس بنا پر آپنے طریق جدل و مناظرہ کو مطلقاً چھوڑ دیا اور علم فقہ کی مشغولی کو پسند
فرمایا۔ تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے اوائل حال مین بوجہ غلبہ حال و کمال
شہود و استغراق بحضرت ذی الجلال لباس صوف پہن لیا اور خلائق سے ترک صحبت و عزلت
اختیار کی یہانتک کہ ایک رات آپنے خواب مین دیکھا کہ استخوانہاے جسم اقدس اطہر حضرت
سید البشر صلعم کا لحد مبارک سے نکالتا ہون اور جمع کرکے ترتیب دیتا ہون۔ اور پھر دوسری بار
آپ مشرف ہوے زیارت سے کہ حضور ارشاد فرماتے ہین کہ اے ابو حنیفہ خدا تعالے نے تجکو
اسواسطے پیدا کیا ہے کہ تو میری سنت کو مشارق و مغارب مین ظاہر کرے اور انتظام احمدی
و احکام شریعت مصطفوی و ملت حنفی کو پھیلادے نہ اسلیئے کہ تو ترک و تجرد و عزلت اختیار
کرے جب سے آپنے علم دین کیطرف توجہ تام فرمائی اور علم فقہ کی مشغولی کو پسند فرمایا

اور علامہ ابن حجر مکی اس بابہ مین لکھتے ہین کہ ابتداء حال مین امام صاحب کا یہ عزم واثق ہوا کہ
مشغولی خلائق سے آپ مجتنب رہین و ترک و تجرد و تنہائی و عزلت اختیار کرین اور یہ عزم آپ کا
اس بناء پر تھا کہ تنہائی مین نفس کو خشوع و خضوع معنوی و فراغ قلبی تام حاصل ہونا اور ریاء و سمعہ
و عجب و کبر سے بری رہنا ممکن ہے و بصورت مشغولی خلائق و ہجوم طالبین و مستفیدین ضروری ہے کہ
نفس انواع حوادث مین مبتلا ہو کر حصول ترقیات سعادت معنوی و مدارج اعلے کمالات باطنی سے
ناکام رہیگا مگر جبکہ بارگاہ عالیجاہ حضرت رحمۃ اللعالمین سے خواب مین ارشاد ہوا کہ اے ابو حنیفہ
تجکو خداے تعالے نے عزلت و تنہائی کے لئے نہین پیدا کیا ہے بلکہ حکیم مطلق تجکو اسواسطے
عالم ظہور مین لایا ہے کہ تو خزاین الٰہیہ غیبیہ و دفائن شریعت مصطفویہ کو مساعی جمیلہ مشکورہ سے
نکالکر مستحقین مومنین پر بعد ربع تقسیم کرے یعنے مومنین تشنہ کامان عرب و عجم کو دریاء ناپیدا
کنار کمالات علمی سید العالمین اوتیت جوامع الکلم سے سیراب و کامیاب کرے اور مسائل عبادات
و معاملات کے دقایق و مشکلات اہل مشارق و مغارب پر سہل و آسان کرے اور صراط مستقیم دین
مصطفوی و طریق قویم شریعت محمدی کا تیرے چراغ اجتہاد کی روشنی سے خاص و عام پر واضح و
روشن ہو لہذا بتعمیل امر جلیل مصطفوی کے امام صاحب اصول و فروع دین محمدی کی ترتیب و تہذیب
مین مشغول ہوے اور علوم دینیات مین فکر بلیغ کرنی شروع کی یہانتک کہ بحمد اللہ تعالے تھوڑے
زمانہ مین شرق و غرب و عجم و عرب مین آپ مجموعہ کمالات علمیہ و گلدستہ محاسن و صفات جلیلہ و
و مسلم الثبوت کافہ انام و معتمد و مستند خاص و عام ہو گئے اور یہ ہجوم قبولیت و کثرت خیر و برکت
نتیجہ اوس دعا کا ہے کہ جو باب العلم مین سیدنا اسد اللہ الغالب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے امام صاحب
کے حق مین فرمائی تھی جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین — وما اشتغل بالدعوۃ اے بدعوۃ
الناس الی مذہبہ الا بالاشارۃ النبویۃ فی المنام لیدعوہم الی مذہبہ بعد ما قصد الانزواء
والاستخفاء عنہم تواضعا و احتقارا لنفسہ عن ان یجعل لہا حظا او یری منہا اولہا فعلا حسنا یستحق
ان یجعل دعایۃ الناس الی الاقتداء والعمل بہ فلما جاءہ الاذن ممن فوضت الیہ قسمۃ خزاین اللہ
تعالے علے مستحقیہا علم ان ذلک امر حتم لا بد منہ فدعی الناس الیہ حتے ظہر مذہبہ وانتشر وکثرت
اتباعہ وخذلت حسادہ وتقطع امرہ بہ شرقا وغربا وعجما وعربا ورزق حظا وافرا فی اتباعہ فقاموا بتحریر

فضائل علم فقہ

اصول مذہبہ وفروعہ وامعنوا النظر فی منقولہ ومعقولہ حتی صار بحمد اللہ محکم القواعد معدن الفوائد
ویوید ذلک ماحکاہ بعض اصحاب المناقب ان ثابتا والدہ اتی بہ وہو صغیر لعلی کرم اللہ وجہہ فدعی
لہ بالبرکۃ ولذریتہ فکان ما اوتیہ ابو حنیفۃ من برکۃ تلک الدعوۃ انتہی۔ اور روایت کیا خطیب
وغیرہ نے کہ جب ارادہ کیا امام صاحب نے مشغولی علم کا تو اولا آپنے علوم کی غایات کا تصور کیا
پس اونمین سے علم کلام کی غایت کو اس بنا پر قلیل وکوتاہ پایا کہ بصورت حصول کمال ومحتاج ہونے
لوگونکے اوسکی جانب صاحب اس علم کا نہین قادر ہوسکتا ہی جہر وبیباکی کے ساتھ گفتگو کرنے کا
ثانیا یہ کہ طعنہ کیا جاتا ہی اوسکی نسبت ہر برائی کا اور غایت علم ادب ونحو وقراءۃ یہ ہی کہ بیٹھنا جماعت
مین واسطے بیان مصادر ومشتقات وتحقیقات لفظی وتراکیب ودیگر حیثیات متعلقہ اونکے کے
براد تعلیم اونکے۔ اور علم حدیث کی تکمیل محتاج ہی عمر طویل کو اور شاید کہ صاحب اس علم کا طعنہ کیا جاوے
کذب اور سوء حفظ کے ساتھ پس ہوجاوے یہ امر اوسکے لئے عیب اور برائی دن قیامت تک لہذا
امام صاحب فرماتے ہین کہ انجام کار فکر بلیغ کی مینے علم فقہ مین تو نہ پایا مینے اوسمین کچھہ عیب اور
منکشف ہوگیا مضمون حق جیسہ کہ مومن کے جملہ امور معاش ومعاد کی تکمیل وتہذیب بدون حصول
علم فقہ نہین ہوسکتی۔ فی الحقیقت باتفاق علماء دین علم فقہ اشرف وافضل علوم ہی حدیث شریف
مین وارد ہوا کہ ایک فقیہہ متقی شیطان پر سخت زیادہ ہی ہزار عابد سے روایت کیا اسکو ترمذی نے
اور دوسری روایت مین یون وارد ہوا کہ ایک فقیہہ متقی ہزار زاہد دنپر بزرگ وعالیقدر ہوتا ہے۔
اس سے مراد یہ ہے کہ فقیہہ اُن زاہدون سے افضل ہی جو فقہ کو نہین جانتے ہین۔ صاحب درمختار
لکہتے ہین کہ جب فخر کرے صاحب علم کسی علم کے سبب سے تو فقہ کا علم مقدم تر اور اولی بالافتخار ہی
سو بہت سی خوشبوئین مہکتی ہین اور نہین مہکتی مشک کی مانند اور بہت سی چڑیان اڑتی ہین
اور نہین اوڑتی باز کی مانند یعنے فقہ اور علوم سے ایسا افضل ہی جیسے مشک اور خوشبوؤن سے
اور باز اور پرندون سے اور البتہ حقتعالے نے فقہ کی مدح فرمائی خیر کے ساتھ ومن یوت الحکمۃ
فقد اوتی خیرا کثیرا چنانچہ مفسرین مین سے ایک گروہ نے حکمت کو بعلم فروع تفسیر کیا ہے کہ
جو علم فقہ کا ہے اسواسطے کہ وہ سب مراتب عالیہ کیطرف ذریعہ ہوتا ہے اسی بنا پر فقہ بہ جمیع
انواع خود لوگونکو حاصلکرنا ضرور ہی چنانچہ طہارت اور نماز اور روزہ کا دریافت کرنا تو علے العموم

سب مومنین پر فرض ہی اور زکوۃ اور حج اور نکاح اور طلاق وعتاق وغیرذلک کا معلوم کرنا اوسپر
فرض ہی جو حاجتمند انکا ہو یعنے اگر مالدار ہے تو زکوۃ اور حج کے مسائل کا معلوم کرنا اوسپر فرض
ہے وعلے ہذا القیاس نکاح کرنے والا اور طلاق دینے والا ونیز محققین علماء دین لکھتے ہین
کہ فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن کے سیکھنے سے اور باقی قرآن سے مراد یہ ہی کہ زاید از
حاجت ہو۔ خلاصہ یہ کہ زاند از حاجت فقہ کا سیکھنا غیر کے نفع کے واسطے باقی قران کے سیکھنے
سے افضل ہی اسواسطے کہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہی۔ وجہ افضلیت کی یہ ہی
کہ اسوقت مین تعلم فقہ کا فرض کفایہ ہی اور قرآن کا تعلم سنت ہی اور فرض افضل ہی سنت سی
مگر یہ وجہ مسلم نہین اسواسطے کہ تمام قرآن کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہی۔ لہذا افضلیت کی یہہ
وجہ ہی کہ جمیع فقہ محتاج الیہ ہی بہ بناء اسکے کہ واقعات مستقبلہ لاتناہی کا حدوث ہوتا ہے
ہر باب مین بخلاف قرآن کے کہ اوسمین سے ایک آیت کا سیکھنا تو فرض ہی اور سورہ فاتحہ
اور تین آیتون کا سیکھنا واجب ہی کذا فے الطحطاوی۔ اور منجملہ فضائل کے وہ قول ہی
جو خلاصہ وغیرہا مین مذکور ہوا کہ نظر کرنا ہمارے اصحاب کی کتابونمین بدون سماع یعنی فقہ
کے کتابونکو مطالعہ کرنا بدون اس بات کے کہ اوستاد سے سنا ہو تہجد کی نماز سے افضل
ہی۔ ونیز صاحب درمختار اشباہ سے نقل کرتے ہین کہ ہر آدمی سواء انبیاء کرام کے نہین
جانتا ہی کہ اللہ تعالے کا کیا ارادہ ہی اسکے ساتھ دارین مین بوجہ اسکے کہ حقتعالے کا ارادہ
غیب ہی مگر فقیہہ اسکو جانتے ہین کیونکہ وہ جان گئے ہن حقتعالے کے ارادہ کو جو ادنکے ساتھ
ہے بدلیل اس حدیث شریف کے کہ جسکے ساتھ اللہ تعالے خیر کا ارادہ کرتا ہی اسکو دین مین فقیہ کرتا ہی یعنی امر دین مین
فہم سلیم عطا کرتا ہی اور بتحقیق فقہ حدیث کا ثمرہ ہی یعنے حدیث سے مستخرج ہے اور نہین
ہے فقیہہ کا ثواب محدث کے ثواب سے کمتر اسی بناء پر علماء دین لکھتے ہین کہ فقہ کی
غرض اور علت غائی سعادت دارین کی ظفر یابی ہی۔ بالجملہ اون ایام مین امام صاحب
کی خدمت مین ایک عورت آئی اور اوسنے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی
عورت منکوحہ کو طلاق سنی دینے کا ارادہ کرتا ہی تو وہ کیا کرے پس آپ نہ قادر ہوئے
اس مسئلہ کے جواب تفصیلی پر لہذا اوس عورت سے یہ فرمایا کہ اس مسئلہ کو حماد سے دریافت کر

اور وہ جو کچھ تجکو جواب دین وہ مجھسے بیان کر اوس عورت نے ایسا ہی کیا اوسدن سے امام صاحب نے
علم کلام چھوڑ دیا اور حضرت حماد کی صحبت اختیار کی کہ وہ اسوقت مین شیخ الاسلام اور شہر کوفہ
مین امام خاص و عام تھے پس جب تک کہ حضرت حماد تعلیم و تدریس طلبہ مین مصروف رہتے تھے
امام صاحب بھی اوس جلسہ مین حاضر رہتے تھے اور شیخ ممدوح کے جملہ مقولات وارشاد و
اشارات کو دل مین محفوظ رکھتے تھے اور جب کبھی حضرت حماد بطور امتحان کسی مسئلہ شرعی کا
جواب پوچھتے تو امام صاحب فوراً اوسکا جواب شافی دیتے بخلاف دیگر مستفیدین کے کہ وہ
جوابات مین اکثر خطا کیا کرتے تھے اسوجہ سے جماعت شیخ ممدوح مین امام صاحب ذکاوت
وبصیرت وحاضر جوابی مین بالاتفاق مستثنے وممتاز تھے ۔ امام صاحب کا یہ رشد واقبال صوری
اور وسعت واستعداد معنوی دیکھکر حضرت حماد جماعت اولے مین اپنے مواجہہ مین بٹھلانے
لگے اور دس برس تک آپکو اسیطرح علوم دینی کی تعلیم فرمائی ۔ زان بعد امام صاحب نے
اپنا خاص ایک جلسہ علمی بطور مدرسہ قرار دیا اور اوسمین طالبین کو تعلیم مسائل فقہیہ شروع کی کہ
اسی اثنا مین بتقریب تعزیت ایک عزیز کے آپکو ضرورت سفر کی پیش آئی لہذا بجای خود
ایک نائب اپنا مقرر کرکے دو ماہ کے لئے روانہ ہوئے ۔ اس سفر مین چند اشخاص نے
امام صاحب سے ساٹھ سوال کئے کہ وہ مسائل آپنے حضرت حماد سے نہین سُنے تھے آپنے
اون سب سوالات کے جواب دئیے اور بعد مراجعت وہ سب سوالات وجوابات شیخ ممدوح
کے روبرو پیش کئے پس چالیس مسئلونمین تو اتفاق ہوا اور بیس مسئلونکے جوابات مین اختلاف
ہوا تب آپنے بنظر احتیاط فرمایا کہ نہین چھوڑونگا مین حماد کو تا زمانہ وفات اوسکے جیساکہ ان
سب روایات کو ذکر کیا ہے علامہ حافظ ابن حجر مکی نے خیرات حسان مین ۔

بیان شروع جلوس حضرت امام ابوحنیفہ

بیان شروع جلوس امام ابوحنیفہ کا واسطے افتا وتدریس وتعلیم وہدایت خلائق کے ۔ مخفی نرہے
کہ جب حضرت حماد نے وفات پائی اور وہ تھے اپنے عہد مین شیخ العلما اور سردار کوفہ شیخ ممدوح
کے وجود باجود سے خاص وعام اہل کوفہ دولت دینی سے مالامال رہتے تھے اور فقرا و حاجتمند
اُنکے ایثار وخیر سے فارغ البال وخوشحال تھے بعد وفات اونکے اہل کوفہ کو ضرورت جانشین
رہنما وخلیفہ حقانی کی پیش آئی لہذا اولا بنظر استحقاق وصلاحیت اونکی بیٹے کو بجای اونکے قایم کیا

بیان خواب امام ابوحنیفہؒ

اور علماء کوفہ نے مسائل اختلافی فقہیہ مین بحث وتحقیق کرنی شروع کی مگر چونکہ خاصکر اونکو مسائل علم نحو وعلم کلام مین زیادہ تر معرفت ومہارت حاصل تھی اون اختلافات کے جواب دینے پر قادر نہوے تب بجای اونکے موسے بن کثیر قایم ہوی اہل کوفہ نے اونسے اس امر مین اصرار کیا کہ وہ اکابر علماء وقت سے ملاقات کرین اور مسایل فقہیہ کے اختلافات ومشکلات کو حل کرین کہ وہ اس درمیان مین سفر حج کو روانہ ہوگئے اور مسند خلافت شیخ ممدوح ہدایت وارشاد سے خالی ہوگئی چونکہ اون ایام مین امام ابوحنیفہ کے فضائل وکمالات علمی وعملی کا چرچا وشہرہ آویزہ گوش خاص وعام وزبان زد کافہ انام تہا مشاورت اہل کوفہ یہ امر قرار پایا کہ شیخ ممدوح کی مسند خلافت وارشاد کی لیاقت وعلوم دینی کی تعلیم وہدایت کی اہلیت بجز امام ابوحنیفہؒ اس عہد مین دوسرے کو نہین حاصل ہے لہذا سب اعیان واکابر وقت نے اس باب مین اصرار بلیغ کیا انجام کار آپنے اس امر خیر کے انکار مین وقوع اختلال فے الدین سمجھکر اہل کوفہ کی خواہش کو قبول کیا اور تعلیم وہدایت علوم دینیہ شروع کی - ونیز اس مقام مین مروی ہوا کہ بعد وفات حضرت حمادؒ کے امام صاحب کے مزید جاہ واقبال وشان افتاء وتدریس کی ترقی کا یہ امر باعث ہوا کہ آپنے خواب مین دیکھا کہ مینے رسول مقبول صلعم کی قبر شریف کہودی اور جسم اقدس کی عظام مبارک کو جمع کیا اور اونکو رکہا مینے اپنے سینہ پر - اور دوسری روایت مین یون مذکور ہوا کہ امام صاحب فرماتے ہین کہ قبر شریف سے عظام مبارک کو نکالکر بعض کو بعض کے ساتھ ترکیب دی مینے پس اس خواب کے دیکھنے سے آپکو فزع شدید اور قلق عظیم لاحق حال ہوا یہانتک کہ عزیز واقارب واقران وامثال آپکی عیادت کو آئے اور اپنے اس خواب کی تعبیر کے لیئے ابن سیرین خیر المعبرین کے پاس کسی شخص کو بھیجا اونہون کے اس خواب کی یہہ تعبیر دی کہ صاحب اس خواب کا احادیث نبویہ کو اور اونکے معانی ومطالب کو خلائق پر ایسا ظاہر کریگا کہ اس سے پہلے کسی نے نہین سبقت کی اور اوسکے وقت مین مسائل شرعی کا بسط وانبساط عظیم ہوگا اور ایسے مسائل مشکلہ ودقیقہ ورموز واشارات بلیغہ ظاہر کریگا جس سے اکابر علماء وقت کو تحیر واستعجاب پیدا ہوگا - اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ جب آپکے بعض اصحاب ورفقا نے آپکو دردناک زیادہ دیکھا اور بظاہر کوئی مرض نہ پایا تو انہون نے

بیان مسائل مشکلہ ودقیقہ معرکۃ الآرا

آپسے حقیقت حال دریافت کی تب آپنے اُن سے خواب مذکور بیان کیا اُنھون نے کہا کہ اسجگہہ
ابن سیرین موجود ہین ہم اس خواب کی تعبیر کے لیئے بلاتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین مین ہی
چلتا ہون چنانچہ خود امام صاحب نے جاکر اپنا خواب بیان کیا اُنھون نے یہ تعبیر دی کہ اگر یہ کہنا
تیرا سچا ہی تو البتہ تجکو اقامت سنت نبوی مین ایسا علم وسیع حاصل ہوگا کہ نہین سبقت کی ہوگی
تجھپر کسی نے اور استخراج واستنباط شرعی کے دخل وقدرت مین شان عظیم تجکو حاصل ہوگی غرضکہ
بعد ماموری بمنصب خلافت علمار کوفہ نے مسائل اختلافی عبادات ومعاملات کی تحقیق وبحث آپسے
شروع کی آپنے اونکے سب سوالات وشبہات واختلافات کی جواب شافی وکافی دیئے انجام کار جب
اہل کوفہ نے امام صاحب کے پاس ہر باب مین علم وسیع پایا اور صفات حسنہ حسن مواسات وصبر
حلم وزہد وتقوی کا مجموعہ آپکی ذات کو پایا تب تمامی خاص وعام اہل کوفہ نے امام صاحب کی ملازمت
ورفاقت کو بطیب خاطر اختیار کیا اور دیگر افراد وارباب کی صحبت کو چھوڑ دیا چند عرصہ مین امام صاحب کے
فیضان صحبت وتعلیم وارشاد کی خیر وبرکت سے ایک طبقہ اعلے کمالات علوم دینیہ سے فارغ ہوکر درجہ
اجتہاد ومنصب ارشاد پر کامیاب ہوا اور خلفا وطلبا۔ اسقدر بڑھ گئے کہ جامع مسجد کوفہ اُنسے معمور ہوگئی
اور سلسلہ ارشاد وشان اجلال واقبال کو یوماً فیوماً ترقی ہوتی گئی جسکا تفصیلی ذکر دیگر ابواب مین
مذکور ہوگا۔ ابن جُریج فرماتے ہین کہ جب مجکو امام صاحب کے فضائل وکمالات علمی وشدت ورع
وتقوے وصیانت نفس الدین کے حالات معلوم ہوے تو مجکو یقین کامل ہوا کہ اس شخص کو باب
علم مین شان عظیم حاصل ہوگی چنانچہ علامہ ابن حجر مکی امام صاحب کے علم وسیع کے باب مین
بعض مسائل مشکلہ دقیقہ معرکۃ الآراء وواقعات عجیبہ وغریبہ کو اپنی کتاب خیرات حسان مین نقل
کرتے ہین جو حضرات اکابر علمار دین کے سامنے پیش ہوئے اور اونکے جوابات سے قضاۃ
ومفتیین ومجتہدین وقت مجبور وساکت ہوے اور انجام کار اون مسائل کی دشواریان جو بطور رموز
واشارات بلکہ بمنزلہ چیستان تھین سراج الملۃ والدین سیدنا امام الآئمہ ابوحنیفہ کوفی نے بنحو معقول
وطریق مقبول حل فرمائین اور اونکو جملہ مجتہدین وقت واکابر علمار عہد نے بلا قیل وقال تسلیم کیا
اور مادام الحیات ثنار بلیغ مرحبا وجزاک اللہ سے امام صاحب کو یاد کیا اسجگہہ بنظر فائدہ خاص وعلم
ہدیہ ناظرین کیئے جاتے ہین۔ ایک شخص نے امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر سوال کیا کہ

کیا فتوے دیتے ہین آپ ایسے شخص کے باب مین جو نہین امید رکھتا اور نہ ڈرتا ہی دوزخ سے اور نہ خوف کرتا ہے اللہ سے اور کہاتا ہے میتہ کو اور صلوۃ پڑہتا ہی بے رکوع و سجدہ کے اور گواہی دیتا ہی اوسکی جو نہین دیکہتا ہی اور بغض رکہتا ہی حق سے اور دوست رکہتا ہی فتنہ کو اور بھاگتا ہی رحمت سے اور تصدیق کرتا ہی یہود و نصاری کی - یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ تو اوسکو جانتا ہی یا نہین اوسنے کہا کہ نہین مگر اسقدر جانتا ہون کہ نہین پاتا ہون مین کسی شے کو اوس شخص سے زیادہ شنیع و بد لہذا مینے آپ سے دریافت کیا آپ نے اصحاب حاضرین سے فرمایا کہ تم ایسے شخص کے حق مین کیا کہتے ہو سب نے کہا کہ وہ بدترین مردمان ہی کیونکہ یہ سب صفات کفر ہین - امام صاحب نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ وہ شخص اولیاء اللہ اور خاصان حق سے ہی اور مین تجکو ان سب باتون کی خبر دیتا ہون مگر تو روکنا اپنی زبان کو اس حال سے اوسنے اقرار کیا فرمایا کہ وہ شخص امید رکہتا ہی رب جنت سے اور خوف کرتا ہے رب نار سے اور نہین خوف کرتا وہ خدا تعالی سے جو کچہ اوسپر گذر جاوے اوسکے عدل و سلطنت مین اور کہاتا ہی میتہ مچھلی کو اور نماز جنازہ پڑہتا ہے یا صلوۃ نبی صلعم پہ اور گواہی دیتا ہی شہادتین پر بن دیکھے اور بغض رکہتا ہے حق سے کہ وہ موت ہے تاکہ عبادت و طاعت کرے حیات مین اور دوست رکہتا ہے فتنہ کو یعنے مال اور ولد کو انما اموالکم واولادکم فتنۃ اور رحمت مینہ ہے اور تصدیق کرتا ہی یہود و نصارے کی اونکے قول مین لیست النصارے علے شئ اور قول نصارے کا لیست الیہود علے شئ پس کھڑا ہوا وہ شخص اور بوسہ دیا امام صاحب کے سر مبارک کا اور کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ تحقیق تو حق پر ہی

۲ جب کہ امام ابو یوسف بیمار ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو اپنا مثل و نظیر نہ چھوڑیگا روے زمین پر جب خدا تعالے نے اسکو صحت عطا فرمائی تو اس صحت کے شکریہ مین امام ابو یوسف نے ایک مجلس فقہ کی منعقد کی اکابر اہل کوفہ اوس محفل مین حاضر ہوے جب یہ خبر پہونچی امام صاحب کو تو آپنے اپنے رفقا مین سے ایک شخص سے کہا کہ تو جا مجلس یعقوب مین یعنے مجلس امام ابو یوسف مین اور اس سے جا کر یہ مسئلہ پوچھ کہ کیا کہتا ہے تو اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے کپڑا دیا دہوبی کو واسطے دہونے کے دو درمون کی اجرت پر پھر طلب کیا اوسنے اپنے کپڑے کو دہوبی سے اوسنے انکار کیا پھر جب اوسنے دوبارہ تقاضا کیا تو اوسنے وہ کپڑا دہلا ہوا دیا

تو اوس دہوبی کے لئے اجرت ہی یا نہین اسکے جواب مین اگر یوسف لفظ نعم کہے تو کہنا کہ خطا کی تو نے اور اگر کہے وہ جواب مین لا تو پہر کہدینا کہ خطا کی تو نے چنانچہ اوس شخص نے جاکر یہہ مسئلہ امام ابو یوسف سے پوچہا اونہون نے جوابدیا کہ اوسکے لئے اجرت ہی اوس شخص نے کہا کہ خطا کی تو نے لہذا تہوڑی دیر اوسمین غور و فکر کرکے کہا کہ نہین پہر اوس شخص نے کہا کہ خطا کی تو نے یہ سنکر امام ابو یوسف اوسیوقت کھڑے ہوگئے اور امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے دیکہکر فرمایا کہ نہین لایا تجکو مگر مسئلہ قصار کا کہا کہ ہان تب امام صاحب نے فرمایا سبحان اللہ جو شخص بیٹھے اسلئے کہ فتوی دے لوگونکو اور منعقد کرے اپنے نفس کے لئے مجلس تاکہ بیان کرے مسائل دینی کو اور مرتبہ اوسکا یہ ہو کہ مسائل اجارات مین سے ایک مسئلہ کا پورا جواب نہ دے سکے۔ امام ابو یوسف نے عرض کیا اسیواسطے حاضر ہوا ہون کہ آپ مجکو تعلیم فرماوین امام صاحب نے فرمایا کہ اگر ہے دہونا اوس کپڑے کا بعد اسکے کہ غصب کرلیا ہی اوس دہوبی نے اوس کپڑے کو تو اوسکے لئے اجرت نہین ہی بوجہ اسکے کہ اوس دہوبی نے اپنے نفس کے لئے دہویا ہی۔ اور اگر دہونا اوسکا غصب کرنیکے پہلے ہی تو اجرت واسطے اوسکے ہی اسوجہ سے کہ اوسنے دہویا ہی واسطے مالک کے۔ ۳ - ایک شخص کے دو لڑکیان تہین اور اونکا جنسے نکاح ہوا وہ دو بھائی تھے صبحکو تقریب ولیمہ کی محفل مین علماء کوفہ جمع تھے اور امام صاحب بھی اوسمین موجود تھے جب حاضرین کہانے پر بیٹھے دفعتہً عورتون مین غل و شور ہوا اور صاحب خانہ یہ کہتا ہوا گھر سے باہر نکلا کہ پہونچا مین مصیبت عظیم کو وہ یہ کہ غلطی سے شب زفاف مین ہر ایک دولہہ کی دولہن دوسرے کے پاس پہونچگئی اور ہر ایک نے اپنی بیوی منکوحہ سمجہکر اوس سے وطی کی۔ سفیان ثوری نے سنکر کہا کہ اسمین کچہہ خوف نہین جیسا کہ بعینہ اس مسئلہ مین حکم کیا سیدنا علی مرتضے رض نے کہ ہر ایک مرد پر وہ مہر ہے جس عورت کے ساتھ ہم صحبت ہوا ہی۔ اور ہر ایک کی عورت بدلدی جاوے حاضرین نے سنکر اس حکم کو پسند کیا مگر امام صاحب خاموش رہے کہ اس اثنا مین مسعر بن کدام نے امام صاحب سے پوچہا کہ آپ اس مسئلہ مین کیا فتوے دیتے ہین سفیان ثوری نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ اس مسئلہ مین امام صاحب میری خلاف نہ کہینگے آپنے فرمایا کہ وہ دونون مرد میرے پاس حاضر کرو جب وہ آئے تو آپنے ہر ایک سے دریافت کیا کہ تجکو وہ بی بی پسند ہی جسکے ساتھ تو نے صحبت کی ہی ہر ایک نے اپنی رضامندی ظاہر کی

تب آپنے ہر ایک کو یہ حکمدیا کہ اب تم دونوں یہ کہو کہ فلان عورت جو میرے بہائی پاس ہی اوسکو مینے طلاق دی جب وہ دونوں طلاق دیچکے تو پھر آپنے یہ فرمایا کہ اب تم دونوں نے جس جس عورت کے ساتھ کہ وطی کی ہی اُس سے نکاح کرلو اور تجدید مجلس نکاح کا حکمدیا کیونکہ یہ مسئلہ شرعی ہی کہ جب شوہر قبل خلوت کے طلاق دے تو عدت نہین لازم آتی اور شبہہ سے جو مدخولہ ہوا اسکے ساتھ عین عدت مین نکاح اور صحبت درست ہی امام صاحب کے اس فتوی کو سنکر حاضرین محفل متعجب ہوی یہانتک کہ امام مسعر بن کدام کھڑے ہوئے اور امام صاحب کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور یہ کہا کہ لوگ مجکو امام ابوحنیفہ ؒ کے اتباع مین طعن وملامت کرتے ہین اور حال یہ ہی کہ امام صاحب کی بصیرت وتبحر وتفقہ فی الدین کی یہ شان عظیم ہی کہ سفیان ثوری ؒ اس حکم کو سن رہا ہی اور خاموش ہی کچھ قیل وقال نہین کرتا ہی۔ اور فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہوا کہ یہ فتوی سنکر سفیان ثوری نے پوچھا کہ آپنے کس بناپر یہ حکم کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اس کارروائی سے باہم ان دونوں کی دوستی ومحبت قایم رہیگی خصومت وعداوت نہوگی والا اگر عدت تک انتظار کیا جاتا تو ہر ایک کے دل مین یہ خیال رہتا کہ اسنے میری عورت منکوحہ کے ساتھ صحبت کی ہی اور اس بناپر مبادا کوئی اپنی عورت کو طلاق دیدیتا حاضرین مجلس امام صاحب کی کمال بصیرت وذکاوت سے متحیر و متعجب ہوے اور کسینے قیل وقال نہین کی فاعتبروا یا اولی الابصار علامہ ابن حجر اس مقام مین لکھتے ہین کہ مسئلہ مذکورہ مین امام صاحب نے جو فتوی دیا ہی وہ حضرت سفیان ثوری ؒ کے قول کے خلاف نہین ہی بلکہ بتصریح صدر دونوں قول حق ہین صرف اسمین اتنی بات ہے کہ بعض اوقات حضرت سفیان ثوری کے قول کی تعمیل مین یعنے کارروائی تبدیلی زوجات کی حالت مین مخاصمت ومنازعت باہم ہر دو شوہر متصور ہی بوجہ اسکے کہ ہر ایک مرد نے جس عورت کے ساتھ صحبت کرلی ہی وہ شخص اوس عورت کے محاسن سے مطلع ہوکر خاصکر اوس عورت کے ساتھ اوسکو ایکطرحکا تعلق پیدا ہوگیا ہی کہ وہ بصورت تفرقہ وعلحدگی کے تڑپیگا اور یہہ امر لامحالہ باعث نفاق وخصومت باہمی ہوگا لہذا باقتضاء حکمت ظاہرہ بنابر رفع نزاع واختلاف زمان آیندہ حقتعالے نے امام صاحب کے دلمین مصلحت جلیلہ مصرحہ صدر الیسی القا فرمائی جس مین مصالحہ باہمی ورفع نزاع دائمی ظہور پذیر ہو چنانچہ اسی مصلحت عظیمہ پر نظر فرماکر حضرت

سفیان ثوری وغیرہ اکابر علماء دین جو اوس محفل مین موجود تھے کسینے امام صاحب کے اس فتوی
پراعتراض ونقض وانکار نہین کیا۔ ۴ - منقول ہوا کہ ایک شخص سید ہاشمی تھا اوسکے بیٹے نے
انتقال کیا اوسکے جنازہ کے ساتھ مین اکابر اہل کوفہ وعلماء وقت موجود تھے اونمین امام صاحب بھی
حاضر تھے کہ یکایک اوس جماعت مین اوس متوفی کی مان موںھ اور سر کھولے ہوئے نکل آئی اور حالت
شدت وجد وکرب وجوش حزن وقلق مین اوسنے اپنا کپڑا اوس جنازہ پر ڈالدیا یہ حال دیکھکر اوسکے شوہر
نے قسم کھائی طلاق کی تاکہ وہ چلی جاوے وہان سے اور اوس عورت نے قسم کھائی اپنے غلامونکی
آزادگی کی کہ نہ جاؤنگی مین یہان سے یہانتک کہ نماز جنازہ اوسکی ہوجاوے۔ یہ کلمات سنکر سب
حاضرین وہان ٹھہر گئے اور کسینے اس معاملہ مین گفتگو نہین کی کہ اس حالت مین متوفی کے والد
نے امام صاحب سے فتوے پوچھا آپنے بنظر احتیاط دوبارہ زوج اور زوجہ دونونکا بیان حلف
سنکر حکمدیا متوفی کے باپ کو نماز جنازہ پڑہنے کا پھر حکمدیا اوس عورت کو وہان سے لوٹ جانیکا
اوسوقت ابن شبرمہ نے امام صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ عاجز ہوگئین عورتین یہ کہ جنین مثل
تیری حق یہ ہی کہ تجہیز علم دین مین کسیطرح کی کلفت ومشقت نہین ہی یعنے حقتعالے نے علم دین
تجہیز سہل وآسان کردیا۔ ۵ - منقول ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ مین اپنی
دیوار مین کھڑکی کھولا چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ کھول لے جہان تو چاہے اور ہمسایہ کو نہ خبر کر جب
اوسنے کھڑکی کھولنی چاہی تو ہمسایہ نے اوسکو منع کیا اور ابن ابی لیلی قاضی کوفہ کے پاس جاکر
اوسکی شکایت کی صاحب دیوار نے ممانعت ہمسایہ کا حال امام صاحب سے بیانکیا آپنے فرمایا
کہ تو اپنی دیوار مین دروازہ کھول لے جب اوسنے دروازہ کھولنا چاہا تو بوجہ استغاثہ کرنے ہمسایہ
کے پھر ابن ابی لیلے نے اوسکو دروازہ کھولنے سے روکا اوسنے پھر آکر امام صاحب سے حال بیانکیا
آپنے فرمایا کہ تیری دیوار کی قیمت کتنی ہی اوسنے کہا کہ تین دینار فرمایا کہ تو گرادے اوس دیوار کو
تین دینار مین تجکو دونگا جب اوسنے دیوار گرانا چاہا ہمسایہ نے پھر قاضی مذکور سے اوسکی شکایت
کی قاضی نے کہا کہ مالک اپنی دیوار گرانا چاہتا ہی اور تو خواہش کرتا ہی مجہسے کہ مین اوسکو روکدون
اور صاحب دیوار سے کہا کہ تو جاکر گرادے اپنی دیوار اور جیسا چاہے تصرف کر اوسمین تب لاچار
ہوکر ہمسایہ نے کہا کہ کھولنا کھڑکی کا مجہپر آسان ہی یہ سنکر قاضی نے اوس سے کہا کہ تسن

صاحب دیوار جاتا ہی اوس شخص کے پاس جو میری خطا سے اطلاع دیتا ہی تو اب مین کیا کرون اس حالت مین کہ میری خطا و غلطی ظاہر ہو گئی ۶ - منقول ہوا کہ سوال کیا عبد اللہ بن مبارک رح نے امام صاحب سے یہ مسئلہ کہ ایک شخص کے دو درم تھے اور دوسرے کا ایک درم اور وہ تینون مخلوط ہو گئے پھر اون تین مین سے دو جاتے رہے غیر معلوم اس صورت مین آپ کیا فتوے دیتے ہین امام صاحب نے فرمایا کہ جو درم باقی رہا ہی وہ اون دونون شریکون مین اثلاثا تقسیم کیا جاویگا یعنے دو ثلث دو درم والیکو اور ایک ثلث ایک درم والیکو - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ پھر مین ملا ابن شبرمہ سے اور مینے اونسے یہ مسئلہ پوچھا اونہون نے کہا کہ تونے کسی سے یہ مسئلہ پوچھا ہی ابن مبارک رح نے کہا مینے یہ مسئلہ امام صاحب سے پوچھا تہا اونہون نے اثلاثا تقسیم کرنیکا حکم فرمایا ہی - ابن شبرمہ نے کہا کہ خطا کی اونے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ دو درم جو ضائع ہو گئے اون دو مین اوس دو والیکا ایک درم کا جانا تو یقینی ہے اور دوسرے گم شدہ مین شک ہی اسکا کہ وہ دو والیکا تہا یا ایک والے کا اور یہ ایک درم جو باقی رہا ہی وہ کل اون تین مین کا ہی لہذا یہ درم باقی دونون شریکون کے درمیان بالمناصفہ تقسیم کیا جاویگا - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مینے یہ جواب سنکر کہا کہ اچھا کہا تونے اور پھر مین ملا امام صاحب سے اور وہ ایسا شخص تھا کہ اگر اوسکی عقل نصف اہل زمین کی عقل کے ساتھ فقہ مین وزن کیجاوے تو اوسکی عقل غالب ہو آپنے مجھے فرمایا کہ تو ملا ابن شبرمہ سے اور اوسنے ایسا کہا ہی کہ دو درم والیکا ایک درم تو یقینی گیا ہی لہذا ایک درم جو باقی ہی وہ دونون مین بالمناصفہ تقسیم کیا جاویگا مینے کہا کہ ہان یہی کہا ہی آپنے فرمایا کہ غور کر اسمین کہ جب تین درم باہم مخلوط ہو گئے تو واجب ہو گئی شرکت دونون شریکون مین یعنے دو درم اور ایک درم والے مین پس ایک درم والے کے لئے ثلث ہر درم کا ہوا اور صاحب دو درم کے لئے دو ثلث ہر درم کے ہوے لہذا دونون شریکون مین حصہ کا اندازہ لحاظ کر کے تقسیم ہوگا یعنے دو والے کو دو ثلث اور ایک والیکو ایک ثلث دیا جاویگا - تنبیہ - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ امام صاحب کا قول مصرحہ صدر اوس شخص کے نزدیک ظاہر ہی جو تسلیم کرتا ہی اس امر کو کہ اختلاط بصورت عدم تمیز مقتضے شرکت کو ہی اور ابن شبرمہ کے قول کی وجہ اوس شخص کے نزدیک ظاہر ہی جو اس صورت مین نہین

دیکھتا ہی شرکت کو اور وجہ اسکی یہ ہی کہ دو درمون گم شدہ مین سی ایک درم کا جانا مخصوص دو
درمون والیکے ساتھ یقینی ہی یعنے اوسکا ایک درم یقینی گیا ہی۔ اور دوسرا درم گمشدہ درم مشتبہ
ہی دونون مین پس اب یہ جو ایک درم باقی رہا ہی وہ واسطے ہر ایک شریک کے ہی یعنے احتمال
رکھتا ہی دونون شریکون کی نسبت کہ دو والے کا ہی یا ایک والے کا اور کوئی امر ترجیح دینے والا
نہین ہی لہذا درم باقی تقسیم کیا جاویگا دونون شریکون مین بالمناصفہ۔ ۷۔ منقول ہوا کہ امام صاحب
کے ہمسایہ مین ایک جوان تہا اوسنے اپنے نکاح کے باب مین آپسے مشورہ کیا کہ مین نکاح کیا چاہتا
ہون فلان قوم مین سے اور وہ مجھسے طلب کرتے ہین دین مہر میری وسعت اور حیثیت سے زیادہ
آپنے فرمایا کہ نکاح کرلے بعد استخارہ کے غرض اوسنے نکاح کرلیا اور عورت منکوحہ کی رخصت کا خواہان
ہوا اوس عورت کے عزیزون نے کہا کہ ہم نہین رخصت کرینگے تاوقتیکہ تو پورا دین مہر ادا نکردے
وہ شخص امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض حال کیا فرمایا کہ تو حیلہ کر یعنے قرض لیکر دین
مہر ادا کردے چنانچہ جب اوسنے قرض لیکر دین مہر ادا کیا اور داخل ہوا اپنی عورت پاس تب امام
صاحب نے اوس سے فرمایا کہ اب نہین ہی تجہپر کچہہ حرج و برائی اسمین کہ ظاہر کرے تو اپنی جانیکو
دور دراز مقام پر اوسنے ایسا ہی کیا یہ سنکر اوس عورت کے عزیز و اقارب پر یہہ امر نہایت شاق
گذرا اور وہ سب امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر اوسکی شکایت کرنے لگے اور فتوی پوچھنے
لگے آپنے فرمایا کہ اب اوس شخص کو اختیار ہے کہ وہ لیجاوے اپنی منکوحہ کو جہان چاہے کہنے
لگے کہ نہین ممکن ہی یہ کہ چھوڑ دین ہم اوس عورت کو تنہا ہم سب اوسکے ساتھ نکلینگے امام صاحبنے
فرمایا کہ راضی کرو مرد کو واپسی اوس شے کے ساتھ جو تمنے اوس سے لیا ہی وہ سب راضی ہوگئے
تب آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ یہ لوگ راضی ہین واپسی پر جو تو نے مہر مین دیا ہی اور باقی
سے تجکو بری کردینگے اوسنے کہا کہ مین اس سے زیادہ چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ اب جو بات
تجکو پسند ہو وہ اختیار کر ورنہ اقرار کر چکا ہی تو ایک شخص کے ساتھ ادائے قرض کا پس نہین ممکن
ہوگا تجکو سفر بغیر ادائے اوسکے یہہ سنکر اوس مرد نے کہا الحمد للہ یہ لوگ نہ سنین اس بات کو کہ وہ
مجکو کچہہ نہ دینگے۔ ۸۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کی خدمت مین ایک عورت آئی اور آنے
کہا کہ یا حضرت میرے بہائی نے وفات پائی اور اوسنے چہہ سو دینار چھوڑے مجکو ایک دینار پہنچا

آپنے فرمایا کہ تیرے فرائض کو کسے تقسیم کیا ہی اوسنے کہا کہ حضرت داؤد طائیؒ نے فرمایا کہ تیرا حصہ ایک ہی دینار ہوتا ہی کیا نہین چھوڑی تیرے بہائی نے یہ وارث دو دختر و مادر و زوجہ و بارہ بہای بہنین اوسنے کہا کہ ہان یہی وارث چہوڑے ہین فرمایا کہ اس صورت مین تیرا حصہ ایک ہی دینار ہوگا۔ **۹**۔ منقول ہوا کہ ایک دن امام صاحب ابن ابی لیلے قاضی کوفہ کی مجلس مین آئے قاضی موصوف نے اہل مقدمات کو حاضر ہونیکا حکمدیا تاکہ دکھلاوے وہ امام صاحب کو اپنے منصب قضا کے نفاذ احکام کی شان پس دعوے کیا دار القضا مین ایک شخص نے کہ فلان شخص نے مجکو کہا یا ابن الزانیہ قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ تو اس دعوے کا کیا جواب دیتا ہی یہہ سنکر امام صاحب نے قاضی سے کہا کہ ابھی کیون اس سے جواب پوچھتا ہی کیونکہ اصل مین یہ شخص مدعی نہین ہی بلکہ حقیقت مین اسکی مان کو حق دعوے پہونچتا ہی کیا تجکو اسکی مان کیجانب سے ثبوت وکالت ہوچکا ہی قاضی نے کہا کہ نہین امام صاحب نے فرمایا کہ دریافت کر اس سے کہ مان اسکی زندہ ہی یا مر گئی ہی قاضی نے اوس سے پوچھا اوسنے کہا کہ وہ مرگئی ہی آپنے فرمایا کہ اسکا ثبوت کیا ہی اوسنے پیش کیا۔ پھر سوال کیا قاضی نے مدعا علیہ سے امام صاحب نے فرمایا کہ اب پھر سوال کر مدعی سے کہ اوسکی مان کا وارث سوای اس مدعی کے دوسرا ہی یا نہین اوسنے کہا کہ سوای میرے کوئی وارث نہین ہی فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا۔ پھر قاضی نے مدعا علیہ سے سوال کیا۔ آپنے قاضی سے فرمایا کہ اب پہر سوال کر مدعی سے کہ مان اوسکی حرہ ہی یا لونڈی ہی اوسنے کہا کہ حرہ ہے فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا۔ پہر سوال کیا قاضی نے مدعا علیہ سے آپنے فرمایا کہ پہر پوچھ مدعی سے کہ مان اوسکی مسلمہ ہے یا ذمیہ اوسنے کہا کہ مسلمہ ہی فرمایا کہ اسکا ثبوت اوسنے پیش کیا تب امام صاحب نے فرمایا کہ اب تیرے حکم کو گنجایش ہی **ف** غور کرنیکا مقام ہی کہ عدالت و حق شناسی کا کیا مقام نازک و باریک ہی کہ ابن ابی لیلے جیسے قاضی کہ اوس عہد مین مشاہیر جلیل القدر علما مین سے شمار کئے جاتے تھے اور عہدۂ قضاۃ شہر کوفہ پر مامور تھے مگر امام صاحب نے ایک مقدمہ کی فیصلہ مین انکو پریشان و حیران کر دیا اور انجام کار ہر ایک امر مین اپنی نارسائی فکر و غلطی فہم کا خاص محکمہ قضا مین اقرار کیا پس یہ معنی ہین اس حدیث کی من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر السکین۔ یہ شان

عظیم اور دولت خداداد امام الائمہ سیدنا امام ابوحنیفہ کو ہی حاصل تھی کہ جملہ آئمہ دین وتمامی اکابر مجتہدین اونکے احکام اجتہادی پر اجماع کرتے تھے اور آپکے قول کو بلا قیل وقال مسلم الثبوت سمجھتے تھے۔ ۱۰ منقول ہوا کہ جب حضرت قتادہ کوفہ مین داخل ہوئے تو اُنہون نے حاضرین سے کہا کہ نہین سوال کریگا مجھسے کوئی مسئلہ حلال وحرام کا مگر کہ مین جواب دونگا اوسکا۔ یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ کیا حکم دیتا ہی تو اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص غائب ہوگیا اپنے اہل سے کئی سال اور زمان بعد اوسکی خبر وفات پہونچی پس بوجہ گمان اوسکی وفات کے اُس عورت نے اپنا نکاح کرلیا اور اس عرصہ مین شوہر ثانی سے ایک بچہ پیدا ہوگیا پہر آگیا پہلا شوہر پس انکار کیا شوہر اول نے اوس بچہ کا اور دعوی کیا شوہر ثانی نے اسصورت مین آیا ہر واحد ان دونون کیجانب سے عورت کی نسبت قذف ثابت کریگا یا جو منکر ولد کا اوسیکی جانب سے سمجھا جائیگا اور پہر یہ فرمایا کہ اگر کہیگا تو نے اس مسئلہ مین اپنی رائے سے تو البتہ خطا کریگا اور اگر کہیگا تو کوئی حدیث تو البتہ خلاف کہیگا یہ سنکر قتادہ نے کہا کہ کیا یہ مسئلہ پیش آیا ہی امام صاحب نے فرمایا کہ نہین قتادہ نے کہا کہ پہر کیون سوال کرتا ہی اوس حالت سے جو غیر موجود ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ علما مستعد ہین واسطے بلا کے اور بچتے ہین اوس بلا سے قبل نازل ہونے اوسکے کے تاکہ پہچان لین وہ دخول بلا اور خروج بلا دونونکو یہہ سنکر قتادہ نے کہا کہ چہوڑو اس مسئلہ کو اور مجھسے کسی آیت کی تفسیر پوچھو۔ امام صاحب نے پوچھا وہ کون ہی جسکی نسبت حقتعالے نے فرمایا الذی عندہ علم من الکتاب قتادہ نے کہا کہ وہ آصف بن برخیا ہی کاتب حضرت سلیمان کا اور وہ جانتا تہا اسم اعظم کو امام صاحب نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہین قتادہ نے کہا کہ نہین آپنے فرمایا کیا یہ بات جائز ہے کہ کسی نبی کے عہد مین اوس نبی سے زیادہ کوئی عالم ہو قتادہ نے کہا کہ نہین قسم ہی اللہ کی مین تمسے نہین کلام کرونگا تفسیر مین سوال کرو مجھسے وہ کہ جسمین علما نے اختلاف کیا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تو مومن ہی قتادہ نے کہا کہ امید رکہتا ہون مین امام صاحب نے کہا کہ یہ کیون کہا لقولہ تعالے والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کہا یون کیون نہ کہا جیسا کہ ابراہیم نے کہا جبکہ اونسے کہا گیا اولم تؤمن قال بلے ولکن لیطمئن قلبی یہ سنکر قتادہ غضبناک ہوکر کہڑے ہوگئے اور قسم کہائی

اسکی کہ نہین کلام کرونگا مین ان سے ۔ ۱۱۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے
کہا کہ مختل الحواس تھی اسکے جواب مین اوسنے کہا کہ یا ابن الزانیین اوس مرد نے ابن ابی لیلے
قاضی کوفہ کے اجلاس مین اپنا دعوی پیش کیا قاضی نے اوس عورت پر دو حدین جاری کین
مسجد مین حالت قیام مین ۔ یہ حال سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ قاضی نے اس حکم مین خطا کی
چھہ وجہون سے ۔ اول یہ کہ قایم کی حد مجنونہ پر ۔ دوسرے یہہ کہ مسجد مین جاری کین تیسری
یہ کہ مارنا عورت کا حالت قیام مین حال یہ کہ عورت پر حد جاری کیجاتی ہی بٹھا کر ۔ چوتھے یہہ کہ
جاری کرنا دو حدونکا اور قذف کلمہ واحدہ کے ساتھ ہے حالانکہ اگر قذف کیا جاوے ایک قوم
پر کلمہ واحدہ کے ساتھ تو نہین لازم آتی ہی مگر ایک حد ۔ پانچوین یہ کہ حق استغاثہ حاصل تھا
واسطے مان باپ کے اور وہ دونون غیر حاضر ہین ۔ چھٹے یہ کہ جاری کرنا حد ثانی کا پہلے اچھی
ہو جانے حد اول سے ۔ غرض جب اسکی شکایت پہونچی امیر کوفہ پاس تو روکا گیا قاضی فتوے
دینے سے ۔ ۱۲۔ مروی ہوا کہ عیسے بن موسے امیر کوفہ کے چند سائل تھے کہ وہ سوال کیے
گئے امام صاحب سے آپنے اونکے ایسے جواب دیئے جو عیسے نے پسند کیئے اور امام صاحب کو
بلا کر اپنی مجلس مین بٹھایا اوسوقت ضحاک نے امام صاحب سے کہا کہ توبہ کر تو اس سے کہ تونے
دو حکم جائز رکھے امام صاحب نے فرمایا کہ کیا تو مناظرہ کرتا ہی میرے ساتھ ضحاک نے کہا کہ ہان
آپنے فرمایا کہ اگر میری اور تیری گفتگو مین کسی قسم کا اختلاف پیش آویگا تو کون ہی حکم میرے
اور تیرے درمیان مین ضحاک نے کہا کہ مقرر کرلے تو جسکو تو چاہے پس امام صاحب نے
بعض احباب ضحاک مین سے ایک شخص کی نسبت فرمایا کہ یہ حکم ہے میری اور تیری درمیان
مین اور ضحاک سے کہا کہ تو راضی ہی اس حکم سے جو قرار پایا ہی اوسنے کہا کہ ہان فرمایا پس
بہ تحقیق کہ تو نے جائز رکھا دو حکم کو یہ سنکر ضحاک بند ہو گئے کلام کرنے سے ۔ ۱۳۔ مروی
ہوا کہ سوال کیا عطا نے امام صاحب سے معنی اس آیت شریف سے وآتیناہ اہلہ ومثلہم معہم
امام صاحب نے کہا کہ رد کیا اللہ تعالے نے حضرت ایوب پر اونکے اہل کو اور مثل اہل اونکے
کے اور ولد اونکے تھے یہ سنکر عطا نے کہا کیا رد کرتا ہی اللہ تعالے نبی پر ۔۔۔۔ ایسے ولد کو کہ
نہو صلب اوسکے سے امام صاحب نے فرمایا کہ نہین سنا تو نے اس باب مین عفو کرے

تجہسے اللہ کہ رد گیا ابواب پر اُسکے اہل کو اور ولد اُسکے کو صلب اُسکے سے اور مثل اجرون ولد اُسکے کے عطا نے کہا کہ یہ قول حسن ہی تنبیہ علامہ ابن حجر اس مقام مین لکھتے ہین کہ کون مانع ہے اس معنی کو کہ مراد اسجگہہ یہ ہی کہ حقتعالے نے دیا ایوبؑ کو عدد اولاد اُسکے کو

اور مثل اُس عدد کی زوجہ اُسکی سی جسکے باب مین فرمایا حقتعالی نے وخذ بیدک ضغثا فاضرب ولا تحنث اور یہی معنی ظاہر ہین اس آیت سے کما لا یخفی۔ ۴۸ امنقول ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ مینے یہ قسم کھائی ہی کہ مین نہ کلام کرونگا اپنی عورت کے ساتھہ یہانتک کہ وہ کلام کرے میرے ساتھہ اور عورت نے یہ قسم کھائی کہ مین نہ کلام کرونگی اُسکے ساتھہ یہانتک کہ وہ کلام کرے میرے ساتھہ آپ اس باب مین کیا حکم دیتے ہین آپنے فرمایا کہ دونون اپنی قسم مین حانث نہ ہونگے۔ یہ جواب سنکر سفیان ثوری امام صاحب کے پاس آئے اور اشتعال طبع مین یہ کلمہ کہا کہ اے ابو حنیفہ تو مباح کرتا ہی فروج کو یعنی محرمات کو یہ حکم تجکو کہان سے حاصل ہوا فرمایا کہ غور کر سفیان ابھی مرد نے اپنی قسم کو معلق کیا تہا عورت کے کلام کرنے پر پس جبکہ مرد کے قسم کھانے کے بعد عورت نے قسم کھائی تو گویا کلام کیا عورت نے مرد کیساتھہ مین تو اب مرد جو اُس عورت سے کلام کریگا تو حانث نہوگا اسیطرح عورت بھی حانث نہوگی اسوجہ سے کہ اُسنے بعد کلام کرنے مرد کے کلام کیا۔ امام صاحب کا یہ بیان سنکر سفیان ثوری نے فرمایا کہ ای ابو حنیفہ تحقیق باب علم مین تجہپر السیا انکشاف ہو گیا ہی کہ ہم سب اُس سے غافل ہین ف غور کرنے کا مقام ہی کہ حضرت سفیان ثوری جو باتفاق تمامی اکابر علمای دین اُسوقت مین اعلے درجہ کے مجتہد تھے اور فی الواقع وہ کمالات علمی و عملی مین جملہ اقران و امثال مین ممتاز و مستثنی و مستند تھے کس عزم و ہمت سے آئے اور امام صاحب کے الزام دینے اور ساکت کرنے مین اہتمام بلیغ کیا مگر جبکہ اُنہون نے امام صاحب کا قول ناقل و دل جامع و مانع زبان معجز بیان سے سنا تو انجام مین بجز سلمنا و صدقنا کے کوئی کلمہ قدح و جرح زبان پر نہ لاسکے بلکہ ثنا و مدح بلیغ کی پس مومنین کو ہمیشہ یہ مضمون نصب العین رہی کہ امام ابو حنیفہ سراج امتی کی قوت قدسیہ علمی و عملی کی یہ شان عظیم ہے کہ جہان سفیان ثوری جیسے امام مجتہد

علامۂ وقت کو سکوت و خاموشی ہی اور اپنی نارسائی فہم و کوتاہ نظری کا اقرار ہے و لنعم ما قیل
۵ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائی بخشندہ ۱۵ منقول ہوا کہ عبد اللہ
ابن مبارک نے امام صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک دیگچی مین گوشت پک رہا ہو اور اُسمین
ایک جانور گر کر مر جاوے تو کیا کیا جاوے آپنے اپنی اصحاب سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو
اس مسئلہ مین اُنہون نے بروایت سیدنا ابن عباس رض بیان کیا کہ شوربا اُسکا
بہا دیا جاوے اور گوشت دھو کر کھالیا جاوے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ حکم اُس حالت مین ہی کہ
اگر گرا ہی جانور شوربا مین بحالت ٹھنڈے ہونے دیگچی کے اور اگر گرا ہے جانور دیگچی مین جوش
کی حالت مین تو پھینکدیا جاوے وہ گوشت۔ یہ سنکر ابن مبارک نے کہا کہ کس بنا پر آپنے فرمایا
امام صاحب نے کہا کہ اسحالت مین نجاست کا اثر سرایت کر جاویگا اُسکے باطن مین بخلاف پہلی حالت
کے کہ اُسمین نجاست کا اثر پہونچا ہی ظاہر مین نہ باطن مین۔ ۱۶۔ منقول ہوا کہ ایک
شخص نے اپنے مال کو ایک جگہہ دفن کیا اور اُسجگہہ کو بھول گیا وہ گھبرا کر امام صاحب کے
پاس آیا اور عرض حال کیا فرمایا کہ یہ مسئلہ فقہیہ نہین جو مین تجکو بتلاؤن البتہ ایک حیلہ
تجکو بتاتا ہون وہ یہ کہ تو جا آج کی رات صبح تک نماز پڑھ انشاء اللہ تعالی وہ جگہہ تجکو یاد آجاویگی
اُس شخص نے حسب ہدایت رات کو نماز پڑھنی شروع کی چوتہائی رات سے کم گذری تھی کہ
اُسکو وہ جگہ یاد آگئی اُسنے اُسیوقت نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور امام صاحب کی خدمت مین صبح کو
حاضر ہوا اور حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ افسوس مین تحقیق جانتا تہا کہ شیطان نہین چھوڑیگا
تجکو تمام رات نماز پڑھنے کے لیے حیف کا مقام ہے کہ تو نے کیون نہ تمام کی سب رات
عبادت الہی مین شکر اللہ تعالی ۱۷۔ منقول ہوا کہ ایک شخص کوفہ مین ایک آدمی کے پاس
کچھہ امانت رکھکر حج کو گیا اور بعد واپسی اُسنے اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص منکر ہو گیا اور قسم شدید
کھا گیا اسپر کہ تو نے مجکو نہین سونپی ہے امانت وہ شخص حیران و پریشان ہو کر امام صاحب کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا سب حال عرض کیا آپنے اُس سے فرمایا کہ اُسکے انکار کرنیکا
حال تو کسی سے نہ بیان کرنا اور آپنے کسی شخص کو اُسکے بلانے کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو تنہائی مین
اُس سے یہ گفتگو شروع کی کہ ان دنون چند اشخاص میری پاس اس مشورہ کے لیے آئے ہین

کہ کون ایسا شخص ہی جو لیاقت و اہلیت عہدہ قضاۃ رکہتا ہی تو اگر پسند کرتا ہو اس عہدہ کو تو مین تیرے لئے ٹھہراؤن وہ تھوڑی دیر آستین لاو نعم کرتا رہا مگر آپنے اوس سے چند باتین ایسی کین جنکے سننے سے اوسکے دل مین رغبت و شوق پیدا ہوا اور خواستگار ہوا تب آپنے اوس مظلوم کو بلاکر کہا کہ اب تو جا کر اوس شخص سے یہ کہہ کہ شاید تجکو میری امانت سے فراموشی ہو گئی ہی اب تو غور سے خیال کر کہ مینے فلان جگہہ اور فلان وقت تجکو امانت دی تھی یہ سنکر اوسنے اس خیال سے کہ مبادا لوگ ونکو میری خیانت پر گمان ہوا اور اس خبر کا چرچا و شہرہ زیادہ ہو تو عہدہ قضا سے ناکام رہونگا فوراً اوسکی امانت واپس کردی اور امام صاحب کے پاس اگر عہدہ قضا کا طالب ہوا آپنے فرمایا کہ عہدہ قضا تیری شان اور مرتبہ کے لایق نہین ہی تجکو اس سے زیادہ کوئی بڑا منصب ہونا چاہیئے آیندہ خیال رکہونگا - ۱۸ - منقول ہوا کہ ایک شخص کے پاس چور آئے اور اُنہون نے اُسکے کپڑے لئے اور صاحب مال سے حلف لیا طلاق ثلثہ کا اس بات پر کہ نہ بیان کرے کسی سے چور کو اوسنے خوف کی وجہ سے حلف کرلیا جب صبح ہوئی تو اُسنے اپنے کپڑے بکتے ہوے دیکھے مگر بیان کرنے سے مجبور ہوا اور امام صاحب سے اس باب مین فتوے پوچھنے آیا آپنے فرمایا کہ تو اپنے اکابر احباب کو میری پاس حاضر کر جب وہ حاضر ہوے تو آپ نے اون سبکو یہ حکم دیا کہ ایک مقام مین جمع ہون اور ایک ایک اونمین سے نکلے اور ہر ایک سے کہا جاوے کہ یہ چور ہے اگر وہ چور نہین ہی تو یہ کہدینا کہ نہین اور اگر وہ چور ہو تو خاموش ہو جانا پس اس کارروائی کرنے سے چور کے نام پر صاحب مال خاموش ہو گیا اور اسطریق سے پہچان لیا چور کو یہانتک کہ پہیر دیا اوس نے سب مال چوری کا اور صاحب مال اپنے حلف سے بھی بری ہو گیا اسوجہ سے کہ اوسنے نہ بیان کیا اپنی زبان سے چور کو - ۱۹ - منقول ہوا کہ کسی نے امام صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا کہ موذنین جو تکبیر کے وقت تنحنح کرتے ہین اسکی کچہہ اصل ہو آپنے فرمایا کہ موذنین کی جانب سے تنحنح کرنے مین اعلام ہی اس امر کا کہ اب ارادہ کرتے ہین اسکا کہ قائم کرین نماز کو چنانچہ بہ تحقیق سیدنا علی مرتضے کرم اللہ وجہ سے مروی ہوا کہ اونکو رات کے وقت بارگاہ عالیجاہ حضرت سرور کائنات صلعم مین شرف حضوری کا مرتبہ حاصل تہا پس آپ فرماتے ہین

کہ جبوقت مین حاضر ہوتا تو انحضرت صلعم مجکو تنخنح سے اگاہ فرماتے حال یہ کہ آپ نماز مین ہوتے تھے
۲۰- منقول ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح پوشیدہ کیا اور اوس سے ایک
بچہ پیدا ہوا شوہر نے اوس بچہ سے انکار کیا اوس عورت نے ابن ابی لیلے قاضی کوفہ کے پاس
استغاثہ اپنا پیش کیا اونہون نے اوس عورت سے ثبوت نکاح کے گواہ طلب کئے عورت نے
کہا کہ میرا نکاح اس طور پر ہوا ہی کہ اللہ ولی ہی اور دو گواہ دو فرشتے ہین یہ سنکر قاضی نے اوس
عورت کا دعوی خارج کیا اور نکالدیا اوسکو وہ عورت پریشان و حیران ہوکر امام صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوئی اور اپنی خرابی و بربادی کا حال عرضکیا آپنے اوس سے فرمایا کہ توپہر جا قاضی کی پاس
اور اوس سے یہ کہہ کہ حاضر کر اوس مرد کو تاکہ مین اپنے گواہ ثبوت نکاح کے لاؤن جب وہ
مرد حاضر ہو تب اوس سے یہ کہنا کہ اے شخص تو یہہ کہہ کہ مین منکر ہون ولی اور شاہدین
نکاح کا وہ مرد اس کہنے سے مجبور ہوا اور اقرار کیا نکاح کا انجام کار اوس مرد کو مہر دینا ہی لازم
ایا اور بچہ بھی اوس سے ثابت ہوگیا تنبیہہ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس جگہہ ناظرین کو تاہ نظر
کو یہ وہم نہ پیدا ہو کہ بصورت نہونے ولی اور شاہدین کے نکاح بالاجماع باطل ہی یہ نکاح
کیسے جائز ہوا مختصر جواب اسکا یہ ہی کہ بیان مصرحۂ صدر سے صاف واضح ہی کہ نکاح اوس
عورت کا ہوا تہا یقینی شاہدین مجہولین کے ساتھ پس جبکہ عورت ثبوت نکاح مین مجبور ہوئی
اور بحالت اضطرار امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اس امر کی خواستگار ہوئی کہ مجکو
کوئی ایسا طریقہ آپ تعلیم فرماوین کہ جسمین میرا شوہر اقرار نکاح کرلے اور تہا وہ مرد ایسا کہ فی الجملہ
اوسکے دلمین خوف الٰہی تہا لہذا صورت موجودہ مین حقتعالے نے اوس سائلہ کی حل مشکل
کے لئے امام صاحب کے دلمین یہ طریق عجیب الہام فرمایا اور آپنے اوس عورت کو تعلیم کیا
چنانچہ اوس تعلیم غیبی کے ذریعہ سے نہایت آسانی و سہولت سے اظہار امر حق ہوگیا یعنی
حسب احکام شرعی خود اقرار شوہر سے وہ نکاح ثابت ہوگیا اور بضمن اوسکے ثبوت دین مہر و
صحت نسب ولد بھی ہوگیا - ۲۱- منقول ہوا کہ قاضی کوفہ نے ابن شبرمہ کو محکمۂ قضا مین
طلب کیا اور ثبوت وصیت کے باب مین اونسے گواہ طلب کئے اونہون نے پیش کئے اور وہ
قبول کئے گئے پہر قاضی نے ابن شبرمہ سے کہا کہ اب تو حلف کر اس بات پر کہ تیرے

دو گواہون نے حق گواہی دی ہی اُنہون نے کہا کہ یہ حلف مجھپر نہین لازم آتا کہ مین اُس وقت موجود نہ تھا۔ امام صاحب نے قاضی سے کہا کہ گمراہ ہوگئے قیاس تیرے کیا کہتا ہی تو ایک نابینا شیخ کے مقدمہ مین کہ باوجود اسکے کہ اُسکے دو گواہون نے حق گواہی دی کیا اس حالت مین اُسپر حلف ہی اور حال یہ کہ وہ دیکھتا نہین ہی پس بند ہوگیا قاضی کلام کرنے سے اور حکم کیا ابن شبرمہ کے لیے ثبوت وصیت کا۔ ۲۲۔ منقول ہوا کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ یحیے بن سعید قاضی کوفہ نے انکار کیا اس امر پر کہ اہل کوفہ اجماع کرین رای امام ابوحنیفہؒ پر یہ سنکر آپنے اپنی اصحاب کو مناظرہ و بحث علمی کے لیے قاضی مذکور کے پاس بھیجا کہ اُنمین امام زفر و امام ابویوسف بھی تھے ان حضرات نے بموجب فرمانے امام صاحب کے اُس قاضی سے یہ سوال کیا کہ کیا فتوی دیتا ہے تو اُس غلام کے باب مین جو دو شخصون مین مشترک ہی اور اُن دو شریکون مین سے ایک نے اُسکو آزاد کیا قاضی نے جواب دیا کہ یہ ناجائز ہے اسواسطے کہ اس مین ضرر حرج ظاہر ہے اور یہ امر شرعاً ممنوع ہی اس صورت مین اُس سے یہ کہا گیا کہ اگر آزاد کیا اسکو دوسرے شریک نے تو کیا حکم ہے قاضی نے کہا کہ یہ جائز ہوا اس صورت مین اُس سے یہ کہا گیا یہ قول تیرا منقوض ہوتا ہے اسوجہ سے کہ اگر ہے آزاد کرنا شریک اول کا لغو تو بتحقیق آزاد کیا اُس غلام کو دوسرے شریک نے حال یہ ہی کہ وہ غلام ہے پس نافذ ہوا اُسکا بھی آزاد کرنا یہ سنکر قاضی خاموش ہوگیا اور کلام کرنے سے بند ہوگیا۔ ۲۳۔ مروی ہوا کہ لیث بن سعد کہتے ہین کہ مین ایک مدت سے امام ابوحنیفہ کے حالات عجیب سنا کرتا تھا لہذا مجکو اُنکی ملاقات کی بڑی تمنا تھی پس حاضر ہوا مین مکہ معظمہ مین ناگاہ دیکھا مینے آدمیون کو کہ ایک شخص پر ہجوم کیے جمع ہین اور سنا مینے ایک شخص سے کہ وہ پکارتا تھا یا اباحنیفہؒ پس جان لیا مینے کہ یہ شخص وہی ہے جسکا حال مین سُنا کرتا تھا مین بھی حاضر ہوا اُس جلسہ مین کہ ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ یا حضرت میرے پاس مال بہت ہی اور میرا ایک لڑکا ہے اگر نکاح کردون مین اُسکا اور دیدون مین مال اُسکو تو وہ لڑکا بے قید ہوجاویگا اور مال میرا ضائع ہوجائیگا پس اس باب مین میرے لیے کوئی حیلہ ہی۔ یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ لیجا تو اُس لڑکے کو غلامون کے بازار مین اور خرید کر اُس کے لیے ایک ایسی لونڈی جو

اُسکو پسند آوے پھر نکاح کر دیوے اُسکا اُس لونڈی سے پس اگر بعد نکاح وہ لڑکا اُسکو طلاق دیگا تو
وہ لونڈی تیری مملوکہ رہے گی اور اگر وہ لڑکا اُسکو آزاد کر دیگا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ نہو گا ۔
لیث بن سعد کہتے ہین قسم ہے اللہ کی ہین امام صاحب کے اُس جواب سے ایسا نہین
خوش ہوا جیسا کہ خوش ہوا آپ کے فورًا جواب دینے سے ۔ ۲۴ ۔ منقول ہوا کہ ایک
شخص نے اپنی عورت منکوحہ کے طلاق دینے مین شک کیا اور پھر اس باب مین حضرت شریک رح
سے فتوا پوچھا اُنہون نے فرمایا کہ عورت کو طلاق دے پھر اُس سے رجعت کر لے ۔ پھر اُسنے
یہی مسئلہ حضرت سفیان ثوری سے پوچھا اُنہون نے فرمایا کہ تو یون کہہ کہ اگر مینے اس عورت کو
طلاق دی ہے تو مینے رجعت کر لی اُس سے ۔ پھر اُسنے یہی مسئلہ امام زفر رح سے پوچھا اُنہون نے
کہا کہ وہ تیری عورت ہے یہانتک کہ تجکو اُسکے طلاق دینے پر یقین ہو پھر اُس سائل نے
ان سب جوابات کی امام صاحب کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ سفیان ثوری نے اختیار کیا
طریق ورع کو ۔ اور زفر نے بعینہ مسئلہ فقہیہ بیان کیا ۔ اور شریک ایسے شخص کی مانند ہے
کہ کہو مین نہین جانتا کہ میرے کپڑے کو پیشاب لگا ہے یا نہین اور وہ یہ کہے بلکہ میرے
کپڑے پر پیشاب ہے پس دہو ڈال اسکو تنبیہ علامہ ابن حجر مکی اس مقام مین لکھتے ہین کہ
اس مسئلہ مین باہم ائمہ مذکورین کے معنے مین خلاف نہین ہے بوجہ اسکے کہ اجماع ہے اسپر
کہ جو شخص اپنی عورت کے طلاق مین شک کرے تو اُسکو کچہہ نہین لازم آتا ہے بلکہ وہ اُس کے
نکاح مین ہے البتہ اگر اختلاف ہے تو اولے بات مین ہے پس شریک نے دیکھا اس
صورت مین واقع ہونا طلاق کا اسوجہ سے کہ وہ شک کے ساتھ مین نہین یقین کرتا ہے رجعت کو اور
تعلیق کرنا رجعت کا طلاق مین اسمین اختلاف ہے ۔ سفیان ثوری نے رجعت کو تعلیق کے ساتھ
اعتبار کیا اور نہین نظر کی اُس کے اختلاف مین ۔ امام زفر نے اس سے اعراض کیا اور بیان کر دیا
اصل حکم کو کہ وہ طلاق کا نہ واقع ہونا ہے ۔ ۲۵ ۔ منقول ہوا کہ خلیفہ منصور کا دربان ربیع امام صاحب
کا بڑا مخالف و دشمن تھا ایک دن اُسنے خلیفہ کے سامنے کہا کہ اے امیر المؤمنین امام ابو حنیفہ
تیرے دادا عبد اللہ بن عباس سے مخالفت کرتے ہین اسواسطے کہ اُنکا مذہب
یہ ہے کہ جو شخص قسم کھائے پھر ایک دو دن بعد کہے انشاء اللہ تو اُسکا استثنا درست ہے

یعنے اوسپر قسم نہین لازم آتی - اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہین کہ اگر استثنا متصل کہے تو درست
ہے ورنہ جائز نہین - امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین غور کر ربیع یہ کہتا ہی کہ تیری
لشکر کا بیعت کرنا تیرے ہاتھ پر درست نہین اوسنے پوچہا کہ یہ کسطرح فرمایا اسوجہ سے کہ یہان
اہل لشکر قسم کھاکہ بیعت کرجاتے ہین پھر گھر جاکر انشاء اللہ کہتے ہین تو اونکی قسم ٹوٹ جاتی ہی
خلیفہ منصور ہنس پڑا اور کہا کہ اے ربیع ابو حنیفہ سے متعرض ومزاحم نہو جب دربار سے باہر آے
ربیع نے کہا کہ اے ابو حنیفہ آج تو تمنے میرا خون کیا ہوتا فرمایا کہ نہین بلکہ آج تو نے میرے قتل
کا ارادہ کیا تہا پس مینے اپنے نفس کو اور نیز تجکو ہلاکت سے بچایا - ۲۶ - مروی ہوا کہ خلیفہ
منصور کا ایک مصاحب امام صاحب سے سخت عداوت رکہتا تہا اتفاقاً ایک بار اوسنے امام
صاحب کو خلیفہ منصور کے پاس دیکھکر اپنے دل مین کہا کہ آج امام صاحب کو قتل کراونگا لہذا اسنے
خلیفہ کے مواجہہ مین امام صاحب سے پوچہا کہ امیر المومنین آج ہم مین سے ایک شخص کے
قتل کا حکم دیتا ہی ہم نہین جانتے یہ کیا بات ہی اور اسمین آپ کیا کہتے ہین - امام صاحب نے
فرمایا کہ امیر المومنین کا حکم حق پر ہے یا ناحق پر اوسنے کہا کہ حق پر ہے آپنے فرمایا کہ حکم حق بے
پوچھے بجالا اور نہ پوچہہ حق بات مین کسی سے اور پہر یہ فرمایا کہ اس شخص نے مجکو مبتلا کرنا
چاہا تہا مینے اوسکو اولجہا دیا - اور ان دونون حکایتونکو ابن خلکان نے بھی اپنی تاریخ مین
نقل کیا ہی - ۲۷ - منقول ہوا کہ ایک غلام نے اپنے ہمسایہ کا طاؤس چرایا صاحب طاؤس
نے امام صاحب کے پاس آکر شکایت کی آپنے اوس سے فرمایا کہ تو خاموش ہوجا فجر کو جب سب
لوگ مسجد مین نماز کے لئے حاضر ہوے تب امام صاحب نے فرمایا کہ دیکہو نہین شرماتا ہی وہ شخص
کہ چراتا ہی طاؤس کو اور پھر آتا ہی نماز کو حال یہ کہ اوسکے سر پر پرون کی علامت دکھلائی دیتی
ہی یہہ سنکر اونمین سے ایک شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا امام صاحب نے فرمایا کہ ای
شخص کیا ہوا تجکو پھیر دے تو طاؤس اوسکے مالک کو اوسنے دیدیا وہ طاؤس اوسکو -
۲۸ - منقول ہوا کہ حضرت اعمشؒ کو یہ معاملہ پیش آیا کہ انہون نے قسم کہائی اپنی عورت کے
طلاق کی ان امور مفصلہ ذیل پر کہ اگر خبر دی اسنے مجکو تمام ہوجانے آٹے کی زبان سے
یا لکھنے کے ذریعہ سے یا کسیکو بھیجا اسنے اس بات کی خبر کہے لئے یا ذکر کیا اسنے کیلیے

سامنے کہ وہ ذکر کرے مجھسے یا وہ اشارہ کرے اِس باب مین - یہ کلمات سنکر اونکی عورت
اِس باب مین سخت پریشان ہوئی کسی نے اون بی بی سے کہا کہ یہ مشکل تمہاری حل
نہوگی سواے امام ابو حنیفہ کے چنانچہ اُنہون نے یہ سب قصہ امام صاحب سے ذکر کیا آپ نے
فرمایا کہ تو ایسا کر کہ جب پیمانہ آٹے کا خالی ہوجاوے تو اُسکا منہ باندہ دے کپڑے سے درانحالیکہ
وہ سوتا ہو جب جاگے گا وہ تو وہ دیکھے گا پیمانہ کو اور جان لیگا پیمانہ کا خالی ہوجانا آٹے سے
چنانچہ اوس عورت نے ایسا ہی کیا جب وہ جاگی تو اونہون نے پیمانہ کا منہ بندہا ہوا دیکھکر
معلوم کرلیا آٹے کا تمام ہوجانا تب اُنہون نے یہ کہنا شروع کیا قسم ہی اللہ کی کہ یہہ حیلہ
ابو حنیفہ کے حیلون مین سے ہے کیسے فلاح پاوین ہم اس حالت مین کہ وہ زندہ ہی اور
حال یہ کہ وہ فضیحت کرتا ہی ہمکو ہماری عورتون مین یعنی دکھلاتا ہی اونکو ہمارے عجز کو اور
ہمارے عقل و فہم کے ضعف و نقصان کو - ۲۹ - منقول ہوا کہ کسی شخص نے اس بات پر
حلف کیا کہ اپنی عورت سے مقاربت کرونگا بیچ ماہ رمضان المبارک مین دن مین یہ سنکر
لوگ متحیر ہوے اس معاملہ مین امام صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی عورت کے ساتھ سفر کری
اور مقاربت کرے اوس سے دن مین - ۳۰ - مروی ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب
کے عہد مین نبوت کا دعوی کیا اور یہ کہا کہ مجکو مہلت دو یہانتک کہ مین کوئی علامت لاون یعنے
ثبوت نبوت مین یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ جو شخص طلب کرے اوس سے علامت
نبی ہونے کی وہ کافر ہے اس دلیل سے کہ بصورت طلب کرنے علامت نبوت کے وہ
شخص تکذیب کرنیوالا ہی قول مخبر صادق نبی صلعم کا لانبی بعدی یعنی فرمایا رسول مقبول
صلعم نے کہ نہین ہے بعد میرے نبی - ۳۱ - منقول ہوا کہ امام صاحب نے حضرت حمادؒ
کی مان پر دوسرا نکاح کیا اُنہون نے امام صاحب سے کہا کہ ضرور ہی تجکو طلاق دی تو
زوجہ ثانیہ کو تین بار ورنہ مین تمہارے ساتھہ نہ رہونگی امام صاحب نے بمجبوری یہ حیلہ
کیا کہ زوجہ ثانیہ سے یہ کہا کہ تو جا حماد کی مان کے پاس اور وہان جاکر یہ سوال کر مجھسے کہ
کیا حلال ہی عورت کے لئے یہ کہ چھوڑدے اپنے شوہر کو چنانچہ وہ گئین اور انہون نے
سوال مذکور کیا حماد کی مان بولین کہ ضرور ہی کہ طلاق دیجاوے دوسری عورت - امام صاحب

نے فرمایا کہ جو عورت کہ واسطے میرے خارج اس گھرسی ہے اُنکو تین طلاق ہین یہ سنکر بانو حماد کی
راضی ہوگیئن اور نہ طلاق واقع ہوئی زوجہ ثانیہ کو کیونکہ وہ اسوقت اوس گھر مین موجود تہین
۲۳۲۔ ایک رافضی نے امام صاحب سے سوال کیا کہ اشد الناس یعنی سب سے زیادہ غالب و بہادر
آدمی کون ہی امام صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے ملت حنفیہ کے قول پر سیدنا اسد اللہ
الغالب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ ہین باین وجہ کہ جب اُنہون نے جان لیا کہ خلافت سیدنا
ابوبکر صدیق رض کا حق ہی تو آپنے فوراً بطیب خاطر اُنکا حق اُنکو سونپ دیا۔ اور تمہارے عقیدہ
ومذہب کے موافق سیدنا ابوبکر رض ہین بایں وجہ کہ اُنہون نے لے لیا خلافت کو حضرت علی
مرتضی رض سے قہر وغلبہ کے ساتھہ اور اسد اللہ الغالب اپنے حق لینے مین مجبور و مغلوب ہوگئے
یہہ سنکر وہ رافضی متحیر ہوگیا اور بند ہوگیا کلام کرنے سے۔ ۲۳۳۔ منقول ہوا کہ کسی نے
امام صاحب سی سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میری اس عورت کو تین طلاق ہین اگر مین غسل
کرون آج کے روز جنابت سی پھر اوس نے یہہ کہا کہ تین طلاق ہین میری عورت کو اگر ترک
کرون مین کوئی نماز آج کے دن نمازون مین سے پھر اوس نے کہا کہ تین طلاق ہین اگر نہ
جماع کرون مین اپنی عورت سے اُس دن مین۔ یہہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ وہ شخص
نماز پڑہے عصر کی پہر جماع کرے اوس عورت سے پہر غسل کرے بعد غروب کے اور نماز پڑہے
مغرب وعشا کی اگر ارادہ کیا ہی اوس شخص نے آج کے دن کی نمازون کے ساتھہ پانچ نمازون
کا۔ ۲۳۴۔ کسی نے امام صاحب سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے اوس حال
مین کہا کہ وہ سیڑہی پر تہی کہ اگر چڑہی تو تو تجکو طلاق ہے۔ اور اگر اوتری تو تجکو طلاق ہی
کیا حیلہ ہی اس مین امام صاحب نے فرمایا کہ اوٹھائی جاوے وہ سیڑہی اُس حالت
مین کہ وہ عورت اُس سیڑہی پر ہو اور وہ رکھدی جاوے زمین مین۔ یا وہ عورت اوٹھا
لیجاوے اوس سیڑہی پر سے بغیر اس کے کہ وہ عورت ارادہ کرے اوترنے کا اور پہر وہ
رکھدیجاوے زمین مین۔ ۲۳۵ منقول ہوا کہ کسی نے امام صاحب سے سوال کیا کہ ایک
شخص کی عورت کے ہاتہہ مین پانیکا پیالہ ہی اور اُس نے یہ کہا کہ اگر پیئے گی تو اسکو یا بہادے
گی یا رکہدیگی یا دیدیگی تو اسکو کسی دوسرے آدمی کو تو تجکو طلاق ہی۔ امام صاحب نے

فرمایا کہ اس حالت مین ایسا کرنا چاہئے کہ ایک کپڑا اوسمین ڈالا جاوے کہ وہ چوس لے اوس پانی کو
٣٦ منقول ہوا کہ ایک شخص نے حلف کیا انڈے نہ کہانے پر اور پھر اوس نے قسم کہائی کہ البتہ
کہاؤنگا مین اوس چیز کو کہ فلان شخص کی آستین مین ہے پس ناگاہ وہ انڈا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس
حالت مین ایسا کرنا چاہیئے کہ اُس انڈے پر ایک مرغی بٹھانا چاہیئے جب وہ چوزہ ہو جاوے تو اوسکو
بھون کر کھالے یا پکالے اُسکو اور معہ شوربا اوسکو کھالے تنبیہ علامہ ابن حجر مکی اس مقام مین
لکھتے ہین کہ ہمارے نزدیک اسمین یہ حیلہ ہے کہ اوس انڈے کو کسی حلوا مین ڈال لیوے اور قسم سے
بری ہو جاوے اوسواسطے کہ اس حالت مین اسپر صادق آتا ہے کہ اوسنے کہایا اوس چیز کو جو آستین
مین تھی اور نہ صادق آیا اوسپر یہ کہ اُس نے کہایا انڈا بوجہ معدوم ہونیکے اس حالت مین۔ ٣٧۔
منقول ہوا کہ امام صاحب کی عہد مین دو لڑکے ایک عورت کے ایسے پیدا ہوئے کہ اُن دونون
کی پشت ایک تھی اتفاق سے اون دو مین سے ایک مر گیا علماء کوفہ نے کہا کہ دونون دفن
کر دیئے جاوین۔ امام صاحب نے فرمایا کہ نہین جو مرا ہے وہ دفن کیا جاوے اور محل قطع ملا دیا جاے
مٹی سے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا خدا تعالی کی قدرت اور امام صاحب کے فرمانے کی برکت ک
وہ زندہ جدا ہو گیا اوس دوسرے سے اور وہ زندہ رہا چنانچہ اہل کوفہ اسکو مولے
ابو حنیفہ کہتے تھے۔ ٣٨ منقول ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام ابو حنیفہ دونون مدینہ
طیبہ مین جمع ہوئے امام محمد باقر نے امام ابو حنیفہؓ سے فرمایا کہ مینے سُنا ہے کہ تم میرے دادا
کی حدیثین چہوڑ کر قیاس پر عمل کرتے ہو امام صاحب نے کہا کہ مین پناہ مانگتا ہون اس فعل سے
آپ تشریف رکھین اور سنین پس تحقیق کہ حرمت و منزلت آپکی مثل جد امجد آپکے مجکو ہے پس آپ
بیٹھے اور امام ابو حنیفہ اُن کے روبرو بیٹھے اور کہا کہ مین آپ سی تین باتین پوچھتا ہون۔
اول یہ کہ نماز افضل ہے یا روزہ آپنے فرمایا کہ نماز امام صاحب نے کہا کہ اگر مین قیاس کرتا تو حیض
والی عورت کو نماز پھیرنے کا حکم کرتا نہ روزہ کا مین حکم کرتا ہون نماز کے معاف ہونیکا اور
روزہ کے قضا کرنیکا۔ دوسرے یہ کہ منی زائد ناپاک ہے یا پیشاب فرمایا کہ پیشاب کہا کہ اگر مین
قیاس معتبر رکھتا تو پیشاب کے بعد غسل کا حکم کرتا نہ منی کے بعد تیسرے یہ کہ عورت ضعیف ہے
یا مرد فرمایا کہ عورت کہا کہ اگر مین نص کو چہوڑ کر قیاس پر چلتا تو میراث مین عورت ضعیف کو

مرد سے دونا حصہ دلواتا پناہ مانگتا ہون مین اللہ سے اس بات پر کہ کہون مین کوئی بات خلاف حدیث کے بلکہ خدمت کرتا ہون مین قول رسول مقبول صلعم کی یہ سنکر امام محمد باقرؓ کھڑے ہوے اور امام ابوحنیفہ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور مضمرات مین اتنا اور زیادہ منقول ہوا کہ بعد مصافحہ و معانقہ کے امام محمد باقرؓ نے امام صاحب سے یہ فرمایا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ مخالفین و معاندین بوجہ عناد و خصومت کے تمکو متہم کرتے ہین - ۳۹ - منقول ہوا کہ ایک مسافر کوفہ مین وارد ہوا زوجہ اوسکی نہایت حسین و جمیل تھی اوسکے ساتھ ایک کوفی کو تعلق ہوگیا اور دعوی کیا اوسنے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے اور اوس عورت نے بھی اُسکے دعوی کی تصدیق کی اور شوہر اصلی ثبوت نکاح مین مجبور و معذور ہوا انجام کار یہ معاملہ امام صاحب کے سامنے پیش ہوا پس آپ ابن ابی لیلی قاضی کوفہ وغیرہ اشخاص کو اوس مرد کے گھر پر لیگئے اور حکم کیا چند عورات کو کہ داخل ہون اوس مرد کے پاس پس یکایک اوس مرد کے کتے اُن عورتون پر بھونکنے لگے اور نہ جانے دیا اونکو اوسکے پاس - پھر امام صاحب نے حکم کیا اوس عورت کو کہ اب تو جا اوس مرد کے پاس جب وہ جانے لگی تو وہ کتے اوسکے ساتھ محبت سے گرد ہوگئے - امام صاحب نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ امر حق ظاہر ہوگیا یہانتک کہ اقرار کیا عورت نے نکاح کا - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ نظیر اسکی یہ ہے جو منقول ہوا علماء مذہب حنفیہ سے کہ جب عورت منکوحہ کو اپنے شوہر سے خلوت حاصل ہو اور کتا مرد کا اوسکے ساتھ ہے تو خلوت اوسکی صحیح ہوجاویگی اور مہر بھی موکد ہوجائیگا - اور اگر کتا اوس عورت کا ہے تو مہر نہین موکد ہوگا -

۴۰ - منقول ہوا کہ ابن ہبیرہؔ نے امام صاحب کو ایک نگینہ دکھلایا جسپر یہ لکھا تھا عطاء بن عبداللہ اور یہ کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون اس امر کو کہ دوسرے شخص کے نام کی انگشتری اپنے پاس رکھون اور نہ ممکن ہے چھیلنا اس نقش کا امام صاحب نے فرمایا کہ دوّر راس الباء یعنے پھیرلے توب کے سر کو ہوجاویگا عطاء من عبداللہ ابن ہبیرہ کو سخت تعجب آیا امام صاحب کی تیزی فکر و دقت نظر و سرعت فہم سے اور یہ کہا کہ آپ میرے پاس آمد و رفت زیادہ رکھین امام صاحب نے فرمایا کہ مین کیا کرونگا تیرے پاس آکر اگر تو مجکو اپنا مقرب بنائیگا تو فتنہ مین ڈالیگا مجکو اور اگر مجکو حاکم بنائیگا تو غم مین ڈالیگا اور رسوا کریگا مجکو اور میرے پاس ایسی چیز

نہین ہی جس سے مین خوف کرون تجھسے اور یہی جواب دیا تہا آپنے جبکہ خلیفہ منصور نے
اور امیر کوفہ عیسے بن موسے نے آمد ورفت کے باب مین آپ سے کہا تہا۔ **۱۸۴** - منقول
ہوا کہ ضحاک مروزی جب کوفہ مین داخل ہوا اور اوسنے حکم کیا اہل کوفہ کے قتل کا یہہ سنکر
امام صاحب قمیص پہنکر اور ایک چادر اوڑہکر اوسکے پاس آگئے اور یہ کہا کہ تونے کیا سمجھکر
اہل کوفہ کے قتل کا حکم دیا ہی اوسنے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہوگئے ہین - امام صاحب نے فرمایا
کہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ کیا دین انکا بیشتر اس سے دوسرا تہا جس سے وہ مرتد ہوگئے
یا یہی دین انکا تہا جسپر وہ اتبک ہین اوسنے کہا کہ اس قول کو پھر تجھسے کہہ آپنے دوبارہ اس
قول کے معنے اوسکو سمجہا ہے ضحاک مروزی نے امام صاحب کے قول کے معنی سمجھکر کہا کہ
فی الواقع ہم خطا پر ہین اور اپنی تلوارونکو میان مین کر لیا اور اہل کوفہ نے اوس سے نجات
پائی - اور دوسری روایت مین یہ مذکور ہوا کہ جب خوارج کوفہ مین داخل ہوے اور راے انکی
یہ تھی کہ وہ اپنے کل مخالفین کی نسبت حکم تکفیر کرتے تھے جب امام صاحب اونکے پاس آئے
توکسی نے اونسے کہا کہ اہل کوفہ کا یہ شیخ الاسلام ہی امام ابو حنیفہؒ - یہ سنکر ضحاک مروزی نے
امام صاحب سے کہا کہ توبہ کر تو کفر سے آپنے فرمایا کہ مین توبہ کرنیوالا ہون ہر کفر سے پس کسینے
اس قول کے یہ معنے سمجہا ہی کہ امام صاحب نے یہ کہا کہ مین تائب ہون تمہارے کفر سے یہ
سنکر ان لوگون نے امام صاحب سے مواخذہ کرنا چاہا آپ نے اونسے کہا کہ آیا تم جانکر میری
نسبت یہ کہتے ہو یا ظن کے ساتھ کہتے ہو انہون نے کہا کہ ظن کے ساتھ ہم کہتے ہین آپنے
فرمایا ان بعض الظن اثم اور تمہارے نزدیک اثم کفر ہے پس توبہ کرو تم کفر سے انہون نے
کہا کہ تو بہی توبہ کر کفر سے **تنبیہ** علامہ ابن حجر اس مقام مین لکھتے ہین کہ بعض حاسدین امام ابو حنیفہ
وہ لوگ ہین جو آپکی شان وعظمت گھٹانے کے باب مین وہ حکایتین جو متعلق گفتگوی فرقہ
خوارج سے ہین اس طور سے بیان کرتے ہین کہ معاذ اللہ امام صاحب نے کفر کیا دوبار
اور طلب توبہ کی گئی اونسے دوبار پس اس کہنے مین خاص مقصود اون حاسدین کا بیان کرنا
نقصان شان امام صاحب کا ہی اور حال یہ کہ امام ابو حنیفہؒ بری ہین اس سے کیونکہ آپکو
بارگاہ الٰہی سے اسدرجہ علوی شان ورفعت لے پایان عطا ہوی تھی کہ آپ پر کوئی عائب

نہ آسکا عام ہے اس سے کہ قوم خوارج ہو یا جماعت روافض ہو یا دہریہ ہو یا کوئی ملحد و زندیق ہو اور انجام کار یہ سب فریق کلمات حقہ آپکے سُنکر یا تائب و مستغفر ہوتے تھے یا الزام فاحش پاکر اپنی خطا و غلطی سے معترف ہوتے تھے جیسے کہ شواہد و نظائر اس کے اس کتاب مین بتفصیل مذکور ہین - ۴۲ - منقول ہوا کہ ایک شخص نے ایک تھیلی جسمین ہزار دینار تھے ایک شخص کو سونپی اور اوسکو یہ وصیت کی کہ جب میرا لڑکا بڑا ہو تو اوسکو دیدینا اوس چیز کو جسکو تو دوست رکھتا ہے چنانچہ جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اوس وصی نے خالی تھیلی اوسکو دیدی اور دینار اوس مین سے نکال لئے وہ لڑکا امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا حال عرض کیا آپنے اوس وصی کو بلایا اور یہ فرمایا کہ دیدے تو اوسکو وہ ہزار جسکو تو دوست رکھتا ہے کیونکہ ہر ایک شخص غالباً اُس سے کو روکتا ہے جسکو وہ عزیز اور دوست رکھتا ہے اور دیتا ہے اوس چیز کو جسکو نہین دوست رکھتا ہے - ۴۳ - علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ تھے بعض محدثین کہ امام صاحب کے باب مین طعن اور خدشہ کیا کرتے تھے اور پھر وہ اتفاق سے مبتلا ہوتے تھے ورطۂ حیرت مین اور نہین پاتے تھے اوس سے مخلصی و نجات انجام کار امام صاحب اوس مشکل کو حل فرماتے تھے چنانچہ منقول ہوا کہ ایک محدث نے اپنی عورت سے یہ کہا کہ اگر سوال کرے تو مجھسے آج کی رات طلاق کا اور مین نہ طلاق دون تجکو تو تجکو طلاق ہے - یہ سُنکر اوس کی عورت نے یہ کہا کہ اگر نہ سوال کرون مین تجھسے آجکی رات طلاق کا تو غلام میرا آزاد ہے - یہ حال سنکر امام صاحب نے اوس عورت سے فرمایا کہ تو سوال کر مرد سے طلاق کو - اور مرد سے یہ فرمایا کہ تو یون کہدے کہ تجکو طلاق ہے اگر چاہے تو پھر فرمایا اون سے کہ تم جاؤ اس کہدینے سے تم دونون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اُس مرد سے فرمایا کہ توبہ کر جناب آلٰہی مین اُس واقعہ سے جسکی طرف تیرے علم نے تجکو برانگیختہ کیا اوس نے توبہ کی جب سے وہ دونون میان بی بی امام صاحب کیلئے ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے - ۴۴ - منقول ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی اپنی عورت کے طلاق کی یہ کہکر کہ اگر نہ پکائی تو اوس نے ایک دیگچی ایسی کہ اس مین ٹکیان نمک کی ہون اور اُس کا اثر اوس پکے ہوئے کھانے مین نہ ہو - مجبور ہو کر اوس عورت نے امام صاحب سے اس باب مین سوال کیا آپ نے فرمایا کہ پکا تو انڈے کو دیگچی مین زان بعد ڈالدے تو اوسپر نمک حلف کیا گیا اور زیادہ ڈالدے

۴۵۔ مروی ہوا کہ مذہب دہریہ مین سے ایک جماعت متفق ہوکر امام صاحب کے قتل پر آمادہ ہوئے آپکو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُن سے یہ فرمایا کہ تم لوگ اول مجھسے ایک مسئلہ مین بحث کر لو زان بعد جو تمہارا ارادہ میرے ساتھہ ہے وہ کرنا۔ گیا کہتے ہو تم اسصورت مین کہ ایک کشتی جو سامان و اسباب سے معمور ہے سمندر مین ہے اور بحر مین تلاطم امواج ہو رہا ہے اور ایسی حالت مین وہ کشتی بے ملاح کے ہو عقل اسکو جائز رکھہ سکتی ہے اوس قوم نے کہا کہ یہ بات محال ہے فرمایا کہ اسی طرح غور کرو وجود اس دنیا کا کہ بحالت تباین واقعات و ہجوم حوادث و آفات و اختلاف احوال و تغیر اعمال و افعال بلا صانع حکیم و مدبر علیم کے عقل سلیم کب تسلیم کر سکتی ہے یہ سنکر اون سب نے توبہ کی اور تلوارین میان مین کر لین۔ ۴۶۔ منقول ہوا کہ کسی کے ایک شخص پر ہزار درہم یا دینار تھے اس شخص نے دعوی مدعی سے انکار کیا حلف کا ارادہ کیا اور مدعی کے ثبوت دعوے کے لیئے صرف ایک گواہ تھا وہ مجبور ہوکر امام صاحبکی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا سب حال عرض کیا آپنے جو تفصیلی حال مدعی سے سُنا تو آپ پر اُس کے بیان کی صداقت و حقیت ظاہر ہوئی فرمایا کہ تو ایسا کر کہ ان ہزار کو ہبہ کردے کسی حاضر شخص کو بحضوری اوس ایک گواہ کے جو رکھتا ہے پھر آپنے اوس حاضر کو یعنی موہوب لہ کو فرمایا کہ اب تو دعوے کر اُس اصلی مدیون پر ہزار کا اور حکم فرمایا اس شاہد اور رواہب کو کہ تم دونون گواہی دو ہزار کی چنانچہ اون دونون نے محکمہ قضا مین گواہی دی اور قاضی نے حکم دیا ہزار کا۔ تمام ہوئے جوابات مسائل مشکلہ دقیقہ سے جو امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہ رض نے اپنے عہد مین اکابر علماء دین و راسخین فی العلم سے درجہ بیان فرمائے اور جملہ حضرات ائمہ وقت نے اُن جوابات کو بلا قیل و قال تسلیم کیا اور امام صاحب کے کمال قوت قدسیہ اجتہادی و تبحر علمی کا اعتراف و اقرار کیا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ یہ بات بہت وسیع و طویل ہے ہمنے مناسب مقام سمجھکر انہین سوالات و جوابات پر اکتفا کیا اور جو ایسے مباحث تھے جنکے ثبوت مین انواع قیل و قال و نزاع کو دخل عظیم تھا اور نیز ان کے سمجھنے مین ناظرین کوتاہ نظر کو سخت دقت اور دشواری تھی انکا ترک و حذف مناسب سمجھا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی قسم کے چند سوالات و جوابات جو دیگر کتب دینیہ سے معلوم ہوئے مناسب مقام سمجھکر اس جگہہ لکھے جاتے ہین تا اخوان مومنین و ناظرین مشتاقین کو حظ وافر و

بہرہ شکار حاصل ہو۔ منقول ہوا کہ زمانہ جناب حضرت حمادؒ مین اتفاق سے ایک دہریہ جو
بڑا نامی وگرامی علامہ وقت مشہور ومعروف تھا خلیفہ وقت کے دربار مین حاضر ہوا اور باوسنی
اکابر علماء وقت کو چند مباحث علمی کے مناظرہ مین ودلائل الزامی سے ساکت کیا زان بعد خلیفہ وقت
سے کہا کہ اب تیری دار الخلافت مین کوئی عالم اس مرتبہ ومنصب کا باقی رہا ہی جس سے مین مناظرہ
کرون تب خلیفہ وقت نے حضرت حماد شیخ الوقت کو بڑے اعزاز واکرام سے طلب کیا اور اوس
دہریہ سے مناظرہ قرار پایا چونکہ اُن ایام مین حضرت حماد کے ساتھ امام صاحب بھی موجود تھے
آپنے شیخ سے کہا کہ کیا سبب ہی کہ مین آج آپکو پریشان وافسردہ خاطر پاتا ہون شیخ ممدوح
نے فرمایا کہ مین ایک بہت بڑے مخمصہ مین مبتلا ہون خلیفہ وقت نے مجکو ایک دہریہ سے
بحث علمی کرنیکے لئے بلایا ہی اور اوسنے اکثر علماء وقت کو ساکت کیا ہی اور مینے رات کو ایک
خواب وحشتناک دیکھا ہی جسکے تعبیر مین سخت حیران وپریشان ہون وہ یہ کہ مینے خواب مین دیکھا
کہ ایک گھر وسیع عالیشان عمارت کا ہی اور اوسمین ایک درخت پھلدار ہے کہ یکایک اوس گھر کی
ایک گوشہ مین سے ایک خنزیر نکلا اور اوسنے اوس درخت کے پھلونکو کھالیا صرف درخت رہگیا
کہ ناگاہ اوس درخت کی جڑ سے ایک شیر نکلا کہ اوسنے آتے ہی بڑے جوش وخروش سے اوس خنزیر
کو قتل کیا۔ امام صاحب نے اس خواب کو سنتے ہی فرمایا کہ مبارک ہو تمکو یہ خواب کہ وہ گھر وسیع بارونق
خانہ دین ہی اور وہ درخت پھلدار علماء وقت ہین اور جڑ اوسکی جو باقی ہی وہ تو ہی اور خنزیر وہ دہریہ
ہی اور شیر مین ہون انشاء اللہ تعالے مین اوسکو ہلاک کرونگا۔ حضرت حمادؒ یہ تعبیر سنتے ہی کمال
مسرور ومحظوظ ہوئے اور وہ پریشانی اور وحشت آپکی رفع ہوئی چنانچہ اوسیوقت حضرت حماد معہ امام
صاحب جامع مسجد مین تشریف لیگئے اور خلیفہ وقت معہ اکابر علماء واعیان دربار وہان حاضر
ہوا۔ دہریہ آتے ہی منبر پر بیٹھ گیا اور کہا کہ میرے سوالات کا جواب دینے والا کون ہے
امام صاحب نے باواز بلند فرمایا کہ مین جواب دونگا تیرے سوالات کا۔ یہ سنکر دہریہ نے
کہا کہ اے لڑکے تیری حیثیت وقدرت ہی جو تو مجھسے بحث ومناظرہ کریگا بہت سے علماء واکابر
وقت وشیوخ عہد معمر وسن صاحب عمائم عظیمہ وکمائم واسعہ میرے سوالات کے
جواب دینے سے عاجز وساکت ہوگئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سُن اور سمجھ حقتعالے نے

عمائم عظیمہ اور کمائم واسعہ مین عزت وتوقیر نہین رکھی ہی بلکہ عزت وبزرگی اوسکے فضل عظیم پر موقوف ہی ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ توسوال کر مین جواب دونگا۔ دہریہ نے سوال کیا کہ اللہ موجود ہی امام صاحب نے فرمایا ہان
تجکو کیا شک ہی۔ دہریہ نے کہا کہ ہان ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اسکے لئی مکان خاص نہین ہی۔ دہریہ نے کہا کہ کیسے
ہوسکتا ہی وجود جس حالت مین اسکے لئی مکان نہو امام صاحب نے فرمایا کہ کی دلیل تیری جسم مین موجود ہی وہ یہ کہ تیری جسم مین روح
ہی یا نہین دہریہ نے کہا کہ موجود ہی آپنی فرمایا کہ کہان ہی سر مین ہی یا شکم مین ہاتھ مین یا پاؤن مین ۔ دہریہ یہ جواب سنکر ساکت
ہوگیا۔ ازان بعد امام صاحب نے ایک پیالہ جسمین دودہ تہا منگوایا اور اوس سے پوچہا کہ اسمین گھی ہی
یا نہین ۔ دہریہ نے کہا کہ ہی فرمایا کہ کہان ہی اعلے مین یا وسط مین یا اسفل مین ۔ دہریہ خاموش
ہوگیا پہر امام صاحب نے فرمایا کہ جیسے تیرے جسم مین روح کے لئے مکان خاص نہین پایا جاتا
اور دودہ مین گھی کے لئے ۔ اسیطرح خدایتعالے کے لئی اس کون مین کوئی خاص مکان نہین
پایا جاتا۔ پہر دہریہ نے سوال کیا کہ کیا چیز ہے اللہ تعالے کے قبل اور بعد مین ۔ امام صاحب نے
فرمایا کہ اللہ تعالے کے قبل اور بعد مین کوئی شئے نہین ہی اور اسکی بھی دلیل تیرے جسم مین موجود
ہی وہ یہ کہ دیکھ لے پہلے ابہام کے اور بعد خنصر کے کیا ہی اسیطرح خدایتعالے کے قبل وبعد کوئی شی
نہین ہی۔ پہر کہا دہریہ نے کہ ایک مسئلہ اور باقی رہگیا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
اسکا جواب بھی تجکو دونگا ۔ دہریہ نے کہا کہ اسوقت اللہ تعالے کس حال مین ہی۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ مین تیرے دوسوالونکا جواب دے چکا ہون اب یہ کمال درجہ کی نالے انصافی
ہے کہ مجیب نیچے ہو اور سائل اوپر ہو لہذا اس سوال کا جواب تجکو ندونگا یہانتک کہ تو منبر سی
اوتر آئے ناچار دہریہ منبر سے اوتر آیا اور امام صاحب نے منبر پر اجلاس فرماکر ارشاد کیا کہ اب
سوال کر دہریہ نے سوال مذکور کیا امام صاحب نے فرمایا کہ حقتعالے نے اس ساعت مین کاذب
کو نیچے اوتارا اور اہل حق کو اسفل سے اعلے درجہ پر بٹھایا کذا فی شعب الایمان ۔ اور اس حکایت
کو علامہ کفوی نے خطیب خوارزمی سے اسطور پر نقل کیا ہی کہ قیصر روم نے ایک قاصد کو
بہت مال دیکر خلیفہ منصور کے پاس اس لئے روانہ کیا کہ وہ علماء وقدماء کو جمع کرکے تین سوالات
کے جوابات پوچھے اگر وہ جواب معقول دین تواونپر یہ مال تقسیم کرنا ورنہ مسلمانون سے خراج لینا
اس بناء پر خلیفہ وقت نے علماء وفضلاء عہد کو جمع کیا امام صاحب بھی اس جلسہ مین اپنے

باپ کے ساتھ گئے اور اوس قاصد رومی نے منبر پر چڑھ کر پوچھا کہ میرے سوالات کے جواب کون دیگا اوسوقت کسیکو جواب دینے کی تاب وقوت نہین ہوئی۔ امام صاحب نے اپنے باپ سے اجازت جواب دینے کی چاہی کہ مین جواب دون باپ نے منع کیا جب اوسنے پھر پوچھا تو آپ نے مضطرب ہوکر بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے اوس قاصد سے کہا کہ کیا تو سائل ہی اوسنے کہا کہ ہان امام صاحب نے فرمایا کہ منبر سے اوتر مین بیٹھکر جواب دونگا کیونکہ سائل بمنزلہ شاگرد ہوتا ہی اور مجیب بمنزلہ اوستاد کے پس شاگرد کا درجہ نیچا ہی اور اُستاد کا اونچا یہ سنکر وہ منبر سے اوتر آیا اور امام صاحب نے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اب سوال کر اوسنے پوچھا کہ اللہ سے پہلے کیا تھا آپنے فرمایا کہ تو گنتی جانتا ہی اُسنے کہا کہ ہان فرمایا کہ ایک سے پہلے کونسا عدد ہی اُسنے کہا کہ وہ سب سے پہلے ہی اوس سے پہلے کون ہوتا فرمایا کہ جب واحد مجازی لفظی سے کوئی پہلے نہین ہوسکتا تو واحد حقیقی سے پہلے کیونکر کوئی شے ہوسکتی ہی۔ یہ سنکر وہ خاموش ہوگیا پھر اوسنے سوال کیا کہ اللہ کا مُنہ کسطرف ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جب شمع روشن ہوتی ہی اوسکی روشنی کا منہ کسطرف ہوتا ہی اُسنے کہا کہ اوسکی روشنی سب طرف برابر ہی۔ فرمایا جب نور مجازی کی کوئی جہت مقرر نہین تو نور حقیقی آسمان وزمین کا کیونکر کسی خاص جانب ہو+

اللہ نور السموات والارض آہ پھر اوسنے سوال کیا کہ اللہ اسوقت کیا کرتا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ وہ اسوقت اس شان مین ہی کہ تجھسے مشبّہ کو منبر سے اوتار کر مجھسے موحد کو چڑہایا۔ روض الخایق مین مذکور ہوا کہ ایک عورت نے مسجد مین آکر ایک سیب آدہا سرخ اور آدہا زرد امام صاحب کے سامنے رکھا آپنے اوسکے دو ٹکڑے کرکے اوسکو حوالہ کیا جب وہ چلی گئی حاضرین نے پوچھا کہ اسکا کیا مطلب تہا فرمایا کہ اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ کبھی زرد آتا ہی طہر کو دریافت کرتی ہی مینے بتادیا کہ جیسا سیب اندر سے سپید ہوتا ہی ایسا پانی صاف ہو تو طہر ہے۔ فتاوی سراجیہ مین مذکور ہوا کہ ایک اعرابی نے امام صاحب سے پوچھا ایک واو سے یا دو واو سے آپنے فرمایا دو واو سے اُسنے کہا بارک اللہ فیک کما فی لا ولا حاضرین نے متعجب ہوکر اسکے معنے پوچھے فرمایا کہ یہ اعرابی تشہد کو پوچھتا تہا کہ دو واو سے ہی جیسے کہ ابن مسعودؓ کی روایت ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات یا ایک واو سے

جیسے ابی موسےٰ کی روایت ہی التحیات المبارکات والصلوات الطیبات اوسنے کہا
کہ برکت دے تجکو اللہ جیسے لاولا مین پس لاولا سے اوسنے اشارہ کیا اس آیت کی طرف
من شجرۃ مبارکتہ زیتونتہ لاشرقیتہ ولاغربیتہ بعض اہل تحقیق نے اس حکایت مین اس بنا
پر شک کیا ہی کہ حضرت ابی موسےٰ کی روایت مین ایک واو بھی نہین ہی جیسا کہ ماہر بن علم حدیث
پر مخفی نہین واللہ اعلم۔ عزیز الضاحاک مین مذکور ہوا کہ ایک شخص نے امام صاحب سے مسجد مین
کہا کہ اگر تم نبیذ کو حلال کہتے ہو تو مین ابھی مسجد مین پیتا ہون آپنے فرمایا کہ تیری عورت
تجہپر حلال ہے یا حرام اوسنے کہا کہ حلال ہی فرمایا کہ اگر اوسکے ساتھہ مسجد مین صحبت کرسکتا ہی
تو نبیذ بھی مسجد مین پی لے وہ شخص خاموش ہوگیا۔ آثار البلاد واخبار العباد مین منقول ہوا
کہ امام صاحب مسجد مین بیٹھے تھے کہ خارجی لوگ ننگی تلوارین لیکر مسجد مین داخل ہوی
اور یہ کہا کہ ہم دو باتین تمسے پوچھتے ہین اگر جواب ندوگے تو ہم تمکو قتل کرینگے پس آپنے
فرمایا کہ تلوارونکو میان کرو جواب دونگا بولے ہم تیری گردن کے چمڑے کا میان بنانا
بڑا ثواب سمجھتے ہین فرمایا کہ اصل مطلب اپنا بیان کرو کہا کہ دو جنازے دروازہ پر آے ہین
ایک جنازہ شرابی کا جو مین نشہ مین مرگیا۔ دوسرا اوس عورت کا جو حرام کا پیٹ گراتی ہے
مرگئی یعنے دونونکو حرام سے توبہ نہین نصیب ہوئی۔ اور خارجیونکا مذہب ہی کہ ذرا سے
گناہ سے کافر ہوجاتا ہے پس اونکا یہہ ارادہ تہا کہ اگر امام صاحب ان دونونکو مومن کہینگے جیسا کہ
انکا مذہب ہی تو ہم اونکو قتل کرینگے آپنے اُنسے پوچھا کہ یہ دونون مُوئی کس قوم سے ہین
کیا یہود مین سے ہین بولے کہ نہین فرمایا کہ نصاری مین سے ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ مجوس
مین سے ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ بت پرست ہین کہا کہ نہین فرمایا کہ پھر کون ہین اُنہون نے
کہا کہ مسلمان ہین فرمایا کہ تمنے اسکا جواب آپ ہی دیدیا کہا کہ کیونکر فرمایا کہ تمنے خود اقرار کیا
کہ وہ مسلمان ہین پھر کافر کیونکر ہونگے۔ پھر اُن لوگون نے پوچھا کہ یہ دونون جنتی ہین یا
دوزخی امام صاحب نے فرمایا کہ ان دونونکے حق مین وہ بات کہتا ہون جو حضرت ابراہیمؑ نے
ان سے بدتر کے حق مین فرمایا ہی فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم اور
بہی یہ کہتا ہون اونکے حق مین جو حضرت عیسےٰؑ نے ان سے بدتر کے حق مین فرمایا۔

ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم امام صاحب کے یہہ سب جواب باصواب سنکر وہ خارجی اپنے مذہب باطل سے تائب ہوے اور طریق ملت حنفیہ قبول کیا - کشاف مین مذکور ہوا کہ ایک بار حضرت قتادہ کوفہ مین آئے اور بہت لوگ اونکی خدمت مین حاضر ہوے انہون نے حاضرین سے کہا کہ تم لوگ جو چاہو مجھسے سوال کرو اسوقت امام صاحب بھی صغیر السن اوس جلسہ مین موجود تھے آپنے فرمایا کہ پوچھو چیونٹی حضرت سلیمان کی نر تھی یا مادہ قتادہؓ کو اوسکے جواب دینے مین تامل ہوا امام صاحب بول اوٹھے کہ مادہ تھی پوچھا کہ کس دلیل سے آپنے کہا فرمایا کہ حق تعالی فرماتا ہے قالت نملة اگر نر ہوتی تو قال نملة فرماتا - امام رازی لکھتے ہین کہ امام صاحب کی صغر سنی کی حالت مین ایک گروہ اہل علم متفق ہوکر مسئلہ قرارت خلف الامام مین بحث کرنے کے لئے جمع ہوا آپنے فرمایا کہ تمہاری جماعت بہت ہے اور مین تنہا ہون تم سب سے کیسے بحث کرون لہذا تم سب مین سے ایک شخص منتخب معتمد قرار پاکر میرے سامنے آوے جسپر سب قوم کی ہار جیت موقوف ہو تب قوم نے سب مین سے ایک بہت بڑا علامہ فاضل اجل منتخب کرکے امام صاحب کے سامنے پیش کیا - آپ نے قوم سے کہا کہ تم تسلیم کرتے ہو اس امر کو کہ اگر مین اس شخص کو بحث و مناظرہ مین الزام دون تو حقیقت مین سب سے بحث کر چکا اور سبکو الزام دیچکا - قوم نے جواب دیا کہ اگر اسکو تمنے الزام دیا وہ حقیقت مین ہم سبکا الزام ہے اور اسکا قول بعینہ ہمارا قول ہے - یہ سنکر امام صاحب نے قوم کو جوابدیا کہ سنو اسیطرح ہمنے بھی جب بنایا کسیکو امام تو جو قراۃ اوسکی ہے وہی ہماری ہوگئی یہ سنکر وہ جماعت ساکت ہوگئی کذا فے التنویر - اور کتاب المناقب مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے رسول مقبول صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اے ابو حنیفہ تمنے مجھپر درود پڑہنے والے پر کس بناپر سجدہ سہو واجب کیا آپنے عرض کیا اسوجہ سے کہ اوسنے آپپر ہو لنے سے درود شریف پڑہا رسول مقبول صلعم نے امام صاحب کے اس جواب کو پسند فرمایا - علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک سے منقول ہوا کہ جب امام صاحب کی قوت علمیہ اجتہادیہ کا شہرہ آویزہ گوش خاص و عام ہوا تو وقت ملاقات مجھسے امام اوزاعیؒ نے کہا کہ یہ کون بدعتی ہے جو نکلا ہے کوفہ سے اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہے دیکھے مینے اوسکے چند مسائل بہت مشکل و دقیق جب مینے دیکھا اون مسائل کو کہ وہ منسوب ہین نعمان بن ثابت کے جانب نہین معلوم کہ کیھ

کون شخص ہی ابن مبارکؒ فرماتے ہین کہ مینے کہا کہ وہ ایک شخص جلیل القدر ذی شان مشایخ عظام مین سے ہی جس سے مینے ملاقات کی عراق مین تو جا اور اُس سے کلام کر۔ یہہ سُنکر اوزاعی نے کہا کہ یہ وہ ابوحنیفہ ہی جسکی ملاقات سے مین منع کیا گیا ہون بعد چندے بحسب اتفاق حسنہ اوزاعی اور امام صاحب دونون سے مکہ معظمہ مین ملاقات ہوی اور اوزاعی نے اون مسائل مشکلہ کے دقایق و مطالب دریافت کئے امام صاحب نے اون تمامی مسائل کے معانی و حقایق و مطالب ایسے تفصیلی بیان کئے کہ جو عبداللہ بن مبارک نے امام صاحب سے اون مسائل کے رموز و اشارات و حل مشکلات لکھے تھے اون سے زیادہ اُسوقت اوزاعی نے امام صاحب سے سُنے۔ غرض جب اوزاعی امام صاحب سے رخصت ہوئے تب اُنہون نے وقت ملاقات ابن مبارک سے کہا کہ اس شخص کی وسعت علم اور دقت فکر و تیزی نظر اور روشنی عقل اور قوت قدسیہ ملکیہ پر مجکو رشک آتا ہی اب استغفار مانگتا ہون مین اللہ تعالی سے کہ مین پہلے امام ابوحنیفہؒ کی نسبت غلطی و کجی مین مبتلا تھا اب مجکو یقین ہوا کہ متعصبین کی خلاف بیانی براہ حسد و نفاق تھی لازم پکڑ تو اس شخص کی صحبت و ملازمت کو۔ مرقاۃ مین مذکور ہوا کہ ایکبار امام اوزاعی بارادہ مناظرہ امام صاحب کے پاس آئے اور اُنہون نے چند مسائل مشکل و دقیق آپ سے پوچھے امام صاحب نے اون سب سوالات کے ایسے جواب شافی کافی دئے کہ اوزاعی اونکو سُنکر حیرت و تعجب سے کہنے لگے کہ یہ جوابات آپنے کہان سے دئے امام صاحب نے فرمایا کہ مینے یہ سب جوابات اون احادیث سے دئے ہین جنکو تم ہمیشہ نقل کرتے رہتے ہو اور وہ احادیث یہ ہین اور طریقہ استنباط یہ ہی اوزاعی نے سُنکر کہا کہ انصاف یہ ہی کہ ہم عطار ہین اور آپ حکیم ہین فی الحقیقت امام صاحب کی قوت فکری و نطقی و تبحر علمی و بصیرت معنوی کا یہ حال تھا کہ قیاس بشری کو وہان گنجایش نہین ہی۔ تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہوا کہ ایک شخص حضرت سیدنا عثمانؓ کی شان مین لفظ یہودی کا کہتا تھا معاذ اللہ امام صاحب نے ایکبار بسبیل تذکرہ اوس سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح فلان یہودی کے ساتھ کر دے اوسنے کہا یا امام کوئی مسلمان اپنی بیٹی یہودی کو دیتا ہی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو اپنی بیٹی یہودی کو دینا نہین جایز رکھتا ہے پیغمبر صلعم کا بیٹی کا دینا یہودی کو کیا سمجھکے روا رکھتا ہی یہ سُنکر اوس شخص نے توبہ کی۔ اسیطرح

امام ابوحنیفہ رح اور امام اوزاعی مین جو مناظرہ عند القضا مشہور ہی وہ یہ ہی کہ ایکبار امام اوزاعی
اور امام ابوحنیفہ دونون جمع ہوے مکہ معظمہ مین دار الحناطین مین اوزاعی نے امام صاحب سے
کہا کہ کیا حال ہی تمہارا جو تم رفع یدین نہین کرتے ہو نماز مین وقت کرنے رکوع اور قیام کے
امام صاحب نے فرمایا بوجہ اسکے کہ اس باب مین کوئی روایت ثبوت وصحت کو نہین پہونچی رسول اللہ
صلعم سے اوزاعی نے کہا کہ کیسے مرتبہ ثبوت کو نہین پہونچی حالانکہ بتحقیق حدیث کی مجھسے زہری نے
سالم سے اور راوی نے اپنے باپ سے اور اونے رسول اللہ صلعم سے کہ آپ رفع یدین فرماتے
تھے وقت افتتاح نماز اور وقت رکوع اور وقت قیام امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ ہمکو حدیث
کی حماد نے ابراہیم نخعی رح سے اور انہون نے علقمہ اور اسود سے اور انہون عبداللہ بن مسعود رض
سے کہ بتحقیق رسول اللہ صلعم نہین رفع یدین فرماتے تھے مگر صرف وقت شروع کرنے نماز
کے اوزاعی نے کہا کہ مین حدیث روایت کرتا ہون زہری سے عن سالم عن ابیہ اور تو کہتا
ہی حدثنا حماد عن ابراہیم امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ حماد زیادہ فقیہہ ہی زہری سے اور ابراہیم
زیادہ فقیہہ ہی سالم سے اور علقمہ نہین ہی کمتر ابن عمر رض سے فقہ مین اگرچہ ابن عمر رض کو شرف فضل و
صحبت کا حاصل ہی اور اسود کے لئے فضل کبیر حاصل ہی اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہی یعنے اسکا
فضل وکمال تو کیا بیان کیا جاوے یہ سنکر اوزاعی ساکت ہو گئے یعنے جوابدینے پر قادر نہوے
فوائد منیفہ مین مذکور ہوا کہ بحسب اتفاق امام مالک رح محفل درس مین مشغول تھے کہ امام ابوحنیفہ
تشریف لاے امام مالک رح نے ایک سوال مسائل علمی مین اپنے تابعین سے پوچھا امام صاحب
نے سنتے ہی اوسکا جوابدیا امام مالک رح نے فرمایا کہ یہ شخص کہانکا ہی امام صاحب نے فرمایا
کہ عراق سے امام مالک رح نے فرمایا اہل بلد نفاق وشقاق سے یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا
کہ مجکو اجازت دے کہ مین پڑہون کچھہ کتاب اللہ سے امام مالک رح نے فرمایا کہ ہان پڑہ امام صاحب
نے پڑہی یہ آیت ومن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل العراق مردوا علی النفاق
امام مالک رح نے سنکر کہا کہ ایسا نہین فرمایا ہی حقتعالے نے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تو پڑہ
کیا صحیح ہی قول حقتعالے کا امام مالک رح نے فرمایا ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق۔
امام صاحب نے فرمایا الحمد للہ تو نے اپنے نفس پر خود حکم کیا نفاق کا یہ کہکر آپ تشریف لیگئے

پس ہرگاہ کہ امام مالک رح نے پہچانا امام صاحب کو تو آپنے امام صاحب کا بہت اعزاز واکرام کیا
رضی اللہ تعالے عنہما۔ بعض حواشی کتب قدیمہ مین بحوالہ اقوال بعض علماء دین منقول ہوا کہ بیوم
بعث ونشور ابلیس لعین جناب ختم الانبیا والمرسلین کی بارگاہ عالیجاہ مین براہ شرارت فطری وضلالت
ابدی یہ عرض کریگا کہ آجکے روز جو امت آپکی کہ اوامر و نواہی شرعیہ کی تابع رہی اور اعمال صالحہ
وافعال حسنہ کی مقید و پابند رہی اوس جماعت کو حضور منتخب فرماکر اپنے ہمراہ لیجاوین اور جو فاسق
وفاجر کہ میری مطیع فرمان رہے ہے اونکو آپ میری ہمراہی کے لیے چھوڑ دین یعنے وہ لوگ جیسے دنیا مین
میری رضاجوی وفرمانبرداری مین رہے ہین ایسے ہی آجکے دن وہ میرے رفیق وقرین
وجلیس رہین اور اگر ایسا نہو تو اسکا تصفیہ کسی شخص معتمد اور موتمن کے ذریعہ اور واسطہ سے
چاہتا ہون کہ وہ منصفانہ دلائل واضحہ وبراہین ساطعہ حقہ سے اس دعوی مین مجکو ساکت کرے
یا میری حقیت دعوی پر حکم دادرسی دے یہانتک کہ یہ قضیہ نامرضیہ بارگاہ جناب رب العزت مین
پیش ہوگا اوسوقت خداوندقدیر علیم وخبیر احکم الحاکمین بمقتضای اسکے کہ دنیا مین فیصلے تمامی
دعاوی وحقوق شریعت محمدی احکام مفتی برحق پر طے ہوا کیے ہین اس بنا پر حضرت امام الائمہ
سراج الامہ مفتی شریعت مصطفوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو فی نبظر اتمام حجت والزام واسکات
ابلیس علیہ اللعنہ عرصات محشر مین طلب کیے جاوینگے اور آپ دعوی نامقبول ابلیس لعین کا سنکر
یہ ایک نظیر بدیہی بطور جواب الزامی بیان فرماوینگے کہ ایک شخص نے کیسکی زمین مین غصبا زراعت
کی اور مالک زمین کو خبر نہوئی جب زراعت تیار ہوچکی مالک اپنی زمین کا دعویدار ہوا کیا کہتا ہے
تو اسمین کہ اس تصرف ناجائز سے مالک زمین کی مالکیت کیا معدوم ہوسکتی ہے بجز اسکے کہ
وہ زمین اصل مالک کی ہے اور غلہ غاصب کا۔ اسیطرح سمجھہ لے کہ جو تو نے عبادات وخلوص نیات
مومنین مین تصرف ناجائز وجبر بیجا کیا ہے اور تخم ریزی بذر فسق وفجور وکید وزور واغوا وشر و
اوسمین کی ہے اوس مزرعہ کا حاصل وبال نکال واحمال واثقال کو تو لیلے کہ وہ حق تیرا ہے
غرض یہ دلیل بدیہی وجواب الزامی سنکر ابلیس لعین ساکت ہوگا اور خائب وخاسر ورجیم وذلیل
ہوکر داخل فی النار ہوگا فلعنۃ اللہ علیہ والملائکۃ والناس اجمعین خالداً فیہا ابدا۔ اسیطرح
دوسرا قضیہ روح اور جسم مین پیش ہوگا یعنے بیان روح یہ ہوگا کہ مین مجرد عن المادہ ہون اگر

جسم نہوتا تو مین فسق و فجور و عصیان و طغیانی سے بری رہتی اور امانت الٰہی کو محفوظ رکھتی۔ جسم یہ کہیگا کہ مین کالجماد ہون لایق خطاب و عتاب نہین ہون بوجہ اسکے کہ مجکو حس و ادراک و شعور و تمیز مطلق نہین حاصل ہے کہ یہ صفات روح سے متعلق ہین غرض جسم و روح دونون اپنی اپنی برئیت و عصمت مین وجوہ معقول پیش کرینگے انجام کار حضرت امام اعظم دین محمدی مفتی شریعت مصطفوی زبان معجز بیان سے یہ نزاع بدین نحو مقبول و حجت معقول رفع فرمائینگے کہ اس باب مین یہ نظیر بدیہی بطور قول فیصل سمجھنے کو کافی ہے کہ ایک باغ مین دو شخص ہین اُنمین سے ایک اندہا ہے اور دوسرا لنگڑا اندہا دیکھہ سکتا نہین اور لنگڑا توڑ سکتا نہین پس لنگڑے نے اشجار پر اثمار دیکھکر اندہے سے کہا کہ درخت میوہ دار ہے تو میری کندہے پر چڑہ جا اور پہلونکو توڑ لے چنانچہ اوس اندہے نے لنگڑے کے کندہے پر چڑہ کے وہ میوہ توڑ لیا صاحب باغ نے دونون کو گرفتار کر لیا اور اس بنا پر دونون ملزم و مجرم قرار پاکر محبوس کئے گئے۔ **دوسرا باب** ابتدائی حالات جمع ہونے علم فقہ کے بیان مین معہ تحقیق اسکے کہ امام ابو حنیفہ نے اولا علم فقہ کو ابواب و فصول کے ساتھہ ترتیب دیا معہ دیگر فضائل و مناقب **مقدمہ**۔ مخفی نرہے کہ جو شخص کسی علم کے شروع کرنیکا قصد کرے اوسپر لازم ہے کہ اوس علم کی حد یا رسم تصور کرے اور اوسکے موضوع اور غایت اور استمداد کی معرفت حاصل کرے پس مقدمہ مین دس چیزین مذکور ہوتی ہین تعریف علم اور موضوع اور غرض اور استمداد اور واضع علم اور نام علم کا اور حکم شارع کا اور تصور مسائل اور فضیلت اور نسبت۔ ان سبکا مختصر بیان یہ ہے حد اوس تعریف کو کہتے ہین جسمین ذاتیات مذکور ہون جیسا انسان کی تعریف مین کہنا حیوان ناطق۔ اور رسم وہ ہے جسمین تعریف بعرض لازم ہو جیسا انسان کی تعریف مین ضاحک یا کاتب کہنا۔ پس فقہ لغت عرب مین دریافت کرنا شے کا ہے پھر عرف مین فقہ مخصوص بعلم شریعت اور فقِہ بکسرہ قاف صیغہ ماضی کا بمعنی عَلِمَ ہے یعنے دریافت کیا اور جانا۔ اور فقہ بکسر اول و سکون ثانی اوسکا مصدر ہے بمعنے علم و فہم اور فقہ بضم قاف جسکا مصدر فقاہت ہے اوسوقت بولتے ہین جبکہ آدمی فقیہہ ہو جاوے خلاصہ یہ کہ فقہ لغوی کا ماضی بکسور القاف ہے اور اصطلاحی کا مضموم القاف ہے کذا ذکرہ صاحب بحر الرائق عن الکرمانی۔ اور صاحب قاموس نے فقہ کے ماضی مین کسرہ بھی نقل کیا ہے اور علماء اصول فقہ

کی اصطلاح مین فقہ عبارت ہی احکام شرعی فرعی اوس علم سے جو حاصل ہوا ہو احکام کے دلائل مفصلہ سے **ف** احکام فرعی وہ ہین جو عمل کرنے سے متعلق ہین اور جو اعتقاد سے متعلق ہین اونکو احکام اصلی کہتے ہین اور قرآن وحدیث واجماع وقیاس فقہ کے دلائل تفصیلی ہین اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اصولیون کے نزدیک فقیہ حقیقی فقط مجتہد ہی ہا بانند اوسکے اسواسطے کہ مقلد بر دلائل سے استدلال کرنا ضرور نہین ۔ اور فقہا کے نزدیک فقہ نام ہے مسائل کے یاد رکھنے کا اور کمتر مرتبہ حفظ مسائل کا یہ ہی کہ تین مسئلے یاد ہون دلائل کے ساتھ ورنہ جسکو ہزارون مسائل بدون دلائل کے یاد ہون وہ فقیہ نہین ۔ اور اہل حقیقہ یعنی حضرات صوفیہ کرام رح کے نزدیک فقہ عبارت ہی علم اور عمل کی جامعیت سی **تنبیہ** حقیقت مغز ہی شریعت کا اور حقیقت شریعت سے باہر نہین اور نہ شریعت حقیقت سے جدا ہی اور جو حقیقت کو شریعت سی جدا جانتا ہو اُسپر کفر کا خوف ہی کذا فی الطحطاوی ۔ حضرت امیر خسرو دہلوی مثنوی مطلع الانوار مین فرماتے ہین ؎ عین حقیقت بشریعت درست ٭ شرع اگر عین نباشد شراست ٭ ہر کہ تنگ از شرع فراتر زدہ ٭ اللہ و یارب ہمہ زو عربدہ ٭ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ حقیقت دریاست و شریعت کشتی پس از دریا بچہ توان گذشت بکشتی ۔ جب منجملہ حضرات صوفیہ صافیہ کے شاہدین عادلین کے کلام سے شریعت اور حقیقت مین اتحاد یا تلازم ثابت ہوا تو صاف ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ شریعت اور ہی اور حقیقت اور ہی وہ حضرات صوفیہ کرام ؒ کے طریق سے گمراہ ہین جیساکہ قول سیدنا خواجہ حسن بصری ؒ سے ظاہر ہوتا ہی انما الفقیہ المعرض عن الدنیا الزاہد فی الآخرۃ البصیر بعیوب لنفسہ یعنی نہین ہی فقیہ مگر وہ کہ جو روگردان ہو دنیا سے اور زہد کرنیوالا آخرت مین ہو اور اپنے عیوب ذاتی کا جاننے والا ہو پس عارف فقیہ کی عبادت فقط خدا ہی کے واسطے ہوتی ہی نہ دوزخ کے خوف سے نہ بہشت کی طمع سے اور یہ لوگ جو بہشت مانگتے ہین تلذذ نفس کیواسطے نہین چاہتے ہین بلکہ پروردگار کے دیدار کے لئے جیساکہ کسی عارف نے کہا ہی ؎ لیس قصدی من الجنان نعیما ٭ غیر انی اریدہا لاراک ٭ اور فقہ کا موضوع عاقل بالغ کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے یا سلب کی راہ سے **ف** موضوع علم اوسکو کہتے ہین جسکے عوارض ذاتی کی اوس علم مین بحث اور گفتگو کیجاوے مثلاً کلمہ اور کلام

موضوع ہی علم نحو کا پس اول سے آخر تک اسی کے حالات کی گفتگو ہی اسیطرح فقہ کا موضوع مکلف کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے جیسا نچہ فعل کا صحیح ہونا اور فرض ہونا اور واجب ہونا اور مستحب اور مباح ہونا۔ اور سلب کی راہ سے جیسا کہ صحیح نہونا فعل کا اور عدم فرضیت اور حرام ہونا اور مکروہ ہونا تو غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون کا فعل علم فقہ کا موضوع نہین اور ضمان متلفات یعنی تلف شدہ چیزین اور نفقہ زوجات کے ادا کرنے مین ولی مخاطب ہی نہ صغیر اور مجنون۔ اور فقہ کی استمداد اور مددگاری کتاب وسنت واجماع وقیاس سے ہی یعنے امور اربعہ مذکورہ فقہ کے ماخذ اور اصول ہین ف مخفی نرہے کہ قبل از اسلام شریعت غیر منسوخہ قرآن مجید کی تابع ہی۔ اور سنت سے قول اور فعل اور تقریر رسول مقبول صلعم کی مراد ہی۔ اور تقریر اس سے عبارت ہی کہ کوئی امر حضرت کے سامنے ہو اور آنحضرت صلعم نے اوسکو جایز رکھا ہو اور سپر انکار نہ کیا ہو اور صحابہ کرام کے اقوال تو سنت مین داخل ہین اور اجماع سی مراد اون لوگونکا اجماع ہی جنکا اجماع شمار کے لایق ہی جیسا کہ صحابہ کرام اور تمام مجتہدین عصر کا اتفاق۔ اور تعامل ناس یعنے لوگون کا عمل یہ اجماع کا تابع ہی اور قیاس سے مراد وہ قیاس ہی جو کتاب وسنت اور اجماع سے مستنبط ہو اور تحری واستصحاب تو قیاس کا تابع ہے۔ ف تحری اٹکل اور تخمین کو کہتے ہین اور استصحاب حال سے یہ مراد ہی کہ حالت سابقہ کو دیکھکر حالت موجودہ پرو ہی حکم قائم کرنا۔ قیاس مستنبط من الکتاب کی مثال حرمت لواطت کا قیاس ہی وطی فی الحیض کی حرمت پر جو ثابت ہی لقولہ تعالی قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض اور علت مشترکہ مقیس اور مقیس علیہ مین ایذا ہی۔ اور قیاس مستنبط من السنہ کی مثال حرام ہونا چنے کے ایک پیمانہ کا چنے کے دو پیمانون سے بقیاس حرمت گیہون کے ایک پیمانہ کے گیہون کے دو پیمانون سے جو ثابت ہو اس حدیث سی کہ الحنطۃ بالحنطۃ مثلاً بمثل یداً بید والفضل ربوا اور علت مشترکہ یہان اتحاد جنس اور مقدار ہی اور قیاس مستنبط من الاجماع کی مثال قیاس کرنا ہی وطی حرام کا وطی حلال پر جیسے کہ مادر مزنیہ کی وطی کی حرمت کو قیاس کیا ہی مادر کنیز موطوہ کی حرمت پر جو اجماع سے ثابت ہی یعنے جب اپنی لونڈی سے وطی کی تو اوس لونڈی کی مان کا حرام ہونا اجماع سے ثابت ہی اسمین کوئی نص نہین ہی کتاب اور

سنت سے بلکہ امہات النساء۔ یعنے خوشدامنون مین بلا اشتراط وطی کے نص وارد ہے کذا
فے الطحاوی بتصرف ما اتنے۔ اور فقہ کی غرض اور علت غائی سعادت دارین کی ظفریابی ہی
ہے اور واضع علم فقہ امام ابو حنیفہ ہین۔ اور نام علم کا فقہ ہی۔ اور شارع کا حکم یہ ہی کہ فقہ کا حاصل
کرنا بقدر ضرورت کے واجب ہی۔ اور مسائل اس علم کے ہر ایک وہ جملہ ہی جسکا مبتدا مکلف کا
فعل ہی اور احکام خمسہ یعنی فرض اور واجب اور حرام اور مکروہ و مباح خبر ہی مثلا یہ فعل
واجب ہی یا حرام ہی۔ اور نسبت یہ ہی کہ علم فقہ ظاہر کی اصلاح کرتا ہی جیسے عقائد اور تصوف
باطن کی اصلاح کرتی ہین کذا فے الحلبی۔ اور فضیلت علم فقہ کی یہ ہی کہ سوا علم عقائد اور
تفسیر و حدیث اور اصول فقہ کے باقی علمون سے فقہ کا علم افضل ہی۔ جامع ترمذی ہین
حضرت ابو امامہ رض سے مروی ہوا کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی جیسے
میری فضیلت تمہارے ادنے شخص پر ہی بتحقیق کہ اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اور اہل
آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین بھلائی چاہتی ہین
انکی جو لوگونکو خیر کی تعلیم کرتے ہین۔ و نیز امام شافعی سے منقول ہوا العلم علمان علم الابدان
وعلم الادیان یعنے علم دو ہین ایک بدنونکا علم ہی یعنے طب دوسرا دین کا علم پس علم فقہ
دین کے واسطے ہے اور علم طب بدن کے واسطے ہی کذا فے الطحطاوی۔ اب معلوم کرنا
چاہیے کہ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ جب صحابہ کرام کو واقعات و معاملات پیش آتی تھے
تو وہ جناب رسول مقبول صلعم سے اون معاملات مین فتوے پوچھتے تھے آپ انکو فتوے
دیتے اور جب مقدمات حقوق و عقود وغیرہ آپکے حضور مین پیش ہوتے تو آپ انکا فیصلہ فرماتی
اور صحابہ کرام مین سے جس کسیکو فعل حسن کرتے دیکھتے تو آپ اوسکی مدح فرماتے اور اوس
فعل کے کرنے کی رغبت دلاتے اور اگر بری بات کرتے دیکھتے تو آپ اوسکی مذمت و ممانعت
ارشاد فرماتے۔ احادیث صحاح سے یہ امر صاف ظاہر ہی کہ رسول مقبول صلعم کا یہہ حال تہا کہ
آپ وضو فرماتے اور صحابہ کرام کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے یا آپ نماز پڑہتے اور صحابہ آپ کی نماز
دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑہتے یا آپنے جب حج کیا اور صحابہ نے انکا حج کرنا دیکھا تو اوسیطریق
پر اونہون نے جملہ ارکان ادا کئے غرض آنحضرت صلعم کی جس طریق کو صحابہ کرام دیکھتے تھے

اوسیکو فوراً اختیار کرتے تھے پس غالباً یہی حال تھا جو مذکور ہوا یہ نہ تھا کہ آپ اون اعمال و افعال مین رکن و آداب و مستحباب وصحت و فساد وغیرہ کی کچھہ توضیح وتصریح فرماتے ہون مثلاً آپ نے یہ نہین بیان فرمایا کہ وضو کے فرض چھہ ہین یا چار اور نہ یہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی آدمی بردن پیاپے دہونے اعضا کے وضو کرلے تو اوسکا وضو صحیح ہی یا فاسد اسیطرح دیگر مسائل عبادات و معاملات کو قیاس کرلینا چاہیئے اگرچہ کہین کہین کچھہ کچھہ آپنے بیان بھی فرمادیا۔ عقد الجید مین مذکور ہوا کہ جب کبھی آپسے احکام جزئی کے حالات جو متعلق اون ارکان و شروط وغیرہ سے ہوتے پوچھے جاتے تو آپ اُن احکام کو اون الفاظ مستعملہ پر حوالہ کرتے جن کو وہ لوگ اپنے جی مین سمجھتے تھے اور اونکو جزئی باتونکا کلیات پر منطبق کرنا آپ بتادیتے اور اسپر کبھی زیادہ نکرتے مگر ہان تھوڑے سے مسائل مین قوم کے اصرار وغیرہ کی وجہ سے کچھہ زائد بھی فرمادیتے مثلاً وضو مین آپنے دہونا چار اعضا کا مشروع تو فرمایا مگر ایسی توضیح نہین فرمائی جس سے معلوم ہو کہ ملنا اعضا کا دہونے کی ماہیت مین داخل ہی یا نہین اور پانی کا بہانا اوسکی حقیقت مین ہی یا نہین اور نہ پانی کی تقسیم فرمائی کہ مطلق ہو یا مقید اور نہ کنوئین اور تالاب اور ان جیسے اور پانیونکے احکام بیان فرمائے حالانکہ یہ مسائل اکثر واقع ہوتے ہین اور یہ خیال مین نہین آتا کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین یہ مسائل واقع نہوئے ہون اور یہی وجہ ہی کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ ہمنے پانی کے معاملہ مین بہت وسعت پائی ہی۔ اسیطرح جب ایک عورت نے آپ سے یہ حال پوچھا کہ اگر کپڑے پر خون حیض کا لگجاے تو کیا کیا جاے آپنے اسکے جواب مین اسیقدر فرمایا کہ اوسکو کُھرچ دے پھر کپڑے کو مل ڈال پھر دہولے پھر اوس سے نماز پڑھ لے۔ اسیطرح آپنے قبلہ کیطرف منہ کرنیکا نماز مین حکم فرمایا مگر ہمکو معرفت قبلہ کے باب مین کوئی طریقہ خاص نہین تعلیم فرمایا حالانکہ حضرات صحابہ کرام سفر کرتے رہتے تھے اور قبلہ کے باب مین دقت اٹھاتے تھے پس ان سب امور کی وجہ یہ تھی کہ آپنے ایسی باتین اونہین لوگونکی راے پر حوالہ کرکے کبھی تھین اور باریک باتین چھوڑدی تھین اور اقسام ضبط کو زیادہ بیان نکرنے مین ایک بڑی مصلحت ملحوظ فرمائی ہی اور وہ یہ ہی کہ ان مسائل کا مآل ایسی حقیقتین ہین جو عرف مین مجمل مستعمل ہین اور اونکی تعریف جامع ومانع بدون دشواری ودقت کے معلوم نہین ہوتی بلکہ بعض

اوقات تعریف بیان کرتے وقت مشکل حقیقتون مین جدا کرنیکے لئے ضرورت ایسے احکام و قواعد کی ہوتی ہے کہ اونکے بیان کرنے مین لوگ عاجز و تنگ ہوتے ہین پھر اگر اون حقایق کو ضبط اور مفسر بھی کیا جاے تو اونکی تفسیر نہین ہوسکتی انتہے ۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام کی عادات سے تھا کہ رسول مقبول صلعم سے سوالات بہت کم کرتے تھے بلکہ بتصریح صدر یہی طریقہ تہا کہ جسوقت وہ لوگ جو ارشاد آپکا عبادات و معاملات مین سنتے یا جو فعل آپکا دیکھتے تو فوراً اوسکی تعمیل کرتے ۔ ابن عباس سے مروی ہوا کہ اُنھون نے فرمایا کہ مینے کوئی قوم ایسی نہین دیکھی جو اصحاب رسول اللہ صلعم سے احسن و افضل ہو عادات و سیرت مین اور اکمل و اعلے ہو صدق و یقین مین اون لوگون نے آنحضرت صلعم کی وفات تک صرف تیرہ مسئلے دریافت کئے جو قرآن مجید مین مذکور ہین اونمین سے ایک یہ ہے یسألونک عن الشہر الحرام دوسرا یہ ہے یسألونک عن المحیض وغیر ذٰلک اور چونکہ احکام عبادات و معاملات آپ مجمع صحابہ کرامؓ مین ارشاد فرماتے تھے لہذا بعد وفات شریف حضورؐ کے حضرت شیخین یعنے سیدنا ابا بکر صدیقؓ و سیدنا عمرؓ کو جب کسی مسئلہ عبادات و معاملات مین علم نہوتا تو آپ دیگر صحابہ کرامؓ سے اوس باب مین حدیث نبوی کا استفسار بلیغ فرماتے اور بصورت دریافت ہونے حدیث کے بعد تکمیل ثبوت یعنے ادا رشہادت حضرت صحابہؓ کے اوس حدیث کے مطابق حکم نافذ فرماتے پس عہد مبارک آنحضرت صلعم تک ہر صحابی نے آنکے عبادات و معاملات و فتاوی و قضایا کو جو خدا تعالے نے اوسکو میسر و نصیب کئے کماحقہ محفوظ رکھا اور خوب سمجھا اور بسبب اجتماع علامات و قرائن جو باب ثبوت مین شواہد ناطق اور ادلہ واثق ہین ہر چیز کی وجہ اور علت پہچانکر بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر محمول کیا ۔ اور چونکہ ان حضرات مقدسہ کے پاس عمدہ ترین سرمایہ ایمان و دولت اسلام نور سکینہ قلبی و طمانیت باطنی حاصل تھا لہذا اونکو قیل و قال و بحث و استدلال کے طرق و مسلک پر مطلق التفات نتھا بعد انقراض عہد مبارک آنحضرت صلعم حضرات صحابہ کرام اسی حال و روش پر قائم و مستقیم رہے پھر جب وہ دیگر ممالک و بلاد مین متفرق و منتشر ہوئے اور انمین سے ہر ایک ایکطرف کا پیشوا ہوگیا ایسی حالت مین بہت سے معاملات اور واقعات اونکو پیش آئے جنمین اونسے اہل معاملہ نے فتوے پوچھے اور ہر ایک نے اپنی یادداشت یا استنباط کے مطابق جواب دیے

اور اگر اپنی یادداشت مین ایسی بات نہ پائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین اجتہاد بالرای کیا
یعنے اوس علت مین غور و فکر کی جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنے صریح ارشاد مین حکم دائر فرمایا
تہا اور جسجگہہ اوس علت کو نہ پایا وہان حکم عام کیا۔ مطلب یہ کہ آنحضرت صلعم کی غرض کے موافق
ہونے مین اون حضرات نے کچہہ کوتاہی و غفلت نہین کی مگر تعض بحصد ایسی حالت مین بوجہ اختلافات
روایات باہمی جسکا تفصیلی بیان پانچوین باب مین مذکور ہوگا مذاہب اصحاب پیغمبر خدا صلعم کی مختلف
ہوگئے اور اونسے جماعت تابعین نے اونہین اختلافات سے حاصل کئے پس ہر ایک کو جو آسان
معلوم ہوا اوسنے اوسیکو اختیار کیا اور جو کچہہ کہ اونسے احادیث نبویہ صلعم اور مذاہب صحابہ اون کو
پہونچے ہر ایک فریق نے اون سبکو خوب محفوظ رکہا اور کماحقہ سمجہا اور اقوال مختلفہ مین بالامکان
مطابقت کی اور بعض اقوال کو بدلائل شرعی بعض پر ترجیح و قوت دی اور بعض اقوال بعد تحقیق و
تنقیح کے ضعیف معلوم ہوے اگرچہ اکابر صحابہ سے مروی و منقول تھے غرض اسطور سے اوسوقت
مین علمار تابعین سے ہر فریق علما کا مذہب علحدہ ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلاً
سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور اون دونون کے بعد زہری اور قاضی یحیی بن
سعید اور ربیعہ بن عبدالرحمن مدینہ منورہ مین امام ہوئی اور عطا بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور ابراہیم
نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام
مین امام ہوئی۔ زان بعد حقتعالے نے چند ارباب کے قلوب کو اون علمار ذی شان کے علوم
عالیہ کا پیاسا کیا اور اونہون نے کمال رغبت قلبی و سعی بلیغ سے احادیث نبویہ و اقوال و فتاوی
صحابہ کرام کو اونسے حاصل کیا اور اون حضرات کے مذاہب کی تحقیقات اور مسائل اختلافی کی
تنقیحات اونسے کماحقہ دریافت کین اور اہل معاملات کے اونسے فتوی حاصل کئی پس نوبا نیوبا
یہ نوبت پہونچی کہ قضایا و معاملات بندگان خدا بکثرت دائر ہوے اور اون حضرات نے اونہین
احکام جاری کئے جسکا مختصر ضروری بیان مناسب مقام یہ ہی کہ بعد ان حالات اور واقعات
کے سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے امثال و اقران نے فقہ کے سب باب جمع کئے
بوجہہ اسکے کہ اونکے پاس ہر باب مین وہ اصول جمع تھے جو انہون نے حاصل کئے تھے
سلف سے پس سعید بن مسیب فقہار مدینہ طیبہ کی زبان تھے یعنے جو کچہہ یہ کہتے تھی سب

فقہاے مدینہ طیبہ کا وہی قول تھا اور اُنکا اونکے تلامذہ واصحاب کا یہ مذہب تہا کہ اہل حرمین فقہ مین سب سے زیادہ اعلے وفایق ہین کیونکہ اصل اونکے مذہب کی فتاوی سیدنا عمر فاروقؓ وسیدنا عثمانؓ غنی اوران دونون کے احکام معاملات وفتاوی عبداللہ بن عمرؓ وحضرت عایشہ صدیقہؓ اور ابن عباسؓ وفیصلجات قاضیان مدینہ منورہ ہین کہ ان سب مین سے انہون نے وہ احکام جمع کئے جو خدا تعالے نے اونکو توفیق دی زان بعد اوس مجموعہ احکام مین جو غور وفکر کی نظر سے دیکھا تو جس بات پر اتفاق علماء مدینہ طیبہ پایا اوسکو دانتون سے پکڑا اور جن احکام مین اونکے باہم اختلاف پایا اونمین قوی تر اور راجح تر قول کو اختیار کیا اوس وہ قوت ورجحان خواہ اسوجہ سے سمجہا کہ یہ جماعت کثیر کا مذہب ہے یا اسوجہ سے کہ یہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح کتاب وسنت کے موافق ہے اور جن مسائل کے جوابات اون قضایا مین نہ پاتے تو ایسی حالت مین ارباب سلف کے کلام سے استنباط کرتے اور اشارہ اور اقتضاء کلام مین فکر بلیغ کرتے غرض اسطرح سے اونکے پاس ہر باب مین مسائل فقہیہ بہت جمع ہوگئے۔ اسیطرح سیدنا ابراہیم نخعی فقہاء کوفہ کی زبان تھے یعنے یہ جو کچھہ کہتے تھے سب فقہاء کوفہ اوسکو تسلیم وقبول کرلیتے تھے پس انکا اور اُنکے تلامذہ واصحاب کا یہ مذہب تہا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور آنکے اصحاب فقہ کی تحقیق مین سب لوگون سے زیادہ اعلے وفایق ہین چنانچہ اُنکے مذہب کی اصل فتاوی سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور فیصلے سیدنا علی مرتضے وقضایا سیدنا حضرت شریحؒ ودیگر قاضیان کوفہ ہین پس انہون نے بھی ان سب مین سے وہ احکام جمع کئے جو خدا تعالے نے اونکو توفیق دی اور اوس پر آسان فرمائی اور باب تخریج مسائل مین وہی کارروائی کی جو اہل مدینہ مین تخریج مسایل کی تھی اسوجہ سے اُنکے پاس بھی مسائل فقہ ہر باب مین بہت جمع ہوگئے۔ زان بعد سعید ابن مسیب اور ابراہیم نخعی اور مثل اُنکے دیگر اکابر علماء دین نے وہ سب باب فقہ کی ایک جگہہ جمع کیئے اور اس بناء پر ہر شہر کے فقہا اونکی خدمت مین بنابر استفادہ حاضر ہوتے تھے چند عرصہ مین بیشمار خلایق نے ان دونون حضرات سے علوم دینیہ مین نفع عظیم حاصل کیا اور ارباب سلف کی بناو اصول پر تخریج مسائل شروع ہوئی جیساکہ مولانا حجۃ اللہ شاہ

ولی اللہ صاحب رسالۂ انصاف مین لکھتے ہین وکان سعید بن المسیب و ابراھیم النخعی و امثالھما جمعوا ابواب الفقہ اجمعھا وکان لھم فی کل باب اصول تلقوھا من السلف وکان سعید و اصحابہ یذھبون الی ان اہل الحرمین اثبت الناس فی الفقہ واصل مذھبھم فتاوی عمرؓ و عثمانؓ وقضایاھما

وفتاوی عبداللہ بن عمرؓ و عائشہؓ وقضایا قضاۃ المدینۃ فجمعوا من ذلک مایسر اللہ لھم ہ

ف فقہاء سبعہ مدینہ طیبہ کے بقول تحقیق یہ افراد ہین سعید بن مسیبؒ عروہ بن زبیر قاسم بن محمد ابن ابوبکر صدیق رضؓ ابوبکر بن عبدالرحمن رحؒ مخزومی خارجہ بن زید بن ثابت رحؒ عبید اللہ بن عبداللہ رضؓ ابن عتبہ مسعودیؒ سلیمان بن یسار ہلالیؒ - پس اہل مدینہ طیبہ مین سے جو حضرات راویان احادیث نبویہ رضؓ ہین اون سب سے زیادہ ثابت اور اسناد مین سب سے زیادہ معتبر اور زیادہ ماہر و عارف فیصلہای سیدنا عمر فاروقؓ و اقوال سیدنا عبداللہ بن عمرؓ و حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور اونکے تلامیذ رشیدہ یعنے فقہاء ہفتگانہ مذکور کے حضرت امام مالکؒ ہین چنانچہ علماء دین و محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ جب اونکو منصب جلیلہ روایت حدیث کا سپرد ہوا تو اونہون نے علم حدیث کی تکمیل و تہذیب مین سعی بلیغ کی اور قضایا و حقوق بندگان خدا مین احکام نافذ کئے اسوجہ سے خلایق کو نفع عظیم پہونچا لہذا بقول تحقیق یہ ہی کہ حضرت امام مالکؒ اور اونکے اقران و امثال سے علم روایت اور فتوی قایم ہوا - اور حضرت امام شافعیؒ ابتداء ظہور دو مذہبون یعنے امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ مین اونکے اصول و فروع مرتب ہونیکے وقت ظاہر ہوئے اونہون نے جو سابقین کی کارروائی پر غور بلیغ فرمائی تو اون مین ایسی باتین پائین جنہون نے اونکو سابقین کی راہ چلنے سے روکدیا چنانچہ خود امام شافعی نے اون باتونکا ذکر شروع کتاب ام مین کیا ہی خلاصہ مقام یہ کہ امام شافعیؒ نے کارروائی سابقین مین چند امور پر لحاظ کرکے فقہ کو از سر نو لیا اور اصول کی بنیاد ڈالی اور فروع کو استخراج کیا اور کتابین تصنیف کین جن سے خلایق کو فائدہ عظیم پہونچا اور اونکے پاس دور دراز ممالک و بلاد کے فقہا جمع ہوئے اور ان کتابون مین اختصار کیا اور شروح لکھین اور طریق استدلال و استخراج مسائل مین تصرفات کئے اور ازان بعد شہرون مین متفرق ہوگئے یہ مذہب شافعی کا ہوا اسیطرح امام احمد حنبل نے اپنی مسند کو میزان ٹھہرایا جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی

جاوے یعنی جو حدیث مسند مین ہو اگرچہ اوسکی ایک ہی سند ہو تو اوس حدیث کی اصل ہی اور اگر مسند مین نہو تو وہ نہ اصل ہی اور اس طبقہ کے اعلے درجہ کے یہ افراد ہین۔ عبدالرحمن بن مہدیؒ اور یحیی بن سعید قطانؒ اور یزید بن ہارونؒ اور عبدالرزاقؒ اور ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور مسددؒ اور ہنادؒ اور احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ اور فضل بن دکینؒ اور علی بن مدینیؒ اور اونکے اقران وامثال پس یہ طبقہ طبقات محدثین مین سے نقش اول ہی انمین سے ارباب محققین بعد مضبوط کرنے فن روایت کے اور معرفت مراتب حدیث کے فقہ کیطرف متوجہ ہوے اور اونکی یہ راے تھی کہ گذشتہ لوگون مین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق نہ کیا جاوے پس بوجہ اسکے کہ احادیث وآثار مخالف ہر مذہب کے اون مذاہب مین سے اُنکے پیش نظر تھے لہذا انہون نے احادیث نبویہ وآثار صحابہ وتابعین واقوال ائمہ مجتہدین کو اون قاعدون کے موافق جو اپنے دلون مین پختہ کر رکھے تھے تحقیق وتلاش کرنا شروع کیا انتہے۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ بسبب اتفاق امام صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف لیگئے اور اوسوقت عیسے بن موسے عابد وزاہد بھی وہان موجود تھے اونہون نے امام صاحب کی نسبت خلیفہ منصور سے کہا کہ یہ شخص عالم دنیا کا ہی خلیفہ نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپنے کس سے علم حاصل کیا فرمایا کہ اصحاب عمرؓ سے جو راوی ہین سیدنا عمرؓ سے اور اصحاب علیؓ سے جو راوی ہین حضرت علیؓ سے اور اصحاب سیدنا ابن مسعودؓ سے جو راوی ہین ابن مسعودؓ سے یہ سنکر خلیفہ نے کہا کہ البتہ بہ تحقیق تو آپنے علم مین بہت مضبوط ومستحکم وثابت قدم ہی۔ اور امام نوویؒ تہذیب مین یون نقل کرتے ہین کہ امام ابوحنیفہ ابوجعفر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اوس نے پوچھا کہ آپنے کس سے علم حاصل کیا فرمایا کہ حضرت حماد سے اور انہون نے حضرت ابراہیم نخعی سے اور انہون نے اصحاب سیدنا عمرؓ سے اور اصحاب سیدنا علیؓ سے اور اصحاب سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے خلیفہ وقت نے سنکر کہا بخ بخ یعنی واہ واہ اہل عرب مین یہ کلمہ بڑی مسرت وتہنیت کا ہی۔ بالجملہ بتصریح صدر امام ابوحنیفہ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور اون کے ہمعصرون کے مذہب پر زیادہ استقامت ورغبت رکھتے تھے اور اونکے مذہب والے اصول کے بموجب مسائل فقہیہ کے استخراج واستنباط مین آپکو شان عظیم حاصل تھی اور تخریج کی صورتون مین آپکی نظر وفکر بڑی دقیق وعالی تھی اور فروع پر آپکی زیادہ توجہ تھی چنانچہ اگر

اس قول کی حقیقت تفصیلی جاننی مقصود ہو تو امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع
اور ابو بکر بن ابی شیبہ کی مصنف سے حضرت ابراہیم نخعی کے اقوال منتخب کر کے امام ابو حنیفہ کے
مذہب سے اونکا مقابلہ کیا جاوے تو امام صاحب کو اوس راہ سے علحدہ نہ پاوگے
مگر چند مقامات مین با اینہمہ اونمین بھی فقہاے کوفہ کے مذہب سے عدول و تجاوز نکیا
جیسا کہ مولانا حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین لکہتے ہین وکان ابو حنیفۃ الزمہم
بمذہب ابراہیم واقرانہ لایجاوزہ الا ماشاء اللہ وکان عظیم الشان فی التخریج بمذہبہ دقیق
النظر فی وجوہ التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال بقدر الضرورۃ ۔ خطیب تاریخ بغداد
مین لکہتے ہین کہ امام صاحب نے علم حاصل کیا حماد بن سلیمان اور عطاء بن ابی رباح اور
ابی اسحاق شعبی اور ہاشم بن حبیب اور محمد بن منکدر وغیرہم تابعین کبار سے لیکن نسبت
شاگردی کی حضرت حماد کیطرف مشتہر ہی اور حضرت حماد شاگرد ہین حضرت ابراہیم نخعی کے
اور وہ شاگرد ہین علقمہ اور اسود اور شریح قاضی کے اور یہ تینون شاگرد ہین حضرت
عمرؓ اور علیؓ مرتضی و عبد اللہ بن مسعودؓ کے پس بتصریح صدر واضح ہوا کہ طریقہ اجتہاد و استنباط
حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے شروع ہوا ازان بعد علم فقہ کی یوما فیوما ترقی ہوتی
گئی یہانتک کہ سیدنا امام الائمہ امام ابو حنیفہ نے مرتبہ کمال کو پہونچایا ۔ ابو بکر بن نجیب
کہتے ہین کہ فقہ کو بویا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اور سینچا علقمہؒ نے اور پکایا ابراہیم نخعی نے اور
کاٹا حمادؒ نے اور پیسا امام ابو حنیفہؒ نے اور گوندہا امام ابو یوسفؒ نے اور روٹی پکائی محمد بن
حسنؒ نے اور رکہا مشایخ کبار نے اور ہم تقسیم کرتے ہین ۔ اور صاحب درمختار اس روایت
کو اسطور پر لکہتے ہین کہ حضرات علماء دین فرماتے ہین کہ علم فقہ کا کہیت عبد اللہ بن مسعودؓ
نے بویا اور حضرت علقمہ نے اوسکو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اوسکو کاٹا اور حضرت حماد نے
اوسکو ماندا یعنی اناج جدا کیا بہوسہ سے اور امام ابو حنیفہ نے اوسکو پیسا اور امام ابو یوسفؒ
نے اوسکو گوندہا ۔ اور محمد بن حسنؒ شیبانی نے اوسکی روٹیان پکائین اور باقی لوگ اوسکے
کہانیوالے ہین ف خلاصہ اس قول کا یہ ہی کہ کہیت بونے سے یہ مراد ہی کہ اول حضرت عبد اللہ
بن مسعودؓ نے استنباط فروع فقہیہ مین کلام کیا ہی ۔ اور سینچنے سے یہ مراد ہے کہ اوسکی

بیان ترقی فقہ

تائید کی اور کاٹنے سے یہ مراد ہے کہ فوائد متفرقہ اور نوادر جلیلہ کو جمع کیا۔ اور مانڈنے سے یہ مراد ہے کہ بار یاب کیا اوسکو یعنے جہد بلیغ کی اوسکی توضیح و تنقیح بلیغ مین حماد بن مسلم نے۔ اور پینے سے مراد یہ ہے کہ ملت مصطفویہ کے اصول و فروع کو زیادہ کیا اور دین کے طریقونکو واضح کیا۔ اور گوندہنے سے یہ مراد ہے کہ قواعد و اصول امام ابوحنیفہ مین امام ابویوسفؒ نے نظر دقیق اور فکر بلیغ کی اور استنباط فروع و احکام مین سعی نہایت کی۔ اور پکانیکے یہ معنی ہین کہ مسائل شرعیہ ملت حنفیہ کی اس درجہ تہذیب و تنقیح کی کہ دوسری چیز کی حاجت و ضرورت نرہی بالجملہ بہ تعمیل امر جلیل بارگاہ عالیجاہ مصطفویؐ جسکا بیان باب اول مین مذکور ہوچکا امام صاحب نے تکمیل مسائل فقہیہ و تخریج جزئیات و استنباط فروعات شرعیہ مین اہتمام بلیغ شروع کیا اور احکام ملت حنفیہ کی تہذیب و ترتیب پر شب و روز عرقریزی و جانفشانی صرف کی پس اسکا یہ نتیجہ ظہور پذیر ہوا کہ اصحاب و رفقا چند عرصہ مین آپکی تعلیم و تلقین و فیضان صحبت سے اس درجہ کمال علم و شان عظیم اجتہاد کو پہونچے کہ وہ سب افراد دین محمدیؐ مین امام ہوئے چنانچہ طبقۂ تابعین مین امام ابویوسف و امام زفر شمار کئے جاتے ہین اسیطرح یوماً فیوماً باب ارشاد و ہدایت امام صاحب کا ایسا ہنگامہ آرا ہوا کہ تھوڑے تھوڑے زمانہ مین ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت اور ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ حسب مراتب و مدارج علمی علوم دینی مین کامیاب ہوتا جاتا تھا۔ یہہ اوج اقبال و شان جاہ و جلال دیکھکر اکابر عرب و عجم کمال ارادت و خلوص معنوی کی ساتھ امام صاحب کی جانب مائل و راغب ہوئے اور ارباب فضل و کمال و امرا و خلفاء نامدار آپکی قوت قدسیہ و کمالات علمیہ و عملیہ برأے العین دیکھکر ہمہ تن منقاد و حلقہ بگوش ہوے بااینہمہ بمقتضاے سنت اللہ حاسدین و معاندین کا بھی بازار گرم تہا جسکا ذکر تفصیلی دیگر ابواب مین مذکور ہوگا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا خوارزمی مجموعۂ اسانید امام صاحب مین لکھتے ہین کہ امام صاحب نے سب آئمہ مجتہدین سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا جیسے کتب دین الیے یوماً موجود ہین چنانچہ بنظر جامعیت و حسن ترتیب امام مالک رح نے موطا شریف مین امام صاحب کا ہی طریقہ ترتیب و تہذیب اختیار کیا۔ و نیز منقول ہوا کہ امام صاحب نے سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشرط کو وضع کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ و تابعین نے

بترتیب الواب کوئی کتاب نہین تصنیف کی کیونکہ وہ حضرات اپنی قوت قدسیہ حافظہ و مدرکہ پر مطمئن تھے جب امام ابو حنیفہ نے علم فقہ کو تلف ہوتے دیکھا اور علماء متاخرین کے سوء حفظ سے افراط و تفریط فی الدین کا خوف معلوم ہوا کہ مبادا علم دین مین شکوک و شبہات واقع ہون تب آپنے احکام شرعی کی تدوین و ترتیب و تکمیل واجب سمجھی اور کتاب الطہارت سے ابتدا کی پہر صلوۃ سے پہر صوم سے پھر باقی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا مواریث پر کذا فی الطحطاوی - زان بعد امام صاحب کے مقلدین و تابعین کی صرف ہمت و سعی بلیغ و صدق نیت سے ہزارون کتابین علم فقہ مین ترتیب پائین کہ جنمین نے حساب جزئیات و خزانہ روایات عبادات و معاملات و انواع واقعات و حوادثات کے احکام تفصیلی محفوظ و منضبط ہین اور پہلے اس سے علم فقہ سابقین کے صدور و قلوب مین محفوظ تھا - فی الحقیقت حضرات مجتہدین نے کتاب و سنت مین امعان نظر کرکے بال کی کھال نکالی اور قواعد و اصول معین کیئے اور اوپر جزئیات متفرع کیئے اور خلایق کے حوادث باوجود اونکے اختلاف موالغ کے بعینہا لکھدیئے یا جو اون حوادث پر دلالت کرے بلکہ یہ امر اجلی بدہیات سے ہی کہ فقہا نے اون امور مین کلام کیا جو کبھی نہین واقع ہوتے پس اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو اہل اسلام حیران و پریشان نہون اور جو جزئی منصوص نہو وہ نادر و کمیاب ہی اور گاہے منصوص بھی ہوتا ہے لیکن نظر کرنے والا بوجہ کوتاہ نظری اوسکے نقل اور فہم سے عاجز ہی پس یہ اوسکا قصور ہے ورنہ ہر امر فقہ مین مذکور ہی خواہ بمفہوم خواہ بمنطوق یعنے کنایۃً و صراحۃً کذا فی الطحطاوی ملخصاً پس بلحاظ حل مشکلات دین مومنین ارباب صدق و یقین حضرات مجتہدین اور ارباب ائمہ فقہاء دین کے احسان کی شکرگذاری سے خود کو عاجز جانتے ہین - خطیب خوارزمی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۳ ہزار مسائل استنباط کیئے ہین ۳۸ ہزار عبادات مین باقی معاملات مین - اور امام ابو الفضل کرمانی لکھتے ہین کہ امام صاحب نے پانچ لاکھ مسائل استنباط کیئے مقام انصاف ہی کہ اگر امام صاحب ایسی سعی بلیغ و صرف ہمت قلبی دین محمدی مین نکرتے تو لوگ گمراہ ہو جاتے اور بسبب احکام شرعی عبادات و معاملات سے خاص و عام نابینا رہتے پس ایسی حالت مین امت محمدیہ کو اس نعمت عظمے کی شکرگذاری واجب و ضروری ہے کذا

فی طبقات الکفوی - خطیب محمد بن سعید کاتب سے روایت کرتے ہین کہ مینے عبد اللہ بن داود
سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر اہل اسلام پر اوسنماز کے بعد امام صاحب کیواسطے دعا کرنا ضروریات
سے ہے - علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ بہ تحقیق مین دعا کرتا ہون امام
صاحب کے حق مین اپنے مان باپ سے پہلے اور حضرت حماد یعنے اوستاد امام صاحب کے حق مین
دعا کرتا ہون اپنے مان باپ کے ساتھ ہین - ونیز منقول ہوا کہ ایک شخص امام صاحب کو امام شافعی
کے سامنے بُرا کہنے لگا آپنے فرمایا کہ اسے نا بے ادب تو ایسے شخص کو بُرا کہتا ہے کہ وہ سبکے نزدیک
تین چوتہائی فقہ کا مالک ہے اور ایک چوتہائی مین سب شریک ہین اوسنے پوچھا کہ یہ کیونکر فرمایا
کہ فقہ آدہی سوال ہے اور آدہی جواب پس سوال سب اونکے ایجاد کئے ہوئے ہین اور دیگر علماء
امام صاحب کے سب جوابون مین مخالف نہین ہین بلکہ بعض مین پس تخمیناً آدہے جواب بھی اُنکے
سبکے نزدیک مسلم ہین کذا فے المرقاۃ - فے الحقیقت ان روایات کی مزید تصدیق و توضیح
کے لئے اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ مثل امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ و محمد بن حسن شیبانیؒ امام صاحب کے
شاگرد تھے جنسے امام شافعیؒ نے علم دین حاصل کیا اور اونکے وجود باجود سے مومنین مشارق و
مغارب عرب و عجم نے علم حدیث و فقہ مین نفع عظیم حاصل کیا تو اب ایسی ذات بابرکات کی جامعیت
و کمالات و علوی شان و رفعت درجات کا کیا بیان کیا جاوے - منقول ہوا کہ امام صاحب
جامع مسجد کوفہ مین جب تعلیم علوم دینی مین مشغول ہوتے تھے تو ایکہزار شاگرد آپکے حوالی
و مواجہ شریف مین واسطے استفادہ و حل مشکلات دین کے لئے حاضر رہتے تھے اونمین
سے چالیس شاگرد جو اعلے درجہ کے مستعد و جید و قوت اجتہادی و ملکہ استنباطی رکھتے
تھے اون سے آپ یہ خطاب فرماتے کہ تم میرے رفیق اور ہم صحبت ہو علم فقہ کے گھوڑے
کو مینے تمہارے واسطے تیار کردیا ہے سو تم بخلوص قلبی و نیک نیتی و تقوی شعاری میرے
شریک حال اور مددگار رہو اسواسطے کہ لوگون نے مجکو جہنم کا پل بنایا ہے غیر لوگ پار ہوتی
ہین اور سبکا بوجھ میری پشت پر ہے یعنے مقلدین و تابعین تو میری تقلید و اتباع سے نجات
پاوینگے اور بروز جزا محاسبہ و مواخذہ مجھسے ہوگا اسوجہ سے التزاماً آپ کی عادت شریف تھی
کہ جب مسائل اجتہادیہ مین کوئی امر عظیم پیش آتا تو آپ اپنے تلامیذ و مستفیدین جلیل القدر

سے اول گفتگو فرماتے اور احادیث واقوال صحابہ سے جو جسکو یاد ہوتا آپ اوسکو بغور سنتے اور پھر آپ کو جو یاد ہوتا وہ سب کے روبرو بیان فرماتے زان بعد ایک ایک مہینہ یا زیادہ اس سے بعض مسائل دینی مین بحث ومناظرہ کرتے تب انجام کار اوس قول تحقیقی کو حضرت امام ابو یوسف لکھتے۔ غرض امام صاحب نے تمام احکام دینی ومسائل فقہیہ کو اسی احتیاط وتحقیق وتنقیح بلیغ سے کامل ومرتب فرمایا۔ ونیز منقول ہوا کہ جب امام صاحب پر کوئی مشکل مسئلہ اجتہاد واستنباط مین پیش آتا یعنے اوسکے ادراک وجوہ شرعیہ مین وقت وخلش پیش آتی تو آپ اپنے اصحاب جلیلہ وتلامیذ رشیدہ سے یہ فرماتے کہ یہ حالت مجھپر نہین وارد ہوئی ہی مگر بوجہ اسکے کہ کسی قسم کی غفلت مجھسے ہوئی ہی تو آپ فوراً توبہ واستغفار مین مشغول ہوتے۔ اور بعض اوقات ایسی حالت مین آپ وضو کرکے دو رکعتین ادا فرماتے اور توبہ واستغفار کرتے اور جناب باری مین بخشوع وخضوع قلبی وگریہ وزاری رجوع کرتے یہانتک کہ وہ مسئلہ مشکل بافضال الٰہی آپ پر منکشف ہوجاتا تب آپ اصحاب حاضرین سے خوش ہوکر خطاب فرماتے کہ اب مجھکو کامل یقین ہوا کہ حقتعالے نے میری توبہ قبول فرمائی اور اسکی برکت سے میری مشکل آسان کردی یعنی مسئلہ شرعی کی حقیقت واصلیت مجھپر ظاہر فرمادی۔ اور ایک روایت مین ہے کہ جب کبھی آپ کو کوئی مشکل مسئلہ اجتہاد مین پیش آتا تو آپ چالیس ختم قرآن مجید کے فرماتے یہانتک کہ حق تعالے وہ مشکل مسئلہ آپ پر کھولدیتا۔ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ امام صاحب کے شاگردونمین سے زیادہ مشہور ومعروف امام ابو یوسفؒ ہین کہ زمانہ خلیفہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوئے اور امام صاحب کے مذہب کے ظاہر ہونیکا سبب اور بموجب اوسکے فیصلہ معاملات ہونیکا باعث اطراف عراق وخراسان اور ماوراء النہر مین یہی ہوئے۔ اسیوجہ سے بعض ان کو امام ثانی بھی کہتے ہین اور سوای انکے امام صاحب کے دیگر شاگردان جلیل القدر سے باب تصنیف کتب واشاعت دین مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ تر مشغول محمد بن حسن شیبانیؒ ہین۔ اور ان کا مختصر حال یہ ہی کہ انہون نے علم فقہ امام صاحب وامام ابو یوسفؒ سے حاصل کیا پھر مدینہ طیبہ مین حاضر ہوئے اور امام مالکؒ سے موطا شریف پڑہی پھر بکمال غور وفکر ونظر بلیغ سے اپنے ہمراہیونکے مذہب کی ایک ایک مسئلہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا تو بہتر وبصورت

بیان فضائل محمد بن حسن شیبانی

عدم توافق کے اگر ایک گروہ صحابہ و تابعین کو ایسا دیکھا کہ وہ بھی ہمارے ہمراہیون کے مذہب کیطرف گئے ہین تو اس صورت مین بھی اوس مسئلہ کو قایم رکھا اور اگر کوئی قیاس ضعیف پایا یا تخریج مین ضعف پایا یا اکثر علماء کا عمل اوسکے خلاف ہی تو اوس مسئلہ کو چھوڑ دیا اور سلف کے مذاہب مین سے جو اوس مقام پر راجح اور اقوی دیکھا اوسکو اختیار کیا و نیز باقوال صحیحہ معتبرہ منقول ہی کہ محمد بن حسن شیبانی نے امام صاحب کی روایات کو جمع کیا اور زان بعد اونہین سے فروع کو منقح کیا اور جس قول سے امام صاحب نے رجوع کیا اوسکو بیان کر دیا اور چونکہ قضایا و حوادث و معاملات اونکے وقت مین بکثرت وقوع مین آئے لہذا اونہون نے بڑی جانفشانی و اہتمام بلیغ سے سب روایات فقہیہ کو ایک جگہہ فراہم کرکے کتابین تصنیف کین جنسے اہل مشارق و مغارب کو دینیات مین نفع عظیم حاصل ہوا چنانچہ اونکے فضایل جلیلہ و کمالات علمیہ کا ثبوت بدیہی اونکی تصنیفات سے ظاہر ہے کہ کتاب جامع صغیر و جامع کبیر و مبسوط و زیادات و نوادر وغیرہ اونہین کی تصنیفات سے ہین یہانتک کہ علماء دین لکھتے ہین کہ انہون نے علوم دینیہ مین نوسو ننانوے ۹۹۹ کتابین تصنیف کی ہین ۔ حقایق شرح منظومہ مین مذکور ہی کہ امام شافعیؒ نے فرمایا الحمد للہ الذی اعاننی علے الفقہ بمحمد بن الحسن ۔ صاحب در مختار وغیرہ اکابر فقہاء لکھتے ہین کہ امام شافعی محمد بن حسن شیبانیؒ کے شاگردون مین سے ہین اولاً انہون نے امام شافعیؒ کی مان کے ساتھہ نکاح کیا تھا اور اپنا کتب خانہ اور کل سرمایہ اونکو سپرد کیا تھا اس ذریعہ سے شافعیؒ فقیہہ کامل ہو گئے چنانچہ خود امام شافعیؒ انصافاً فرماتے ہین کہ جو شخص علم فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیئے کہ امام صاحب کے شاگردون کا ساتھہ نہ چھوڑے اسوجہ سے کہ حقتعالے نے اونپر دین کے معانی دقیقہ و مطالب عالیہ سہل و آسان فرمادئے اور قسم ہی مجکو خداء عزوجل کی کہ مین نہین فقیہہ ہوا مگر محمد بن حسن شیبانی کی کتابون سے یعنے فروع فقہیہ مین کمزید بصارت مجکو نہین حاصل ہوئی مگر اون کتابون سے کذا فے الحلبی المحشی للدر المختار ۔ اسیطرح امام محمدؒ نے جو کتب دینیہ لکھی ہین اونمین انہون نے حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام صاحب اور امام ابو یوسفؒ تینون صاحبونکی رائے کو جمع کیا اور ان کتب سے عامہ خلایق کو نفع عظیم پہونچا ۔ زان بعد اصحاب امام صاحب ان تصنیفات کے خلاصہ

کرنے اور مسائل شرعی نکالنے اور مطالب کو قریب الفہم کرنے مین متوجہ ہوے پھر خراسان
اور ماوراءالنہر مین متفرق ہوگئے اور اسکا نام مذہب حنفی رکھا گیا یعنے مذہب امام صاحبؒ
امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے ساتھ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہین
مگر یہ اسوجہ سے ہے کہ اصل مین سب موافق ہین۔ اصل سے مراد ابراہیم نخعی کا طریقہ ہے کہ امام صاحب
اور صاحبین سب اوسی پر چلتے تھے ف مجتہد مطلق وہ ہے جو اصول و فروع مین دوسریکا تابع
نہو جیسے چارون امام اور مجتہد بعید وہ ہے جو اصول مین دوسریکا تابع ہو نہ فروع مین جیسے
امام ابویوسفؒ و امام زفرؒ۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ حضرت سفیان ثوری کتاب الرہن امام صاحب
کی اپنے سرہانے رکھا کرتے تھے ونیز امام صاحب کی دیگر کتب کا اکثر مطالعہ کیا کرتے تھے اور
حاضرین سے یہ فرماتے کہ مین امام صاحب کی کتابونکو اور مسائل اجتہادیہ کو دیکھتا رہتا ہون
غایت تعمق نظر و غور و فکر بلیغ سے پس اونکے مطالب عالیہ و معانی دقیقہ و لطایف بلیغہ کا
وصف نہین بیان کرسکتا ہون چنانچہ اسی بنار پر امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ امام صاحب کی
متابعت مین سفیان ثوریؒ مجھسے زیادہ تھے۔ خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت
کی کہ مینے عبداللہ بن مبارکؒ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالے میری فریادرسی نہ کرتا
امام ابوحنیفہ اور سفیان کے سبب سے تو مین بھی اور آدمیونکی مانند ہوتا۔ ونیز خطیب نے حجر بن عبدالجبار
سے روایت کی کہ قاسم بن معین بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا گیا کہ آپ امام صاحب
کے شاگردون مین داخل ہونے سے راضی ہین اونہون نے کہا کہ مومنین کو کیسکی مجلس امام
صاحب کی مجلس سے زیادہ تر نافع نہین۔ ونیز خطیب نے ابن الوزیر مروزی سے روایت کی کہ
عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ جب سفیان ثوری اور امام صاحب دونون ایک جگہہ جمع ہون تو
اونکے آگے کون شخص فتوی دیسکتا ہے اور یہہ فرمایا کرتے تھے کہ جب یہ دونون بزرگ ایک شے
پر اتفاق کرین تو وہ ہی حق ہے۔ اور عبداللہ بن داود نے کہا کہ جب تو آثار یا حدیث کا قصد
کرے تو سفیان ہے اور جبکہ تو اونکے دقایق اور موشگافیون کا ارادہ کرے تو امام ابوحنیفہ ہی
عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ دیکھا مینے امام مسعر بن کدامؒ کو کہ وہ امام صاحب کے حلقہ مین
حاضر ہوتے اور اون سے مسائل شرعی کی تحقیق اور تنقیح کرتے یہانتک کہ اونکو اطمینان قلبی

حاصل ہوتا۔ اور زان بعد وہ یہ فرماتے کہ نہین دیکھا مینے کسیکو امام صاحب سے زیادہ فقیہ۔ امام
شافعیؒ فرماتے ہین کہ جو شخص علم فقہ مین تبحر وکمال حاصل کرنیکا ارادہ کرے تو لازم پکڑے امام صاحب
کو اور اونکے اصحاب کو۔ اور بھی اونہون نے فرمایا کہ آدمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام صاحب
کے علم فقہ مین اور نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ تر فقیہ امام صاحب سے ونیز اونہون نے فرمایا کہ جس نے
امام صاحب کی کتابونکو نہین دیکھا اوسکو علم دین مین نہ تبحر حاصل ہوا اور نہ تفقہ فی الدین نصیب ہوا۔
اور صاحب بحر الرائق نے اشباہ مین یون روایت کی کہ بتحقیق فرمایا امام شافعیؒ نے کہ جو شخص علم فقہ
مین تبحر وکمال حاصل کرنیکا طالب ہو وہ امام صاحب کی کتابونکا مطالعہ کرے۔ اسیطرح حموی نے
شرح اشباہ مین ذکر کیا اور تفصیلی ذکر اسکا حافظ علامہ ذہبی محدث نے کتاب مسمی بالصحیفہ فی مناقب
فقیہ الوقت ابی حنیفہ مین کیا ہے۔ کسینے امام حافظ ناقد یحیی بن معین سے سوال کیا کہ حضرت سفیان
ثوری نے بھی امام صاحب کے حق مین کچھہ کہا ہے فرمایا کہ ہان یہ فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ بہت بڑا فقیہ اور
ثقہ ہے اور اپنے فقہ وحدیث مین بہت صادق ہے اور دین الہی مین مامون تھا مراد یہ کہ طریق ملت
محمدیہ مین امام صاحب مامون وثقہ تھے۔ ونیز اُنہون نے کہا کہ فقیہ چار ہین ابو حنیفہ وسفیان و مالک
واوزاعی ونیز فرمایا کہ میرے نزدیک قراءۃ قراءۃ حمزہ کی ہے اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی اور اسی
پر پایا مینے سبکو۔ ونیز منقول ہے کہ ایک شخص حضرت سفیان ثوری کے پاس آیا آپنے اوس سے پوچھا
کہ تو کہان سے آیا اوسنے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہون آپنے فرمایا کہ بتحقیق
تو آیا ہے ایسے شخص کے پاس سے کہ وہ اہل زمین مین سب سے زیادہ فقیہ ہے۔ اور کہا خارجہ
بن مصعب نے کہ امام صاحب جماعت فقہا مین مانند قطب رحی کی ہین یعنے جیسے چکی کا کیلا ہوتا ہے
یا مانند کسوٹی کے ہین جس سے سونے کو جانچتے ہین۔ ابن مبارک فرماتے ہین کہ امام صاحب امام
مالکؒ کے پاس آئے اونہون نے امام صاحب کی نہایت تعظیم وتکریم کی اور بعد تشریف لیجانیکے
حاضرین سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھے لوگون نے عرض کیا کہ ہم نہین جانتے فرمایا کہ
یہ امام ابو حنیفہؒ ہین اگر کہتا یہ شخص کہ یہ ستون سونیکا ہے تو البتہ اپنے دلائل وبراہین سے ثابت
کر دیتا اور مسائل دینی جو مشکل ودقیق ہین خدا تعالے نے اوسپر سہل وآسان فرمادئے ہین بعد ازان
حضرت سفیان ثوری آئے انکو بھی اُنہون نے بٹھلایا دون مجلس امام ابو حنیفہ مین جب وہ چلے گئے

تو آپنے اُنکے ورع وتقوی کا بھی ذکر کیا اور روایت کیا خطیب نے شافعی سے کہ کسی نے امام مالک رح سے پوچھا کہ تمنے دیکھا امام ابو حنیفہ کو کہا کہ ہان دیکھا مینے ایسے شخص کو اگر وہ بحث کرتا تیرے ساتھہ اس ستون کے باب مین یہ کہ کردے اسکو سونیکا تو البتہ وہ ثابت کر دیتا اپنی دلیل وحجت کی قوت سے - اور ایک روایت مین اسطور سے مذکور ہوا کہ امام شافعی رح نے امام مالک رح سے کسی باب مین سوال کیا اُنہون نے اسکا جواب دیا پھر اُنہون نے امام صاحب کے باب مین پوچھا تو اُنہون نے کہا کہ سبحان اللہ نہین دیکھا مینے مثل ابو حنیفہ کے قسم ہے خدا کی اگر وہ کہتا کہ یہ ستون سونیکا ہے تو البتہ ثابت کر دیتا اپنی قیاسی دلیل کی قوت سے آمام ابو یوسف لکھتے ہین کہ حقتعالی نے امام صاحب کو زینت اور رونق دی فقہ کے ساتھہ اور علم دینی و اخلاق قرآنیہ کے ساتھہ سو نیز فرمایا کہ تھے امام صاحب سابقین کے بدل اور عوض اور قسم ہے اللہ کی نہ چھوڑا امام ابو حنیفہ نے مثل اپنا روے زمین پر اور کہا ابن عتبہ نے کہ نہین دیکھا میری آنکھون نے مثل امام صاحب کے پس جو شخص کہ ارادہ کرے معرفت غزوات کا پس مدینہ طیبہ ہے اور جو ارادہ کرے مناسک حج کا تو مکہ معظمہ ہے اور جو ارادہ کرے معرفتہ فقہ کا تو کوفہ ہے اور ملازمت اختیار کرے اصحاب ابو حنیفہ کی - نیز یزید ابن ہارون رح سے لوگون نے سوال کیا کہ امام صاحب کی کتابونکے مطالعہ کرنیکے باب مین آپ کیا فرماتے ہین اُنہون نے جواب دیا کہ مطالعہ کرو امام صاحب کی کتابونکا پس تحقیق کہ مینے نہین دیکھا علماء عظام وشیوخ کرام مین سے کسی کو کہ مکروہ جانتا ہو امام صاحب کی کتابون کے مطالعہ کرنیکو - اور ایک روایت مین یہ مذکور ہوا کہ وہ فرماتے ہین کہ مینے ایک ہزار شیوخ واکابر علماء سے ملاقات کی اور اُنسے روایت حدیث کی مگر زیادہ فقیہ اور صاحب زہد وورع اور زیادہ عالم پانچ شیوخ کو پایا کہ اول اُن مین سے امام ابو حنیفہ ہین - اور خطیب نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ مینے شداد بن حکم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مینے امام صاحب سے زیادہ عالم کامل نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے مروی ہوا کہ مینے ابراہیم مکی سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ امام صاحب اپنے اہل زمانہ مین سب علما وشیوخ سے علم وفضل مین کامل اور فائق تھے اور کہا مکی بن ابراہیم نے کہ امام صاحب اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ جاننے والے فقہ کے تھے اور خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی کہ مینے مکی بن ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مین اکثر اوقات

علماے کوفہ کی مجالس علمیہ مین بیٹھا مگر اُن سب مین کسی کو امام صاحب سے زیادہ فقیہ نہین دیکھا
اور کہا حماد بن یزید نے کہ مین اور دیگر شیوخ عمرو بن دینار کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے پس
جب کبھی امام صاحب ہماری موجودگی مین تشریف لاتے تو شیخ موصوف ہم کو چھوڑ دیتے اور امام صاحب کی
طرف متوجہ ہوتے اور ہمسے یہ کہتے کہ اب جو کچھہ تم کو سوالات کرنے ہین امام صاحب سے دریافت کرو
پس ہم حاضرین امام صاحب سے سوالات کرتے اور کتاب وسنت کے دقائق ومطالب حل
کرتے ابو بکر بن عباس سے منقول ہوا کہ امام صاحب حضرت سفیان ثوری کے بھائی کے مرنے
مین تعزیت کو گئے مینے دیکھا کہ حضرت سفیان ثوری امام صاحب کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور
اپنی جگہہ بٹھا کر آپکے سامنے مؤدب بیٹھے بعد تشریف لیجانے امام صاحب کے حاضرین نے حضرت
سفیان ثوری رح سے عرض کیا کہ یا حضرت ہم کو آپکے اس کمال تعظیم وتکریم کرنے سے بڑا تعجب ہے
اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ یہ شخص علم وفضل مین درجۂ اعلی رکھتا ہے اگر اسکے علم وفضل کی تعظیم
وتکریم نہ کرون تو اسکے برتے پن کی تعظیم مجہپر واجب ہے اور اگر اسکی بھی تعظیم نکرون تو اُسکی
فقاہت وتقوی ودیانت کی مجکو تعظیم کرنی واجب ہے یحیی بن معین کہتے ہین کہ نہین سنا
مینے کسیکو عبد اللہ بن مبارک سے زیادہ وصف اور مدح کرتے ہوئے اور ذکر خیر کرتے ہوئے
امام صاحب کا - اور یہی ابراہیم بن عکرمہ سے مروی ہوا - کسی نے ابن معین سے سوال کیا
امام صاحب کی ثقاہت کے باب مین انھون نے کہا کہ امام صاحب ثقہ کامل ہین نہین سنا مینے
کسی سے کہ کسینے ضعیف جانا ہو امام صاحب کی ثقاہت وفقاہت کو - ونیز منقول ہی کہ ایوب
سجستانی نے وصف بیان کیا امام صاحب کا صلاح وفقہ کے ساتھہ ابن عون نے سنکر
بطور طعن یہ کہا کہ امام صاحب بعض اوقات کہتے ہین ایک قول اور پھر رجوع کرتے ہین اُسی
قول سے ایوب سجستانی نے اسکا جواب دیا کہ یہ بات امام صاحب کے کمال تقوی وامانت
ودیانت پر دلیل روشن ہی کہ جب کسی بات مین خطا دیکھتے ہین تو رجوع کرتے ہین خطا سے
طرف صواب کے - اور وکیع جو اساتذۂ شافعی سے ہین فرماتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسی کو
زیادہ فقیہ امام صاحب سے اور نہ اُنسے زیادہ اچھی نماز ادا کرنے مین کسی کو دیکھا - اور کہا حافظ
محمد بن میمون محدث نے کہ نہین تہا زمانہ امام صاحب مین اُنسے زیادہ کوئی بڑا عالم اور متقی

اور زاہد و عارف وفقیہ قسم ہی اللہ کی امام صاحب کا کلام سننا مجکو ایک لاکھ دینار سے زیادہ
خوش معلوم ہوتا ہی۔ اسیطرح مروی ہی خالد ابن صبیح سے کہ وہ کہتے ہین کہ سنا مینی ابوحمزہ سکری
سے کہ وہ کہتے تھے بارہا کہ یہ قول سنا مینے امام ابوحنیفہ سے کہ محبوب تر ہی مجکو لاکھ سے اور
کہا ابراہیم بن معاویہ ضریر نے کہ تمام سنت سے ہی محبت رکہنا امام صاحب کے ساتھ کہ بیان اُسکا
تمام عدل کے ساتھ تھا اور بھی دوسرے اونکو عدل تعلیم کرتا تہا اور ظاہر کرتا تہا مومنین پر راہین
علم دین کی اور مشکلات ومہمات دین کی آسان کرتا تہا۔ اور کہا اسد بن حکیم نے کہ امام صاحب
کی نہین غیبت کرتا ہی کوئی مگر کہ وہ جاہل ہی یا بدعتی گمراہ ہی۔ اور کہا حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد
محدث نے کہ جسنے دوست رکہا امام صاحب کو پس وہ سُنّی ہی اور جسنے بغض رکہا معاذاللہ وہ بدعتی
گمراہ ہے اور بروایت دیگر اونسے یہ مروی ہوا کہ درمیان ہمارے اور درمیان لوگونکے امام صاحب ہین
جسنے دوست رکہا اونکو اور عزیز رکہا اونکو جان لینگے ہم اوسکو کہ یہ اہل سنت سے ہی۔ اور جس نے
اونسے بغض رکہا جان لینگے ہم اوسکو کہ یہ اہل بدعت سے ہی۔ اور کہا ابوسلیمان نے کہ تھے امام صاحب
اعجب العجائب۔ اور کہا ابوعاصم نے قسم ہے اللہ کی میرے نزدیک امام صاحب زیادہ فقیہ ہین
ابن جریج سے نہین دیکہا میری آنکھون نے کسی شخص کو کمال قدرت رکھنے والا فقہ پر امام صاحب سے
زیادہ۔ منقول ہوا کہ حضرت داؤد طائی کے حلقہ مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا تو اُنہون نے فرمایا
کہ امام صاحب نجم ہین کہ علم دین مین چلنے والا اوس سے ہدایت پاتا ہی اور اُسکے علم کو مومنین کے
دل قبول کرتے ہین۔ اور کہا شریک قاضی نے کہ تھے امام صاحب زیادہ خاموش رہنے والے
اور زیادہ غور و فکر مین رہنے والے اور فقہ مین دقیق النظر اور لطیف الاستخراج اور عجیب الاستنباط
اور بحث علمی مین کامل وفائق۔ اگر کوئی طالب آپکے پاس آتا تہا فقیر تو آپ اوسکو غنی
کر دیتے تھے اور جب وہ علم دین سے فارغ ہوتا تو اوس سے آپ یہ فرماتے کہ ای شخص اب
تو پہونچگیا غنائے اکبر کو بوجہ حاصل ہونے معرفت حلال و حرام کے۔ اور کہا خلف بن ایوب نے
کہ پہونچا علم اللہ تعالےٰ سے محمد صلعم کو اور آپ سے صحابہ کرام کو اور اونسے تابعین کو اور اونسے
امام صاحب کو اور اونکے اصحاب کو میرے اس کلام سے کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔ اور جب
ابن جریج کو امام صاحب کے علم وفضل وکمال تقوی وورع و زہد وصیانت فی الدین کے

اذکار و حالات پہونچے تو اونہون نے کہا کہ مین یقین کرتا ہون کہ اوسکو فضائل و کمالات علمی
مین شان عجیب و ملکہ عظیم حاصل ہوگا اور ایکدن جو اونکی مجلس مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا تو انہون نے
کہا کہ اے لوگو خاموش ہو تحقیق وہ فقیہ ہے تحقیق وہ فقیہ ہے تحقیق وہ فقیہ ہے - منقول ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید
کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر خیر ہوا خلیفہ نے سنکر کہا کہ رحمتہ اللہ علیہ اور حاضرین سے مخاطب
ہو کر کہا کہ امام صاحب نظر کرتے تھے اپنی عقل کی آنکھہ سے اوس چیز کو جو اوسکے سواد دوسرا
نہین دیکھہ سکتا تہا اپنے سر کی آنکھہ سے - و نیز مروی ہوا کہ کسی شخص نے امام صاحب کے
ایک مسئلہ کے جواب مین حضرت اعمش رض سے سوال کیا اونہون نے کہا کہ امام صاحب کا جواب
احسن و اقوی ہے اور مجکو یقین کامل ہے کہ اونکے قول پر عمل کرنے سے خیر و برکت حاصل ہوگی
و نیز ایک روایت مین ہے کہ کسینے حضرت اعمش رض سے ایک مسئلہ پوچھا اونہون نے کہا کہ اسکا جواب
باصواب دیگا نعمان بن ثابت اور مین یقین کرتا ہون اسکا کہ اوسکے علم و عمل مین برکت عطا ہوئی
ہے - اور کہا یحیے بن آدم رح نے اوسنے کہ تو کیا کہتا ہے اون لوگون کے باب مین جو امام صاحب کے
حق مین قیل و قال کرتے ہین اونہون نے کہا کہ لوگ آتے ہین اونکے پاس بقدر اپنی فہم و عقل
و استعداد کے ہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؁ اور اونکی منزلت و شان علمی کے سمجھنے کی
لیاقت و استعداد اونکو ہوتی نہین لہذا وہ لوگ مجبور و عاجز ہو کر براہ تعصب و حسد کچھہ کہنے لگتے
ہین - اور روایت کی خطیب نے بعض ائمہ زہد سے کہ اونہون نے کہا کہ واجب ہے اہل اسلام پر
کہ اپنی نمازون مین امام صاحب کے حق مین دعاء خیر کیا کرین بوجہہ اسکے کہ اونہون نے سنت
و فقہ کو مومنین کے لئے محفوظ کر دیا پس جو شخص کہ ذلت عمی و جہل سے نکلنے کا ارادہ کرے
اور حلاوت و ذوق علم فقہ حاصل کرنا چاہے تو اوسکو چاہیے کہ وہ نظر کرے امام حنیفہ کی کتابون پر
عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ دیکہا مینے حسن بن عمارہ کو کہ امام صاحب کی رکاب پکڑے ہوئے
یہ کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی نہین دیکہا مینے تیرے عہد مین کسیکو کہ کلام کرتا ہو تیرے ساتھہ
علم فقہ مین اور نہ تجھسے زیادہ صابر پایا اور نہ زیادہ تجھسے حاضر جواب کسیکو دیکہا اور تحقیق کہ تو سردار
اور پیشوا ہے اون سبکا اپنے وقت مین جو کلام کرتے ہین علم فقہ مین اور نہین کلام کرتا کوئی
تیرے حق مین مگر بوجہ حسد کے - اور کہا حضرت شعبہ رح نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ تھے امام صاحب

سمجھہ مین احسن اور حفظ مین جید و قوی اور جن لوگون نے کہ اُنپر طعن و تشنیع کی ہی وہ اُن باتون کو
اُن لوگون سے زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے قسم ہے اللہ کی قریب ہے کہ وہ
لوگ ملینگے اللہ سے یعنے اُسوقت وہ لوگ اپنی بے اعتدالیون کا جواب دینگے کسی نے
بعض ائمہ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہی کہ وقت ذکر کے امام صاحب مدح و ثنا مین خاص کیے
جاتے ہین سوائے دیگر ائمہ کرام کے جواب دیا کہ منزلت و شان امام صاحب کی خاص ہے
دیگر ائمہ سے نفع خلائق مین یعنی جیسا کہ مؤمنین خاص و عام نے امام صاحب کے علم اور
اجتہاد سے نفع کثیر پایا ایسا دوسرے امام سے نہین پایا پس بوجہ اس خصوصیت کے امام
صاحب خاص کیے گئے ہین ذکر مین اور مدح مین تاکہ خلائق کو رغبت پیدا ہو اُنکے حق مین
دعا کرنے کی - اور یہی وجہ ہی کہ دیگر ائمہ دین سے امام صاحب کے حق مین اکثر اقوال منقول ہوے
ہین اُن مین سے جو بعض نقل کیے گئے ہین وہ کافی ہین اُس منصف حق شناس صاحب یقین
کے لیے جسکو معرفت حق اور اہل حق کی حاصل ہی - کہا یزید بن ہارون نے کہ میرے شیوخ اور
اساتذہ حدیث و تفسیر و فقہ مین ایکہزار ہین مگر نہین دیکھا مینے امام صاحب سے زیادہ کسیکو علم و تقوی
مین فائق اور بصیرت فقہ مین اعلی - و نیز فرمایا حضرت سفیان ثوری رح نے کہ فقہ صناعت ہے
امام ابو حنیفہ کی اور اُنکے اصحاب کی گویا کہ وہ لوگ اسی واسطے پیدا ہوئے ہین عیسی بن
یونس کہتے ہین کہ ہرگز نہ تصدیق کیا جاوے وہ قول جس مین امام صاحب کی نسبت کسی قسم کی
توہین و خفت ہو لیس بتحقیق قسم ہے اللہ کی نہین دیکھا مینے کسی کو افضل اور افقہ امام صاحب سے
زیادہ مسعر بن کدام رض امام صاحب کی مدح مین فرماتے ہین ابیات حسبی من الخیرات ما اعددتہ
یوم القیمۃ فی رضی الرحمن * دین النبی محمد خیر الوری * ثم اعتقادی مذہب النعمان - ترجمہ
کفایت کرتی ہی مجکو قیامت کے دن نیکیون سے وہ چیز جو مینے تیار کر رکھی ہی رحمان کی
رضامندی کے لیے سو وہ چیز دین محمد صلعم ہی جو افضل الکائنات ہین بعد اسکے میرا اعتقاد
نعمان کے مذہب کا یعنے امام صاحب کے مذہب کا کذا فی الدر المختار ف یہ دونون بیتین جن کا
ترجمہ لکھا گیا مقدمہ مسعر لغوی مین امام ابو یوسف کی طرف منسوب ہین تو اس صورت مین تاویل ہوئی
کہ شاید حضرت مسعر نے یہ فرمایا ہی بطور حکایت عن الغیر کذا فی الطحطاوی اور مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

اُستاد ہین حضرت سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے کذا فی القاموس اور یہ دونون
حضرات جلیل القدر سو استاد اکابر محدثین ہین رحمۃ اللہ علیہم اسیطرح منجملہ اُن مناقب کے
جو عبداللہ بن مبارک رحہ نے امام صاحب کی مدح مین فرمائی ہین وہ چند ابیات عربی ہین
جنکو صاحب درمختار نقل کرتے ہین ترجمہ اُن ابیات کا یہ ہے البتہ زینت دی شہرونکو
اور شہر والون کو مسلمانون کے امام ابوحنیفہ رح نے بسبب احکام شرعی اور تکمیل علم حدیث و فقہ کے
جیسے کہ زبور کے آیات ورق پر مرقوم ہین سو نہین ہی دونون مشرق مین اُسکا نظیر اور نہ
دونون مغرب مین اور نہ کوفہ مین ف دو مشرق یعنی ایک سرما کی اور دوسری گرما کی اسیطرح دو مغرب
مراد اس سے تمام دنیا ہے - رات کاٹتا ہی امام دامن چڑھائے یعنی مستعد عبادت مین راتون مین
جاگتا اور دن مین روزہ رکھتا اللہ کے خوف سے - چالیس برس تمام رات بیداری کی اور اُس
سے پہلے آدھی رات کی اور تیس برس برابر روزہ رکھا کذا فی الطحطاوی - سو کون ہی حضرت امام
صاحب کی مانند عالی رتبہ ہونے مین امام خلق کا اور بادشاہ کا دیکھا مینے امام صاحب کے
عیب کرنیوالون کو احمق اور بیہودہ اور امر حق کے مخالف دلائل ضعیفہ کے ساتھ اور کیونکر
حلال ہو اُس فقیہ کا ایذا دینا جسکے آثار شریفہ زمین مین ثابت و قائم ہین - سو البتہ محمد بن ادریس
شافعی رح نے ایک قول صحیح النقل کہا اور وہ یہ کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنی بال بچے ہین
امام صاحب کے فقہ مین - اور یہی قول خطیب نے ربیع سے روایت کیا - و نیز خطیب نے حرملہ
بن یحیی سے اس قول کی روایت کی کہ مینے شافعی بن ادریس سے قول مذکور سنا کذا فی الطحطاوی
عن تبییض الصحیفۃ للسیوطی الشافعی رح - سو لعنت ہے ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے اُس پر
جو امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کرے - چلپی اس قول کی یون تاویل کرتے ہین کہ جو امام صاحب کے
قول کو رد کرے اُنکو حقیر جان کر اور اُنکے اجتہاد کا منکر ہو - اور یہ تاویل اسوجہ سے ہی کہ ائمہ
مجتہدین اپنے اجتہاد مین باہم بعضون کے قول کو ہمیشہ رد کرتے رہے ہین اور وہ اُس پر مستحق
ثواب ہین بر بنا اسکے کہ اُنہون نے دین حق کی تائید کی اپنے گمان کے موافق تو ایسی حالت مین
قائل کو یون کہنا اسلم تھا علی من حط قدر ابیحنیفہ رح چنانچہ صاحب طحطاوی اس مقام مین لکھتے ہین
کہ جو شخص امام صاحب کے قول کو رد کرے تو اُسکا غایت مرتبہ یہ ہے کہ وہ مرتکب حرام ہو

حالانکہ مرتکب حرام پر لعنت نہین جائز ہی بلکہ کافر مخصوص پر بھی لعنت غیر جائز ہے کہ شاید اوسکا خاتمہ بالخیر
ہو ہان مجملاً کفار پر لعنت جائز ہے انتہیٰ۔ بعض اہل تحقیق اس مقام مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ذکر کیا قزوینی
کی کتاب آثار البلاد سے یواقیت ملتمعہ مین ابیات مذکورہ عبد اللہ بن مبارک کے منقول ہین لیکن لعنت
کی بیت اوسمین نہین ہی تو غالباً یہ ہی کہ ملحقات سے ہو اسواسطے کہ کمال فضل و علم و غایت ورع و تقوی
امام اجل حضرت عبد اللہ بن مبارک سے ایسی افراط نہایت بعید و بوالعجب ہی واللہ اعلم۔ مسند خوارزمی مین
مذکور ہوا کہ ایک بار اصحاب حنفیہ و اصحاب شافعیہ مین اختلافات واقع ہوی اور ہر ایک گروہ نے اپنے
اپنے امام کو تفضیل و ترجیح دی یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن ابی حفص الکبیر کو جو اوس زمانہ مین علم حدیث
مین اصحاب شافعی کے امام تھے اس قضیہ کی خبر پہونچی اونہون اس اختلاف کا اس طور پر فیصلہ کیا کہ
شمار کرو مشایخ شافعیہ کو کہ کتنے ہین جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی ہین پھر فرمایا اب شمار کرو مشایخ حنفیہ
کو تو معلوم ہوا کہ وہ چار ہزار ہین فرمایا کہ تابع ہو سواد اعظم کے۔ اور کہا معمر نے کہ نہین دیکھا مینے
کسی شخص کو کہ خوبتر ہن کلام کرتا ہو فقہ مین امام صاحب سے اور نہ پائی مینے کسیکے کلام مین
وسعت باب قیاس مین امام صاحب سے زیادہ اور نہ دیکھا مینے کسیکو احسن امام صاحب سے
معرفت معانی احادیث مین اور نہین خوف کرتا ہون مین اپنے نفس سے اس امر مین یہ کہ دین الٰہی
مین مجھکو کوئی شک واقع ہو امام صاحب کی جانب سے۔ منقول ہوا کہ حضرت امام عاصم جو امام صاحب
کے اوستاد تھے علم قراءۃ مین مگر جب امام صاحب کے فضائل و کمالات علمی نے ترقی پائی تو امام
عاصم قاری واسطے استفادہ کے امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے اور یہ فرماتے جئتنا صغیرا
وجئناک کبیرا یعنے اے ابو حنیفہ تو ہمارے پاس لڑکپن مین آتا تھا ہم تیرے پاس بڑہاپے مین
آتے ہین کذا فی اعلام الاخیار۔ اور کہا نضر بن شمیل نے کہ آدمی سو رہے تھے علم فقہ سے یہانتک
کہ جگایا اونکو امام صاحب نے یعنی عموماً عرب و عجم کو متفقہ فی الدین کیا اور ملخص کیا احکام شرعی
کو اور کتاب و سنت کے معانی سے خلایق کو تفصیلاً مطلع کیا۔ مروی ہوا کہ ایک شخص امام وکیع
کے پاس بیٹھا تھا کہ اوسکی زبان سے اتفاقیہ یہ کلمہ نکلا کہ ابو حنیفہ نے فلان مسئلہ مین خطا
کی تو وہ اس کلمہ کو سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور یہ فرمایا کہ کیا یہ کلمہ بیہودہ تونے زبان سے
نکالا اولئک کالانعام بل ہم اضل سبیلا۔ امام ابو حنیفہ کیسے خطا کر سکتا ہی درانحالیکہ اوسکے صحبت ملازمت

بیان اسکا کہ امام صاحب کو علاوہ علم فقہ کے ہر علم مین حصہ وافی و کمال علمی و افر حاصل تھا

مین جماعت مجتہدین واکابر علمار دین مانند ابو یوسف و امام محمد و امام زفر و اہل حدیث و ائمہ
لغات وارباب زہد وورع مانند فضیل و داود طائی و امام مسعر اوسکی خدمت مین حاضر رہتے
ہین اور بالفرض اگر کسی قسم کی افراط وتفریط تصور کیجاوے تو یہ حضرات اولے الالباب
اوس غلطی وخطا کو کیسے روا سمجھینگے جیسے کہ تصریح ان مضامین کی علامہ ابن حجر مکی خیرات
حسان مین لکھتے ہین تنبیہ بعض کوتاہ نظر بسبب فطرت امام صاحب کی نسبت یہ واہمہ وشبہہ
پیدا کرتے ہین بلکہ زبان پر لاتے ہین کہ امام صاحب کو جیسے کہ علم فقہ مین قوت قدسیہ و
بصیرت تامہ حاصل تھی ویسے ہی دیگر علوم دینیہ وفنون عربیہ وادبیہ وغیرہ مین دستگاہ
وقدرت اور قوت اور وسعت نہین حاصل تھی یہ مظنہ اونکا محض خلاف اور بے اصل ہی
جیسا کہ نہین مخفی ہی اون ارباب پر جنکو کتب علمار دین واقوال وروایات اکابر پیشین پر
بصیرت ونظر حاصل ہی اور بیان مختصر اسکا یہ ہی کہ علامہ ابن حجر مکی اس باب مین لکھتے ہین
کہ امام صاحب کے شیوخ بہت ہین اس مختصر مین اونکے ذکر کی گنجایش نہین ہی چنانچہ
ابو حفص کبیر لکھتے ہین کہ امام صاحب کے چار ہزار شیوخ ہین۔ اور ابو حفص کبیر کے سوا اون
اکابر دین اتنا اور زیادہ روایت کرتے ہین کہ امام صاحب نے چار ہزار شیوخ تابعین سے
حدیث روایت کی اور اونکے علاوہ کا کیا شمار کیا جاوے اونمین سے لیث بن سعد اور
مالک بن انس امام دار الہجرت ہین جیسا کہ ذکر کیا اسکا دارقطنی نے اور جماعت متاخرین مین
ابو محمد عینی ہین بلکہ بعض نے امام صاحب کی مسند مین دیکھا حدیث کرنا امام مالک سے
اور یہ دونون امام منجملہ اون افراد کے بھی شمار کیے گئے ہین جنہون نے امام صاحب سے
بھی روایت کی ہی اور اس باب مین جو بعض مترجمین اکابر نے مشایخ امام صاحب کا شمار
کیا ہی اونکا ذکر طویل ہی بوجہ طوالت کے ترک کیا اوس ذکر کو۔ اسیطرح یہ بھی معلوم کرنا
چاہیے کہ جن ارباب نے امام صاحب سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا ہی بقول بعض اکابر
علمار دین ذکر اونکا بالاستیعاب متعذر بلکہ غیر ممکن ہی ضبط اوسکا لہذا اس بنار پر بعض ائمہ
کرام نے اس قول پر اکتفا کیا ہی کہ ائمہ دین مشہورین مین سے کسی سے ایسے کمالات
علمی وفوائد دینی نہین ظہور پذیر ہوی جیسے کہ امام صاحب سے اور اونکے تلامذہ واصحاب سے

اور دوسری روایت مین یون مذکور ہوا

کہ نہین نفع پایا علماء دین نے و نیز جمیع خلایق نے مثل اوسکے جیسا کہ نفع پایا امام صاحب سے اور اونکے اصحاب سے بیان احادیث مشتبہ مین اور مسائل مستنبطہ مین اور نوازل اور قضا اور احکام مین جزاہم اللہ خیرا اونمین سے بعض متاخرین محدثین نے قریب آٹھ سو اصحاب کے حالات ذکر کیئے ہین بتقیید ضبط اسماء اونکے کے اور نسبت اونکی کے جسکا ذکر طویل ہی بہرکیف امام صاحب نے چار ہزار شیوخ تابعین سے حدیث روایت کی اور شریعت مصطفویہ کی تکمیل و تہذیب کی جبکا مختصر حال علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب حضرات تابعین کے زمانہ مین مجتہد تھے اور اپنے عہد مین آپ اکابر ائمہ وقت کو مسائل جلیلہ فقہیہ و مطالب دقیقہ و معانی بلیغہ تفسیر و حدیث و فقہ کی تعلیم فرماتے اور سوالات مشکلہ دقیقہ کے فوراً جواب شافی دیتے اور تمامی محدثین و مفسرین اوسکو بلا قیل و قال تسلیم کرتے جبکا تفصیلی بیان باب اول مین مذکور ہو چکا کہ حضرات تابعین کے عہد مین بغیر امام صاحب کے اجماع مستند و معتبر نہوتا تھا مگر باوجود اس مرتبہ و شان عظیم حاصل ہونیکے آپ کے مزاج مین احتیاط و تقوی امور دین مین اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ جو مسائل دینی و احکام شرعی آپ کتاب و سنت سے مستنبط فرماتے جبتک کہ سب علماء وقت اونکو بطیب خاطر نہ تسلیم کر لیتے تب تک اُسپر عمل کرنیکی اجازت ندیتے۔ بالجملہ بتصریح صدر علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ ذکر کیا حافظ ذہبی محدث وغیرہ نے طبقات حفاظ محدثین مین کہ جو شخص امام صاحب کی کم توجہی و کوتاہ نظری علم حدیث کے ساتھ سمجھا ہی اسکا ابطال بچند وجہ بدیہی ظاہر ہے۔ اول یہ کہ مقام غور و فکر کا ہی کہ جس شخص کو قوت اجتہادیہ و ملکہ استنباطیہ باتفاق اکابر علماء دین اس درجہ حاصل ہوا کہ اوسنے ادلہ شرعی سے مسائل شرعی بے حد و نہایت استخراج کیئے ہون اور اہل حدیث و اکابر جلیل القدر نے اوس سے احادیث نبویہ کی روایت کی ہو و ائمہ دین نے اوسکی ثقاہت و امانت و دیانت پر اتفاق کیا ہو پس ایسا شخص ایسی شان عظیم فی الدین حاصل ہونیکی حالت مین علم حدیث مین کیسے کوتاہ نظر و غافل سمجھا جاوے۔ ثانیا یہ کہ باتفاق جمہور علماء سنت اس امر مین کچھ شک نہین کہ مصالح عامہ مومنین مین مشغول رہنا اور نفع عام مسلمین کے لئے احکام شرعیہ کا

انتظام کرنا اور اعظم امور دین کی تکمیل و ترتیب دینا یہ امر افضلترین عبادات مسلمین و اکملترین قربات و اعظم ترین باقیات صالحات سے ہے خیر الناس من ینفع الناس جسکا تفصیلی بیان مذکور ہوچکا بہر کیف بہ بناء وجوہ مصرعہ صدر امام صاحب علم فقہ کی تدوین و ترتیب مین زیادہ تر مشغول ہوے اور اسوجہ سے تبحر و ملکہ علم حدیث انکا عوام الناس سے زیادہ نہین ظاہر ہوا اور اسکے ثبوت کے لئے یہ ایک نظیر عاقل حق پسند کے لئے کافی ہے کہ جب سیدنا ابابکر صدیق رضؓ و سیدنا عمرؓ مشغول ہوے مصالح عامہ مومنین و اصلاح امور دین مسلمین مین تو ان حضرات کبار سے روایت اس کثرت سے نہین ہوی جیسی کہ زرعہ و ابن معین سے ہوئی چنانچہ بعض محققین اہل علم لکھتے ہین کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے ایکسو بتیس حدیثین مروی ہین اور انس بن بن مالکؓ سے یا حضرت ابو ہریرہؓ سے ایکہزار حدیثون سے زیادہ مروی ہین پس یہ امر اسکا مقتضے نہین ہی کہ انس بن مالکؓ و حضرت ابو ہریرہؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ پر زیادہ شرف و فضل حاصل ہو کذا فی فوائد المنیفہ - تیسرے یہ کہ امام صاحب استخراج و استنباط مسائل فقہیہ و اجتہاد و مسائل جزئیہ شرعیہ مین اسوجہ سے بیشتر مشغول رہتے تھے کہ یہ امر نہایت اہم تھا - اور روایت حدیث کی اسوجہ سے کم کرتے تھے کہ یہ کام اور بہت لوگون سے ہو سکتا تھا - کذا فی المرقاۃ - چوتھے یہ کہ کثرت روایت جو درایت و تفقہ کے ساتھ نہو عند المحققین یہ امر محل مدح و ثناء عظیم نہین ہی چنانچہ علامہ حافظ ابن عبد البر محدث نے اوسکے ذم و قبح مین ایک باب مستقل لکھا ہی اور بعد غایت تحقیق و تنقیح اوسکے آخر مین یہہ کہا کہ وہ بات جسپر اکابر فقہاء و علماء دین ہین وہ یہ ہی کہ کثرت روایت حدیث بدون تفقہ و تدبر مذموم ہی اور اسی بناپر کہا ابن شبرمہ نے کہ کم کر روایت اور تفقہ حاصل کر اور امام صاحب نے اس باب مین یہ فرمایا کہ جو شخص ڈھونڈھتا ہے حدیث کو اور تفقہ نہین حاصل کرتا وہ ایسے شخص کی مانند ہے کہ وہ جمع کرتا ہی ادویہ کو اور اونکے منافع کو نہین جانتا ہی یہانتک کہ آوے وہ طبیب پاس اور اوسکے ذریعہ سے اون ادویہ کے منافع و فوائد سے مطلع ہو پس اسیطرح حال اوس محدث کا ہی جسکو نہین حاصل ہی معرفت وجہ حدیث پر یہانتک کہ وہ آوے فقیہ کے پاس اور اوسکے معانی و مطالب و دقایق سے متمتع ہو - اور کہا ابن مبارک نے کہ آثار مین سے وہ اثر لے جو معتمد علیہ ہو

اور رائے لی اوس سے جو تفسیر کرتا ہو مجھسے حدیث کی - و نیز قول امام صاحب کا ہی کہ نہین
لایق ہی کسی شخص کو یہ کہ بیان کرے مجھسے کوئی حدیث مگر کہ وہ حدیث جو سننے کے دن سے بیان
کرنے کے دن تک اوسکو محفوظ ہو - اور روایت کیا خطیب نے اسرائیل بن یونس سے کہ اونہون نے
کہا کہ کیا اچھا شخص نعمان ہی یعنے امام ابوحنیفہ کہ وہ زیادہ تر حافظ تہا اون احادیث کا جن مین احکام
فقہیہ زیادہ ہوتے تھے اور پہر اونمین غور و فکر بلیغ کرکے اون احادیث کے احکام فقہیہ لوگونکو
تعلیم کرتا تہا - امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ نہین دیکہا مینے کسیکو بجز امام صاحب کے حدیث
کے معانی و مطالب کا زیادہ جاننے والا اور اوس حدیث کے متعلق نکات و اشارات فقہ کا
زیادہ پہچاننے والا - اور دوسری روایت مین آپ سے یہ مروی ہوا کہ نہین مخالفت کی مینے
امام صاحب سے کسی امر مین مگر جبکہ مینے اوس امر مین غور و فکر بلیغ کی تو انجام مین مجکو یہ معلوم
ہوا کہ جسطرف امام صاحب گئے ہین وہ امر زیادہ تر باعث نجات و غایت تقوی و طہارت کا ہی
اور تہا مین اکثر اوقات کہ خوض کیا کرتا تہا حدیث مین با اینہمہ امام صاحب کو حدیث صحیح کے
معرفت مین مجھسے زیادہ بصیرت حاصل تھی - و نیز یہ فرماتے ہین کہ جب امام صاحب کسی
قول پر مصمم و مضبوط ہو جاتے تو مین اسحالت مین پہرتا تہا مشایخ کوفہ کے پاس اس غرض سے
کہ پاؤنمین امام صاحب کے قول کی تائید مین کوئی حدیث یا اثر پس بعض اوقات پاتا مین دو
حدیثین یا تین حدیثین اور لاتا مین اونکو امام صاحب کے پاس تو اون احادیث کو سنکر فرماتے
کہ یہ غیر صحیح ہی یا غیر معروف ہی تب مین آپ سے یہ عرض کرتا کہ آپکو کس نے آگاہ کر دیا اس
بات سے اور حالانکہ یہ حدیثین آپکے قول کے موافق ہین یہ سنکر امام صاحب فرماتے کہ اہل
کوفہ کے علم کا مین عالم ہون - حسن بن زیاد کہتے ہین کہ امام صاحب چار ہزار حدیث روایت
کرتے تھے دو ہزار حماد سے اور دو ہزار دیگر اکابر شیوخ سے کذا فی اعلام الاخیار - اور حسن
بن صالح سے مروی ہوا کہ امام صاحب کو احادیث منسوخہ و غیر منسوخہ کے باب مین التفحص کامل و
حفظ بلیغ حاصل تہا اور حدیث اہل کوفہ کے آپ ماہر کامل تھے - و نیز کہا مسعر نے کہ نہین دیکہا
مینے کسیکو امام صاحب سے احسن بمعرفت معانی احادیث مین - اور طبقات کفوی مین
مذکور ہوا کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام صاحب مجھسے زیادہ البصر والعلم و احفظ تہے احادیث

نبویہ مین چنانچہ بیس ہزار احادیث منسوخ اونکو یاد تہین اور ناسخ کا کیا شمار بتاؤن کہ کتنی یاد ہونگی
اور تھے امام صاحب حضرت اعمش ؒ پاس کہ کسینے حضرت اعمش سے چند مسائل پوچھے اونہون نے
امام صاحب سے فرمایا کہ کیا جواب دیتے ہین آپ ان مسائل کے امام صاحب نے اون سبکے
جواب دیئے اعمش نے سنکر کہا کہ اے ابو حنیفہ تو کافی وبس ہی مینے تجھسے جو سو دنمین حدیثین
بیان کین تہین وہ تو نے مجھسے ایک ساعت مین بیان کر دین مین ہنہین جانتا تہا کہ تم جانتے ہو
اون احادیث کو یا معشر الفقہا تم اطبا ہو اور ہم صیادہین اور سکے اور اے امام تو ایک ایسا
شخص ہی کہ تو نے حاصل کیا ہی دونون طرف سے یعنی حدیث وفقہ دونونکو اور بتحقیق کہ حفاظ
محدثین نے احادیث مرویہ امام صاحب سے بہت مسندین ترتیب دی ہین۔ کذا فی خیرات
الحسان۔ اور روایت کیا خطیب نے سفیان بن عیینہ سے کہ انہون نے کہا کہ اول جسنے مجکو
بٹھلایا کوفہ مین علم حدیث کے لئے امام صاحب ہین اور میرے حق مین ان کلمات طیبات
کے ساتھ دعای خیر فرمائی کہ اے اللہ یہ شخص زیادہ جاننے والا ہو لوگو نمین حدیث عمرو بن
دینار کا اس سے امام صاحب کی جلالت شان علم حدیث کی صاف ظاہر ہی جسکا مختصر بیان
علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ حاشا للہ ودر رہ اس وہم وخیال فاسد سے کہ یہ محض زور وبہتان
حاسدین امام صاحب کا ہی ویابی اللہ الا ان یتم نورہ امام صاحب کو علم فقہ کے علاوہ
تفسیر وحدیث وغیرہ علوم دینیہ وعلوم ادبیہ ومقالیس حکمیہ وقرارت وبیان وکلام ونظم بلیغ
وغیرہ فنون عربیہ عالیہ مین اسدرجہ فکر وتبحر عظیم حاصل تہا کہ ناظرین اولے الابصار وارباب اقران
وامثال امام صاحب کی بعض تحریرات ومقولات وجوابات کے سمجھنے مین عاجز ہوتے تھے
اور انجام کار بعد کشف راز واسرار ونکات ودقایق رموز واشارات باظہار اخلاص ونیاز ممنون
ومشکور ہوتے تھے جسکا ذکر تفصیلے باب اول مین مذکور ہو چکا ہی اسیوجہ سے باتفاق علمای دین
امام صاحب اپنے عہد مین فضائل وکمالات علمی وعملی وجامعیت جملہ علوم دینی مین تمامی اقران
وامثال مین فرید ویگانہ اور وحید زمانہ علے الاطلاق تھے۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین
کہ جس حالت مین ہم نہ پاوین کسی اثر کو تو ہمارے نزدیک قول امام ابو حنیفہ کا مانند اثر
رسول اللہ صلعم کے ہی۔ ونیز ابن مبارک جب حدیث بیان کرتے لوگونکو تو آپ یون فرماتے

تھے حدثنی نعمان بن ثابت یعنی حدیث کی مجکو نعمان بن ثابت نے چنانچہ یہ قول آپ کا
سنکر حاضرین مین سے کسی شخص نے کہا کہ آپ اس قول سے کسکو مراد لیتے ہین آپنے
فرمایا امام ابوحنیفہ کو کہ وہ مغز ہے علم کا پس بعض حاضرین مین سے اس قول کے لکھنے سے
رُکگے یہ حال دیکھکر عبداللہ بن مبارک تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر یہ فرمایا کہ اے لوگو
کیا جہالت و نے ادبی ہی تمہاری ائمہ دین کے ساتھ اور کیا نقصان معرفت تمہارا ہے
علم کے ساتھ اور اہل علم کے ساتھ سنو اس قول کو کہ نہین ہی کوئی لایق تر امام ابوحنیفہ سے
اس امر مین کہ اقتدا و تقلید کیجاوے اونکے ساتھ بوجہ اسکے کہ وہ تھے صاحب ورع و تقوی
و صاحب امانت و دیانت و بزرگ و برتر فقیہہ و عالم برگزیدہ کہ اُنہون نے کھولے دقایق و
غوامض علوم دینی کے اور وہ باریکیان اس خوش اسلوبی و دلائل قوی و بیان تفصیلی کے
ساتھ کھولین کہ کسی براو سکے عہد مین نہ کھلین اوس بصیرت و فہم و فطنت و تقوی و ورع کے
ساتھ یہ کہکر آپ نے حلف کیا اسکا کہ ایک مہینہ ان سے حدیث نہ بیان کرونگا اسی بنا پر
ابن مبارک نہایت ناپسند رکھتے تھے اوس شخص کے قول کو جو امام صاحب کی معرفت احادیث
مین کلام کرتا تہا بوجہ اسکے کہ امام صاحب کو علل احادیث مین بصیرت تامہ حاصل تھی اور
تعدیل و تجریح کے بیان مین وہ مقبول القول تھے چنانچہ امام ابو عیسے ترمذی اپنی کتاب
جامع ترمذی کے آخر مین بیان علل مین حمانی سے نقل کرتے ہین کہ اونہون نے کہا کہ سُنا
مینے ابوحنیفہ سے کہ فرماتے تھے کہ نہین دیکھا مینے اکذب جابر جعفی سے اور نہ افضل عطا
ابن ابی رباح سے پس مقام غور و بصیرت کا ہی کہ ایسا امام اجل علامہ علم حدیث کا جو منجملہ
اصحاب ستہ ہی کیسا اعتبار کرتا ہی جرح و تعدیل امام ابوحنیفہ کو اس سے صریح ثابت ہوگیا
کہ امام صاحب کا قول تعدیل و جرح کے باب مین بوجہ اکمل اکابر ائمہ حدیث کے نزدیک مقبول
و معتبر ہی۔ ابوداؤد سجستانیؒ اپنی تصنیفات مین جابجا لکھتے ہین کہ ابوحنیفہؒ تھے امام۔ اور
مالکؒ تھے امام اور شافعیؒ تھے امام نہ التفات کیا جاوے اونکی رد و قدح باہمی پر اور نہ
نقض کیا جاوے اونپر جنکی صحت امامت بر اتفاق علماء دین ہوچکا ہو اور غایت فضل و کمال
علمی و عملی انکا تسلیم ہوچکا ہو جیسا کہ ابن عبداللہ نے جملہ مجتہدین اہل حدیث و فقہ کے

باب مین خصوصاً امام ابوحنیفہ کی شان عظیم کے بیان مین مدح وثنا بلیغ اپنی تصنیفات مین تفصیلی بیان کی ہی۔ سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جو شخص مخالفت کریگا امام صاحب کی وہ محتاج ہوگا اسکا کہ وہ شخص قدر ومنزلت وشان ورفعت ومحاسن جامعیت علوم صوری ومعنوی وتقوی ودینداری مین امام صاحب سے فایق وغالب ہو اور یہ بات نہ پائی جاویگی۔ فی الحقیقت غور کرنیکا مقام ہی کہ امام صاحب کی شان علمی وعلوی مرتبت کا یہ حال تھا کہ جب عبداللہ بن مبارک وحضرت سفیان ثوری رح دونون باراوہ حج مکہ معظمہ مین وارد ہوے تو جب امام صاحب کہین تشریف لیجاتے تو یہ دونون صاحب بپاس ادب وتعظیم علم وفضل امام صاحب کے پیچھے چلتے اور جب کوئی ان دونون صاحبون سے علم دین مین سوال کرتا تو یہ دونون صاحب خاموش رہتے جواب ندیتے یہانتک کہ امام صاحب اوس مسئلہ کا جواب دیتے۔ ونیز سفیان ثوری نے عبداللہ بن مبارک سے امام صاحب کے یہ اوصاف بیان فرماے کہ بتحقیق امام ابوحنیفہ سوار ہوتا ہے علم کی سواری پر زیادہ تیز نیزہ کے بہالون سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہے امام ابوحنیفہ شدید الاخذ واسطے علم کے اور بچنے والا محارم ومنہیات شرعی سے اور متبع تہا اہل بلد اپنے کا نہین حلال جانتا تہا روایات کو اختیار وقبول کرنے مین مگر اونہین کو جو رسول اللہ صلعم سے مرتبہ صحت کو بہونچین اور کمال معرفت حاصل تہا اونکو احادیث ناسخ ومنسوخ مین اور تھے وہ کہ مصروف رہتے تھے احادیث صحیحہ کی طلب وتحقیق مین ثقات واکابر سے اور لیتے تھے فعل رسول اللہ صلعم کو اور جس بات پر کہ وہ علماء کوفہ کو پاتے تھے اتباع حق مین اوسکو وہ بھی اختیار کرتے اور اُسکو احکام دینی مین شامل کرتے۔ ونیز منقول ہوا کہ کسی شخص نے امام صاحب کی کتاب الرہن کو حضرت سفیان ثوری رح کے سرہانے رکھے ہوئے دیکھکر کہا کہ تو دوست رکھتا ہی امام صاحب کی کتابونکو انہون نے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون اوسکو کہ اوسکی کل کتابین میرے پاس جمع ہون اور مین اونہین غور کرون جو کچھ کہ باقی رہی ہی پھر غایات علومہ کی شرح اور تفصیل اور نہین بیان کرسکتا ہون مین وصف اوسکا چنانچہ اسی بنا پر اکابر مشایخ آئمہ مجتہدین وعلماء راسخین محدثین امام عبداللہ بن مبارک وامام لیث بن سعد وامام مالک بن انس وامام مسعر بن کدام وامام زفر وامام ابویوسف وامام محمد وغیرہم ثقات واکابر جنکی شان جلالت علمی وعملی پر اتفاق علماء

دین ہی امام الائمہ سیدنا امام ابوحنیفہؒ سے تلمذ حاصل کیا اور اونکے کلمات طیبات وتصنیفات وفیضان صحبت سے استفادہ عظیم حاصل کیا جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی خیرات حسانین لکھتے ہین

وتلمذله کبار من المشائخ الائمة المجتهدين والعلماء الراسخين كالامام الجليل المجمع على جلالته وبراعته وتقدمه وزهده عبدالله بن المبارك وكالامام الليث بن سعد وكالامام مالك بن انس وناهيك بهولاء الائمة وكالامام مسعر بن كدام وزفر وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين۔ اسیطرح

امام علے بن المدینی لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ وہ شخص ہے جنسے روایت کی سفیان ثوریؒ وابن مبارکؒ نے وحماد بن زیدؒ وہشامؒ اور وکیعؒ نے اور عباد بن العوامؒ اور جعفر بن عونؒ نے پس امام ابوحنیفہ ثقہ ہین اسمین خلاف نہین۔ قال الامام علی بن المدینی ابوحنیفة روی عنه الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون رحمة الله علیہم وہو ثقة لاباس به صاحب قاموس امام علامہ وقت حضرت مجدالدین فیروزآبادی نے ایک کتاب مبسوط امام صاحب کے مناقب وفضائل وجامعیت کمالات علوم دینی وقوت قدسیہ اجتہادی کے حالات مین لکھی ہی اور آخر کتاب مین یہ تحریر فرمایا کہ فہم معانی قرآن وادراک مطالب ومعانی احادیث نبویہ واجتہاد واستنباط احکام شرعیہ مین ائمہ مجتہدین مین سے مثل امام ابوحنیفہ کوئی نہین ہوا اور اونکے درجہ جلیل اور شان عظیم کو کون ہو نچسکتا ہی کہ وہ تابعین سے ہین اور افقہ واتقے ہین جنکے امام شافعیؒ شاگردان شاگرد ہین اور تمامی مجتہدین اونکے فیض عمیم کے ممنون ومشکور ہین انتہی۔ فی الحقیقت وجود باجود سیدنا امام ابوحنیفہ کا ایسا ہی تہا جنکی شان مین مقتدائے خاص وعام حضرت سیدنا سفیان ثوریؒ فرماتے ہین کہ ہم امام صاحب کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے آگے چڑیان ہوتی ہین کیونکہ امام صاحب سیدالعلما تھے اور کیون نہ حاصل ہوتی یہ شان عظیم اونکو کہ شبانہ روز اونکی بزم ارشاد مین مثل امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ وامام زفرؒ وامام وکیعؒ وجریحؒ ومسعر بن کدامؒ وفضیلؒ وداؤد طائیؒ وشریکؒ وسفیان ثوریؒ وعبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ ائمہ جلیل القدر ذی شان ارکان دین و ایمان کتاب وسنت کے اسرار ونکات عالیہ ودقائق ومعانی بلیغہ ورموز واشارات جلیلہ امام صاحب سے حل فرماتے تھے اور مسائل مشکلہ مین اون سے فتوے پوچھتے تھے لوہرجا

وجزاک اللہ کہکر رخصت ہوتے تھے پس ان اذکار روایات صحیحہ مستندہ سے امام صاحب کے
جامعیت وکمال معرفت علوم دینیہ تفسیر وحدیث وفقہ کی شان معرفت وغایت تبحر وبصیرت
ووسعت پر لحاظ کرنا چاہیئے بااینہمہ امام صاحب کے ثبوت کمال فضل وشرف علم حدیث وتفسیر مین
یہ مضمون بدیہی کافی ہی کہ آپنے بتصریح صدر چار ہزار شیوخ ائمہ تابعین سے حدیث روایت کی
وبشرف صحبت حضرات صحابۂ کرام مشرف ہوئے اور خاص اونکی زبان فیض ترجمان سے احسن الکلام
سید الانام صلعم سنا اور اکابر مجتہدین وقت کو تعلیم فرمایا پس ملت مصطفویہ وشریعت محمدیہ مین
یہ مرتبہ جلیلہ خاصۃً امام صاحب ہی کو نصیب ہوا دیگر ائمہ کرام مین سے کسیکو یہ شان عظیم نہین
نصیب ہوئی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مولانا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی
کتاب فتح سر المنان فی اثبات مذہب النعمان کے خطبہ مین لکھتے ہین کہ علماء دین نے فرمایا
کہ تھے امام ابوحنیفہ کے پاس صندوق معمور اون احادیث سے جو انہون نے تین سو حضرات
مشائخ کرام ائمہ تابعین سے سُنی تھین اور اونکو کمال تحقیق وتنقیح کے ساتھ ضبط اور محفوظ کیا تہا
اور جن لوگون نے کہ امام صاحب سے سُنا اون احادیث کو وہ بتعداد پانسو مذکور ہین رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین۔ انتہے کلامہ۔ غرض بتصریح صدر بیان تفصیلی اسکا مذکور ہوچکاہی کہ امام صاحب کو جو
بظاہر استخراج واستنباط فروع مسائل فقہیہ مین زیادہ توجہ واہتمام تہا اسکی وجہ خاص یہی ہی
کہ کارروائی روایت حدیث کا نظام واہتمام دیگر علما واکابر ائمہ دین سے ممکن تہا مگر کتاب و
سنت سے تخریج جزئیات واستنباط فروع شرعیات سخت مشکل ودشوار ہی کما لا یخفی
علے من لہ النظر الدقیق پس اگر امام صاحب بجانب اجتہاد مسائل جزئیہ حسن اہتمام وتوجہ تام
نہ فرماتے تو شریعت مصطفویہ مین ہم مومنین کو وسعت وآسانی ہرگز نہین نصیب ہوتی اور
نظام احکام شرعیہ مطلقاً اوٹھ جاتا یعنے یہ واقعات وحوادثات یومیہ جو ہر روزہ تازہ بہر خاص و
عام کو پیش آتے ہین اونکے احکام تفصیلی جواز وعدم جواز کتاب وسنت سے کیونکر مکشوف
ہوتے اور قضایا وخصومات وحقوق عباد اہل مشارق ومغارب کیسے بآسانی تصفیہ پاتے
پس یہ وسعت وبرکت وآسانی وسہولت حقتعالے نے علم فقہ ہی مین عطا فرمائی ہے کہ
بذریعہ متون وشروح وفتاویٰ حضرات ائمہ کرام کے جزئیات نامحدود وحقوق وعقود وحدود

ہر روز بآسانی طے ہوجاتے ہین ورنہ ظاہر ہی کہ فی زماننا کسکے علم وفہم مین یہ قوت اور وسعت حاصل ہی
کہ کتاب وسنت سے استنباط مسائل کرے اور متقدمین کے مطالب ومعانی کو پورا سمجھے اور
علم فقہ چھوڑکر حل مشکلات دین کا انصرام کرے لہذا اس مضمون مین کسیکی قیل وقال کو گنجایش
نہین رہی کہ کتاب وسنت جو بجای بنو اور بنیاد کے ہی اگر اُسپر علم فقہ کی عمارت نہین قائم
ہوتی تو بالیقین خانۂ دین بیابان اور ویران ہوجاتا پس یہ امام صاحب کی ہی شان عظیم اور
قوت قدسیہ عطاء غیبیہ کا فیض عام اور ظہور تام ہی کہ لاکھون مسائل جزئیات واحکام فرعیات
عبادات ومعاملات کتاب وسنت سے ترتیب پائے جنسے مومنین مشارق ومغارب بلاتکلف
فیضیاب وکامیاب ہورہے ہین اور تا یوم بعث ونشور و نفخ صور اوس سے متمتع ومنتفع رہین گے
خیر الناس من ینفع الناس اور یہی معنی ہین امام شافعیؒ کے اس قول کے کہ بروایت ثقات
مروی ہوا کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنے بال بچے ہین امام ابوحنیفہؒ کے فقہ مین - اور اسی
بناء پر بروایات اکابر علماء دین منقول ہوا کہ اہل اسلام پر ہر نماز کے بعد امام صاحب کے واسطے
دعا کرنا ضرور بلحاظ دین سے ہی کہ انہون نے بجانفشانی وعرقریزی تمام سنن اور فقہ کو مومنین
کے واسطے محفوظ کردیا - بعض اہل کشف لکہتے ہین کہ مذہب امام ابوحنیفہ آخر مذاہب ہی از رو
انقطاع کے - امام شعرانی میزان مین لکہتے ہین کہ بتحقیق جسوقت کہ خدا تعالے نے مجہپر احسان
فرمایا کہ مین حقیقت شریعت پر مطلع ہوا دیکھا مینے کل مذاہب کو متصل اوسکے ساتھ اور دیکھا
مینے مذاہب ائمہ اربعہ کو کہ نہرین اونکی جاری ہین اور سوا اسکے دیکھا مینے کل مذاہب
کو کہ وہ نابود ہوکر پتھر ہوگئے - اور دیکھا مینے مذہب امام ابوحنیفہ رح کو دراز تر
دیگر ائمہ کی نہرون سے اور متصل اوسکے امام مالکؒ کی نہر - اور متصل اسکے امام
شافعی کی اور ملحق اوسکے امام احمد کی نہر ہی اور خوردترین نہرون مین سے نہر داود ظاہری رح
کی ہی پس تعبیر لی مینے اس واقعہ کی درازی عمل کے ساتھ مذہب ابوحنیفہ کی - پس جیسا کہ
مذہب ابوحنیفہ کا اول مذاہب ہی ایسا ہی ہوگا آخر مذاہب کا از رو ہی انقطاع کے اور اسی
بیان کے قریب دیگر حضرات اہل کشف قائل ہوئے ہین - ف بعض نادان لوگ جو امام صاحب

فضائل مین یہ روایت نقلکرتے ہین کہ حضرت عیسٰے اور حضرت امام مہدی مذہب حنفی کے موافق
حکم کرینگے اور حضرت خضر نے فقہ حنفی کو سکہایا اور ابو القاسم قشیری کو تعلیم کیا یہ محض بے
اصل ہے تفصیل ان مضامین کی اور غلط ہونا اسکا ذخائر المہمات اور اشاعہ مین مذکور ہی اور ملا
علی قاری نے مشرب الوردی فی مذہب الحنفی مین اسکا بیان تفصیلی لکہا ہی ہان اسقدر ثابت
ہوا ہی کہ حضرت عیسے ہمارے آنحضرت صلعم کی شریعت پر موافق کتاب وسنت کے حکم کرینگے
چنانچہ امام علامہ تاج الدین سبکی نے اس مضمون کو اپنی کتاب مین تفصیلی ذکر کیا ہی علامہ ابن حجر
مکی لکہتے ہین کہ ابی معانی فضل بن خالد سے مروی ہوا کہ وہ کہتے ہین کہ مین لبشرف زیارت
رسول مقبول صلعم مشرف ہوا اور مینے عرضکیا کہ یارسول اللہ صلعم امام ابو حنیفہ کے علم کے باب
مین حضور کیا ارشاد فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ اسکا علم ایسا ہی کہ سب لوگ محتاج ہین اسکے
علم کے۔ ونیز حضرت معاذ رازی فرماتے ہین کہ مین مشرف ہوا بشرف زیارت رسول مقبول
صلعم پس مینے عرضکیا کہ اَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ عِندَ عِلمِ اَبِی حَنِیفَۃَ یعنی یارسول اللہ صلعم
مین حضور کو کہان ڈہونڈون ارشاد فرمایا کہ نزدیک علم ابو حنیفہ کے یعنے وہان ملونگا۔ غور کا
مقام ہی کہ اس قول سے امام صاحب کی وسعت شان علمی اور قبولیت وحقیت اجتہاد کس درجہ
ظاہر ہوتی ہی کہ دین محمدی وشریعت مصطفوی مین جو اجتہاد احکام شرعیہ آپنے فرمایا ہی وہ بالیقین
عنداللہ وعندالرسول حق ومقبول ہی۔ خلاصہ یہ کہ جملہ ائمہ اعلام وتمامی علماء کرام مفسرین ومحدثین
متقدمین ومتاخرین حنفی شافعی مالکی حنبلی نے سیدنا امام ابو حنیفہؒ کے فضائل ومناقب
مین مطولات تحریر کئے ہین اور ہر ایک نے باسانید صحیحہ قویہ بسبیل تواتر بنظر حق پسندی
ومقتضای خلوص معنوی حضرات ائمہ مجتہدین کے باب مین خاصۃً امام صاحب کی فضیلت
وشان عظیم ثابت کی ہی جیسی کہ تصریح ان مضامین کی اس کتاب مین جابجا مصرح ہے
مگر بمقتضای کلام الملوک ملوک الکلام ثبوت علوی شان امام صاحب مین صاحب درمختار نے
بیان عجیب جامع ومختصر لکہا ہی جسکی مدح وثنا نہین ہوسکتی لایق ہی اسلئے کہ حرز جان دین
اور ایمان ونقش نگین ملت اسلام سمجہا جاوے اور وہ یہ قول ہی کہ امام صاحب کے مناقب سے
تجکو کفایت کرتا ہی اونکے مذہب کا مشہور ہونا اور امام صاحب نے کوئی ایسا قول نہین کہا

جسکو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو اور بتحقیق کہ حقتعالے نے ٹہرایا ہی حکم شریعت اور سیاست کا تصرف مین امام صاحب کے اصحاب اور اونکے اتباع کے امام صاحب کے زمانہ سے ان ایام تک تا اینکہ امام صاحب کے مذہب کے موافق عیسیٰ حکم کرینگے اور اسکے یہ معنے ہین کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اونکا اجتہاد امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا پس یہ وفور مناقب مذکورہ اوس امر عظیم پر دلالت کرتا ہی جو مخصوص با امام ابو حنیفہ ہی سب علماء عظام کے درمیان مین اور کیونکر مخصوص بامر عظیم نہون حالانکہ امام ابو حنیفہ سیدنا صدیق اکبر کی مانند ہین کیونکہ انکو اپنی ذات کے عمل کا صواب ہی اور اوس شخص کے برابر ثواب ہی جسنے فقہ کو مدون اور جمع کیا اور فقہ کے اصول عظام پر متفرع کیا قیامت تک انتہی وہذا یدل علے امر عظیم اختص بہ من بین سائر العلماء العظام کیف لا وہو کالصدیق رضی اللہ عنہ لہ اجرہ واجر من دون الفقہ والفہ وفرع احکامہ علے اصولہ العظام الے یوم الحشر والقیام اس قول کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مردون مین اول سب سے حضرت صدیق اکبر ایمان لائے اور نبوت کی تصدیق کری تو اونکو اپنی ایمان لانیکا ثواب ہوا پھر اونکے بعد جو ایمان لاتا گیا اوسکے ثواب کی برابر آپکو ثواب ملیگا اسوجہ سے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جسنے نیک طریقہ نکالا تو اوسکو اوسکا ثواب ملیگا اور اُس شخص کے برابر ثواب ملیگا جو اوس نیک طریق پر چلیگا قیامت تک۔ اسیطرح امام ابو حنیفہ نی اول تدوین فقہ اور استخراج فروع کی راہ نکالی تو اونکو اسکا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدون کے برابر ثواب حاصل ہوگا کیونکہ اس باب مین امام صاحب سے کسینے نہین سبقت کی۔ چنانچہ خوارزمی نے مجموعہ مسانید امام صاحب مین کہا کہ امام صاحب نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب پر مرتب کیا پھر اونکے بعد امام مالک نے موطا مین وہی طریقہ اختیار کیا اس باب مین امام صاحب سے کسینے سبقت نہین کی اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین نے علم شریعت مین ابواب کرکے کوئی تصنیف نہین کی اونکو اپنی یاد پر اعتماد تہا سو امام صاحب نی جب علم دین کو منتشر ہوتے دیکہا اور متاخرین کے سوء حفظ سے یعنے یاد کی خرابی سے ڈرے کہ مبادا علم دین ضائع ہوجاوے تو آپنے تدوین مستحسن جانی پس تدوین و ترتیب مین کتاب الطہارت سے ابتدا کی پہر صلوٰۃ سے پہر صوم سے پہر باقی عبادات سے پہر معاملات سے

پھر خاتمہ کیا مواریث پر کذا فی الطحطاوی۔ اور حموی اس قول کی شرح مین یہ لکھتے ہین
کہ وجہ مشابہت فیما بین یہ ہی کہ بہ تحقیق ان دونون صاحبون نے دین محمدی مین ابتدا
ایک ایسے امر جلیل ومہم عظیم کا حسن نظام واہتمام فرمایا کہ پہلے اون سے کسینے نہین سبقت
کی کمامر ذکرہ۔ کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ یہ علم وسیع آپکو کیونکر حاصل ہوا فرمایا کہ اس دعا
کی برکت سے اللھم انا نستعینک علی طاعتک حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری
نے فرمایا کہ جو شخص بعد فرائض کے اس دعا کو پڑہے اوسپر علم کی دروازے کہولدیئے
جاوینگے مترجم کو اپنے اکابر اساتذہ سے پہونچا کہ بعد فرائض گیارہ بار دعا مذکور اول وآخر درود
شریف کے ساتہہ پڑہے۔ اور ایک روایت مین یہ مذکور ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جب مینے
کسی حکمت وفقہ کو سیکہا تو مینے الحمد للہ کہا یعنے شکر ہے اللہ کا جسنے مجکو اس فہم ونعمت علم سے سرفراز
کیا پس شکر کی بدولت میرا علم وفضل ہر آن ترقی پاتا گیا فی الحقیقت بموجب وعدہ الٰہی۔
لئن شکرتم لازیدنکم اداے شکر موجب مزید نعمت ہی ونیز بروایتے مذکور ہوا کہ آپنے فرمایا کہ میری
ترقی علم کا یہ سبب ہوا کہ نہین بخل کیا مینے غیر کے بتانے سی اور نہ عار کی مینے سیکہنے سی اللھم
فارحم المجتہدین وفقہاء المجتہدین واجزہم عنا خیر الجزاء امین۔ **تیسرا باب** امام ابو حنیفہ
کے تابعی ہونیکے ثبوت مین اور اون احادیث کے بیان مین جو ائمہ مجتہدین کے حق مین
بطور بشارت وارد ہوئین یا دیگر فوائد مناسب مقام۔ مخفی نرہے کہ منجملہ اعظم فضائل ومناقب
سیدنا امام ابو حنیفہ یہ ہین کہ جناب رسول مقبول صلعم نے امام صاحب کے فضائل وکمالات علمی
کے باب مین اعلے وافضل ہونے کی بشارت دی اور محدثین نے صحیحین وغیرہ مین اون
احادیث کی روایت کی جنکی تحقیق وتنقیح مین علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ اعظم وفضلترین
واصح واکملترین اس باب مین وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا بخاری ومسلم نے حضرت
ابو ہریرہؓ سے کہ تحقیق فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر ہوتا علم نزدیک ثریا کے تو کچہہ لوگ فارس
کے اوسکو حاصل کرتے۔ اور صحیح مسلم مین یون وارد ہوا کہ فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس
ہوتا تو ایک شخص اہل فارس مین سے جاتا یہانتک کہ حاصل کرتا اوسکو۔ اور اسی مضمون کی حدیث
شیرازی نے القاب مین اور معجم طبرانی نے کبیر مین روایت کی کہ اگر علم ثریا پر لٹکا ہوا ہوتا

تو کچھہ لوگ فارس کے اوسکو پا لیتے - اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ سے یون روایت کی
کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر علم ثریا پر ہوتا تو البتہ چند مرد ابناء فارس کے اوسکو پا لیتے - علامہ
سیوطی اسعقام کی تحقیق مین لکہتے ہین کہ یہ اصل اور صحیح اور معتمد علیہ ہی امام ابو حنیفہ کی بشارت
اور فضیلت مین ف علماء دین لکہتے ہین کہ اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے خبر دی کہ فارس کے
لوگون مین بڑے دیندار اور اہل فضل وکمال پیدا ہونگے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حضرت
امام ابو حنیفہ جو اولاد ہرمز بن نوشیروان بادشاہ فارس سے مین ایسے جلیل القدر جامع الکمالات
محمود الصفات پیدا ہوی کہ اونکے وجود باجود سے امت محمدیہ کو باعتبار دین کے نفع عظیم اور
فائدہ عام پہونچا اور تا قیامت اونکا فیض عام کافہ انام مین جلوہ گر رہیگا پس مصداق اتم اس
حدیث کے علماء دین کے نزدیک حقیقت مین امام ابو حنیفہ ہین اگرچہ بعض علماء دین راسخین
فی العلم مثل سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری رئیس المحدثین منسوب بفارس ہین مگر یہ امر ظاہر ہے
کہ وہ اور دیگر محدثین بقول التحقیق امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہ کے فیضان واحسان عام کے
ومساعی جمیلہ مشکورہ کے سپاسگر ہون وممنون ومشکور ہین انتہی - بعض تلامذہ علامہ سیوطی
شافعی کہتے ہین کہ جس بات پر ہمارے اکابر شیوخ کا جزم ویقین ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث
مین امام ابو حنیفہ مراد ہین اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اسمین شک اور خلاف نہین ہی کہ امام صاحب
کے زمانہ مین ابناء فارس مین سے نہ اونکے مبلغ کمالات علمی کو کوئی پہونچا اور نہ اصحاب
حنفیہ کے مثل کوئی دقیقہ رس صاحب فضل وکمال گذرا پس یہ ارشاد منجملہ معجزات نبویہ سے ہی
کہ آپنے واقعہ ایندہ کی خبر دی ف بعض اہل تحقیق لکہتے ہین کہ یہان معجزہ سے مراد معجزہ حقیقی
نہین ہی اسواسطے کہ معجزہ وہ ہے جو مقترن بتحدی ہو یعنی جسکے ساتہہ دعوے بثبوت ہو
یا معارضہ اور مقابلہ کفار کا مطلوب ہو کذا فی الطحطاوی - اور فارس سے بلد معروف مراد
نہین ہی بلکہ وہ جنس عجم سے ہی اور وہ اہل فرس ہین جیسا کہ تفصیلی بیان اسکا مذکور ہو چکا
کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے جد امجد اونہین مین سے ہین لوجہ اسکے کہ اکثر علماء دین اسی
روایت پر ہین - اور ایک خبر مین جو دیلمی محدث سے منقول ہی وارد ہوا کہ بہترین عجم سے
فارس ہی علامہ سیوطی لکہتے ہین کہ اس خبر کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہی تو ایسی حالت مین

اوسی خبر موضوع سے جو امام صاحب کے حق مین مروی ہوئی ہی استغنائی حاصل ہو گئی چنانچہ تلمیذ علامہ سیوطی نے کہا کہ اس بیان مین اشارہ کیا ہمارے شیخ نے رد اوسکا جو بعض اصحاب مناقب غیر ماہرین علم حدیث نے ذکر کیا کہ اس خبر کی سند مین کذابین و ضاعین ہین۔ انتہےٰ۔
اسیطرح ثبوت فضیلت تامہ مین وہ حدیث ہی جو امام مالک کے باب مین مروی ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ عنقریب لوگ سفر طویل اختیار کرینگے علم دین حاصل کرنے کے لیئے تو مدینہ طیبہ کے عالم سے کسیکو زیادہ عالم نہ پاوینگے یہ حدیث حاکم نے بسند صحیح روایت کی پس مطابق اسحدیث کے حضرت امام مالکؒ پیدا ہوے چنانچہ سفیان بن عیینہ جو تبع تابعین سے ہین وہ یہی فرماتے ہین کہ یہ حدیث امام مالکؒ پر منطبق ہی۔ فی الواقع سیدنا امام مالک کے وجود باجود سے جسقدر فیض و فائدہ عام و خاص کو علم حدیث مین پہونچا ویسا انکے زمانہ مین کسی دوسرے سے نہین ہوا ہزارون شیوخ عظام و علماے ذی شان انواع زحمت و کربت و تکالیف مالایطاق اوٹھاکر اونکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور علم حدیث کی برکات و کمالات سے مالامال و کامیاب ہوے۔ اسیطرح حضرت امام شافعیؒ کے باب مین ایک حدیث وارد ہوئی جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ قریش کو برا نکہو اسواسطے کہ بہ تحقیق عالم قریش کا طبقہ زمین کو علم سے بھر دیگا اور یہ حدیث حسن ہی طرق کثیرہ سے مروی ہوی ہی ف یہ حدیث ابو داود نے ابن مسعودؓ سے اور بیہقی نے حضرت علیؑ سے اور ابن عباس سے روایت کی سو مطابق اس خبر کے حضرت امام شافعی ہین کہ وہ قریشی تھے اولاد مطلب بن عبد مناف مین سے پیدا ہوئے چنانچہ امام احمد نے اس حدیث کی تطبیق حضرت امام شافعی پر بیان کی ہی اور یہ فرمایا کہ طباق زمین مین کوئی عالم قریشی حضرت امام شافعی کے علم و فضل مین مثل نہین ہوا کہ تیرہ برس کی عمر مین آپ حرم شریف مین یہ کہتے تھے سلونی ما شئتم یعنی مجھسے پوچھو جو تم چاہو اور پندرہوین برس کی عمر مین آپ فتوے دیتے تھے۔ اسحدیث کے بیان مین اگرچہ صغانی نے زیادتی کی ہی کہ موضوع کہا ہی مگر محققین اہل حدیث کے نزدیک موضوع نہین ہی کیونکہ محدث عراقی و علامہ سیوطی وغیرہ اکابر ائمہ نے اسکی صحت کی تصریح کی ہی معہذا دیگر دلایل ثبوت صحت اس حدیث کے لیئے یہ برہان بدیہی کافی ہی

کہ حضرت امام محمد نے اس حدیث کو قبول کیا اور حضرت امام شافعی پر منطبق کیا۔ و نیز علامہ ابن حجر نے اس حدیث کے طرق کو ایک کتاب مین جمع کیا ہی اور اوس کتاب کا نام لذۃ العیش فی طرق حدیث الائمۃ من قریش ہے۔ اب اسجگہہ یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ علاوہ احادیث مذکورہ دیگر اخبار علامہ ابن حجر مکی امام صاحب کے باب مین نقل کرتے ہین چنانچہ اونکا مختصر بیان یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ کہا جاویگا اوسکو ابو حنیفۃ النعمان وہ میری امت کا چراغ ہوگا دن قیامت تک۔ اور ایک روایت مین یون وارد ہوا کہ ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ نام اوسکا نعمان ہوگا اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی وہ چراغ ہی میری امت کا وہ چراغ ہی میری امت کا۔ اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ قریب ہی کہ آویگا میرے بعد ایک رجل کہ کہا جاویگا اوسکو نعمان بن ثابت اور کنیت اوسکی ہوگی ابو حنیفہ زندہ کریگا وہ دین الٰہی کو اور میری سنت کو۔ اور ایک روایت مین یون مذکور ہوا کہ ہر قرن مین میری امت مین سے سابقون مین اور ابو حنیفہ سابق ہی اس امت کا۔ اور ایک روایت مین ابن عباس سے مروی ہوا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے طلوع کریگا چودہوین رات کا چاند تمام خراسان پر کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی۔ اور دوسری روایت مین اونسے یون مروی ہوا کہ رای اوسکی حسن ہوگی اور بتحقیق کہ ہوگا وہ بعد ہماری جنبت کہ جاری ہونگے بسبب اوسکے اسلام کے وہ احکام جو باقی رہے ہین اور بتحقیق کہ وہ مثل ہماری رای اور ہماری احکام کے قایم کریگا اونکو کہا جاویگا اوسکو نعمان بن ثابت کوفی اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی اور ہوگا وہ اہل کوفہ سے اور سعی بلیغ کرنے والا ہوگا وہ علم مین اور فقہ مین کہ بیان کریگا وہ اونکو طریق صحیح پر حنفی الدین ہوگا اور رای اوسکی حسن ہوگی۔ اور ایک روایت مین ابن سیرین سے مروی ہوا کہ جب امام صاحب نے اپنا خواب ابن سیرین سے بیان کیا تو انہون نے امام صاحب سے کہا کہ تم مجکو اپنی پشت اور بائین ہاتھ کو دکہلاؤ جب دیکہا اونہون نے تو دونون شانون کے درمیان یا بائین بازو پر ایک تل پایا تب ابن سیرین نے کہا کہ سچ کہا تو نے تو ہی ہی ابو حنیفہ کہ تیرے حق مین رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ نکلیگا ہوگا میری امت مین ایک رجل کہ کہینگے اوسکو ابو حنیفہ درمیان شانون اوسکے کے اور بروایتے اوسکے بائین بازو پر تل ہوگا حق تعالے اوس شخص سے دین الٰہی کو اور میری

سنت کو زندہ کریگا - ان کل روایات کو ابن جوزی نے موضوعات مین نقل کیا ہی - اور سیوطی وذہبی دونون نے اپنی مختصر مین اور شیخ الاسلام ابن حجر نے لسان المیزان مین اور شیخ قاسم حنفی نے اسکا اقرار کیا ہی چنانچہ اسیوجہ سے ائمہ حدیث جنکی تصنیفات مناقب امام صاحب مین ہین مثل طحاوی وصاحب طبقات حنفیہ محی الدین قرشی وغیرہ حنفیہ جو ثقات ونقاد علم حدیث مین ہین نہین لایے ان اخبارات کو - ان سب بیانات کے بعد علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ جو شخص کہ میری اس کتاب مین یعنے خیرات حسان مین امام صاحب کے کمالات وکرامات واخلاق وشمائل عالیہ جلیلہ واوصاف ستودہ وغیرہ حالات سے مطلع ہوگا وہ بالیقین مستغنی ہوجاویگا اس سے کہ آپکے شان جلیل ومحامد عظیم کے ثبوت مین خبر موضوع یا لفظ موضوع کے ساتھ شہادت لاوے خصوص ایسی حالت مین کہ صحیحین یعنی بخاری ومسلم وغیرہ کی احادیث صاف وصریح محمول ہون امام صاحب پر معہذا امام صاحب کے ثبوت عظمت وشان جلیل کے استدلال کے لئے یہ حدیث کافی ہی کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے اوٹھائی جاویگی زینت دنیا کی ۱۵۰ھ مین چنانچہ اسی بنا پر شمس الائمہ کردری نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہی امام ابوحنیفہ پر اسوجہ سے کہ اونہون نے وفات پائی اسی سال مین - امام نووی تہذیب مین اور امام یافعی مرآت الجنان مین نقل کرتے ہین کہ امام صاحب نے خواب مین دیکھا کہ گویا کھودا مینے قبر شریف رسول مقبول صلعم کو اور حضور کے عظام مبارک مقدس مطہر کو جمع کر کے مینے اپنے سینہ پر رکھا - امام صاحب فرماتے ہین کہ مجکو اس خواب سے بڑی وحشت واضطرابی ہوئی یہانتک کہ پہونچا مین بصرہ مین - اور ایک روایت مین مذکور ہوا کہ جب آپکے بعض اصحاب نے آپکو کرب وقلق کی حالت مین زیادہ دیکھا اور بظاہر کوئی مرض نہین پایا تو اونہون نے اصرار سے اسکا سبب دریافت کیا تب آپنے اُنسے اپنا وہ خواب بیان کیا اور ابن سیرین خیر المعبرین سے اس خواب کی تعبیر دریافت کرائی ابن سیرین نے سنکر تعجب سے کہا کہ یہ خواب کسنے دیکھا ہی اور اوسکو تعبیر نہ دی جب تیسری بار اونسے پوچھا تو اونہون نے یہ تعبیر دی کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس شان عظیم کے ساتھ علم دین مشارق ومغارب مین پہیلاویگا کہ اوس سے پہلے کبھی کسینے نہ پہیلایا ہوگا - اور ایک

روایت مین مذکور ہوا کہ ابن سیرین نے خواب مذکور سنکر کہا کہ اس خواب کا دیکھنے والا نہین ہی
مگر امام ابو حنیفہ آپنے یہ سنکر کہا کہ وہ مین ہون پہر تبصر بصدر انہون نے آپکا تل دیکھکر تصدیق
کی چنانچہ خطیب بغدادی شافعی نے اس خواب کو ابو یحیی حمانی سے تفصیلی نقل کیا۔ و نیز مسند
خوارزمی مین بتصریح صدر یہ خواب منقول ہوا علاوہ ان اخبار و روایات کے صاحب در مختار لکھتی ہین
کہ مروی ہوا رسول مقبول صلعم سے کہ بہ تحقیق آدم نے میرے سبب سے فخر کیا اور مین فخر کرتا
ہون ایک مرد کے سبب سے جو میری امت مین ہی نام اُسکا نعمان ہی اور کنیت اوسکی ابو حنیفہ
ہی وہ میری امت کا چراغ ہی۔ و نیز فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ تمام انبیا میرے سبب سے
فخر کرتے ہین اور مین ابو حنیفہ کے سبب سے فخر کرتا ہون جو اوسکے ساتھ محبت رکھے بتحقیق
اوسنے میرے ساتھ محبت رکھی۔ اور جسنے اوسکے ساتھ دشمنی رکھی بتحقیق اوسنے میری ساتھ
دشمنی رکھی اور یہی دونون حدیثین تقدمہ مین مذکور ہوئین جو شرح ہی مقدمہ ابو اللیث کے

وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفۃ
ھو سراج امتی * وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانی افتخر بابی حنیفۃ
من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی کذا فی التقدمۃ شرح مقدمۃ ابی اللیث۔ ضیای

معنوی مقدمہ شرح غزنوی کی شرح مین مذکور ہوا کہ ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع
ہی یعنے دروغ بستہ ہی محض تعصب اور نا انصافی ہی اسواسطے کہ روایت اوسکی اسناد مختلفہ
سے ثابت ہی تو ایسی حالت مین ایسی حدیث مرتبہ حسن کے قریب ہو جاتی ہی کذا فی الطحطاوی

قال فی الضیاء المعنوی وقول ابن الجوزی انہ موضوع تعصب لانہ روی بطرق مختلفۃ کذا فی

الدر المختار۔ ف اسجگہہ صاحب طحطاوی لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ صحابہ کرام جو بالیقین
افضل ہین امام صاحب سے تو وہ حضرات احق بالافتخار ہین۔ اسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب اُس
زمانہ مین موجود ہوے کہ صحابہ کرام کا زمانہ منقطع ہوگیا تہا اور سنت نبوی مین کچھہ ضعف طاری تہا
تو اس حالت مین امام صاحب کا وجود باجود امت محمدی کے واسطے رحمت ہوگیا اور احکام
دینی کی توضیح و تشریح مین اونکی ذات بابرکات سے نفع عظیم عامہ مومنین کو حاصل ہوا۔
مسند خوارزمی مین عبداللہ بن مغفل سے مروی ہوا کہ اونہون نے کہا کہ مینے سنا سیدنا

علی بن ابیطالبؓ سے کہ آپنے فرمایا کہ آگاہ ہو مین تمکو خبر دیتا ہون کوفہ کے ایک شخص کی حال سے کہ کنیت اوسکی ابو حنیفہ ہوگی دل اوسکا علم و حکمت سے مالامال ہوگا قریب ہی کہ ہلاک ہوگی اوسکے سبب سے آخر زمانہ مین ایک قوم جو مشہور ہوگی بنانیہ کے ساتھ کہ وہ دشمنی رکھیگی اوسکے ساتھ جیسے کہ ہلاک ہوگی قوم روافض سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ کے بغض و عداوت رکھنے سے۔

ف حضرت سیدنا باب العلم اسد اللہ الغالبؓ کا یہ ارشاد فرمانا بہت صحیح و صادق ہی کہ اس زمانہ مین بھی بعض بیباک و بے ادب غیر مقلد سیدنا امام ابو حنیفہ کی شان مین قیل و قال بے معنی کرتے ہین اور براہ غایت تعصب و نفاق قلبی کلمات خفت و توہین زبان پر لاتے ہین اور اس بلا کو یوماً فیوماً ترقی ہی۔ آیا دیگر کوئی قوم آخر زمانہ مین پیدا ہو بہر کیف بالیقین انجام کار اس طائفہ نجدیہ و قوم بنانیہ کا خسران مبین ہی۔ جرجانی نے مناقب نعمانیہ مین اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی کہ اگر امت موسیٰ اور عیسیٰ مین امام ابو حنیفہ کی مانند عقل و دیانت مین کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ یہودی اور نصرانی نہوتے یعنے دین کی تحریف اور تبدیل نکرتے غرض امام صاحب کے مناقب و فضائل حصر کرنے سے زیادہ تر ہین یعنے حصر نہین ہو سکتی جیسا کہ درمختار مین مذکور ہوا وروی الجرجانی فی مناقبہ بسندہ لسہل بن عبد اللہ التستری انہ لو کان فی امۃ موسیٰ و عیسیٰ مثل ابی حنیفۃ لما تہودوا ولما تنصروا و مناقبہ اکثر من ان تحصے۔

بیان ثبوت تابعیت

بیان ثبوت تابعی ہونی امام ابو حنیفہ کا۔ مخفی نرہی کہ امام صاحب کے تابعی ہونے مین باہم علماء دین مین اختلاف ہے اور کیفیت اختلاف بالاجمال یہ ہی کہ بعض کا یہ قول ہی کہ امام صاحب صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوے اور سماعت و روایت حدیث کا اتفاق ہوا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ آپ صحابہ کرام کی زیارت سے تو مشرف ہوے مگر سماعت اور روایت حدیث کا اتفاق نہین ہوا۔ ثانیاً بعد ارباب قائلین و مثبتین رویت مین دربارہ تعداد صحابہ و تعداد روایت احادیث مین اختلاف مذکور ہوا ہی اور ہر ایک گروہ اہل علم کا اقوال علماء دین سے اپنے اپنے دعاوی کا مثبت ہی جسکی تصریح و تنقیح اکثر علماے دین راسخین فی العلم نے کی ہی مگر چونکہ علامہ ابن حجر مکیؒ نے جو منجملہ مشاہیر ثقات محدثین و مستند و مسلم الثبوت اکابر علماء راسخین فی العلم سے ہین تحقیق اس مبحث جلیل و مہم عظیم کی معہ بیان وجہ اختلاف

وبراہین احقاق واثبات غایت اہتمام وجامعیت سے کی ہو لہذا اولا ترجمہ اوسکا بنابر نازرین
مشتاقین حق شناس اس مختصر مین لکھا جاتا ہو وہ یہ کہ علامہ ممدوح لکھتے ہین کہ صحیح ہو جیسا کہ
کہا حافظ علامہ ذہبی محدث نے یہ قول کہ امام صاحب نے دیکھا حضرت انس بن مالکؓ کو کئی بار اور
تھے حضرت انسؓ کہ خضاب کئے ہوئے تھے سرخ - اور اکثر محدثین اسپر ہین کہ تابعین مین سے وہ
شخص ہے جسنے ملاقات کی ہو صحابی سے اگرچہ اوسکو ہم صحبت ہونا اوس صحابی کے ساتھ میسر ہوا
ہو چنانچہ تصحیح کی ہو اس قول کی امام نووی نے اور ابن صلاح نے - اور طرق متعددہ سے
ثابت ہوا کہ امام صاحب نے تین حدیثین روایت کی ہین حضرت انسؓ سے لیکن اس باب مین
بعض ائمہ حدیث یہ کہتے ہین کہ مدار اون احادیث کا اوس شخص پر ہو کہ متہم کیا ہو اوسکو اہل
حدیث نے اون احادیث کے موضوع ہونیکے ساتھ مین - اور فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر
مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے پایا ایک جماعت صحابۂ کرام کو کہ تھی وہ جماعت کوفہ مین پس
یہ فضیلت خاص امام صاحب کو ثابت ہو کہ ائمہ معاصرین مین سے کسیکو نہین حاصل ہوئی
مثل اوزاعی شامی اور حمادی بصری اور ثوری کوفی اور مالک مدنی اور مسلم بن خالد زنجی
مکی اور لیث بن سعد مصری کے اور یہی قول علامہ سیوطی کا ہو پس امام صاحب کا ان اعیان
تابعین مین سے ہونا ثابت ہو گیا جنکی نسبت حق تعالے نے فرمایا ہو والسابقون الاولون
من المہاجرین والانصار الخ اور ایک جماعت نے اونمین سے جنہون نے امام صاحب کے
مناقب وغیرہ حالات مین تصنیفات کی ہین یہ ذکر کیا ہو کہ سوای حضرت انس کے اور جماعت
صحابہ کرامؓ سے بھی امام صاحب نے حدیث سنی اونمین سے ایک حضرت عمرو بن حریث ہین
اور اس قول پر یہ نقض کیا گیا ہو کہ بقول صحیح اونہون نے انتقال کیا ہو ۸۵ھ مین اور یہ قول کہ
وہ زندہ رہی ۹۸ھ تک پایہ ثبوت کو نہین پہونچا مگر اس نقض کا جواب بعض اہل حدیث نے یہ
دیا ہو کہ قول صواب جسپر اکابر محدثین ہین اور اوس قول پر عمل انکا قرار پایا ہو وہ یہ ہو کہ طفل صغیر
درصورتیکہ وہ باتمیز وباشعور ہو تو صحیح ہو اوسکا سننا حدیث کا اگرچہ ہو وہ پانچ برس کا -
دوسرے صحابی اونمین سے عبد اللہ بن انیس الجہنیؓ ہین اور اُسپر یہ نقض کیا گیا ہو کہ ان صحابی
نے انتقال کیا ہو ۵۴ھ مین اسکا یہ جواب دیا گیا ہو کہ یہ نام پانچ صحابیونکا ہو پس شاید

کہ جن نے روایت کی ہو امام صاحب نے وہ حضرت جہنی مشہور کے علاوہ ہون - اور پھر اسپر یہ اعتراض کیا گیا ہی کہ سوای حضرت جہنی مشہور کے دوسرا انہین داخل ہوا کوفہ مین مگر پہر ای قول کی یون تردید کی گئی ہی کہ روایت کیا اوس جماعت مین سے بعض نے ایسی سند کی ساتھ کہ وہ پہونچتی ہی امام صاحب تک کہ فرمایا آپنے کہ پیدا ہوا مین سنہ ۸۰ھ مین - اور حضرت عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلعم تشریف لائی کوفہ مین سنہ ۹۴ھ مین اور مینے دیکھا اونکو اور سنی مین نے اون ہی یہ حدیث حبک الشی یعمی ویصم یعنے محبت تیری کسی شے کے ساتھ اندھا بہرا کر دیتی ہی یعنے اوسکے عیب دیکھنے اور سننے سے - اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ یہ سند مجہول ہی - دوسرے یہ کہ کوفہ مین جو تشریف لیگئے ہین وہ ابن انیس جہنی ہین اور انہون نے انتقال کیا ہے ایک زمانہ پہلے ولادت امام صاحب سے - تیسرے صحابی عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہی سنہ ۸۶ھ مین مصر مین سقط ابی تراب مین کہ وہ ایک قریہ ہی قریب سمہنود کے جسکے جانب غرب مین ایک محلہ واقع ہی اوسمین اونکی بود و باش تھی - اور یہ روایت جو امام صاحب سے مروی ہوئی ہی کہ انہون نے حج کیا اپنے باپ کے ساتھ مین سنہ ۹۶ھ مین اور وہان دیکھا انہون نے حضرت عبداللہ کو کہ وہ مسجد الحرام مین درس فرما رہے تھے اور سنی اونسے حدیث اسکو رد کیا ہی ایک جماعت نے کہ اونمین سے شیخ قاسم حنفی ہین اس بنا پر کہ اسکی سند مین قلب و تحریف ہی و نیز اس بنا پر کہ ابن جزء نے انتقال کیا مصر مین اور امام صاحب اوس زمانہ مین چھہ برس کے تھے - و نیز اس بنا پر کہ عبداللہ بن جزء اس مدت مین نہین داخل ہوئے کوفہ مین - چوتھے صحابی جابر بن عبداللہ ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ انہون نے انتقال کیا سنہ ۷۹ھ مین امام صاحب کی ولادت سے ایک برس پیشتر پس بعض علما جو امام صاحب سے بروایت حضرت جابر یہ حدیث روایت کرتے ہین عن ابی حنیفۃ عن جابر انہ صلعم امر من لم یرزق ولدا بکثرۃ الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکور یہ موضوع ہی - پانچوین صحابی عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ہی سنہ ۸۵ھ یا سنہ ۸۷ھ مین اور اسکی تردید مین اہل حدیث نے وہ ہی جواب دیا ہی جو عمرو بن حریث کے حال کے متعلق

جواب دیا ہی چنانچہ اسی بنا پر مروی ہوا امام صاحب سے کہ اُنھون نے روایت کیا ان صحابی
سے اس حدیث متواتر کو من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ یعنے جو خدا
کے واسطے مسجد بنا ہی اگرچہ لوے کے گھونسلہ برابر ہو اللہ تعالے اوسکے لئے جنت مین گھر بنائیگا
کذا فی الطحطاوی پس بعض اہل حدیث اسجگہہ لکھتے ہین کہ شاید امام صاحب نے سنا ہو
یہ حدیث اونسے اور آپ کی عمر پانچ یا سات برس کی ہو۔ چھٹے صحابی حضرت واثلہ بن الاسقع رض
ہین جنسے امام صاحب نے دو حدیثین روایت کی ہین لاتظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ و
یبتلیک ثانی دع مایریبک الے مالایریبک پہلے حدیث کو روایت کیا ترمذی نے طریق
دیگر سے اور حسن کہا ہی اسکو۔ اور دوسری حدیث ایک جماعت صحابہ کرام سے مروی ہی
اور ائمہ کرام نے اوسکی تصحیح کی اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان صحابی نے انتقال کیا ۸۳ھ
مین یا ۸۵ھ مین اور اس اعتراض کا بھی وہ ہی جواب دیا گیا ہی جو مذکور ہو چکا۔ ساتوین
صحابی حضرت معقل بن یسار ہین کہ ان صحابی نے انتقال کیا زمانہ حضرت معاویہ مین۔ اور
اونہون نے انتقال کیا ۶۰ھ مین۔ آٹھوین صحابی حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہین اور
ان صحابی نے انتقال کیا ۱۰۲ھ مین مکہ معظمہ مین اور یہ وہ صحابی ہین جنھون نے سب صحابہ
کرام کے بعد انتقال کیا۔ نوین صحابیہ حضرت عائشہ بنت عجرد ہین۔ اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی
کہ حاصل کلام ذہبی و ابن حجر سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ ان صحابیہ کی ملازمت امام صاحب کو نہین نصیب
ہوئی پس ان سے جو یہ حدیث مروی ہوی ہی اکثر جند اللہ تعالے فی الارض الجراد لا اکلہ ولا
احرمہ غیر مسموع ہی۔ دسوین صحابی سہل بن ساعد ہین اور انہون انتقال کیا ۸۸ھ مین اور
بعض نے کہا کہ بعد اسکے وفات پائی۔ گیارہوین صحابی سائب بن خلاد بن سوید ہین اور انہون
نے انتقال کیا ۹۱ھ مین۔ بارہوین صحابی حضرت سائب بن یزید بن سعید ہین اور انہون نے
انتقال کیا ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۴ھ مین۔ تیرہوین صحابی حضرت عبداللہ بن بسرہ ہین۔ اور
اونہون نے انتقال کیا ۹۶ھ مین۔ چودہوین صحابی محمود بن ربیع ہین اور اُنہون نے ۹۹ سنہ
مین انتقال کیا۔ پندرہوین صحابی حضرت عبداللہ بن جعفر ہین اور اسپر یہ نقض کیا گیا ہی کہ ان
صحابی نے انتقال کیا ہی ۸۰ھ مین زمین حمص مین۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ بعض متعصبین مجاہیل

امام صاحب بصورت سننے اُن اقوال مختلفہ وروایات متضادہ کے خاموش نرہینگے بلکہ بوجہ ہجوم شکوک وشبہات دیگر روایات اکابر علماءِ دین کے طالب وجویا ہونگے لہذا اس فقیر داعی الی الخیر نے اس مبحث طویل کو ایک مہم عظیم سمجھکر تحقیق وتنقیح مصرحہ صدر پر اکتفا نکیا بلکہ اس باب مین بعد رفع اختلاف دیگر اقوال وروایات اکابر علماءِ دین کو لانا ضروری سمجھا اور وہ یہ ہی کہ صاحب درمختار لکھتے ہین کہ امام صاحب نے بقول صحیح سات صحابیون سے حدیث سنی چنانچہ اواخر منیۃ المفتی ہین یہ بحث شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہی اور عمر شریف کے حساب سے بیس صحابیونکا زمانہ پایا اور یہ بحث ضیاء معنوی کی اوائل مین مشرح مذکور ہی وصح ان اباحنیفۃ سمع الحدیث من سبعۃ من الصحابۃ کما بسط فی اواخر منیۃ المفتی وادرک بالسن نحو عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور بتحقیق کہ ذکر کیا علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اپنی منظومہ الفیہ مین جسکا نام جواہر عقائد اور درر قلائد ہی آٹھ صحابیونکو جنسے روایت کی امام صاحب نے رحمت خدا کی اوسپر اور اون سب پر ترجمہ اون ابیات کا یہ ہی۔ مین کہتا ہون معتقد ہو کر عظیم الشان کے مذہب کا یعنے ابوحنیفہ جوانمرد نعمان کا جو تابعی ہی مقدم سب امامون سے علم اور دین مین امت محمدی کا چراغ ایک جماعت کو نبی صلعم کے اصحاب سے اونسے پایا۔ بیشک اونکا پیرو ہوگیا اور جلادہ طریقہ جسکی راہ کہلی ہی اور سالم ہی گمراہی کی تاریکی سے اور بتحقیق روایت کی امام نے انس اور جابر اور عبداللہ بن ابی اوفی سے اور اسیطرح عامر سے مراد رکہتا ہون عامر سے وہ ابوالطفیل جو واثلہ کا بیٹا ہی اور روایت کی عبداللہ بن انیس جوانمرد سے اور واثلہ بن الاسقع سے اور روایت کی امام صاحب نے عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے اور عائشہ بنت عجرد سے اسی پر آٹھ کا شمار تمام ہوا۔ شامی نے ان اشعار کے بعد یہ اور شعر ذکر کیا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی اللہ تعالے راضی ہو اونسے ہمیشہ اور سب اصحاب کبار سے ف تبییض الصحیفہ مین علامہ سیوطی حضرت عامر کے بدلہ معقل بن یسار کو لکھتے ہین اسواسطے کہ عامر کا انتقال ہوا حضرت معاویہ کی ریاست مین اور اُنکا انتقال ہوا ہی سنہ ۶۰ ہجری مین پھر اونسے روایت کرنا کیونکر متصور ہو کذا فی الطحطاوی ابن جزء بفتح جیم وسکون زاء معجمہ وہمزہ وہ عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ہی۔ امام صاحب سے مروی ہوا کہ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی والد کے ساتھ سنہ ۹۶ ہجری مین حج کیا تو مینے قریب

مسجد الحرام کے ایک حلقہ لوگونکا دیکھا مینے اپنے والد سے کہا کہ یہ کیسا انبوہ ہی انہون نے
فرمایا کہ ان مین ایک صحابی ہی رسول اللہ صلعم کی حدیث بیان کرتا ہی مینے جا کر سنا تو وہ یہ فرما
رہے تھے کہ قال رسول اللہ صلعم اغاثۃ المسلم فریضۃ علی کل مسلم یعنی مسلمان کی مدد کرنا ہر
مسلمان پر فرض ہی اور وہ صحابی ابن جزء زبیدی تھے ۔ اور مسند خوارزمی مین ابن جزء سے
یہ روایت منقول ہی من تفقہ فی دین اللہ کفاہ ہمہ ورزقہ یعنی جو دین کے مسئلے سیکھے اللہ تعالی
اوسکی فکر اور روزی کو کافی ہی ۔ اور حضرت جابرؓ سے امام صاحب نے یہ روایت کی ہی کہ ایک
انصاری نے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آکر پوچھا کہ میرے کبھی بیٹا نہین ہوا آپنے فرمایا فاین
کنت من کثرۃ الاستغفار وکثرۃ الصدقۃ یعنی تو کب بہت استغفار پڑہتا ہی اور صدقہ کب دیتا ہی
تو تیرے بیٹا ہو اوس مرد نے بموجب ارشاد کے بہت استغفار پڑہنا اور بہت صدقہ دینا شروع
کیا تب اوسکے نو بیٹے ہوئے اس صورت مین ابن شاہین اگرچہ سماعت امام صاحب مین
جابر ابن عبد اللہ سے کلام کرتا ہی اس بنا پر کہ حضرت جابر باتفاق روایات سنہ ۷۸ اور چند
سال مین انتقال کر گئے اور سنہ ۸۰ تک نہین زندہ رہے جسمین امام صاحب پیدا ہوی مگر بعض
علمانے اسکے جواب مین یون کہا ہی کہ بعض اہل تاریخ کے نزدیک امام صاحب کی ولادت
سنہ ۷۰ ہجری مین ہی تو بموجب اس قول کے سات یا نو برس کی عمر مین حدیث کی روایت
ممکن ہی اور علامہ سیوطی شافعی تبییض الصحیفہ مین لکہتے ہین کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد
طبری مقری شافعی نے ایک رسالہ تالیف کیا ہی صرف اس امر کی تحقیق و تنقیح مین کہ امام صاحب
نے چار صحابیون سے روایت کی انتہی اور خوارزمی حنفی مسند امام صاحب مین لکہتے ہین کہ اکابر
علماء دین کا اسپر اتفاق ہی کہ امام صاحب کے زمانہ مین چند اصحاب موجود تھے اور امام صاحب
نے اونسے روایت کی مگر اونکے عدد مین اختلاف ہی ۔ بعض نے کہا کہ چہ مرد اور ایک عورت
سے روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے ۔ عبد اللہ بن حارث بن
جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عائشہ بنت عجرد ہین اور قول ثالث
پر معقل بن یسار زائد ہین ۔ اور ثانی قول پر جابر اور معقل داخل نہین ہین اور ہر قول مین
ابو الطفیل مذکور نہین ہین کذا فی الطحطاوی چنانچہ اسکی تائید ثبوت صحت و قوت مین

حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت اور اوسکے حاشیہ منہیہ مین لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے ۸۶ھ یا ۸۸ھ مین کوفہ مین انتقال کیا - اور انس بن مالک نے ۹۱ھ یا ۹۲ یا ۹۳ھ مین بصرہ مین وفات پائی اور سہل بن عدی نے ۹۱ھ یا ۸۸ھ مین مدینہ مین انتقال کیا اور حضرت ابو الطفیل نے ۱۰۲ھ مین وفات پائی محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ سیدنا انس بن مالک بصرہ مین سب صحابہ کرام کے بعد ۹۱ھ یا ۹۳ھ مین ۹۹ برس کے ہوکر حجاج کے مرنے سے دو برس پہلے دنیا سے تشریف لیگئے پس اونکی وفات کے وقت امام صاحب گیارہ یا تیرہ برس کے تھے کذا فی مدینۃ العلوم و معدن الیواقیت و اعلام الاخبار چنانچہ اسی بنا پر علامہ ابن حجر مکی اکابر سلف ثقات سے نقل کرتے ہین کہ طرق متعددہ سے مروی ہوا کہ امام صاحب نے حضرت انس بن مالک سے تین حدیثین روایت کی ہین پہلی حدیث یہ ہے - طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم دوسری حدیث یہ ہے ان اللہ یحب اغاثۃ اللہفان - یعنے بیشک اللہ تعالے دوست رکھتا ہے فریاد رسی غمگین کی - تیسری حدیث یہ ہے لو وثق العبد باللہ تعالی ثقۃ الطیر لرزقہ کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا یعنے اگر اعتماد رکھتا بندہ اللہ پر جیسا پرندہ رکھتا ہے تو بیشک اللہ تعالے رزق پہونچاتا جیسا پرندہ کو دیتا ہے صبح کو خالی پیٹ جاتا ہے شام کو سیر شکم ہوا پھرتا ہے کذا فے الطحطاوی - جیسا کہ علامہ ابن حجر خیرات حسان مین لکھتے ہین صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک و ہو صغیر و فی روایۃ رایتہ مرارا و کان یخضب بالحمرۃ و جاء من طرق انہ روی عن انس احادیث ثلثۃ آہ دوسرے صحابی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہین کہ وہ کوفہ مین ۸۶ھ یا ۸۸ھ مین سب اصحاب کے بعد رحلت فرما ہوے پس ان صحابی سے امام صاحب نے اس حدیث کو روایت کیا ہے من بنی للہ مسجدا آہ ف اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے بناء مسجد کے باب مین گھونسلہ کے برابر ارشاد فرمایا مراد اس سے مبالغہ ہے چھوٹی ہونے مین یعنے کیسی ہی چھوٹی ہو یا یہ مراد ہے کہ لوگ شریک ہون بنانے مین پس اگرچہ وہ بعض بقدر گھونسلہ کے شریک ہون کذا فی مجمع البحار - غرض ان صحابی کی آخر وقت مین امام صاحب چھہ یا سات برس کے تھے - اور یہ بات اہل حدیث کے نزدیک مسلم الثبوت ہے کہ پانچ برس کا سن سماعت

حدیث مین معتبر ہی اور اس قول کی تصحیح کی ہی امام نودی و ابن صلاح وغیرہ نے اور یہی قول
معمولات اکابر محدثین سے ہی چنانچہ اسیوجہ سے سیدنا محمد اسمعیل بخاری نے محمود بن ربیع
کی روایت پانچ برس کی عمر کی قبول کی ہی اور یہی قول علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب مختصر
وخیرات الحسان وغیرہ تصنیفات مین نقل کیا ہی ان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر
علیہ العمل ان الصغیر اذا میز صح سماعہ وان کان ابن خمس سنین اھ تیسری صحابی سہل بن ساعدی
ہین کہ وہ مدینہ طیبہ مین سب صحابہ کرام کے بعد ۸۸ یا ۹۱ کے اخیر مین رحلت فرما ہوی انکی
آخر عہد مین امام صاحب آٹھ یا گیارہ برس کے تھے ۔ چوتھے صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہین
جو مکہ معظمہ مین سارے جہان کے اصحاب کے بعد ۱۰۲ مین رحلت فرما ہوے ف روایت ایکسو دو
کی مدینۃ العلوم اور اعلام الاخیار مین مذکور ہوئی اور امام نووی نے تہذیب مین فقط ایکسو لکھی مین
بالجملہ اس مقام مین علماء دین لکھتے ہین کہ پہلا حج جو امام صاحب نے ۹۶ ہجری مین سولہ برس
کی عمر مین کیا ہی ملاقات نکرنا امام صاحب کا حضرت ابو الطفیل رع سے کہ جہان مین ایک صحابی اسوقت
باقی رہی تھے اور خاص و عام ڈہونڈھ کر صحابی سے ملاقات کرتے تھے نہ ملنا نہایت بعید ہے
پس ان چار صحابہ مذکورین کا موجود ہونا امام صاحب کے وقت مین متفق علیہ ہی چنانچہ اسی بنا پر
علامہ کفوی لکھتے ہین کہ ان چارون اصحاب سے امام صاحب کی روایت بھی ثابت ہی ۔ اور
امام نووی شافعی تہذیب الاسماء مین اور امام یافعی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ سوا ان چار
صحابہ کرام کے اور چند اصحاب کے موجود ہونے مین امام صاحب کے وقت اور روایت کرنے
مین اختلاف ہی ازانجملہ معقل بن یسار و جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس و عائشہ بنت عجرد
اور بعض واثلہ بن الاسقع اور عبد اللہ بن جزر کو بھی ذکر کرتے ہین ۔ طحطاوی مین مذکور ہوا
کہ امام فرماتے ہین کہ مین چودہ برس کا تہا کہ عبد اللہ بن انیس ۹۴ مین کوفہ مین تشریف لائے
مینے اون سے یہ حدیث سنی حبک للشیٔ یعمی ویصم اور عائشہ بنت عجرد سے یہ حدیث روایت
کی اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ یعنے بڑا لشکر اللہ کا زمین مین ٹدیان ہین
مین نہین کہاتا اور حرام بھی نہین کہتا ۔ اور واثلہ بن الاسقع سے دو حدیثین روایت کین ۔
پہلی حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی چھوڑ دے اوسکو جو شک مین ڈالے

اوسکے ساتھہ جو شک مین نہ ڈالے - اور دوسری حدیث لاتظہر الشماتۃ الخ اور مسند خوارزمی مین ابن جزء سے یہ روایت منقول ہی من تفقہ فی دین اللہ الخ اور ان سب احادیث کا تفصیلی بیان پہلے مذکور ہوچکا ہی - اور حضرت جابر سے جو حدیث روایت کی ہی جسمین قصہ انصاری مذکور ہی اوسکا بیان پہلے ہوچکا ہی - خلاصہ تحقیقات متذکرہ صدر کی یہ ہی کہ باانہمہ ثبوت بدیہی فریق مخالف کا جو یہ قول ہی کہ امام صاحب کے زمانہ مین صحابہ کرام موجود تھے مگر ملاقات اور روایت اونسے نہین ثابت ہی یہ انکار اونکا محض تعصب نفسانیت وخالی از خصومت وعناد قلبی نہین جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی وعلامہ ذہبی وغیرہ اکابر اہل حدیث اس قول کے قائل ہین کہ بقول صحیح امام صاحب نے اپنے زمانہ مین پایا حضرات صحابہ کرام کو اور بروایتے مذکور ہوا کہ امام صاحب نے خود فرمایا کہ دیکھا مینے حضرت انس رض کو کئی بار اور تھے وہ خضاب لگائے ہوے سرخ پس دیکھنا حضرت انس رض کو اور پانا ایک جماعت صحابہ کرام کو باعتبار سن کے یہ دونون امر صحیح ہین انمین کچھہ شک نہین ہی واما رویتہ لانس وادراکہ الجماعۃ من الصحابۃ بالسن فصحیحان لاشک فیہما اور یہی ابن سعد محدث لکھتے ہین کہ امام ابوحنیفہ نے دیکھا حضرت انس بن مالک وغیرہ اصحاب کو اور وہ تابعین سے ہین - اور صاحب جامع الاصول نے جو یہ قول لکھا ہی کہ امام صاحب کی ملاقات صحابہ کرام سے اور روایت حدیث کی اون سے ارباب نقل کے نزدیک اقوی واصح نہین ہی مگر اصحاب ابوحنیفہ کہتے ہین کہ امام صاحب نے چند اصحاب کو پایا اور اونسے روایت کی - اسصورت مین ظاہر ہی کہ اصحاب امام حالات امام صاحب سے کماحقہ واقف تھے پس عالم عادل ثابت کرنے والا قول منع کرنے والے اور نہ ماننے والے سے معتبر ومقدم ہی اسیواسطے شرعا گواہی عدم پر مقبول نہین اور اسی بنار پر امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے کمال تحقیق وتنقیح سے مرویات اصحاب امام ابوحنیفہ ایک رسالہ مین جمع کی ہین اور اوسمین معترضین وناقضین کے دفع شکوک وشبہات کا اہتمام بلیغ کیا ہی اور یہی علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب کے اصحاب نے باسناد قویہ سے ثابت کیا ہی کہ امام صاحب نے پچاس حدیثین صحابہ کرام سے روایت کی ہین اور فی الواقع یہ امر مسلم الثبوت علمار دین وثقات مورخین سے ہی کہ امام صاحب صحابہ کرام کے معاصر تھے

کیونکہ بقول اصح و اشہر ۸۰ھ مین امام صاحب کی ولادت بالاتفاق ثابت ہی اور وہ زمانہ بلا اختلاف ونزاع زمانہ موجودگی صحابہ کرام کا تھا اسواسطے کہ ۱۰۰ برس کے آخر تک وجود صحابہ کرام کا بالاتفاق ثابت پس بیس برس کی مدت امام صاحب کی زندگی سے زمانہ صحابہ کرام مین گذری پس یہہ امر شان عقل سلیم سے نہایت بعید ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اتنے زمانہ طویل تک موجود ہون اور امام صاحب انکی ملاقات کا قصد نکرین یہ امر بہمہ وجوہ بعید از انصاف و از قبیل ان ہذا لشئی عجاب ہی خصوص ایسی حالت مین کہ روایات صحیحہ اکابر علمار حنفیہ و شافعیہ اسکے ثبوت پر بداہتہ ناطق و شاہد ہون جیساکہ اعلام الاخبار مین مذکور ہوا کہ امام صاحب اوائل حال مین بیس مرتبہ سے زائد بصرہ مین تشریف لیگئے ہین پہر حضرت انس سے ملاقات نہونے کو عقل ہرگز نہین تسلیم کرتی ہی پس اس بنار پر اصحاب ابو حنیفہ کا قول حق ہی کہ امام صاحب نے جماعت صحابہ کو پایا اور ان سے روایت کی مزید بران یہ کہ اثبات ملاقات و سماعت روایت اصحاب مین صرف جماعت حنفیہ مین ہی منحصر نہین ہی بلکہ بتصریح صدر علامہ طبری شافعی و علامہ بن حجر مکی شافعی و علامہ سیوطی شافعی و امام نووی شافعی و علامہ ذہبی و خطیب بغدادی شافعی و دارقطنی و حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ اکابر محدثین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین لکہتے ہین کہ اصحاب ابو حنیفہ کا قول صحیح و حق ہی روایت اور درایت کی راہ سے اور اسکے ثبوت و صحت پر یہ دلیل شرعی بدیہی کافی ہی کہ حضرات اصحاب ابو حنیفہ امام صاحب کی ملاقات اور روایت کے مثبت ہین اور ایک جماعت اسکی نافی ہی پس ایسی حالت مین بمقتضای قاعدہ شرعیہ کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہی یہ امر ثبوت مدعا کے لئے کافی ہی پس تصحیح صدر کماحقہ ثابت ہوگیا کہ امام ابو حنیفہ اصحاب حنفیہ و اصحاب شافعیہ دونو نکے نزدیک قرون ثلثہ مبارکہ مین سے قرن ثانی مین داخل ہین کیونکہ بقول صحیح تابعی اوسکو کہتے ہین کہ جو صحابی کی ملاقات سے مشرف ہوا ہو مجالست و مصاحبت اور روایت ضرور نہین ہی جیساکہ علامہ بن حجر مکی خیرات حسان مین لکہتے ہین والاکثر المحدثین علے ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ وصححہ النووی کابن الصلاح انتہے بہرکیف امام صاحب کا تابعی ہونا مسلم الثبوت ہی جنکے حق مین حقتعالی ارشاد فرماتا ہی والسابقون الاولون

من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم
جنات تجری من تحتها الانهار - یعنی اعلے مرتبه مین وه هین جو پہلے هین مهاجرین اور انصار
سے اور جو اونکے تابع هین نیک بات مین خوش هی الله اونسے اور وه الله سے اور تیار
کر رکھے هین الله تعالے نے اونکے لئے باغات جنکے نیچے نہرین بہتی هین اور اسی بنا پر
امام صاحب کا یه قول هی که آپ فرماتے هین که انحضرت کا ارشاد اور اصحاب کا فرمانا همارے
سر اور آنکھون پر مسلم هی اور جو تابعین سے منقول هی اونکا اور همارا قول برابر هی اور هم اور
وه برابر یعنے اونکی بات همپر مان لینا واجب نهین اس کلام سے بھی آپکا تابعی هونا مفهوم
هوتا هی غرض یه شان عظمے اور مرتبه اعلے ائمه اربعه مجتهدین مین سے خاصکر حضرت امام
ابو حنیفه کو هی بارگاه حضرت رب العزت سے عطا هوا ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء کیونکه
ظاهر هی که حضرت امام مالک سنه ۹۳ یا سنه ۹۴ یا سنه ۹۵ مین پیدا هوے اور زمانه طفولیت مین اونکا
وارد هونا مکه معظمه مین ثابت نهین تا احتمال هو که حضرت سیدنا ابو الطفیل رض سے ملاقات هوئی
هو لهذا اس باب مین ابن صلاح نے تصریح کی هی اسکی که امام مالک رح تبع تابعین سے
هین اور امام شافعی شاگرد امام مالک رح کے سنه ۱۵۰ هجری مین پیدا هوئے اور امام احمد حنبل
شاگرد امام شافعی کے اکسو چونسٹه مین پیدا هوئے پس ان دونون صاحبونکے زمانه مین تو
کسیطرح صحابی کے هونیکا احتمال نهین کیونکه سنه ۱۱۰ کے بعد کوئی صحابی روی زمین پر
نهین باقی رها پس ثابت هوگیا که حضرت امام اعظم کا مرتبه اور ائمه مجتهدین سے نهایت بهتر هی
اور وه داخل هین قرن ثانی مین بموجب اس حدیث شریف کے خیرکم قرنی ثم الذین
یلونهم ثم الذین یلونهم یعنے بهتر تمسے میرے زمانه والے هین پهر جو اونکے پیچھے آوین
یعنے زمانه همارا اور همارے اصحاب کا بهتر هے پهر زمانه تابعین کا پهر اونکے دیکھنے والونکا
جو تبع تابعین کهلاتے هین - اب یه معلوم کرنا چاهیئے که جیسا تابعی هونا امام صاحب کا ائمه
مجتهدین و دیگر معاصرین مین آپکا مابه الامتیاز اور مابه الافتخار هی اسیطرح دیگر صفات ممیزه
بھی آپکے علماء دین لکھے هین چنانچه علامه ابن حجر مکی لکھتے هین که امام ابو حنیفه کے صفات
ممیزه بهت هین بمقدم اونمین سے یه هی که امام صاحب نے دیکھا جماعت اصحابه کرام کو اور

بتحقیق کہ طرق متعددہ سے مروی ہوا کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے طوبیٰ لمن رآنی و لمن رأی من رآنی ولمن رأی من رأی من رآنی یعنے مژدہ ہو اوسکو جسنے مجکو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والیکو دیکھا۔ دوسرے یہ کہ امام صاحب پیدا ہوئے قرن مبارک رسول مقبول صلعم مین کہ جسکا ثبوت طریق کثیرہ سے مروی ہوا کہ ارشاد ہوا خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اور بروایت مسلم مین یون مذکور ہوا خیر الناس القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث تیسرے یہ کہ امام صاحب نے زمانہ تابعین مین فتوی دیا چنانچہ علامہ کفوی لکھتے ہین کہ امام صاحب تابعین کے زمانہ مین مجتہد تھے کہ علم دین کی تعلیم فرماتے تھے اور تابعین کبار سے مناظرہ کرتے تھے چنانچہ مناظرہ آپکا شعبی سے نذر بالمعصیۃ مین مشہور ہے اور اجماع تابعین کا اونکے وقت مین بغیر آپکے معتبر نہوتا تہا چنانچہ جب حضرت اعمش رضہ نے قصد کیا حج کا تو انہون نے امام صاحب کو مناسک حج کے باب مین لکھا اور حاضرین سے یہہ فرمایا کہ اے لوگو لکھو تم مناسک حج کو امام ابو حنیفہ سے پس بتحقیق کہ مین نہین جانتا ہون کسیکو فرایض ونوافل حج کا امام ابو حنیفہ سے زیادہ جاننے والا پس غور کرتو اس گواہی جلیل القدر امام ابو حنیفہ کے حق مین حضرت اعمش جیسی گواہی کو۔ پانچوین یہ کہ حضرات ائمہ حدیث وائمہ فقہاء کرام کا جیساکہ امام صاحب پر اتفاق ہوا ویسا اونکے بعد کسی امام پر نہین ہوا جیساکہ تفصیلی بیان اسکا مذکور ہوچکا۔ کسی نے حضرت امام وکیع کے جلسہ مین یہ کہا کہ خطا کی ابو حنیفہ نے یعنے کسی مسئلہ مین تو آپنے اوس شخص کو بہت زجر کیا اور پہر یہ فرمایا کہ کون شخص یہ کلمہ امام ابو حنیفہ کی نسبت کہتا ہے کالانعام بل ہم اضل سبیلا کیسے خطا کرسکتا ہے وہ درصورتیکہ اوسکی صحبت ورفاقت مین ائمہ لغات عربیہ وائمہ زہد وتقوے مثل سفیان ثوری وابن مبارک وفضیل وداود طائی وابو یوسف وزفر وشریک وغیرہ ائمہ جلیل القدر موجود ہون ایسے شخص کے اجتہاد مین کیسی خطا واقع ہوسکتی ہے اور فرضاً اگر وقوع خطا کا خیال کیا جاوے تو یہ حضرات ارکان دین اوسکی اصلاح وتکمیل کے لئے کافی تھے۔ چھٹے یہ کہ امام صاحب نے اول علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب وفصول کے ساتھ ترتیب دیا جس طریق پر آجتک موجود ہے اور اتباع کیا اوسکا امام مالک نے مؤطا شریف مین اور پہلے اس سے سابقین اپنی حفظ ویاد پر اعتماد کرتے تھے

ونیز آپ اول ہین کتاب الفرائض وکتاب الشرائط کے وضع کرنے مین۔ ساتوین یہ کہ منتشر آفاق ہونا اونکے مذہب کا اقالیم سبعہ مین کہ نہین ہی اونمین غیر اوسکا مانند ہند وسندہ وروم وماوراءالنہر وعراق وتوران وخراسان ۔ اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ ان چار ائمہ مجتہدین مین سے ہر ایک امام ایک اقلیم خاص کے ساتھ ممتاز ہو رہا ہی کہ اوس اقلیم مین بجز تابعین ومقلدین اوس امام کے دوسرا نہین ہی۔ یا یہ کہ اوس اقلیم مین اکثر اوس امام کے مقلد وتابع ہین مانند اقلیم حجاز ویمن ومصر وشام وعراق وغیرہ بہ نسبت امام شافعی کے واقلیم مغرب بہ نسبت امام مالک ومانند روم وہند وماوراءالنہر وغیرہ بہ نسبت امام ابوحنیفہ کے جنکی غایت عبادت وکمال زہد وورع وسخاوت ودقت نظر وحدت فکر کے شان عظیم اس درجہ ومرتبہ اعلے پر ہے کہ مستغنی ہی بیان اور توصیف سے اٹھوین یہ کہ خرچ کرنا اپنے نفس پر کسب طیب اپنے ہاتھ کا ونیز علماء دین واکابر محدثین دیگر بلاد پر کسب طیب صرف کرنا اور فقراء پر روزمرہ ایثار کرنا اور نہ قبول کرنا مدت العمر ہدیہ سلاطین وخلفائے وقت کا باوجود ثبوت تواتر کثرت عبادت وورع وزہد وکثرت اداے حج وعمرہ کے۔ نوین یہ کہ بحالت مظلومیت ومحبوسیت مضروب ومسموم ہوکر شہادت پانا ف شمنی نے شرح نقایہ مین لکھا کہ امام شافعی نے اپنی مسند مین محمد بن حسن سے اور انہون نے امام ابو یوسف سے اور انہون نے عبداللہ بن دینار سے اور انہون نے عبداللہ بن عمرؓ سے یہہ حدیث روایت کی ہی الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب لایباع ولایوہب یعنی ولا اپنایت ہوتی ہی نسب کی نہ بیچی جاوے نہ بخشی جاوے ف ولا کے معنی حق آزادگی کا یعنے جیسے اپنایت والے نسب کے وارث ہوتے ہین ایسے ہی جو کوئی غلام ولونڈی کو آزاد کرے وہ وارث ہوتا ہی اوسکا اور اگر وہ نہو تو اوسکے ناتے والے بشرطیکہ اوس غلام ولونڈی کے اپنے موجود نہون ۔ غرض امام نووی نے خطیب بغدادی سے نقل کیا کہ امام شافعی نے محمد بن حسن سے روایت کی ہی پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؓ شاگرد ہین امام محمدؒ کے۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ جو مناقب وفضائل امام صاحب مذکور ہوی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ آپکے محاسن جلیلہ انہین صفات کمالیہ مین محصور ومحدود ہین بلکہ یہ سب مجموعہ ایک قطرہ ہے اوس دریا کا جسکا کنارہ نہین ہی ولیس ما ذکر من مناقب ہذا الامام یراد بہ حصر من مناقبہ بل ہو قطرۃ من بحر لا ساحل لہ آہ اور یہی قول صاحب مختار کا ہی

ومناقبہ اکثر من ان تحصے آہ پس جو شخص کہ سعید اور سینہ صاف ہی بملاحظہ نمونہ ان مناقب کے دولت حسن عقیدت وارادت قلبی بخلوص دنیا زولی حاصل کریگا وہ نعمت لازوال حسن خاتمہ سے مشرف ہوگا اور مصداق آیت کریمہ فاما الذین آمنوا فزادتہم ایمانا ہوگا اور جو شخص کہ شقی ازلی اور پر کینہ فطری ہی اور امراض مہلکہ قلبی مین مبتلا ہی اوسکو ایک دفتر طویل سمجھنے کو کافی نہو گا بلکہ نائرہ حسد ونفاق زیادہ تر مشتعل ہوگا اور مصداق آیت واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی رجسہم ہوگا حق یہ ہی کہ جو شخص جتنا زیادہ محمود وموصوف ہی اوتنا ہی خلایق مین زیادہ محسود ہی۔ الحمد للہ الذی جعل امامنا محسود الا حاسدا۔

چوتھا باب

امام ابو حنیفہ کے حالات عبادت وریاضت وزہد وتقوے واخلاق وسیرت وغیرہ صفات جلیلہ ووا قعات وفات شریف کے بیان مین۔ مخفی نرہے کہ حضرات ائمہ مجتہدین واکابر علماء راسخین واجلہ شیوخ عارفین متقدمین ومتاخرین نے سیدنا امام ابو حنیفہ کے محامد وصفات جلیلہ وفضائل وشمایل حمیدہ کے بیان مین مطولات لکھے ہین جنکے ادراک وفہم مین عقول اولی الابصار وافکار اولی الانظار متحیر ہین چنانچہ اس جگہہ بپاس خاطر بعض مشتاقین اسماء بعض کتب لکھے جاتے ہین شقایق النعمان فی حقایق النعمان مصنفہ علامہ زمخشری۔ تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مصنفہ علامہ سیوطیؒ والفاضل حافظ الدین محمد بن محمد ابن الکردری فی کتابہ المناقب وابن حجر خیرات حسان فی مناقب النعمان طبقات سنیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ مولانا تقی الدین عبد القادر التمیمی۔ بستان فی مناقب النعمان مصنفہ شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن ابی الوفا قرشی المصری الحنفی جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ نزہتہ الابرار فی مناقب الاخیار والنکت الظریفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ وعقود الجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان والدیباج المذہب فی معرفت اعیان علماء المذہب وطبقات المجتہدین والائمۃ الحنفیہ۔ وکشف الابرار لبعض الفضلاء من اجلۃ الابرار نوادر المنیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔ اسمقام مین صاحب در مختار لکھتے ہین کہ ابن جوزی محدث کے پوتے نے مناقب سیدنا امام صاحب کے بیان مین دو مجلد بڑی بڑی تصنیف کئے اور اوسکا نام رکھا الانتصار لامام ائمۃ الامصار یعنے پیشوایان بلاد کے پیشوا کے لیے

انتقام لیناف امام صاحب کو امام الائمہ اسواسطے کہا کہ اونکا اجتہاد سب مجتہدین مشہورین سے مقدم ہی اور اجتہاد کا دروازہ اونہین نے کہولا کما لا یخفی علی العلماء اور اوسکے سوا دیگر علماء دین نے امام صاحب کے فضائل و مناقب مین اس سے زیادہ بہت کتابین تصنیف کین اور اونمین بعض مختصر اور بعض مبسوط ہین۔ اور حاصل کلام یہ ہی کہ بیشک وجود امام ابو حنیفہ معجزات مصطفوی مین سے قرآن مجید کے بعد بڑا معجزہ ہی اور امام صاحب کے مناقب سے تجکو کفایت کرتا ہی اونکے مذہب کا مشہور ہونا اور نہین کہا امام صاحب نے کوئی ایسا قول جس کو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو وصنف فیہا سبط ابن الجوزی مجلدین کبیرین وسماہ الانتصار لامام ائمۃ الامصار وصنف غیرہ اکثر من ذلک والحاصل ان ابا حنیفۃ النعمان من اعظم معجزات المصطفیٰ بعد القرآن وحسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام آہ تو ایسی حالت مین اس شرمندۂ گناہ نامہ سیاہ کوتاہ نظر کو کیا حوصلہ کہ عالیجناب آیۃ من آیات الرحمان امام الائمہ سیدنا ابو حنیفۃ النعمان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والغفران واسکنہ فی اعلی فرادیس الجنان کے محامد جلیلہ و شرائف عظیمہ کے بیان مین زبان کہولے مگر شورش و ہجوم آشوب زمانہ دیکہکر اس کار خیر مین منفعت عامہ مومنین و افادت تامہ مسلمین سمجہکر اور بضمن اس کے اپنی کفارت سیئآت و برات نجات جانکر چون قطرۂ از دریای ذخار و مشتے نمونہ از خروار بروایات صحیحہ قویہ و اقوال حضرات ائمہ جلیلہ لکہتا ہی تا اونکے پڑہنے اور سننے سے عامہ مومنین کا صدق و یقین تازہ ہو اور نور ایمان بے اندازہ حاصل ہو

بیان عبادت و ریاضت امام ابو حنیفہؒ۔ علامہ ابن حجر خیرات حسان مین لکہتے ہین کہ علامہ حافظ ذہبی محدث فرماتے ہین کہ امام ابو حنیفہؒ کا قیام لیل و شب بیداری و تہجد گزاری و بکا و زاری دائمی متواترات سے ہی یہانتک کہ آپکو اسوقت مین لوگ وتد کہتے تھے ف وتد کہتے ہین میخ کو جمع اسکی اوتاد ہی و نیز ایک جماعت جلیل القدر ذی شان اولیاء اللہ سے ہی کہ اونکو اوتاد کہتے ہین اونکے وجود باجود سے نہین جنبش ہی حلقۂ زمین کو امام صاحب کو بوجہ اسکے کہ آپ تمام شب عبادت و طاعت رحمان و تلاوت قرآن مین کہڑے رہتے تھے اوس زمانہ کے خاص و عام آپکو وتد کہتے تھے ہمعصرین کدام جو حضرت سفیان ثوریؒ اور سفیان بن عیینہؒ کے اوستاد

بیان عبادت و ریاضت امام ابو حنیفہ

ہیں فرماتے ہیں کہ میں امام صاحب کی مسجد میں گیا تو مینے دیکھا کہ آپ نماز صبح سے فارغ
ہوکر طلبا کے درس وتدریس میں مشغول رہے یہانتک کہ آپنے نماز ظہر ادا کی زان بعد نماز
عصر تک پھر نماز مغرب تک اور پھر نماز عشا تک تعلیم علوم دینی میں مشغول رہے اور بعد عشا آپ
دولتسرا میں تشریف لے گئے اوسوقت مینے اپنے دلمیں خیال کیا کہ اس جوانمرد کی شبانہ روز
کے مشغولی عبادت و ریاضت کا تو یہ حال ہی مطالعہ کتب دینی کا کب ہوتا ہوگا میں اسکی تلاش
وجستجو میں تھا جب رات کو لوگونکی آمدورفت موقوف ہوئی تو امام صاحب مسجد میں آئے اور عبادت
الٰہی میں مشغول رہے طلوع فجر تک اور بعد نماز صبح وصلوۃ اشراق پھر گھر میں تشریف لے گئے
اور لباس لطیف ونظیف پہنکر مسجد میں آئے اور بطریق مذکور اوسیطرح نماز عشا تک علوم دینی
کی تعلیم میں مشغول رہے یہ حال دیکھکر مینے اپنے دل میں کہا کہ آج تو تیسرا دن ہے آپ ضرور
آرام لینگے مگر مینے دیکھا کہ آپ اوسیطرح تمام شب عبادت الٰہی میں مصروف رہے جب
اسیطرح تین شبانہ روز مینے حال دیکھا تب مینے اپنے دلمیں یہ عہد واثق کیا کہ میں امام صاحب
کا ہرگز ساتھ نہ چھوڑونگا یہانتک کہ انتقال ہو میرا یا آپکا جب سے مینے اونکی ملازمت وصحبت
اختیار کی مسجد میں بس نہیں دیکھا مینے امام صاحب کو دنمیں حالت افکار میں اور نہ رات کو
حالت خواب میں البتہ قبل ظہر قیلولہ خفیف بطور سنت کر لیتے اور یہ فرماتے کہ فرمایا رسول مقبول
صلعم نے کہ مدد چاہو تم قیام لیل پر قیلولہ کے ساتھ۔ علامہ سیوطی تبییض الصحیفہ میں لکھتے
ہیں کہ خطیب بغدادی محدث نے حفص بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ مینے سنا مسعر بن
کدام سے کہ فرماتے تھے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا اور وہان ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا
مجکو اسکی قراءۃ میں السا ذوق وکیف قلبی حاصل ہوا جسکا بیان نہیں کرسکتا ہوں سو اوس نے
قرآن مجید کا ساتوان حصہ پڑھا میں سمجھا کہ اب رکوع کریگا پھر اوسنے تہائی قرآن مجید پڑھا مینے
دل میں کہا کہ اب رکوع کریگا پھر اوسنے نصف پڑھا یہانتک کہ تمام قرآن مجید ختم کیا ایک رکعت
میں بعد فراغ نماز جو مینے دیکھا تو امام ابو حنیفہ تھے۔ ابن معاذ فرماتے ہیں کہ بعد ایک زمانہ
طویل کے مسعر بن کدام نے امام صاحب کی مسجد میں سجدہ کی حالت میں انتقال کیا فرحمۃ اللہ علیہ
ورضوانہ۔ سبحان اللہ یہ اونہیں خاصان حق ومردان خدا میں سے ہیں جنپر یہ ارشاد الٰہی

صادق آتا ہی والذین یبیتون لربہم سجدا و قیاما معدن الیواقیت مین مذکور ہوا کہ امام صاحب
پہلے تین سو رکعتین رات مین پڑہتے تھے ایک دفعہ ایک عورت نے راہ مین آپکو دیکھکر کہا کہ
یہ مرد پانسو رکعتین نفل رات مین پڑہتا ہی جب سے امام صاحب نے پانسو رکعتین پڑہنی شروع
کین پہر ایکبار راہ مین لڑکون نے امام کو دیکھکر کہا کہ یہ مرد ہزار رکعتین رات مین پڑہتا ہے
اور تمام شب بیدار رہتا ہی جب سے آپنے ہزار رکعتین پڑہنی شروع کین اور تمام شب نہ سوتے
اور بروایت علامہ ابن حجر و علامہ غزالی وغیرہ ائمہ نقل کرتے ہین کہ امام صاحب ابتدا مین
نصف شب جاگتے تھے ایک مرتبہ آپ چلے جاتے تھے لوگون نے دیکھکر کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ
ہین تمام شب جاگتے ہین جب سے آپنے تمام شب جاگنا شروع کیا اور فرمایا کہ حیف ہی جو ناحق
بات لوگ میری طرف نسبت کرین اور وہ مجھہ مین نہو ہکذا فی طبقات الفقہاء للیافعی۔ اور خطیب نے
امام ابویوسف سے روایت کی کہ مین چلا جاتا تہا امام صاحب کے ساتھ کہ سُنا مینے کہ ایک مرد
دوسرے مرد سے یہ کہتا تہا کہ یہ امام ابوحنیفہ ہین کہ رات کو نہین سوتے ہین۔ امام صاحب نے
یہ کلمہ سنکر امام ابویوسف سے کہا کہ سبحان اللہ واللہ لوگ میرا حال وہ نہ کہین جو مین نہین
کرتا ہون جب سے آپ تمام شب جاگنے لگے حالت تضرع و زاری مین و نیز امام ابویوسف
فرماتے ہین کہ مین امام صاحب کے خدمت مین حاضر رہا آپنے اول رات کے وضو سے بیس ۲۰
برس تک نماز صبح ادا کی اور جو لوگ کہ مجھسے پہلے آپکے ہم صحبت و رفیق تھے انکا یہ قول ہے
کہ آپنے اول رات کے وضو سے چالیس برس نماز صبح ادا کی۔ اور خطیب نے حماد بن یوسف
سے روایت کی کہ مینے اسد بن عمرو سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ امام صاحب نے عشا کے وضو
سے فجر کی نماز چالیس برس پڑہی کذا قالہ الحجر۔ اور اسی قول کو روایت کیا ابوالقاسم
بن کاس نے محمد بن قاسم اسدی سے۔ اور روایت کیا ذہبی نے سنان سے کہ انہون نے
فرمایا کہ تھے امام ابوحنیفہ کہ نماز عشا و نماز فجر ایک وضو سے ادا فرماتے تھے۔ امام نووی عبداللہ
بن مبارک سے تہذیب مین نقل کرتے ہین کہ امام صاحب نے تینتالیس ۴۳ برس تک ہر روز
ایک وضو سے پانچون نمازین ادا کین۔ اور خطیب نے تاریخ بغدادی مین اتنا اور زیادہ
روایت کیا کہ کثرت نماز پڑہنے سے زانو آپکا مانند زانو شتر ہوگیا تہا۔ طحطاوی مین مذکور ہوا

کہ امام صاحب کی عادات سے تہاکہ تمام شب آپ نماز و دعا و گریہ و زاری مین تمام کرتے تھے
فضیل بن دکین کہتے ہین کہ دیکھا مینے جماعت تابعین وغیرہ کو مگر نہ دیکھا مینے امام ابوحنیفہ سے
زیادہ کسیکو اچھی طرح نماز ادا کرنے مین اور تھے امام صاحب کہ اکثر آپ رات مین تمام قرآن مجید
ایک رکعت مین تمام کرتے تھے اور سنی جاتی تھی آواز آپکی گریہ و زاری کی رات مین یہانتک کہ ہمسایہ
کو آپکے حال پر رحم آتا تہا۔ منقول ہواکہ امام صاحب نے جس مکان مین وفات پائی اوسمین سات ہزار
قرآن مجید ختم کئے۔ منقول ہواکہ کسینے ابن مبارک کے سامنے کوئی کلمہ بطور طعن امام صاحب کی
نسبت کہا اونہون نے کہاکہ اے شخص تو برائی کرتا ہی ایسے شخص کی کہ جسنے ۴۵ برس تک
ہر روز پانچون نمازین ایک وضو سے ادا کین۔ اور پہر فرمایا کہ جو کچھہ علم فقہ میرے پاس ہی وہ سب
امام ابوحنیفہ کی برکت و فیض صحبت سے ہی۔ منقول ہواکہ امام صاحب نے ایک تونگر کی تواضع و
مدارات کی اس غرض سے کہ وہ ایمان لاوے اوسکے کفارہ مین آپ نے ہزار قرآن ختم کئے
امام نووی تہذیب مین سفیان بن عیینہ سے نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہاکہ ہمارے وقت
مین امام ابوحنیفہ سے بہت نماز پڑہنے والا مکہ مین نہین آیا اور میری آنکہون نے مثل اونکی نہین
دیکھا۔ اور بروایت حضرت مسعر رضی منقول ہواکہ جسوقت امام صاحب رات کو قیام فرماتے تھے تو اوسوقت
کیفیت آپکی عروسانہ ہوتی تھی اور وجد و کیف کا قلب مبارک پر ہجوم ہوتا تہا۔ یحیےٰ ابن عبد الحمید
الحمانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے ہین کہ مین امام صاحب کی ملازمت و
رفاقت مین چھہ مہینے حاضر رہا پس نہ دیکھا مینے آپکو غیر اس حالت کے کہ آپنے نماز فجر پڑہی
نماز عشا کے وضو سے اور تھے آپ کہ ختم فرماتے تھے قرآن مجید ہر شب وقت سحر کے کذا فی
فوائد المنیفہ اور روایت کیا حافظ غنجار نے اپنی تاریخ مین امام ابوحنیفہ سے کہ آپنے فرمایا کہ
نہین باقی رہی ہی قرآن مجید مین کوئی سورۃ مگر کہ مینے پڑہا ہی اوسکو نماز وتر مین۔ اور کہا
ابو مطیع نے کہ نہین داخل ہوا مین طواف کرنے کے لئے رات مین کسیوقت مگر کہ دیکھا مین نے
اوسوقت مین امام ابوحنیفہ و سفیان ثوری کو۔ و نیز منقول ہواکہ امام صاحب اکثر راتون مین
تمام قرآن مجید ایک شب مین ختم کرتے تھے۔ اور امام ابو یوسف سے منقول ہواکہ امام صاحب
ایک قرآن مجید دن مین اور ایک رات مین ختم کیا کرتے تھے اور رمضان المبارک مین اکسٹھ ختم

کیا کرتے تھے۔ اور کہا شریک نے کہ رہا مین امام صاحب کے ساتھ ایک برس پس نہ دیکھا مینے آپکو ایسی حالت مین کہ رکہا ہو آپنے پہلو اپنا بچھونے پر اور البتہ تحقیق تھے امام صاحب کہ پہلے شروع کرنے نماز کے گریہ وزاری فرماتے پس کہتا کوئی کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی توڑتا ہے اور جب مین دیکھتا تہا آپکو تو ایسا پاتا تہا کہ جیسے مشک پرانی ہو یعنے بوجہ کثرت عبادت وریاضت کے۔ امام صاحب کی ام ولد کہتے ہین کہ نہین تکیہ لگایا بچھونے پر امام صاحب نے خواب کے ارادہ سے راتکو جسوقت سے کہ مینے پہچانا اونکو صرف درمیان ظہر وعصر کے موسم گرما مین اور سرما مین اول شب خفیف آرام لیتے۔ اور کہا روادنے کہ نہین دیکھا مینے مکہ معظمہ مین صابر تر قراءة پر اور نماز وفتوی پر امام صاحب سے زیادہ یعنے شب وروز طلب آخرت ورضای مولے مین مصروف رہتے تھے اور البتہ تحقیق کہ مینے دس راتین متواتر امام صاحب کو دیکھا مگر کبھی حالت خواب مین آپکو نہ پایا اور دنمین جب دیکھا طواف کعبہ وتعلیم علم دین مین مشغول دیکھا۔

منقول ہوا کہ ایک رات حالت نماز مین جب پہونچے آپ اس آیت پر فَمَنَّ اللہ علینا ووقانا عذاب السموم تمام شب اسی آیت کی تکرار فرماتے رہے یہانتک کہ نماز فجر کی اذان ہوئی اسیطرح جب پہونچے آپ اس آیت پر بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر تمام رات نماز مین اسی آیت کی تکرار فرماتے رہے۔ اسیطرح ایک رات جب پہونچے امام صاحب سورہ الهٰكم التكاثر پر تو تمام شب اسی کلمہ کی تکرار فرماتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی۔ اور کہا یزید بن لیث نے کہ تھے وہ اخیار مین سے پڑہی امام مسجد نے سورہ اذا زلزلہ اور امام صاحب بھی مقتدی تھے جب آپ فارغ ہوے نماز سے تو نظر کی مینے اونکی طرف کہ وہ حالت فکر وتشویش مین مستغرق تھے اور ہانپ رہے تھے یہ حال دیکھکر مین وہان سے یہ سمجھکر کھڑا ہو گیا کہ شاید میری وجہ سے آپکی حضوری قلب اور کیف باطنی مین حرج وتغیر واقع ہو پس چھوڑدیا مینے قندیل کو ویسی ہی اور روغن اوسمین کم تہا جب آیا مین صبح صادق کے بعد تو دیکھا مینے کہ امام صاحب مصلے پر کھڑے ہین اور ریش مبارک پکڑکر بار بار آپ یہہ فرماتے ہین کہ اے نفس اشوخ وشریر تجکو جزا دیجاویگی مثقال ذرة خیر کی خیر کے ساتھ اور شر کی شر کے ساتھ اے خالق برحق اپنے غلام نعمان شرمندہ گناہ نامہ سیاہ کو آزاد کر دوزخ سے اور دور رکھ

بیان رویت امام ابوحنیفہ کا حضرت رب العزت کو سو بار

اون اعمال وافعال سے جو قریب کرتے ہون دوزخ کیطرف اور داخل کر تو اوسکو اپنی رحمت واسعہ
مین انجام کار جب مین آپکے قریب پہونچا قندیل بدستور روشن تھی مجکو دیکھکر فرمایا کہ کیا
قندیل لیا چاہتا ہے مینے عرض کیا کہ فجر کی اذان دیچکا ہون آپنے فرمایا کہ جو تو نے دیکھا اسکا
ذکر نکرنا اور پھر آپنے سنتین نماز فجر کی ادا کین اول رات کے وضو سے ۔ و نیز منقول ہوا کہ رات
کو نماز تہجد مین جو آپ کے آنسو بوریہ پر گرتے تھے اون قطرات کے گرنیکی آواز سنی جاتی تھی
مینہ کی مانند اور گریہ کے آثار آپکی آنکھون اور رخسارون مین دکھائی دیتے تھے رحم کری
اللہ اوسپر اور راضی ہو اوس سے آمین ۔ مروی ہے کہ امام صاحب جانب مسجد جاتے تھے تو
اوسوقت آپ ایسے معطر و معنبر ہوتے تھے کہ آپ مین خوشبو مثل عروس ہوتی تھی ۔ کذا فی
فوائد المنیفہ ۔ و نیز بعض اصحاب امام ابوحنیفہ سے مروی ہوا کہ تھے امام ابوحنیفہ جب شب
کی نماز پڑہنے کا ارادہ کرتے تھے تو آپ زینت اور آرایش فرماتے اور ریش مبارک مین شانہ
کرتے ۔ اور جب کبھی کسی مسئلہ مین آپ پر مشکل ودقت پیش آتی تو آپ اپنے تابعین و تلامذہ سے
یہ فرماتے کہ نہین وارد ہوئی ہے یہ حالت مجھپر مگر کوئی گناہ ایسا مجھسے ہوا ہے جسکی وجہ سے
مجھپر یہ پریشانی ودقت وارد ہے پس استغفار مانگتے آپ اللہ سے ۔ اور بعض اوقات ایسے حالت
مین آپ وضو کرکے دو رکعت نفل ادا کرتے اور استغفار مانگتے دفعۃً کھل جاتا آپ پر وہ مسئلہ
تب خوش ہوکر یہ فرماتے کہ حقتعالے نے میری دعاو استغفار قبول فرمائی اور اوسکے فضل سے
مین مطلع ہوا مسئلہ شرعی پر اور پھر آپ گریہ فرماتے گریہ سخت اور یہ کہتے کہ اے ابوحنیفہ رحم کری
تجھپر اللہ نہین تھی یہ حالت تجھپر مگر بوجہ کمی گناہونکے ورنہ بوجہ کثرت معاصی کے تو غافل رہتا
اور ہرگز آگاہ و متنبہ نہوتا ۔ درمختار وغیرہ مین مذکور ہوا کہ امام صاحب نے ۵۵ حج ادا کیے اور
خداوند تعالی شانہ کو دیکھا خواب مین سو بار اور رویت کا جو ایک قصہ مشہور ہے حافظ نجم الدین
غیطی اور علامہ ابن حجر مکی وغیرہ نے اس طور پر ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے خداوند تعالے
شانہ کو ننانوین ۹۹ بار خواب مین دیکھا پس کہا امام صاحب نے اپنے دل مین کہ اگر اب کی بار
دیکھونگا تو بارگاہ ایزدی مین سوال کرونگا کہ تیری مخلوق قیامت کے دن عذاب سے کس چیز
سے نجات پاویگی ۔ امام صاحب فرماتے ہین کہ جب مینے پھر دیکھا جناب رب العزت کو خواب

بیان دعاء نجات الٰہی از عذاب آخرت

مین تو مینے عرض کیا کہ اے پروردگار عزجارک وجل ثناؤک وتقدست اسماؤک
کس چیز سے نجات پاویگی مخلوق تیری عذاب سے قیامت کے دن ارشاد ہوا کہ جو صبح و
شام یون کہا کریگا سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع
السماء بغیر عمد سبحان من بسط الارض علی ماء جمد سبحان من خلق الخلق فاحصاہم عدد سبحان
من قسم الرزق ولم ینس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد سبحان الذی لم یلد ولم
یولد ولم یکن لہ کفوا احد یعنی ان کلمات طیبات کا کہنے والا میرے عذاب سے نجات پاویگا
کذا فی الطحطاوی ۔ اور بروایتے یون مذکور ہوا کہ جب امام صاحب نے اخیر حج ادا کیا تو آپ نے
خادمان بیت اللہ شریف کو اپنا نصف مال نذر کیا اور اونسے اجازت چاہی کہ ایک رات داخل کعبہ
مین مجکو عبادت الٰہی میسر ہو چنانچہ ایک رات آپ داخل کعبہ مین ادائے نماز کے لیے کھڑے ہوئے
دو ستونونکے درمیان دہنے پانوپر اور بایان پانون دہنے پانونکی پشت پر رکھا یہانتک کہ نصف
قرآن مجید پڑہا پہر رکوع و سجدہ ادا کرکے دوسری رکعت شروع کی اسطور پر کہ بائین پانون پر
آپ کھڑے ہوئے اور دہنا پانون اوسکی پشت پر رکہا یہانتک کہ بقیہ نصف قرآن مجید ختم
کیا پہر جب سلام پہیرا تو بہت روئے اور جناب باری سے بطور مناجات عرض کیا کہ ای رب
کریم تیری اس بندۂ ضعیف نے تیری عبادت نہین کی جیسی کہ تیری ذات پاک کو لائق ہی لیکن
تجکو جانا جیسا کہ تیرے جاننے کا حق ہی تو اوسکی خدمت کے نقصان اوسکے کمال معرفت کی
سبب سے بخشدے ۔ مراد یہ کہ کمال معرفت کو نقصان خدمت کا کفارہ کرکے عوض کر پس بیت اللہ
کی جانب سے آواز غیبی آئی کہ ای ابوحنیفہ تو نے ہمکو جانا جیسا جاننے کا حق تہا اور البتہ تو نے
ہماری خدمت کی اور خوب ہی خدمت کی اور مقرر ہمنے تجکو بخشا اور انکو بخشا جو تیرے تابع اور
مقلد ہون اون لوگون مین سے جو تیرے مذہب پر ہین قیامت تک ف اہل حدیث لکھتے
ہین کہ بظاہر یہ فعل امام صاحب کا مخالف حدیث ہی یعنے حدیث مین ایک پانونکو دوسرے پر
رکھنے سے منع وارد ہوا ہے اسکا جواب علامہ شرنبلالی یہ لکھتے ہین کہ تراوح افضل ہے
نصب قدمین سے ۔ اور تراوح کی حقیقت یہ ہی کہ ایکبار ایک پانون پر اعتماد یعنی سہارا کری
اور دوسری بار دوسرے پانون پر اور یہی محمل ہی امام صاحب کے فعل مذکور کا انتہی اور

بعض اسمقام مین یہ لکھتے ہین کہ یہ احتمال بعید ہی کہ ایک پاؤنکا دوسرے پاؤنکی پشت پر رکھنا
منقول ہوا ہی اور ضیاء معنوی مین منقول ہوا کہ ایک پاؤن پر فرائض مین کھڑا ہونا بدون عذر کے
مکروہ ہی اور نوافل مین جائز ہی۔ اور علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ ایک پاؤن پر کھڑے ہوکر عبادت
کرنا یہ فعل امام صاحب کا غایت مجاہدہ وریاضت شاقہ نفس پر حمل کیا گیا ہی۔ اور فرضاً اگر اس
عمل مین کراہت کبھی سمجھی جاوے تو ظاہر ہے کہ وہ کراہت صرف اس امر پر مبنی ہی کہ اس قسم کی
عبادت شاقہ مانع حضوری ومخل خشوع قلبی ہی اسکا جواب اسقدر کافی ہی کہ امام صاحب کو جو
خشوع معنوی وذوق وکیف قلبی کی دولت خداداد حاصل تھی بنظر علوی شان اونکے یہ
عبادت شاقہ آپکے لئے مانع ذوق وکیف نہ تھی کیونکہ آپکی روزمرہ عبادت وریاضت شاقہ
ایسی تھی کہ عقول عالیہ کو تحیر واستعجاب حاصل تہا پس بنظر اونکے یہ عمل کچھہ طرفہ وعجوبہ نہ تہا تو
گویا بتصریح بحدر سبب کراہت معدوم تہا۔ دوسرا شبہ یہ ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جسنے
پڑہا قرآن مجید کمتر تین دن سے اوسنے تفقہ نہین حاصل کیا اور امام صاحب نے ایک رکعت
مین ختم کیا تو یہ امر اُنکا بظاہر منافی وخلاف تفقہ فی الدین تہا۔ جواب اسکا یہ ہی کہ محل اس
حدیث کا اونکے لئے ہی جنکی اسپر عادت جاری نہین ہی حفظ اور سہولت وسعت زبان مین
کیونکہ اکثر حضرات صحابہ کرامؓ وتابعین کے حالات مین مروی ہوا ہے کہ وہ ختم کرتے تھے
قرآن مجید ایک رکعت مین بلکہ بعض ختم کرتے تھے مابین مغرب وعشا کے چار بار پس یہ سب
امور از قبیل کرامات ہین اسپر نہ اعتراض کرنا چاہیئے کذا قالہ الحجر۔ اور اسیطرح حق معرفت کا عقود الجمان
مین مذکور ہوا کہ کہا کردری نے کیا نہین دیکھتا تو طرف اس کلام خیر الانام صلعم کے کہ
آپنے فرمایا کہ حقتعالے نے داؤد کے لئے آسان کردیا قرارت کو کہ وہ حکم کرتے تھے اپنے
جانور کے کسنے کے لئے پس پڑہ لیتے تھے وہ زبور کو بمقدار اس توقف کے کہ زین اوسپر
باندہا جاتا تہا۔ عرفان جو مذکور ہوا اسکا مطلب یہ ہی کہ امام صاحب حقتعالے شانہ کی اون
صفات کی بالیقین عارف تھے جو اوسکی کبریائی وجلالت وعظمت پر دلالت کرتی ہین اس سے
یہ مراد نہین کہ امام صاحب ذات وصفات ربانی کے کنہہ کے عارف تھے کیونکہ یہ امر محالات سے
ہی بدلیل ماعرفناک حق معرفتک۔ اور بعض نے اسکی یون تاویل کی ہی کہ اس جملہ سے یہ

سنے ہین کہ مینے تجکو پہچانا حق معرفت تیری کا جو میرے لایق ہی اور میرے مبلغ علم مین ہی
اور یہی معنی ہین اس قول کے ورنہ معرفت کنہ ذات وصفات باری تعالے لئے محالات سے
ہی کیونکہ درصورتیکہ سید الانبیاء والمرسلین نے صاف یہ ارشاد فرمایا لااحصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علے نفسک تو اب باب معرفت مین کسکو گنجایش قیل وقال ہی۔ معہذا بروایات صحیحہ
ثابت ہوا کہ بروز قیامت مقام شفاعت عظمے مین رسول مقبول صلعم کے قلب مبارک مین وہ محامد
ومعارف واسماء جلیلہ وقت سوال الہام فرمائے جاوینگے جنکے ظہور سے یہ عالم تنگ ہی اس سے
صاف ظاہر ہوا کہ معارف وتجلیات وتطورات وشیونات ذات باری ہر آن نامحدود وا ور بی نہایت
ہین۔ اور امام صاحب کے تابعین ومقلدین کی نسبت جو بشارت مذکور ہوئی اسکا مطلب یہ ہی
کہ جو امام صاحب کے مذہب پر چلیے اور تعصب ونفسانیت سے محفوظ رہے اوسکا بالیقین خاتمہ
بالخیر ہوگا قیامت کے قائم ہونے تک پس ہمین صریح بشارت عظمے ہی امام صاحب کی مقلدین
وتابعین کے حق مین کذا فی الطحطاوی۔ اور روایت کیا خطیب نے خارجہ بن مصعب سے
کہ چار بزرگون نے داخل کعبہ مین ایک رکعت مین قرآن مجید ختم کیا اونمین سے ایک امام
صاحب ہین حفص بن غیاث نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپکو ایسی عبادت وریاضت شاقہ
برکس چیز نے قوی وثابت قدم کیا فرمایا کہ مینے بواسطہ اسماء مقدسہ آلہی کے دعا کی تہجی کے
حروف پر اور وہ دعا مقدمہ غزنوی مین مذکور ہے۔ اور بروایتے یہ مذکور ہوا کہ آپنے یہ فرمایا
کہ مینے دعا مانگی جناب باری مین اوسکے اسماء حسنے کے ساتھ مین بعد حروف معجمہ کے
جنکا مجموعہ ان دو آیتون مین مذکور ہے پہلے آیت محمد رسول اللہ آخر سورہ فتح تک۔ اور
دوسری آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ آہ۔ یحیے بن قطان کہتے ہین کہ جب مین
امام صاحب کو دیکھتا تہا تو پہچان لیتا تہا مین یہ کہ آپ ڈرتے ہین اللہ عزوجل سے۔ ایکروز
امام مسجد نے نماز صبح مین یہہ رکوع پڑہا ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون دفعۃً
امام صاحب کے جسم مبارک مین لرزہ پیدا ہوگیا اور عرق آگیا اور حالت غشی طاری ہوگئی۔
ابو الاحوص کہتے ہین کہ اگر کہا جاتا امام صاحب سے کہ تو وفات پاویگا تین دن کے
عرصہ مین تو جو اعمال وعباوات کہ آپ روزمرہ ادا فرماتے تھے اوس سے ترقی وزیادت

کسی بات مین نہین ہوتی۔ اسکا مطلب یہ ہی کہ امام صاحب کے جو روزمرہ رات دن کے عبادات واعمال حسنہ وافعال حمیدہ تھے اوسمین ایک سانس بیکار وزائد نتھا گویا بمرتبہ حق الیقین ہر وقت حضوری موت کی کیفیت آپکو حاصل رہتی تھی تو اب ایسے مرد خدا کی عبادت وطاعت کی شان جلیل کیا بیان کیجاوے وحضوری وخلوص قلبی کی لذت وحلاوت کیا لکھی جاوے **بیان زہد وورع وتقوی امام ابوحنیفہؒ** کا علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ جب مین کوفہ مین وارد ہوا تو مینے وہان کے اون شیوخ عظام سے جو بہت بڑے زاہد واتقی تھے دریافت کیا کہ اہل کوفہ مین سب سے زیادہ متقی کون شخص ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ امام ابوحنیفہ ہین چنانچہ اونکی شان تقوی اور ورع کا یہ حال تھا کہ آپنے ایک جاریہ خرید کرنیکا ارادہ کیا تو دس برس تک اور بروایتے بیس برس اس شک وشبہ کی تحقیق مین گذر گئے کہ یہ جاریہ کونسے قیدیون مین سے ہی تا کسی قسم کا شک وشبہ شرعی نہ باقی رہے بس نہ دیکھا مینے کسیکو امام صاحب سے زیادہ ورع وتقوے مین نہین قادر ہوسکتے تھے اہل کوفہ کہ ایسے مرد عالی رتبہ کی نسبت کوئی کلمہ خلاف شان کہین جسکے سامنے خزائن عامرہ اور اموال عظیمہ پیش کئے گئے اونہ قبول کیا او سکو اوذ مارا گیا وہ کوڑون سہے اور اوسنے صبر وشکر کیا اور عبادت کی اللہ کی ہر حال مین اور نہ داخل ہوا وہ اون آفات مین جسکے دوسرے لوگ طالب وخواہشمند تھے۔ مروی ہوا کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات امام ابوحنیفہ کی مدح وثنا فرمایا کرتے تھے اور جماعت عظیم اور جم غفیر مین علی رؤس الاشہاد آپ یہ فرماتے کہ کون ہی مثل اس امام ابوحنیفہؒ کے ورع اور تقوے مین۔ کذا فی فوائد المنیفہ۔ اور روایت کیا غنیز المارئی نے عبداللہ بن المبارکؒ سے کہ وہ فرماتے ہین کہ جب مین داخل ہوا کوفہ مین تو مینے علماء کوفہ سے دریافت کیا کہ تمہارے شہر مین سب سے بڑا کون عالم ہی تو سب نے بالاتفاق کہا کہ امام ابوحنیفہ ہین پھر مینے اونسے پوچھا کہ ورع وزہد وعبادت مین سب سے زیادہ کون ہی تو سبنے بالاتفاق کہا کہ امام ابوحنیفہ ہین غرض جن اخلاق حسنہ وصفات جلیلہ مین مینے اونسے دریافت کیا مگر کہ سب نے میرے سوال کے جواب مین بالاتفاق یہی کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کسیکو جو موصوف ہو کمال اوصاف حسنہ کے ساتھ

بیان زہد وورع وتقوی امام ابوحنیفہ کا

سواے امام ابوحنیفہؒ کے - ابو محمد حارثی ابی الحسن ابن محمد سے روایت کرتے ہین کہ کہا انہون نے
یہ کہ جسکو امام ابوحنیفہ کی مجالست وصحبت نصیب ہوئی تو اوسنے بعد اسکے حقیر یعنے کمتر جانا اور مردونکو
یعنے صفات حسنہ مین اور جسنے نظر کی امام ابوحنیفہؒ کے چہرہ مبارک کی زردی رنگ پر اور نحافت
جسمی پر پست ہوگئی ہمت اوسکی کوشش عبادت وریاضت مین - اور کہا مکی بن ابراہیم نے کہ مجکو
جماعت کوفیین مین مجالست ومصاحبت کا اتفاق ہوا مگر ندیکہا مینے اونمین کسیکو امام صاحب سے
زیادہ صاحب ورع وتقوے کا - اور کہا حسن بن صالح نے کہ تھے امام صاحب تقوے اور ورع
مین کامل اور محرمات سے نہایت خائف رہتے تھے یہانتک کہ بوجہ خوف شبہہ کے بہت حلال
چیزونکو چھوڑدیتے تھے پس نہین دیکہا مینے کسی فقیہہ کو امام صاحب سے زیادہ تر نفس کی حفاظت
اور روک مین اور احکام دینی کے حفظ واحتیاط مین اور اُسکا اہتمام کامل قبر تک اُنکو رہا - منقول ہوا
کہ امام صاحب ایک دن بازار مین چلے جاتے تھے کہ آپکے کپڑے پر بمقدار ناخن کے مٹی لگ گئی
اوسکے دہونے کے لئے آپ کنارہ دجلہ پر تشریف لیگئے لوگون نے عرض کیا کہ اے امام مقدار معین
کی معافی کی تو رخصت دیتا ہی اور تو اس مقدار خفیف کی مٹی کو دہوتا ہی - فرمایا کہ وہ فتوے ہی اور
یہ تقوے ہی جیسا کہ رسول مقبول صلعم نے آدہی روٹی کی اجازت ذخیرہ کرنیکی ندی اور عورات
کے لئے قوت ایکسالہ رکہا - نضر بن محمد کہتے ہین کہ نہین دیکہا مینے کسی فقیہہ کو زیادہ تر سخت
تقوے مین امام صاحب سے زیادہ - اور کہا یزید بن ہارون نے کہ مینے لکہی ہین ایکہزار علما
جنسے مینے علم حاصل کیا مگر نہ دیکہا مینے اونمین سے کسیکو امام صاحب سے زیادہ ورع وتقوے
وحفظ لسان مین - حسن بن زیاد کہتے ہین قسم ہی اللہ کی نہین قبول کیا امام صاحب نے کسی امرا
وحکام وخلفاء وقت سے نہ جائزہ نہ ہدیہ - روایت صحیحہ سے منقول ہوا کہ امام صاحب تجارت
کیا کرتے تھے ریشم کی اور اس کام مین آپ خوب ماہر کامل تھے دکان آپکی کوفہ مین تھی اور چند
اشخاص اس کام مین آپکے شریک تھے کہ وہ شہر کا اس کام کی خرید وفروخت مین سفر کیا کرتے
تھے اور مال تجارت بیچا کرتے تھے - اور امام صاحب اپنی ذات سے مستغنی تھے طمع کی طرف
مطلق خیال نہ تھا چنانچہ خلیفہ منصور کیجانب سے آپکو تیس ہزار درم بدفعات پہونچے آپنے
اوس سے کہا کہ اے امیر المومنین مین بغداد مین مسافر ہون اور میرے پاس لوگونکی امانتین

اور امانتین ہین پس میرے پاس کوئی ایسی جگہہ نہین ہی جہان مین ان دراہم کو رکھون تو انکو بیت المال مین محفوظ رکھ اوسنے آپکے اس کہنے کو قبول کیا پس ہرگاہ کہ آپنے انتقال کیا اوسوقت سب کی ودیعتین بیت المال سے برآمد ہوئین اور سبنے اپنی ودیعتون وامانتون کو پایا۔ یہ حال خلیفہ منصور کو معلوم ہوا تو اوسنے کہا کہ خدع کیا ہمسے ابوحنیفہؒ نے ۔ اور بروایت مصعب مذکور ہوا کہ خلیفہ منصور نے امام صاحب کو دسہزار درم عطا کئے آپنے اس خوف سے کہ اگر مین اوسکے اس عطیہ کو رد کرونگا تو خلیفہ انکو رنج ہوگا اور اگر قبول کرتا ہون تو حفظ دین مین خلل واقع ہوتا ہی لہذا آپنے اس باب مین مجھسے مشورہ کیا مینے کہا کہ یہ مال اوسکی آنکھہ مین بہت ہی جب تو بلایا جاے اس مال کے قبضہ کے لئے تو یہ کہنا کہ میری یہ امید نتھی امیرالمومنین سے چنانچہ جب آپ بلاے گئے اوس مال کے قبضہ کے لئے تو آپنے وہی جواب دیا اسکی خبر خلیفہ منصور کو پہونچی اور روک لیا وہ عطیہ جب سے آپکی یہ عادت التزامی ہوگئی کہ اپنی اس قسم کی کارروائی مین میرے سوا دوسرے سے آپ نہین مشورہ لیتے تھے قاضی ابوعبداللہ حمیریؒ یحیےٰ حمانی سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ قریب زمانہ ایک سال مین امام ابوحنیفہ کی خدمت مین حاضر رہا پس نہ دیکھا مینے آپکو دنمین حالت افطار مین اور نہ رات کو مگر حالت قیام مین اور نہ داخل ہوئی انکی شکم مین کسیکے مال سے کوئی شے ۔ خطیب نے علی بن حفص بزاز سے روایت کی کہ حفص بن عبدالرحمن تجارت مین امام صاحب کے شریک تھے سوآپنے حفص کے پاس تہانونکی گٹھری بھیجی اور یہ فرمادیا کہ فلان کپڑے مین نقصان ہی فروخت کرنیکے وقت خریدار پر عیب اوسکا ظاہر کردینا سو حفص نے اونکو فروخت کیا مگر وقت بیع کے مشتری سے اوسکا عیب ظاہر کرنا بھول گئے جب امام صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو آپنے تمام مال کی قیمت خیرات کردی کذا فے الطحطاوی عن السیوطی اور علامہ ابن حجر مکی اس روایت کی نقل مین اتنا اور زیادہ لکھتے ہین کہ اوس مال کی قیمت تیس ہزار درم کی تھی مگر شک وشبہ کیوجہ سے کل خیرات کردیا اور شریک سے باہم فیصلہ کرلیا روایت کیا اسکو حسنؒ بن زیاد نے ۔ اور معدن مین یہ روایت اسطرح مذکور ہوئی کہ بشر نام ایک شخص امام صاحب کا شریک تھا امام صاحب نے اوسکے پاس ستر تہان بھیجے اور لکھا کہ ان تہانونمین ایک تہان ناقص ہی یہ بات خریدار سے ظاہر کردینا مگر وہ وقت فروخت کرنیکے وہ نقصان

ظاہر کرنا بھولگیا لہذا امام صاحب نے کل مال کی قیمت خیرات کردی۔ و نیز معدن مین مذکور ہوا کہ ایک بوڑھیا امام صاحب کے پاس ایک تھان خریدنیکو آئی ایک تھان دیکھکر اوسنے کہا کہ مین ضعیف و غریب ہون تمکو یہ تھان جتنے مین پڑا ہو مجھے دو فرمایا چار درم کو یہ سنکر وہ بولی کہ آپ مجھسے ٹھٹھ کرتے ہین مین عمر مین آپ سے زیادہ ہون فرمایا مینے دو کپڑے ساتھ خرید کیئے تھے ایک چار درم کم دو نو نکی قیمت مین برابر بک گیا تو چار درم کو بیچا کذا فے التہذیب۔ وکیع فرماتے ہین کہ امام صاحب نے التزام کرلیا تھا اپنے نفس پر کہ اگر کسی بات پر کلمہ حلف زبان پر اگیا تو ایک درم خیرات کرونگا پھر آپنے یہ التزام کیا کہ ایک دینار خیرات کرونگا چنانچہ اگر اتفاق حلف ہوجاتا تو آپ ایک دینار خیرات کرتے تعظیما لاسم اللہ تعالی شانہ۔ حفص کہتے ہین کہ مین تین برس امام صاحب کا ہم صحبت رہا پس نہ دیکھا مینے آپ کو کسی عمل مین پوشیدگی کی حالت سے ظاہر مین زیادہ کرتے ہوئے اور جب آپ پر کوئی شبہ کسی شے مین پیدا ہوتا تہا تو آپ اوس شبہ کو نکالڈالتے تھے اگرچہ تمام مال کے نکالنے سے وہ شبہہ رفع ہو۔ حضرت داوٗد طائی فرماتے ہین کہ مین بیس برس تک امام صاحب کے ہم صحبت رہا اور اس عرصہ مین شبانہ روز آپکے انفاس و اوقات کا نگران حال رہا مگر مینے اس زمانہ طویل مین جلوت و خلوت مین کبھی سر برہنہ آپکو نہ دیکھا و نیز اس مدت دراز مین واسطے آرام و استراحت کے کبھی پاؤن دراز کیئے نہ دیکھا ایک بار مینے آپ سے کہا کہ اے امام دین خلوت مین اگر پاؤن دراز کرلے تو اسمین کچھ حرج نہین ہی آپنے فرمایا کہ اے داوٗد خدا ہی تعالے کے ساتھ ادب مین کوشش کرنا خلوت مین اولی ہی۔ مطلب یہ کہ آپکے ظاہر و باطن مین کسی قسم کا تغایر و خلاف نتھا بلکہ یکسان و برابر تہا۔ سہل بن مزاحم کہتے ہین کہ ہم امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے پس نہ دیکھتے تھے ہم آپکے گھر مین سواے بواری کے جسکو ہندی مین بوریا و چٹائی کہتے ہین کسی نے کہا آپ سے کہ اے امام تجھپر دنیا پیش کیگئی اور تیرے متعلق اہل و عیال ہین فرمایا کہ اللہ تعالے عیال کا کفیل و رزاق ہی اور میری ذاتی ایک مہینہ کی قوت خورش کے لیئے دو درم کافی ہین لہذا جمع کرنا ہو تمین اونکے واسطے جو فقرا و سائلین ہین۔ اور حق تعالے مطیع و نافرمان دونون کو صبح و شام رزق پہونچاتا ہی اور پڑہی آپ نے یہ آیت وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کے رفقا مین سے ایک شخص یا ہیچ

کے ارادہ سے چار مہینہ کے لئے گیا اور اپنی ایک جاریہ امام صاحب کے پاس چھوڑ گیا
چار ماہ کے بعد وہ حاضر ہوا اور امام صاحب سے اوسکا حال دریافت کیا کہ آپنے اسکو خدمتمین
کیسا پایا فرمایا کہ تلاوت قرآن مجید کیا کرتی تھی اور عصمت وعفت وحفظ دین کے ساتھ رہی نہین
دیکھا مینے اسکو گھر سے باہر نکلتے ہوئے یہانتک کہ تو آگیا پھر اوسنے جاریہ سے پوچھا کہ تونے
امام صاحب کے اخلاق وصفات کیسے پائے اوسنے کہا کہ ندیکھا مینے اور نہ سنا مینے مثل اوسکا
نہین دیکھا مینے اوسکو کہ غسل کیا ہو اوسنے رات مین اور دن مین جنابت سے اور ندیکھا مینے
دنکو حالت افطار مین کبھی اور تھے آپ کہ آخر شب مین کچھ کھا لیتے تھے پھر ایک نوم خفیف کے
بعد نماز فجر کے لئے جاتے تھے۔ منقول ہوا کہ ایک عورت ریشمین کپڑا لیکر بیچنے کے ارادہ سے
امام صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سو درم اوسکی قیمت کے کہے آپنے فرمایا کہ یہ سو درم سے
زیادہ ہے اوسنے سو سو درم بڑہائے یہانتک کہ چار سو درم کی نوبت پہونچی آپنے فرمایا کہ یہ
چار سو سے بھی زیادہ ہی اوس عورت نے کہا کیا آپ مجھسے مزاح فرماتے ہین فرمایا تو اپنی ساتھ
کسی مرد کو لے آوہ لے آئی تب آپنے خریدا وہ کپڑا پانسو درم مین اور فرمایا کہ اگر مجکو خوف نہوتا اللہ
تعالے سے اس بات کا کہ ضائع ہو جائیگا علم دین تو نہ فتوے دیتا مین کسیکو۔ منقول ہوا کہ ایک
بکری کوفہ مین گم ہو گئی آپنے لوگون سے دریافت کیا کہ بکری کتنے برس جیتی ہی کسینے کہا کہ
سات برس آپنے سات برس بکری کا گوشت چھوڑ دیا بوجہ غایت زہد وورع کے یعنی صرف
بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ بکری منصوبہ باقی رہی ہو اور کھانے مین آجاوے اور
قلب مین قساوت وظلمت پیدا ہو اسواسطے کہ غذاء حرام کی شان سے ضرور ہی کہ قلب مومن
مین باعث حدوث قساوت وتاریکی کی ہوتی ہی اگرچہ ایسی صورت مین عین حرام کے
نامعلوم ہونے سے معصیت شرعی منتفی ہی مگر طریق تقوے ومسلک زہد وورع سخت دشوار
ہی چنانچہ اسی غایت احتیاط واجتناب کے ذریعہ سے اہل تقوے نورانیت قلبی وصدق وصفائے
باطن مین سبقت لے گئے دوسرون پر اور بدولت حفظ دین وتقوے کے لقاء الٰہی وشہود
انوار غیبی ونزول تجلیات خاص ذات باری کے مستحق واہل ہوئے ان اولیاؤہ الا المتقون۔
حقتعالے اونکی شان مین فرماتا ہی۔ و نیز دیکھا آپنے اون ایام مین کہ لشکر مین سے بعض نے

بکریکا گوشت کھاکر اوسکے فضلہ کو کوفہ کی نہر مین پھینکدیا آپنے مچھلی کی عمر دریافت کرکے اُتنی مدت
تک مچھلی کھانی چھوڑدی ۔ اور کہا بعض ائمہ اصحاب شافعی اوستاد ابو القاسم قشیری نے اپنی کتاب
کے باب التقوے مین کہ امام صاحب نہین بیٹھتے تھے اپنے قرضدار کے درخت و دیوار کے سایہ
مین اور یہ فرماتے کل قرض جر منفعة فهو ربوا یزید بن ہارون نے کہا کہ اس زہد و تقوے سے
زیادہ کیا تصور کیا جاوے ۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ مین نہین سمجھتا ہون یہ کہ اس مرتبہ کا
تقوے و زہد سب پر واجب ہو البتہ خاصکر عالم کو چاہیئے کہ اپنے نفس کے لئے تقوے و عمل مین
اختیار کرے زیادہ اون سے جنکو بتاتا ہی وہ ورع و تقوے کیطرف منقول ہوا کہ امام محمد
طالب علمی کے زمانہ مین بہت شکیل و جمیل تھے امام صاحب نے بجز ایک دفعہ کے اونکو بی ڈاڑہی
کا نہ دیکھا چنانچہ ستون مسجد کی آڑ مین بٹھاکر اونکو تعلیم فرماتے تھے کذا فی معدن الیواقیت ۔
منقول ہوا کہ ایکبار ایک مجوسی نے امام صاحب کو مقید کیا وہان حسب اتفاق ایک ظالمین سے
آیا اور اوسنے آپ سے یہ کہا کہ مجکو یہ قلم تراشدے آپنے انکار کیا ہرچند اوسنے اصرار کیا مگر
آپنے نہ تراشا اور یہان مراد تراشنے سے لکھنا ہی اور یہ فرمایا کہ مجکو خوف ہی اسکا کہ مین اوس قوم
مین محشور ہون جنکی نسبت خدتعالے فرماتا ہی احشروا الذین ظلموا و ازواجهم آه ونیز مروی ہوا
کہ ایک دن آپکے شاگردونے کہا کہ لوگ آپکی نسبت یہ کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رات کو نہین
سوتے ہین یہ سنکر آپنے فرمایا کہ آج سے مینے نیت کی اسکی کہ اب کبھی نہ سوونگا رات کو
اوسنے کہا کہ یہ کیون فرمایا آپنے کہا کہ خدتعالے بعض اپنے بندونکی نسبت ارشاد فرماتا ہی
ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا یعنے دوست رکھتے ہین یہ کہ مدح کئے جاوین نکی ہوئی
باتون پر اب مین کبھی اپنا پہلو نہ کہولونگا زمین پر تاکہ اوس قوم سے نہون جب سے نماز عشا
کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے فرحمة الله علیه و رضوانه غرض اسیطرح امام صاحب کی ورع
و تقوے مین آثار کثیرہ وارد ہوی ہین جنکا بیان اس مختصر مین محال ہی ضروری چند
حکایات پر اکتفا کیا گیا چنانچہ صاحب در مختار اس مقام مین لکھتے ہین کہ بالجملہ امام ابوحنیفہ
کے زہد و تقوے و عبادات و علم و فہم مین دوسرا کوئی شریک نہین یعنے بے مثل و
بے نظیر ہین وبالجملة فليس ابوحنيفة في زهده وورعه وعبادته وعلمه وفهمه بمشارك انتهى

بیان ایثار و سخاوت و قناعت امام ابو حنیفہ

بیان ایثار و سخاوت و قناعت امام ابو حنیفہؒ ۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ اپنے اصحاب و رفقا سے بہت تواضع و اکرام و مواسات و مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی قدر و منزلت کے لایق مسلوک ہوتے تھے اور ہر ایک کے کام مین بالامکان امداد و اعانت فرماتے یہانتک کہ جسکو ضرورت نکاح کی پیش آتی اوسکے ضروری سامان کا اہتمام فرمادیتے ۔ ایکبار امام صاحب نے اپنی ہمنشینو مین سے ایک شخص کو ملباس شکستہ و بوسیدہ دیکھکر یہ فرمایا کہ تو یہین بیٹھا رہ وہ بیٹھا رہا یہانتک کہ جب لوگ متفرق ہو گئے تب اوس سے یہ فرمایا کہ جو کچہہ مصلے کے نیچے ہو اوسکو نکال لے دیکہا تو ہزار درم تھے وہ لیکر چلا گیا اور اپنے حوائج مین صرف کیا ۔ امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ سائل کو ناکام ہرگز نہین چھوڑتے تھے یعنی حتی الامکان اوسکی ضرورت و حاجت کا انصرام فرمادیتے ۔ منقول ہوا کہ جب امام صاحب کے صاحبزادہ حضرت حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو آپنے اونکے معلم کو پانسو درم اور بروایتے ہزار درم دیے معلم نے کہا کہ مینے کیا کیا جو آپنے مجکو یہ دیا یہ سنکر امام صاحب خود تشریف لے گئے اور بعد عذر کے یہ فرمایا کہ نہ جان تو حقیر اوس چیز کو جو تو نے میرے لڑکے کو تعلیم کی قسم ہی اللہ کی اسوقت اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو مین تجکو بیدریغ دیتا تعظیماً و اکراماً للقرآن ۔ و نیز عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ اپنے مال تجارت کے کل نفع کو جمع کر کے ہر سال بغداد شریف کو بھیجتے اور وہ مال حضرات شیوخ محدثین کے حوائج مین صرف ہوتا تہا یعنی اُنکے قوت و لباس وغیرہ مایحتاج کی کفالت اوسی مال سے ہوتی تھی اور جو ان مصارف کے بعد باقی رہ جاتا وہ اونہین حضرات کو دیدیا جاتا تہا اور آپ یہ فرماتے کہ یہ مال تم اپنے حوائج مین صرف کرو اور اُسپر کسیکی تعریف و ثنا نکرو مگر اللہ تعالی کی پس بتحقیق کہ مینے تمکو نہین دیا ہی اپنے مال مین سے کچہہ یہ سب اللہ کے فضل سے ہی جو اوسنے میرے ساتھ پہونچایا ہی ۔ وکیع فرماتے ہین کہ امام صاحب نے مجھسے فرمایا کہ نہین مالک ہوا مین چار ہزار درم سے زیادہ چالیس برس سے مگر کہ مینے اوس زیادہ کو صرف کر دیا یعنے چار ہزار درم تک اپنے پاس رکہے بدلیل قول سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کہ آپنے فرمایا چار ہزار درم اور مادون اسکا نفقہ ہی اور اگر نہوتا مجکو خوف اسکا کہ

وقت ضرورت اہل دنیا سے مشغولی پیدا ہو تو نہ کہتا مین اپنے پاس ایک درم بھی۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ تھے امام صاحب کثیر الصدقہ یعنے خیرات کرنے والے بہت اور جسقدر کہ مال آپ کو حاصل ہوتا تہا اوسمین سے نہین چھوڑتے تھے مگر کہ آپ صرف کر دیتے تھے اوسکو اور البتہ تحقیق کہ میرے پاس اسقدر ہدایا آئے کہ مین اونکی کثرت سے متوحش ہوا اور اوسکے شکایت کی مینے امام صاحب سے آپنے فرمایا کہ اگر دیکھتا تو اون ہدایا کو جو سعد بن عروبہ کے پاس کثرت سے آتے تھے اور عادات امام صاحب سے تہا کہ آپ نہین چھوڑتے تھے محدثین مین سے کسیکو مگر کہ اونکے ساتھ نیکی و سلوک کرتے تھے وسعت اور فراخی کے ساتھ۔ حضرت مسعر فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ نہین خریدتے تھے آپ اپنے عیال ونفس کے لئے لباس یا از قسم فواکہ وغیرہ مگر کہ پہلے اوس سے آپ واسطے علماء و شیوخ کے خرید لیتے تھے مثل اوسکے۔ و نیز جب آپ اپنے عیال کو نفقہ دیتے تو اوسیقدر خیرات کرتے اور جب نئے کپڑے پہنتے تو اوتنی ہی قیمت اہل علم کی تواضع کہتے اور جب کہانا تناول فرماتے تو اوس سے دو چند فقرا کو دیتے۔ امام ابو یوسف کہتے ہین کہ عادات امام صاحب سے تہا کہ آپکی دی ہوئی چیز پر جو شخص کہ شکر ادا کرتا تو آپ مغموم ہوتے اور یہ فرماتے کہ رب کریم کا شکر ادا کر کہ اوسنے تیرا رزق تجکو پہونچایا اور مین آپکی صفات جلیلہ وعادات حمیدہ کا کیا حال بیان کرون کہ آپنے میری اور میری عیال کی بیس برس تک کفالت کی اور جب مین آپ سے یہ کہتا کہ نہین دیکہا مینے تجہسے زیادہ کسیکو جواد وسخی تو آپ یہ فرماتے کہ کیا کہتا تو اگر حماد کو دیکھتا نہین دیکہا مینے حماد سے زیادہ مجموعہ خصائل حمیدہ۔ اور اہل کوفہ امام صاحب کے باب مین اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ حقتعالے نے اوسکو زینت دی علم وعمل کے ساتھ اور سخاوبذل واخلاق قرآن کے ساتھ جو اوسمین تھین شقیق کہتے ہین کہ مین امام صاحب کے ہمراہ تہا کہ ایک شخص آپکو دیکھتے ہی روپوش ہوگیا اور اوسنے دوسری راہ سے نکلنا چاہا امام صاحب نے دیکھکر اوسکو پکارا اور اپنے پاس بلاکر اوس سے یہ فرمایا کہ اے شخص تو مجکو دیکھکر کیون روپوش ہوگیا اوسنے عرض کیا کہ آپ کے مجہپر دسہزار درم قرض ہین اور اوسکو زیادہ زمانہ گذر گیا اور مجہپر ان دنون مین عسرت و تکلیف زیادہ ہی اس لئے مجکو آپ سے شرم آئی اور مینے یہ راہ چھوڑدی فرمایا سبحان اللہ تو اپنی

مراد کو پہونچگیا ہے مینے وہ کل درم تجکو بخشدیئے اور اسکی گواہی دیتا ہون مین اپنے نفس پر
پس تو نہ روپوش ہو مجہسے اور معاف کر مجکو اوس بات سے جو تیرے دلمین میری طرف سی
پیدا ہوئی - شقیق فرماتے ہین کہ یہ معاملہ دیکھکر مینے اپنے دل مین یقین کیا کہ یہ شخص اپنے
زہد مین صادق ہے - اور فضیل کہتے ہین کہ تھے امام صاحب مشہور و معروف کثرت افضال مین
اور قلت کلام مین اور اکرام علم مین اور اہل علم مین - کشر کیے فرماتے ہین کہ عادات امام صاحب
سے تھا کہ آپ غنی کردیتے تھے اوس شخص کو جو آپ سے علم دین حاصل کرتا تھا اور اوسکے
حصول اطمینان کے لئے اوسکی عیال کے حوائج کا انصرام و اہتمام فرمادیتے اور جب وہ
پڑھ کر فارغ ہوجاتا تو آپ اوس سے یہ فرماتے کہ بہ تحقیق اب تو پہونچگیا بہت بڑی دولت اور
غنا کو یعنے بوجہ حاصل ہونے معرفت احکام حلال و حرام کے - منقول ہوا کہ ابراہیم عیینہ رد کے
گئے بابت قرضہ کے اور وہ قرضہ چار ہزار درم سے زیادہ تہا پس ارادہ کیا اونکے بعض احباب
ورفقا نے کہ بطور چندہ یہ قرضہ اونکا ادا کردیا جائے جب یہ خبر امام صاحب کو پہونچی تو آپ نے
کل زرچندہ اون اشخاص کو واپس کردیا اور کل قرضہ اونکا اپنے پاس سے ادا کردیا کہ اس درمیان
مین ابراہیم بن عیینہ کے پاس کسی نے ہدیہ بھیجا اونہون اوسکا معاوضہ و بدل المضاعف کیا امام صاحب
نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو ایسا کریگا تو مین ہدیہ نہ دیتا تجکو ابراہیم بن عیینہ نے کہا کہ آپ ایسا
نہ کہین پس بہ تحقیق کہ فضیلت واسطے سابق کے ہے کیا تو نے نہین سنی وہ حدیث جو مجہہ سے
بیان کی ہیثم نے ابی صالح سے جسکی روایت کا سلسلہ رسول مقبول صلعم تک پہونچتا ہے
کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جو شخص تمہارے ساتھ کوئی نیک کام کرے تو اوسکا معاوضہ
کرو اور اگر نہ پاؤ اُسکا معاوضہ تو ثنا کرو اوسکی یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث مجھکو
محبوب ہے اس سب مال سے - ایک شخص نے حکیم بن ہشام الثقفی سے کہا کہ خبر دے مجکو امام
صاحب کے حالات و عادات سے اُنہون نے کہا کہ تھے امام صاحب سب آدمیون سے زیادہ
امانت مین اور ہر چند ارادہ کیا خلیفہ وقت نے یہ کہ سونپے اونکو خزانون کی کنجیان و در صورت
نہ قبول کرنے کے مارے جاوین اوسپر تازیانے مگر باایہمہ اختیار کیا اوسنے انواع مصائب و
شدائد دنیا کو عذاب آخرت پر یہ سنکر اوس شخص نے کہا کہ نہین دیکھا مینے کسیکو جو موصوف ہو

ان صفات حمیدہ سے جو تو نے بیان کین ہشام نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی امام ابوحنیفہ ایسا ہی تھا جیسا کہ تو نے کہا - اور ابونعیم وفضل بن دکین کہتے ہین کہ تھے امام صاحب دیانت مین بیباک تر اور امانت مین کامل تر - منقول ہوا کہ ابوجعفر منصور خلیفہ نے حسن بن قحطبہؒ کے ہاتھ امام صاحب کو بیس ہزار درم بھیجے آپنے اوسوقت اونکار دکرنا مصلحت نہ سمجھا یعنی نہ معلوم کہ اسمین کیا فتنہ پیدا ہو لہذا آپ نے اپنے بیٹے حماد کو وصیت کی کہ ان دراہم کو حسن بن قحطبہ کو واپس کر دینا اونہون نے بہ تعمیل وصیت امام صاحب کی وفات کے بعد وہ دراہم حسن بن قحطبہ کو واپس کر دیئے - اُسوقت کہا حسن نے کہ اے حماد رحمت کرے اللہ تیرے باپ پر البتہ تحقیق کہ تھا وہ کمال مستقیم اور حریص اپنے حفظ دین و غایت ورع و تقوے پر - منقول ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے سامنے جب امام صاحب کا سلسلہ ذکر خیر شروع ہوتا تو آپ وہ اذکار خیر سنکر یہ فرماتے کہ ای حاضرین تم ذکر خیر کرتے ہو ایسے مرد جلیل القدر کا جسکے سامنے دنیا بتمامہا پیش کیگئی اور وہ اوس سے بہاگا اور ظالمین و حاکمین وقت کی صحبت اوسنے نہ اختیار کی باوجود اونکے کمال اصرار و طلب کے اور تہدید و تعذیب کرنیکے اور نہین قبول کیا خلفا و امرا کا ہدیہ کبھی قلیل یا کثیر - اور فضیل فرماتے ہین کہ تھے امام صاحب فقیہہ کامل اور معروف بالفقہ اور مشہور بالتقوی اور کثیر المال اور بڑے جواد و سخی تھے عموماً یعنی سب بندگان خدا کے ساتھ اور اپنے نفس پر نہایت صابر تھے اور شب و روز مسائل دینی مومنین کو تعلیم فرماتے تھے اور اس وضاحت و سہولت کے ساتھ بیان فرماتے یہانتک کہ مخاطب اچھی طرح سمجھ لیتا - اور امرا و سلاطین سے نہایت درجہ متنفر و ہارب تھے اور بڑے رحم دل و کم سخن تھے - منقول ہوا کہ خلیفہ منصور اور اوسکی زوجہ کے باہم مخاصمہ واقع ہوا یعنی جبکہ اوسکی عورتین بہت ہو گئین تو اوسکی بی بی اوس سے عدل و مساوات کی طالب ہوئی اور انجام کار اوسنے اپنی رضامندی اسمین ظاہر کی کہ اس معاملہ کے تصفیہ مین امام صاحب بطور حکم یعنی منصف مقرر کئے جاوین چنانچہ امام صاحب تشریف لائے اور وہ بی بی پردہ کے پیچھے بیٹھین اوسوقت خلیفہ منصور نے امام صاحب سے یہ سوال کیا کہ مرد کے لئے کتنی عورتین حلال ہین فرمایا کہ چار پھر اوسنے پوچھا کہ لونڈیوں مین فرمایا کہ لونڈیو نمین سے جتنی چاہے - یہ سنکر خلیفہ نے کہا کہ جائز ہے کسیکو یہ کہ سمجھے خلاف اس حکم کے آپنے فرمایا کہ نہین خلیفہ نے اپنی بی بی سے کہا کہ سن لے

تو اس حکم کو یہ سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین یہ حکم جو بیان کیا گیا حق تعالے نے
حلال کیا ہے واسطے اہل عدل کے اور اگر کوئی عدل نہ اختیار کرے تو ایک ہی بی بی کرنا چاہیے جیسا کہ
فرمایا حقتعالے نے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة پس لایق ہی ہمکو کہ ہم متادب ہوں آداب
الٰہیہ کے ساتھ اور موعظت حاصل کرنے والے ہوں مواعظ الٰہیہ سے یہ سنکر خلیفہ منصور خاموش
ہوگیا جب امام صاحب وہاں سے رخصت ہوے تو خلیفہ منصور کی بی بی نے ہدیہ بعقول آپکے لئے
بھیجا امام صاحب نے اوسکو پھیر دیا اور یہ فرمایا کہ مینے خالصاً ومخلصاً یہ حکم شریعت مصطفوی کا
بیان کیا ہی اسمین مجکو نہ کسیکی قرب و رضا مطلوب ہی اور نہ حصول متاع دنیا مقصود ہی۔ بیان

بیان عقل وفراست امام ابوحنیفہ رح

عقل وفراست امام ابوحنیفہ رح۔ روایت کیا خطیب نے ابن مبارک رح سے کہ انہوں نے کہا کہ
نہیں دیکھا مینے کسی شخص کو عقل وفہم مین امام ابوحنیفہ رض سے زیادہ اور دوسری روایت مین
مذکور ہوا کہ اونہوں نے کہا کہ اگر تولی جاوے عقل امام ابوحنیفہ رض کی نصف اہل زمین کی عقل کے ساتھ
تو غالب آوے اوسکی عقل اونکی عقل پر۔ اور علی بن عاصم کہتے ہین کہ اگر سارے جہان کی عقل
تولیجاتی تو امام ابوحنیفہ کی عقل سب سے زیادہ ہوتی یعنے اونکے زمانہ مین۔ کذا فی المعدن
خلیفہ ہارون رشید کے سامنے امام صاحب کا ذکر خیر شروع ہوا اوسنے سنکر کہا کہ رحمۃ اللہ علیہ
اور پھر یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتے تھے اوس چیز کو جو نہین دیکھتا ہے
غیر اوسکا اپنے سر کی آنکھ سے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رح کی عقل
ظاہر ہوتی تھی اونکی گویائی مین اور رفتار مین و مدخل و مخرج اور جملہ افعال مین۔ اور حضرت خارجہ
کہتے ہین کہ مینے ایک ہزار علماء سے ملاقات کی اور انمین سے مینے تین یا چار عاقل پاے انمین
سے ایک امام ابوحنیفہ ہین۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مین بہت آدمیون سے ملا مگر نہ پایا
مینے کسیکو زیادہ عاقل اور عالم اور متقی امام صاحب سے۔ اور امام ابو یوسف نے کہا کہ نہین دیکھا
مینے کسیکو عقل مین کامل اور مروت مین پورا امام صاحب سے زیادہ۔ اور کہا یحیی ابن معین نے
کہ تھے امام صاحب زیادہ عاقل اس سے کہ تکذیب کیجاوے اونکی۔ اور نہین سنا مینے کسی سے
جو امام صاحب کے اوصاف حمیدہ بیان کرتا ہو جیسا کہ ابن مبارک بیان کیا کرتے تھے۔ اور کہا
امام شافعی رح نے نہین مقابلہ مین آئین عورتین کسی شخص سے جو زیادہ عاقل ہو امام ابوحنیفہ سے

اور کہا بکر بن جیش نے کہ اگر جمع کیجاتی عقل امام ابوحنیفہ کی اور عقل آپکے اہل زمانہ کی تو
البتہ غالب آتی عقل امام ابوحنیفہ کی اون سبکی عقلون پر۔ اور کہا ابن شبرمہ نے کہ عاجز ہوگئین
عورتین یہ کہ جنین مثل تیری اے امام تجہپر علم دین مین نہین ہے کچہہ مشقت و تعب یعنی حقتعالی
نے تجہپر مشکلات دین آسان فرمادین اسیطرح دولت خداداد فراست و ذکاوت امام صاحب کا
یہ حال تہا جو بتصریح صدر دیگر ابواب مین پایہ ثبوت کو پہونچا کہ اکابر ائمہ دین آپ کی ذکاوت و
فراست خداداد پر بالاتفاق تحسین و آفرین کرتے تھے اور آپکے رموز و اشارات کے سمجہنے مین
عاجز و حیران ہوتے تھے۔ اور فی الواقع ترقی و کمال ان صفات جلیلہ کا متعلق نور ایمان سے
ہے پس جسقدر نور ایمانی غالب ہوگا اوسیقدر عقل و فراست مین ترقی و کمال ظہور پذیر ہوگا
حدیث شریف مین وارد ہوا اتقوا فراسة المومن فانہ ینظر بنور اللہ اسجگہہ بنظر اختصار چند حکایات
مناسب مقام نقل کیجاتی ہین کہ امام صاحب نے اپنی ایک جماعت اصحاب کی نسبت خبر دی کہ
تم ہر ایک کو فلان فلان امور پیش آوینگے پس جیسا کہ آپنے جسکی نسبت ارشاد فرمایا تہا اوسکو
ویسا ہی پیش آیا مثلاً حضرت داود طائی کی نسبت فرمایا تہا کہ تو گوشہ عبادت اور عزلت اختیار
کریگا ویسا ہی ہوا۔ امام ابو یوسف کی نسبت یہ فرمایا کہ تو فالودہ کہا دیگا ایسا ہی ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید
کے وقت مین وہ قاضی القضاۃ ہوئے اور اوسکے بہت بڑے مصاحب و قرین و جلیس ہوئے
ایک زمانہ مین امام ابو یوسف نے امام صاحب سے اپنی عسرت کی شکایت کی تھی امام صاحب نے
اوسکے جواب مین یہ فرماتہا کیف بک وانت تاکل الفالوذج یعنے تیرا کیا حال ہے تو تو فالودہ
کہاتا ہے چنانچہ جب امام ابو یوسف ہارون رشید کی خلافت مین سلسلہ علماء دین مین مستثنی و ممتاز
ہوئے تو ایکبار خلیفہ نے بنظر اظہار مزید خصوصیت و نیاز قلبی فالودہ آپ کے سامنے پیش
کیا اوسکو دیکہکر امام ابو یوسف ہنسے خلیفہ نے ہنسنے کا سبب پوچہا تب اُنہون نے یہ سب حکایت
امام صاحب کی نقل فرمائی اور یہ تمامی حکایات از قبیل کرامات ہین و کرامات الاولیاء حق
منقول ہوا کہ امام ابو یوسف سن طفولیت مین اپنی مان کے پاس سے بہاگ کر امام صاحب کے
پاس آتے جب اونکی مان نے اکثر شکایت کی تو آپنے اونکو حوالہ کردیا پہر بھی ایسا ہی اتفاق
ہوا اور کیون نہ بہاگ آتے کہ وہ انجام کار بدولت شرف ملازمت و رفاقت حضرت امام اعظم

کے فضائل وکمالات علمی مین امام ثانی ہوئے اور باعث کمال رونق وترقی مذہب حنفی ہوے ملا علی قاری اس حکایت کو باب کرامات امام صاحب مین نقل کرتے ہین ۔ اسیطرح جب خلیفہ منصور نے حضرت سفیان ثوریؒ وحضرت مسعرؒ وحضرت امام ابوحنیفہؒ وحضرت شریکؒ کو عہدہ قضاۃ کے لئے طلب کیا اُسوقت امام صاحب نے فرمایا کہ مین اتم لوگونکے باب مین اپنا تخمین وقیاس ظاہر کرتا ہون وہ یہ کہ مین تو اوسوقت حیلہ کرونگا اور سفیان راہ مین سے بھاگ جاویگا اور مسعر مجنون ہوجاویگا اور شریک اوس بلا مین مبتلا ہوجاویگا چنانچہ جب یہ سب حضرات مذکورین خلیفہ منصور کے پاس بغداد شریف کو روانہ ہوے راہ مین ایک جگہہ سفیان ثوری نے سپاہیان ہمراہی سے کہا کہ مین قضاء حاجت کے لیئے جایا چاہتا ہون پس اونکے ساتھ ایک سپاہی گیا اور وہ ایک دیوار کی آڑ مین بیٹھ گیئے اوس جگہہ ایک کشتی جو کانٹون سے معمور تھی گذری اُنہون نے اہل کشتی سے کہا کہ ایک شخص جو دیوار کی آڑ مین بیٹھا ہی میرے ذبح کرنیکا ارادہ کرتا ہی یہ اشارہ ہی اس حدیث کیطرف من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر السکین غرض یہ سنکر اہل کشتی نے کہا کہ تو اس کشتی مین سوار ہوجاوہ اوسمین جا بیٹھے اہل کشتی نے اون کانٹون مین اونکو چھپا دیا سپاہی نے جو آکر دیکھا تو وہان نہ پایا اونکو جب زیادہ دیر ہوگئی تو وہ پکارا یا عبداللہ اوسکا کچھ جواب نہ آیا تب وہ ناکام وہان سے پھر آیا اور اپنے افسر کو خبر دی اوسنے اُس سے مواخذہ کیا بالجملہ جب یہ تینون حضرات خلیفہ وقت کے پاس پہونچے تو اول حضرت مسعر بن کدام نے عجلت کی ساتھ سبقت کی اور خلیفہ سے مصافحہ کیا اور یہ کہا کہ اے امیر المومنین تیرا کیا حال ہی اور تیرے گھر کا کیا حال ہی اور جانور تیرے کیسے ہین مجکو تو سونپ عہدۂ قضا کا یہ دیکھکر خلیفہ کے سرہانے جو ایک شخص کھڑا تھا اوسنے کہا کہ یہ شخص تو مجنون ہی خلیفہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے اسکو یہان سے باہر کرو چنانچہ اونکو وہان سے باہر نکالدیا پھر بلایا امام صاحب کو آپ آئے اور یہ فرمایا کہ اے امیر المومنین مین نعمان بن ثابت بیٹا مملوک خراز کا ہون اہل کوفہ نہین راضی ہونگے اس بات پر کہ اونپر ایک بزاز حاکم مقرر کیا جاوے خلیفہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے پھر شریک آئے اور اُنہون نے اپنے عذرات پیش کیئے خلیفہ نے کہا کہ اب تو قیل وقال نہ کر کیونکہ سوا تیرے

اس کام کے لیئے کوئی باقی نہین رہا ہی قبول کر عہدہ قضا کو اونہون نے کہا کہ ای امیر المومنین
مین مرض نسیان مین مبتلا ہون خلیفہ نے کہا کہ لازم کر تو اپنے پر چپا لا لوبان کا پہر انہون نے
کہا کہ میری عقل و فہم مین غفلت و ضعف ہی خلیفہ نے کہا کہ ہم تیرے واسطے فالودہ بنا دین گے
تو اوسکو کہایا کرنا پہلے اس سے کہ تو مجلس قضا مین جا کر بیٹھے یہ سنکر انہون نے کہا کہ مین
حکم جاری کرونگا وارد اور صادر دونون پر خلیفہ نے کہا کہ تو اپنا حکم جاری کر اگرچہ میرے ابطال
کیون نہو غرض امام صاحب نے جسکی نسبت جیسا ارشاد فرمایا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا حقیقت مین
یہ سب ایک شائبہ کمال قوت قدسیہ و مکاشفہ باطنی و عرفان قلبی امام صاحب کا تہا جو ہر ساعت
و ہر آن مشہور خاص و عام ہوتا تہا ۔ منقول ہوا کہ خلیفہ عہد نے ملک الموت کو خواب مین دیکہا
اور اوس سے سوال کیا کہ میری عمر کتنی باقی ہی ملک الموت نے پانچون انگلیون کے ساتھ اشارہ
کیا خلیفہ وقت نے علماء وقت سے اسکی تعبیر پوچہی مگر کسیکی تعبیر سے اوسکا اطمینان نہین
ہوتا تہا انجام کار امام صاحب کو بلا کر تعبیر دریافت کی آپنے فرمایا کہ اوسنے پانچ انگلیون سی
پانچ علم کے ساتھ اشارہ کیا یعنے پانچ چیز ونکا علم بجز خدای تعالےٰ کے کوئی نہین جانتا
ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہین ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام
و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر اسیطرح
حدیث شریف مین وارد ہوا خمس لا یعلمہن الا اللہ آہ اس تعبیر سننے سے خلیفہ وقت کا
اطمینان ہو گیا اور نہایت خوش ہوا ۔ منقول ہوا کہ چند اطفال ایک جگہہ گیند کہیل رہے تھے
اتفاق سے گیند اونکی امام صاحب کی جماعت حاضرین مین جا گری مگر وہان کوئی لڑکا
بپاس ادب نہین جا سکتا تہا اونمین سے ایک لڑکے نے کہا کہ مین لاتا ہون چنانچہ وہ
گستاخانہ چلا گیا اور گیند لے آیا ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑکا حلال زادہ
نہین ہی تلاش کیا تو امام صاحب کا فرمانا صحیح ثابت ہوا لوگون نے عرض کیا کہ آپنے کیسے جانا
کہ یہ حلال زادہ نہین ہی فرمایا کہ اگر حلال زادہ ہوتا تو اوسکو حیا مانع ہوتی ۔ اور نیز آپ نے
فرمایا کہ جب تو دیکھے کسی شخص کو طویل الراس یعنے لمبے سر کا تو جان لے کہ وہ احمق ہی اور جب
تو دیکھے کسیکو جید الحفظ تو دلیل حاصل کر اوسکی جمعیت خاطر پر ۔ اور جب تو دیکھے کسیکو طویل اللحیہ

یعنے لمبی ریش کا تو سمجھہ لے اوسکے حمق کو۔ اور جب تو دیکھے کسی لمبے قد والے کو عقلمند پس هم صحبت ہوتو اوسکا پس تحقیق کہ کم پاویگا تو دراز قد والیکو عقلمند۔ کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیسا دیکھا تو نے علماء مدینہ طیبہ کو فرمایا کہ اگر کامیاب ہوا اونمین سے تو اشقر ازرق ہے یعنے مالک ابن انسؒ اور فے الواقع امام صاحب نے بہت صحیح فرمایا کہ امام مالک پہونچے علم اور فلاح مین اس درجہ کو کہ اہل مدینہ مین سے مثل اونکے اس درجہ کو کوئی نہین پہونچا اونکے زمانہ مین۔ اسیطرح ایک شخص گذرا امام صاحب پر مسجد مین آپنے اوسکو دیکھکر فراست سے معلوم کیا کہ یہ شخص مسافر ہے اوسکی آستین مین ملوا ہے اور معلم صبیان ہے یہ سنکر لوگون نے اوسکا حال دریافت کیا تو جیسا فرمایا تہا ویسا ہی صحیح پایا کسینے پوچھا کہ آپنے ان حالات کو کیسے معلوم کیا فرمایا کہ دیکھا مینے اس شخص کو کہ دہنی بائین طرف دیکھتا تہا اور مسافر کا یہی حال ہوتا ہے اور دیکھا مینے مکہیونکو اوسکی آستین پر معلوم کیا مینے کہ اسمین ملوا ہے اور دیکھا مینے اسکو کہ نظر کرتا تہا لڑکون کیطرف سمجھا مین کہ یہ معلم اطفال ہے۔ **بیان حلم و اخلاق و عادات امام ابو حنیفہؒ**۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسیکو بردبار زیادہ امام صاحب سے اور تہا اونکو حاصل کمال فضل اور کمال دین اور غایت ورع و تقوے و حفظ لسان اور مستعدی اون باتون مین جو معین و مددگار ہوتی تہین اونکے دین مین۔ منقول ہوا کہ ایک شخص نے آپکو دشنام دی اور کلمات بیہودہ کے ساتھ زبان درازی کی مثل ان کلمات کے یا زندیق امام صاحب نے ان سب کلمات کے جواب مین فرمایا غفر اللہ لک یعنی اللہ تیری مغفرت کرے وہ جانتا ہے میرے حال کو خلاف اسکے جو تو کہتا ہے۔ عبد الرزاق محدث کہتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسیکو بردبار زیادہ امام صاحب سے ہم اونکے ساتھ مسجد خیف مین تھے اور حاضرین آپکے گرد بیٹھے تھے ایک شخص بصرہ کے رہنے والے نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے اوسکا جواب دیا اوسنے سنکر اعتراضاً یہ کہا کہ حسن بصری نے خلاف اسکے کہا ہے آپنے فرمایا کہ حسن نے خطا کی اوسنے کہا معاذ اللہ یا ابن الزانیہ تو کہتا ہے حسن نے خطا کی حاضرین نے اوسکے مارنیکا ارادہ کیا آپنے اون سبکو روکا اور تھوڑی دیر آپ سر مبارک جھکائے رہے اور پھر سر مبارک اوٹھاکر فرمایا کہ ہان خطا کی حسن نے اور ابن مسعود صواب پر ہین اوسمین جو اونہون نے روایت کی رسول اللہ صلعم سے۔

مضمون امام موصوف بیان حلم و اخلاق و عادات

اسیطرح ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور سخت کلمات بیہودہ کہی
آپ اسوقت طلبا کو پڑہا رہے تھے اوس کے کہنے پر کچھ التفات نفرمایا اور نہ اپنے شغل تعلیم کو
موقوف کیا اصحاب حاضرین کو جو غیظ و غضب کی حالت مین دیکھا تو آپنے اونکو فہمائیش کر کے
خاموش کیا جب آپ درس سے فارغ ہوے تو اوس شخص نے گہر کے دروازہ تک آپ کا
پیچھا کیا آپ دروازہ پر کہڑے ہو گئے اور اوس سے فرمایا کہ اے شخص یہ میرا گہر ہے اگر
تجکو کہنے سے کچھ باقی رکھا ہو تو مین حاضر ہون تو اوسکو پورا کرلے تاکہ تیرے دل مین
کوئی بات باقی نرہ جاوے اس کلام کے سننے سے وہ شرما گیا اور چلا گیا۔ اور دوسری
روایت مین یہ مروی ہوا کہ اوس شخص نے پیچھا کیا گہر کے دروازہ تک جب آپ گہر مین
داخل ہوئے تو وہ شخص گالیان دیتا رہا کثرت سے کسینے اسکا جواب نہین دیا تو اوسنے
مجبور ہو کر یہ کہا کہ کیا تو مجکو کتا سمجھا ہی یہ سنکر گہر مین سے کسینے کہا کہ ہان۔ جرجانی
کہتے ہین کہ میرے سامنے ایک جوان نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے اسکا
جواب دیا اوسنے سنکر کہا کہ خطا کی تو نے مینے حاضرین سے کہا کہ سبحان اللہ تم نہین تعظیم
کرتے ہو اس شیخ کی یہ سنکر امام صاحب نے میری جانب التفات فرماکر ارشاد کیا کہ چھوڑ
تو انکو بس بتحقیق کہ یہ لوگ عادی و خوگر ہو گئے ہین میری طبیعت کے اور پہر یہ فرمایا کہ جس
دن سے حضرت حمادؒ نے انتقال کیا ہی جب سے مین ہر نماز کے بعد اپنے مان باپ
کے ساتھ اونکے لئے مغفرت مانگتا ہون اور اونکے گہر کیطرف مینے کبھی اپنے پانون
نہین پھیلاے باوجود اسکے کہ میرے اور اونکے گہر کے درمیان مین سات کوچے واقع
ہین اور بتحقیق کہ مین استغفار کرتا رہتا ہون اپنے جملہ اساتذہ و شاگردونکے لئے۔ ابو معاذ
کہتے ہین کہ تھے امام صاحب بوجہ معلوم ہونے اس بات کے کہ مجکو سفیانؒ کے ساتھ
قرابت حاصل ہی اور آپ مین اور اونمین برتاؤ مثل اقران و امثال کے تہا مجکو اپنے پاس
بٹھلاتے اور حتے الامکان میری حاجتون و ضرورتون کا سر انجام فرماتے۔ اور تھے آپ
انتہا درجہ کے حلیم الطبع و صاحب زہد و تقوے کے بتحقیق کہ حق تعالی نے اونکی ذات مین
خصائل حمیدہ جمع فرمائے تھے۔ اسیطرح امام زفرؒ فرماتے ہین کہ امام صاحب بڑے صابر

وتحمل مزاج تھے چنانچہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ سفیان بن عینیہ آپکے پاس آئے اور اوسوقت اتفاق سے امام صاحب اور آپکے اصحاب کے باہم بلند آواز سے گفتگو ہورہی تھی سفیان نے کہا کہ یا اباحنیفہ یہ مسجد ہے اسمین بلند آواز نہونی چاہیئے امام صاحب نے فرمایا کہ اے سفیان چھوڑ انکو یعنے بحث نکر انکے حال سے کہ یہ لوگ عادی ہین اسکے اور نہین سمجھے ہین مگر اسی طریق سے منقول ہوا کہ خلیفہ ہارون رشید نے امام ابو یوسفؒ سے کہا کہ بیان کر مجھسے اخلاق امام ابو حنیفہؒ کے انہون نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ عزوجل فرماتا ہے مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید مین اسقدر جانتا ہون رحمت کرے اللہ تعالے اوسپر کہ تھے امام صاحب بہت سخت دفع کرنیوالے محارم الٰہیہ کہ بوجہ اسکے کہ عطا ہوا تہا آپکو کمال ورع وتقوے نہین گویا ہوتے تھے دین الٰہی مین غیر معلوم بات مین یعنے اوامر ونواہی کے بیان مین نہایت محتاط تھے اور اطاعت الٰہی کو دل سے دوست رکھتے تھے اور اپنے زمانہ کے اہل دنیا سے بہاگتے تھے اور اونکی عزت وجاہ کیطرف مطلق رغبت والتفات نفرماتے اور بہت کم سخن تھے اور دائم الفکر تھے اور علم وسیع رکھتے تھے اگر کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر پورا علم اُسکا آپ کو ہوتا تو جواب دیتے اور اوس جواب مین وہ مصیب الے الحق ہوتے اور اگر ہوتا سوا اسکے تو قیاس فرماتے حق کے ساتھ یعنے کتاب وسنت سے اور ہمیشہ اپنے نفس اور دین کی حفاظت اور صیانت ملحوظ رہتی تھی اور علم اور مال دونونکے بہت خرچ کرنیوالے تھے اور شب وروز خلایق کو علم دین تعلیم فرماتے اور اہل حاجات کے مہمات وحوایج کا انصرام فرماتے۔ اور مستغنی النفس تھے جمیع خلایق سے نہین میلان تہا اونکو طمع کیجانب اور غیبت سے بڑی نفرت تھی۔ نہین ذکر کرتے تھے کسیکا آپ مگر خیر کے ساتھ۔ یہ حالات سنکر ہارون رشید نے کہا کہ یہ سب عادات صالحین ومردان خدا کے ہین۔ اور کہا امام احمد حنبلؒ نے کہ بتحقیق تھے امام صاحب اہل ورع واہل زہد اور اختیار کرنے آخرت مین ایسے اعلے درجہ پر فائز تھے کہ نہ پایا اوس مقام عالیشان کو کسینے اور بتحقیق کہ وہ خلیفہ منصور کے عہد مین مارے گئے کوڑون سے اس بات پر کہ اختیار کرین منصب قضاۃ مگر نہ قبول کیا اوسکو فرحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ۔ منقول ہوا کہ امام احمد حنبلؒ جب مقید ہوکر مصائب وشدائد مین مبتلا ہوئے تو آپ اوس حالت مین امام صاحب کے شدائد

وصدمات کا ذکر حاضرین سے کرتے اور گریہ فرماتے اور آخر کلام مین کہتے رحمۃ اللہ علیہ ورضوانہ
معافی موصلی فرماتے ہین کہ امام صاحب مین دس خصلتین بزرگ ایسی جمع تہین کہ اونمین سے
اگر ایک صفت کسی انسان مین ہو تو ہو جاوے وہ شخص رئیس وقت اور سردار قبیلہ ورع وصدق
وعفت ومدارات خلایق ومودت صادقہ واقبال علے ماینفع خاموشی اکثر واصابت بالقول
وامداد مظلومان اگرچہ دشمن کیون نہون واستعانت در عین شدائد۔ ابن نمیر کہتے ہین کہ عادت
امام صاحب سے تہا کہ بیٹھتے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ مثل امام زفر وحضرت داؤد طائی وقاسم
بن معین وغیرہ کے ساتھ اور یہ سب حضرات مسائل دین مین بطور مطارحہ باہم گفتگو کرتے اور
اون مسائل کی تحقیق مین قیل وقال طویل بآواز بلند ہوتی جب اخیر مین امام صاحب کلام کرنا
شروع فرماتے تو سب خاموش ہوجاتے یہانتک کہ اوس مسئلہ کو آپ تفصیلی بیان فرماتے
پھر شروع کرتے دوسرے مسئلہ کی تحقیق کو۔ اور تھے امام صاحب کہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہوتے
عوام غلام واسطے میرے تو مین آزاد کر دیتا اونکو اور اونکے حق ولایت سے بری ہوجاتا۔ اور
استقلال واستقامت حالت شدائد مین جو لوازمات عقل سلیم سے ہے ان صفات جلیلہ مین آپ
نے مثل ونے عدیل تھے آپکے صاحبزادہ حضرت حماد فرماتے ہین کہ امام صاحب مسجد مین آئی
تھوڑی دیر مین یکایک حجرہ کی چھت مین سے ایک بہت بڑا سانپ گرا قسم ہی اللہ کی امام صاحب
نے اپنے مقام سے نہین جنبش کی اور نہ کسیکو آواز دی اور کسی قسم کا طبیعت مین تغیر اور جزع
وفزع نہین پیدا ہوا اور پڑہی آپ نے یہ آیت قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولانا
اور بائین ہاتھ سے اوسکو پکڑ کر پھینکدیا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا تہا کہ امام
صاحب اپنی والدہ شریفہ کو خچر پر سوار کرا کر عمر وبن ذر واعظ کے پاس لیجایا کرتے تھے بخیال
اسکے کہ مکروہ جانتے تھے آپ مان کی نافرمانی کو امام صاحب فرماتے ہین کہ کبھی تو مین انکو
لیجاتا اور کبھی آپ مجھکو بھیجتین کہ یہ مسئلہ اونسے پوچھ آمین جاکر اونسے یہ کہتا کہ میری مان نے
مجھکو حکم کیا ہی آپ سے اس مسئلہ کے دریافت کرنے کا وہ کہتے کہ ای امام میرا یہ منصب نہین
ہی کہ تو مجھسے مسئلہ پوچھے مین یہ کہتا کہ میری مان کا مجھکو حکم ہی غرض تیسری بار وہ کہتے کہ
بیان کرو وہ مسئلہ مین بیان کرتا اور اوس جواب کو آکر عرض کردیتا۔ اور مثل اسکے کبھی ایسا

ہوتا کہ مجھے والدہ میری فتوی پوچھتین اور مین فتوی دیتا وہ اوسکو قبول نفرماتین اور
یہ کہتین کہ مین نہین قبول کرونگی مگر قول زرعہ واعظ کا پس لاتا مین اونکو ابو زرعہ پاس
اور اون سے کہتا کہ ماں میری آپ سے فتوے پوچھتی ہین فلان معاملہ مین وہ کہتے کہ
اے امام تو ہم سبکا پیشوا اور علامہ وقت ہی تو فتوی دے مین کہتا کہ میری ماں کی یہی خوشی
ہی کہ آپ ہی فتوے دین تب زرعہ اسکے جواب مین یہ کہتے کہ میرا وہی قول ہی جو ابو حنیفہ کا
قول ہی یہ سنکر آپکی والدہ راضی ہوکر چلی آتین - ابن مبارکؒ کہتے ہین کہ نہین کوئی مجلس زیادہ
عظمت اور وقار مین امام صاحب کی مجلس سے - اور تھے امام صاحب نیک سیرت اور خوبصورت
و نیز امام صاحب فرماتے ہین کہ نہین بدلہ دیا مینے کسیکو بدی کے ساتھ اور نہ لعنت کی مینے
کسی پر اور نہ کسیکو طمانچہ مارا اور نہ کسیکے ساتھ بد عہدی و فریب کیا - کسی نے امام صاحب سے
کہا کہ سفیان ثوری پوچھتا ہی تیرے کلام کو اور وہ کلام کرتا ہی تیرے باب مین یہ سنکر
امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ مغفرت کرے اوسکی اور پھر آپنے اونکی مدح فرمائی - بعض
مفترقین و متوسطین کی یہ عادت ہوتی ہی کہ دوسرے کی جانب سے ... کلمات فتنہ انگیز
و زہر آمیز خلاف ایسے ہوجاتے ہین کہ انسان کیسا ہی حلیم و صابر و مستقیم المزاج ہو مگر
اون کلمات کو سنکر معاً افروختہ ہوجاتا ہی اور اشتعال غیظ و غضب مین راہ سلامتی قطعاً
چھوڑ دیتا ہی پس مقام سمجھنے کا ہی کہ حق تعالے نے امام صاحب کو کیسا قلب سلیم عطا فرمایا
تھا کہ ایسی سخت حالتوں مین بھی آپکے استقلال و استقامت طبعی و حلم و صبر فطری مین
کسی قسم کا تغیر واقع نہین ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ - منقول ہوا کہ عیسے بن یونسؒ کی مجلس مین
امام صاحب کا ذکر ہوا انہون نے سنکر کہا کہ رحمت اللہ کی اوسپر نازل ہوتھی شروع کوشش اوسکی
اس باب مین کہ نافرمانی نہو اللہ کی اور حرمات الٰہیہ کی تعظیم و حرمت باقی رہے - و نیز مروی
ہوا کہ ایک شخص کا پانوں ایک لڑکے پر بے خبری مین پڑ گیا اوسنے کہا کہ اے شیخ نہین ڈرتا
قیامت کے دن کی دارو گیر سے یہ کلمہ سنکر امام صاحب پر حالت غشی طاری ہوی جب
افاقہ ہوا تو کسی نے آپ سے کہا کہ اسوقت کس چیز نے آپکے دل کو سخت پکڑا فرمایا کہ ڈرا مین
اس سے کہ اس لڑکے نے اسوقت مجکو تلقین کی - و نیز منقول ہوا کہ لوگون نے دیکھا

امام ابوحنیفہؒ اور حضرت معتمر کو کہ دونون پھر رہے تھے مسجد مین اور حالت گریہ مین تھے جب مسجد سے باہر آئے تو کسی نے کہا کہ کیا حال ہی تم دونون کا کہ تمنے آج بہت گریہ کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اسوقت زمانہ کے شرور و آفات کا ذکر تہا کہ اہل باطل کا غلبہ ہوتا جاتا ہی اہل خیر پر اس بات پر ہم دونون کو گریہ پیدا ہوا۔ مروی ہوا کہ امام صاحب نے سنا اپنے غلام سے کہ وہ خدا تعالیٰ سے سوال کر رہا ہی جنت کا یہ سنکر آپ یہانتک روے کہ آپکے حبد غین اور منکبین مین اختلاج پیدا ہو گیا حکم کیا اوس غلام کو دکان بند کرنیکا اور گھبرا کر وہان سے اوٹھ کہڑے ہوی کپڑے سے سر مبارک چھپائے ہوئے اور فرمانے لگے کہ کیا اجر ہے ہمارا خدا ہی تعالےٰ پر جو ایک ہم مین کا سوال کرتا ہی جنت کا کیونکہ یہ سوال نہین ہی مگر اپنے نفس کے آرام و خوشی کے لیے پس کیون نہین چاہتا تو اللہ تعالےٰ سے عفو کو۔ منقول ہوا کہ امام صاحب کے ہمسایہ مین ایک شخص اسکاف نامی تہا کہ وہ حالت نشہ مین تغنی کیا کرتا تہا اس بیت کے ساتھہ سے اضاعونی وای فتیۃ اضاعوا ۞ لیوم کریہۃ وسداد ثغر ۞ ایک رات امام صاحب نے اوسکی آواز نہین سنی کسینے آپ سے کہدیا کہ وہ قید ہو گیا یہ سنکر آپ اوسیوقت سوار ہو کر رئیس شہر کے پاس گئے وہ بہت اعزاز و اکرام کے ساتھہ پیش آیا اور اوسیوقت اوسکی رہائی کا حکمدیا بلکہ اوس رات کو اور اشخاص جو بعد اوسکے قید ہوے تھے اون سبکی رہائی کا بھی حکمدیا پس آپ نے وہان سے مراجعت فرمائی اور اسکاف آپکے پیچھے پیچھے تہا امام صاحب نے فرمایا کہ اے جوان ضائع کیا ہمنے تجکو اوسنے عرضکیا کہ نہین بلکہ آپنے میری حفاظت و حمایت کی حقتعالےٰ آپ کو جزای خیر دے پہر اوسنے اپنے کام سے توبہ کی اور نیک توبہ کی اور قبول ہوئی توبہ اوسکی چنانچہ جبسے اوسنے امام صاحب کی ملازمت و رفاقت اختیار کی یہانتک کہ ہو گیا وہ فقیہ کیا خوب فرمایا کسی عارف نے ـــ ابوجہل از کعبہ برمے آید و ابراہیم از بتخانہ کار بعنایت است باقی بہانہ ہے ولید بن قاسم کہتے ہین کہ تھے امام صاحب کریم الطبع اور بڑے مہربان و شفیق خلایق کے اور اپنے اصحاب و رفقا کے ساتھہ شریک حال رہتے تھے اور عصام کہتے ہین کہ نہین تہا کسیکے واسطے حق ایسا جیسا کہ امام صاحب اپنے رفقا و اصحاب کا حق اپنے پر لازم سمجھتے تھے ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ بعض رفقا مین سے کسینے امام صاحب سے کہدیا کہ فلان شخص

گر پڑا چھت پر سے آپنے سنتے ہی ایک چیخ ایسی ماری کہ تمام اہل مسجد گھبرا گئے اور دفعتاً خوفناک پا پیادہ بحالت گریہ آپ اوسکے پاس روانہ ہوے اور فرمایا کہ اگر قدرت ہوتی مجکو تو اوسکو اُٹھا لاتا مین پس آپ اوسکی عیادت کے لئے ہر روز دو بار صبح و شام تشریف لاتے تھے یہانتک کہ اوسنے صحت پائی۔ منقول ہوا کہ ایک شخص امام صاحب کے پاس آیا اور اوسنے یہ کہا کہ مین ایک تحریر مشابہ آپکے خط کے فلان شخص پاس لیگیا اوسنے مجکو چار ہزار درم دئے آپنے سنکر فرمایا کہ اگر تمکو اس سے نفع حاصل ہوتا ہو تو کرو تم اسکو۔ مروی ہوا کہ ایکبار امام صاحب کے صاحبزادہ حضرت حماد امامت کے لئے کھڑے ہوگئے امام صاحب نے اُنکا کپڑا پکڑکر پیچھے کھینچ لیا اور کسی دوسرے کو امام کر دیا اُنھون نے عرض کیا کہ اے باپ میرے مجکو آپنے اسوقت فضیحت کیا فرمایا کہ نہین تو خلاف سمجھا بلکہ تو اپنی رسوائی و خفت کا طالب تھا مینے تجکو اوس سے بچا دیا کیونکہ اگر پڑہاتا تو نماز اور کہتا کوئی کہنے والا کہ اے لوگو اعادہ کرو تم اپنی نماز کو پیچھے اس لڑکے کے پس یہ بات لکھی جاتی کتابون مین اور اوسکی ننگ و عار تا قیامت باقی رہتی اور اکثر اپنے رفقا و اصحاب کو یہ فرماتے کہ اگر علم دین کے ساتھ تم ارادہ خیر کا نہ کروگے تو نہین توفیق دیجاویگی تمکو اور بھی یہ ارشاد فرمایا کہ جب ارادہ کرے تو کسی حاجت کا حاجات دنیا سے تو نہ کہا یہانتک کہ اوس کام کو کرلے پس بتحقیق کہ کہانا عقل مین تغیر پیدا کرتا ہے اور ظاہر مقام سے اس قول کے یہ معنے مین کہ کہانا کثرت سے موجب فساد عقل ہے و نیز آپ یہ فرماتے کہ چند حالتون مین مجھسے احکام دین نہ پوچھا کرو ایک اوس حالت مین کہ مین چلنے والا ہون دوسری جسوقت کہ مین باتین کرتا ہون آدمیون سے یا غفلت نوم مین یا تکیہ لگانے والا ہون پس بتحقیق کہ ان حالتون مین مردونکی عقل نہین سلامت رہتی ہے و نیز فرمایا کہ جسنے سیکھا علم حصول دنیا کے لئے وہ محروم رہا اوسکی برکت سے نہ اوسکے دل مین اوسکا کچھہ اثر ہوگا اور نہ نفع پاویگا اوس سے کوئی۔ منقول ہوا کہ خلیفہ منصور نے امام سے کہا کہ تو کیون نہین ہماری صحبت اختیار کرتا ہے فرمایا کہ اگر تو اپنا مقرب بنائیگا فتنہ مین ڈالیگا مجکو اور اگر حاکم بنا دیگا تو رسوا کریگا مجکو اور میرے پاس نہین ہے کوئی ایسی چیز جس سے مین خوف کرون تجھسے۔ و نیز امیر کوفہ سے آپنے فرمایا کہ ٹکڑا روٹی کا اور پیالہ پانیکا اور ایک

کپڑے کی سلامتی کے ساتھ بہتر وافضل ہی اوس عیش سے جسکے بعد حاصل ہو ندامت و نیز
فرمایا کہ جس شخص کو علم نے نہ روکا محارم آلہیہ سے تو وہ خاسر بن سے ہی۔ منقول ہوا کہ امام صاحب
لایعنی وفضول باتون سے اور بدگوئی وغیبت سے نہایت متنفر وہارب تھے یہانتک کہ بعض
مناظرین نے بحث وگفتگوی علمی کے وقت آپکو کہا یا مبتدع یا زندیق آپنے اوسکے جواب مین
یہی فرمایا کہ اللہ تیری مغفرت کرے اللہ تعالے جانتا ہی میرا حال خلاف اسکے جو تو نے کہا
اور نہین عدل کیا مینے کسیکے ساتھ مین جسدن سے کہ پہچانا مینے اوسکو اور نہین امید رکھتا
ہون مین مگر اوسکے عفو کی اور نہین خوف کرتا ہون مین مگر اوسکے عذاب کی اور پھر آپنے
ایسا گریہ فرمایا کہ حالت غشی طاری ہوئی جب آپکو افاقہ ہوا تو اوس شخص نے عرض کیا کہ یا
حضرت میرا قصور معاف کیجیے آپنے اسکے جواب مین فرمایا کہ جسنے میرے حق مین کوئی کلمہ برا
کہا ہی اور وہ کہنے والا اہل جہل سے ہی تو اوسکو معاف ہی اور جسنے میرے حق مین ایسی بات
کہی جو مجھہ مین نہین ہی اور وہ کہنے والا اہل علم سے ہی تو وہ حرج وتکلیف مین ہی پس بتحقیق
کہ علماء دین کی غیبت کرنیکا نقصان اور وبال باقی رہتا ہی بعد اونکے۔ فضل بن دکین
فرماتے ہین کہ تھے امام ابوحنیفہ صاحب ہیبت ورعب کے یعنے آپکے چہرہ مبارک مین
ہیبت حق کا ظہور تھا اور نہین کلام کرتے تھے زیادہ مگر بقدر جواب کے اور لایعنی امور مین خوض
نہین کرتے تھے اور نہ کسی دوسرے سے فضول باتین سننا چاہتے تھے۔ منقول ہوا کہ عبد اللہ
بن مبارکؒ نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ امام صاحب نہایت دور رہتے تھے غیبت سے
نہین سنا مینے اونسے کہ کبھی اونہون نے کسیکی غیبت کی ہو اگرچہ دشمن کیون نہو یہ سنکر
حضرت سفیان ثوری نے کہا قسم ہی اللہ کی امام صاحب زیادہ عاقل تھے اس سے کہ وہ
اپنی نیکیون پر مسلط کرین اوس چیز کو جو لیجاوے اونکی نیکیونکو اسکا مطلب یہ ہی کہ چونکہ غیبت سے
نیکیان معدوم ہوتی ہین لہذا امام صاحب غیبت سے نہایت ہارب ومتنفر تھے اور لوگون سے
مجادلہ ومخاصمہ نہین کرتے تھے اور بہت کم سخن تھے۔ کسینے کہا امام صاحب سے کہ ڈرو اللہ تعالے
سے دفعتہ آپکے جسم مبارک مین لرزہ پیدا ہوگیا اور جھکا لیا آپنے اپنا سر اور پھر فرمایا یا
اخی حقتعالی تجھکو جزاے خیر دے آدمی ہر وقت زیادہ تر محتاج ہین اوس شخص کیطرف

جواونکو یاد دلاوی اللہ تعالیٰ کے وقت خود پسندی اونکی کے اون باتوں پر جو اونکی زبانوں پر اپنے علم وفضل کے دعوی کی جاری ہوتی ہین یہانتک کہ وہ لوگ اوس شخص کی ہدایت کے ذریعہ سے اپنے سب اعمال مین موثر حقیقی اوس ہادی مطلق کو سمجھین۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ بتحقیق اللہ عزوجل مجھسے پوچھے گا میرے جواب سے مراد یہ کہ حق اور ناحق ہونیکے باب مین مجھسے سوال کریگا اور بتحقیق کہ مین حریص ہون سلامتی کے طلب کرنے پر دنیا امام صاحب کی علادات سے تہا یہہ امر کہ جب کوئی شخص آپکے پاس حاضر ہوتا اور وہ لوگون کے حالات کے بیان مین چنان وچنین شروع کرتا تو آپ اوس سے یہہ فرماتے کہ چھوڑ دو اس حال کو جسمین تو ہی بہلا فلان فلان امر مین تو کیا کہتا ہی مطلب یہ کہ اس حسن پیرایہ مین اوس شخص کے سررشتہ سخن اور سلسلہ کلام کو آپ قطع کر دیتے تھے اور یہہ فرماتے کہ بچو تم اون باتونکی نقل کرنے سے جو باتین آدمیون کی لوگ نہین پسند کرتے ہین معاف کرے اللہ اوس شخص سے جسنے ہمارے حق مین کوئی کلمہ برا کہا اور رحم کرے اللہ اوسپر جسنے ہمارے حق مین کوئی کلمہ نیک کہا ای لوگو دین الٰہی مین تفقہ حاصلکرو اور دوسرے لوگونکی باتین بیان کرنا چھوڑ دو اونہون نے جو عادتین اور باتین اپنے نفس کے لئے اختیار کی ہین انجام مین حقتعالی اونکو تمہاری جانب محتاج کریگا۔ مروی ہوا کہ کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود دونومین سے کون افضل ہی فرمایا کہ قسم ہی اللہ کی انکی علوی شان فضل وکمال اسقدر ہی کہ میرا رتبہ نہین ہی کہ مین اونکا ذکر کرون مگر دعا واستغفار سے۔ حضرت ضمیرہ کہتے ہین کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین ہی کہ تھے امام صاحب مستقیم اللسان نہین ذکر کرتے تھے وہ کسیکا برائی کے ساتھ۔ بکیر بن معروف کہتے ہین کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو امت محمد صلعم مین سے نیک خصلتو نمین امام صاحب سے زیادہ کسینے امام صاحب سے کہا کہ لوگ آپکے باب مین قیل وقال کرتے ہین اور آپ کسیکے حق مین کچھہ نہین فرماتے ہین سوائے کلمہ خیر کے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہی جسکو چاہے عطا فرماوے۔ مروی ہوا کہ کسی شخص نے بعد نماز صبح امام صاحب سے چند مسائل پوچھے آپنے اونکے جوابات بیان فرمای ایک شخص بولا کہ کیا علما دین اسوقت مین باتین کرنا مکروہ نہین جانتے ہین مگر خیر کی امام صاحب نے

فرمایا کہ اس سے زیادہ عمدہ کونسی خیر ہے کہ بیان کئے جاوین احکام حلال وحرام کے اور تنزیہ و تقدیس ہم بیان کرتے ہین اللہ کی اور ڈراتے ہین ہم اوسکی مخلوق کو معاصی سے اور پیمانہ جب خالی ہوجاتا ہے تو نشہ سے تو صاحب اوسکا ضایع ہوجاتا ہے۔ یہ منقول ہوا کہ ایک شخص علم حدیث پڑہنے کے لئے آپکے پاس ایک تحریر بطور سفارش کے لایا آپنے اوس سے فرمایا کہ اے شخص طلب علم کے لیئے اسکی کیا ضرورت تھی حق تعالے علمار دین سے میثاق اور وعدہ لیچکا ہے اسکا کہ وہ خلایق کو علم دین تعلیم کرین اور نہ چھپا دین اوسکے احکام کو پس خواص علمار سے یہی امر ہے کہ وہ تعلیم کرتا ہو خلایق کو اللہ تعالی اوسکی تعلیم کا ارادہ کریگا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ امام صاحب کی عادات سے تہا کہ آپ پاپتابہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے یہانتک کہ سر بند اوسکا لوگ کہلا نہین دیکہتے تھے اور خوشبو کا زیادہ استعمال فرماتے تھے یہانتک کہ لوگ اوس خوشبو سے آپکو پہچان لیتے تھے پہلے اس سے کہ آپکو دیکہین یہ مقتضائے غلبہ روحی تہا کہ خوشبو آپکو نہایت مرغوب و مطبوع تھی۔ حضرت نضرؒ فرماتے ہین کہ ایکبار وقت سوار ہونے کے امام صاحب نے مجہسے فرمایا کہ تو اپنی چادر مجکو دے اور میری چادر تو لیلے مینے بموجب حکم کے ایسا ہی کیا جب آپنے مراجعت فرمائی تو مجہسے فرمایا کہ تونے مجکو خجل کیا بوجہ بہاری ہونے چادر تیری کے اور تھی وہ چادر پانچ دینار کی قیمت کی پہر دیکہی مینے آپکے پاس چادر کہ قیمت اوسکی تیس دینار کی تھی اور مینے جو ایکبار آپکی چادر و قمیص کی قیمت کرائی تو چار سو درم قیمت اوسکی قرار پائی اور تہا پاس آپکا جبہ فنک کا اور جبہ سنجاب کا اور جبہ ثعلب کا جنکو آپ مختلف اوقات پہنکر نماز ادا فرماتے تھے اور چادر شریف مین نشان یعنی خطوط تھے اور ٹوپیان استعمالی سات تہین کہ اونمین سے ایک سیاہ رنگ کی تھی کہ اوسکو اکثر آپ پہنتے تھے

بیان حالات وفات شریف مخفی نرہے کہ امام صاحب کے سبب وفات مین اختلاف ہے مگر اکابر علمار دین جو واقعہ شہادت آپکا بروایت صحیح نقل کرتے ہین وہ یہ ہے کہ بغداد شریف مین حالت قید مین رحلت فرما ہوے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شعبی جو امام صاحب کے اوستاد تھے قاضی شہر تھے خلیفہ منصور نے اپنے غلامون کو کچھ زمین دی تھی۔ بعضو نکو بطور ہبہ کے اور بعض کو بطور وقف کے کوتوال کو حکم دیا کہ وثیقہ سندکی تکمیل ہوا اسپر

بیان حالات وفات شریف

علمار وقت سے وقاضی شہر کی تصدیق سے مرتب کر کے پیش کرے چنانچہ سب نے
اوس کاغذ پر مہر کردی جب وہ کاغذ امام صاحب کے پاس پہونچا اور کوتوال نے کہا کہ خلیفہ وقت
کا حکم ہے کہ اسپر گواہی کرو آپنے فرمایا کہ خلیفہ کہان ہی اوسنے کہا کہ وہ اپنے محل مین ہی فرمایا کہ
وہ میرے پاس آوے یا مین اوسکے پاس جاؤن اوس سے سنکر گواہی کرونگا۔ کوتوال نے
کہا کہ سب علمار وقت ونیز قاضی شہر کی گواہی ہو چکی تو کیا سمجھکر انکار کرتا ہی علاوہ اسکے شعبی نے
بھی اس وثیقہ پر گواہی کردی امام صاحب نے فرمایا لہا ما کسبت ہر شخص کا معاملہ اوسکے ساتھ ہی
مین گواہی نکرونگا جب یہ خبر خلیفہ منصور کو پہونچی تو اوسنے شعبی کو بلاکر پوچھا کہ کیا گواہی مین دیکھنا
اور سننا بھی شرط ہی انہون نے کہا کہ مین جانتا تہا کہ تیرا حکم ہی اور تیرے بلانے پر مجکو قدرت
نہ تھی خلیفہ نے کہا کہ یہ بات حق سے دور ہے اور اس بنا پر شعبی کو عہدۂ قضا سے علحدہ کیا
اور زان بعد یہ مشورہ قرار پایا کہ ابن ابی لیلے قاضی کوفہ نے انتقال کیا اور شہر خالی ہو گیا
حاکم عادل سے ایسی حالت مین امام ابو حنیفہ وسفیان ثوری ومسعر وشریک ان چارون مین سے
ایک کو قاضی کرنا چاہیے چنانچہ اس ابنا پر ان چارون صاحبونکو بغداد شریف طلب کیا جسکا
تفصیلی حال مذکور ہو چکا۔ بالجملہ جب خلیفہ منصور نے خاص جلسہ مین امام صاحب سے کہا کہ عہدۂ
قضا قبول کرو آپ نے جواب دیا کہ مین ایکمرد بزاز ہون اہل کوفہ مجسے کپڑا مول لیتے ہین اشراف
عرب میری قضا نہ قبول کرینگے خلیفہ نے کہا کہ یہ عہدہ علم وفضل سے تعلق رکھتا ہی نسب سے
اسکو کیا تعلق ہی آپ نے فرمایا کہ مین اس کام کے لایق نہین ہون اور اس بات مین اگر سچا ہون
تو عدم لیاقت میری ثابت اور خلاف کہتا ہون تو جھوٹا لیاقت عہدۂ قضاۃ نہین رکھتا یہ سنکر
خلیفہ خاموش ہو گیا مگر اس انکار وحکم عدولی سے اوسکے دل مین سخت خصومت پیدا ہوی
اور ہر ایک معاملہ مین حیلہ وبہانہ آپ کی ماخوذی کا ڈہونڈہتا تہا ایکدن وزرار سے مصلحت کرکے
ایک عورت کو سکھلا کر امام صاحب کے پاس بھیجا کہ تو جا اور اون سے یہ مسئلہ دریافت کر کہ میرا
شوہر غازی فی سبیل اللہ تہا اوسکے پاس ایک گھوڑا تہا مجکو یہ وصیت کر مرا ہی کہ اس گھوڑے کو
اس شخص کو دینا جو سب سے زیادہ اعلے وافضل ہو اب آپ فرماوین کہ وہ گھوڑا کسکو دون فرمایا کہ
امام جعفر صادق کو دیدے جب وہ عورت چلی گئی تب آپنے فراست باطنی سے دریافت کیا

که یه عورت کسیکی سکھائی ہوئی آئی تھی لہذا حماد کو بھیجا که اس عورت کو بلالا مگر چونکه وه عورت تعلیم
کرده تھی جلد نکلکر مالک بن انسؓ و عطا بن رباحؒ سے وه ہی مسئله پوچھنے گئی اُنھون نے بھی یہی
جوابدیا امام صاحب نے اوسیوقت اپنے بیٹے کو وصیت لکھوائی اور فرمایا که خلیفه کا آدمی آتا ہوگا
اور وه بالیقین میرے قتل پر آماده ہی یقین ہی که اس مسئله کو مالک بن انس و عطا بن رباح سے
بھی بلاکر پوچھے گا مین اونکے قول کی تصدیق کرونگا شاید اس حیله سے نجات پاؤن اسی
فکر مین تھے که خلیفه کا آدمی آپہونچا آپ تشریف لے گئے مالک او عطا دونونکو بیٹھا پایا خلیفه نے
امام صاحب سے پوچھا که آپنے اس عورت کے سوال کا کیا جوابدیا آپ نے اوس جواب کا اعاده
کیا اور فرمایا که ظاہر ہے یه امر که مجھسے امام جعفر صادق اعلے و افضل ہین که وه اولاد رسول الله
ہین اور وه متقی ہین نه تو اور وه عالم ہین نه تو یه سنکر خلیفه نے مالک و عطا سے پوچھا اُنھون نے
بھی یہی جوابدیا تب خلیفه نے نہایت غضبناک و پریشان ہوکر اونکو رخصت کیا جب وہان سے
چلے تو عطا نے امام صاحب کی رکاب پکڑکر کہا که آج آپنے ہمکو قتل سے بچایا که ہمارے موافق
جوابدیا الغرض اسوجه سے خلیفه کے دل مین امام صاحب کیطرف سے نفاق و کینه پیدا ہوا
یہانتک که ایک دن ہتیار منگوا کر امام صاحب سے کہا که عہدهٔ قضا قبول کرو آپنے فرمایا که مجھکو
ہرگز صلاحیت نہین ہی خلیفه نے کہا که تم جھوٹ کہتے ہو تمکو لیاقت و صلاحیت یقینی حاصل ہی
آپنے فرمایا که اگر خلیفه کا یه قول صحیح ہی تو عجب ہی که خلیفه دروغگو کو قاضی کرتا ہی و الا میری
عدم لیاقت ثابت ہی یه سنکر خلیفه نے قسم کھائی که مین تمکو خواه مخواه قاضی کرونگا آپنے قسم کھائی
که مین نه مانونگا اوسوقت ربیع بن یونس دربان نے کہا که خلیفه وقت قسم کھاتا ہی آپ نہین مانتے
ہین فرمایا که خلیفه وقت کو قسم کا کفاره دینا مجھسے بہت آسان ہی غرض جب اونے بہت اصرار
کیا امام صاحب نے فرمایا که ای امیر المومنین خدا سے خوف کر امانت نه دی مگر اوسکو جو خدا سے
ڈرتا ہو والله ما انا مامون الرضا فکیف مامون الغضب یعنی والله مین خوشی کی حالت مین
مامون نہین ہون غصه مین کیونکر مامون ہونگا اور بعض روایات مین مذکور ہوا که امام صاحب کے
بعض اعدا و مخالفین نے خلیفه منصور کو یه سمجھایا که امام ابوحنیفه نے ابراہیم بن عبدالله بن الحسن
بن الحسینؑ بن علیؓ سے اتفاق اور ساز کرلیا ہی اور اونکو مال و سامان سے بہت مدد اور قوت

دی ہی اور وہ جانب بصرہ آیا جاہتے ہین اسمین فتنہ عظیم پیدا ہوگا چونکہ خلیفہ منصور امام صاحب کی وجاہت اور شان جلالت سے ہمیشہ خائف رہتا تھا یہ مضمون سنکر مضطرد بدحواس ہوگیا اور بلطائف وحیل امام صاحب کے قتل کی تدبیرون مین آمادہ ہوا۔ اور شہرستانی کی ملل ونحل مین یہ روایت یون مذکور ہوئی کہ منصور دوانقی نے امام صاحب کو اسواسطے قید کیا تھا کہ انہون نے حسن بن علی بن ابی طالب کے بروتے سے بیعت کی تھی صاحب بلمحطادی لکھتے ہین کہ ممکن ہی کہ نہ قبول کرنا عہدۂ قضا کا اور بیعت کرنا اہلبیت کا دونون سبب ہوی ہون امام صاحب کی قید کے بہر کیف اس بنا پر امام صاحب کو قید کیا اور زمانہ قید مین ہر روز یہہ پیام پہونچا تا رہا کہ اگر آپ عہدہ قضا نہ قبول کرینگے تو سخت تکلیف دونگا چنانچہ حکم دیا کہ ہر روز قید خانہ سے نکالو اور دس کوڑے مارو اور بازار و نمین تشہیر کرکے پہر قید خانہ مین لیجاؤ اور آب ودانہ بند کرو ان ضربات شدیدہ سے آپکے سر مبارک سے خون جاری ہوکر ٹخنون مبارک تک پہونچا اور سر مبارک پر ورم آگیا دس روز تک ان عقوبات جسمانی و تکلیفات روحانی مین مبتلا رہے مگر زبان مبارک سے ہر بار یہی فرماتے رہی کہ دنیا مین کوڑے کہانا آسان ہی آخرت مین لوہے کے گرم گرزون سے جب دسوین دن سو کوڑے پورے ہوی تب امام صاحب نے جناب باری مین دعا فرمائی اور سجدہ مین انتقال فرمایا اور بعض روایات مین مذکور ہوا کہ جب دس دن پورے ہوی تو قید خانہ مین ایک پیالہ جسمین زہر تہا لوگ لاے اور امام صاحب سے کہا کہ اسکو آپ پی لین فرمایا کہ مین جانتا ہون جو اس پیالہ مین ہی پس عمداً مین اپنے نفس کو نہین ہلاک کرونگا آخر کار چند اشخاص نے بجبر واکراہ آپکے منہ مین ڈالدیا جسوقت آپکو اپنی وفات سے اطلاع ہوئی تو آپ سجدہ مین گرپڑے اور انتقال فرمایا غفر اللہ لہ ولتابعیہ **ف** حدیث شریف مین وارد ہوا کہ جو شخص قید خانہ مین مرے اور وہ قید کیا گیا ہو ظلم سے تو وہ شخص شہید ہوگا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند مین حدیث علی بن ابیطالب سے تو اس حالت مین امام صاحب کے مظلوم ہونے اور قید خانہ مین وفات پانے مین کچھ شک نہین لہذا ثبوت شہادت مین کسی قیل وقال کو گنجائش نہین۔ منقول ہوا کہ بعد وفات قید خانہ مین سے امام صاحب کو پانچ آدمی غسل کیجگہہ تک

لائے - خطیب حضرت حمادؒ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ جب ہمارے والد کا
انتقال ہوا تو مینے حسن بن عمارہ قاضی بغداد سے کہا کہ آپ امام صاحب کو غسل دین آپنے
غسل دیا اور ابو رجاء عبداللہ بن واقد الہرویؒ پانی بہاتے جاتے تھے اوس وقت حسن بن عمارہ
اپنی حالت وجد وکیف مین یہ کلمات شورش انگیز رقت خیز فرماتے جاتے تھے کہ ای امام حقتعالیٰ
تجہپر رحم کرے اور مغفرت کرے تو نے نہین افطار کیا تیس[۳۰] برس سے اور نہین سوئین تیری
آنکہین چالیس برس سے تو ہم سب مین بڑا فقیہ تہا اور تقوی وطہارت وزہد وورع مین بیمثل
تہا اور خصائل حمیدہ کا مجموعہ تہا مقرر تو نے ہمکو بہت پریشانی ورنج وقلق مین مبتلا کیا اور بتحقیق
کہ تیرے اوٹھ جانے سے بہت آدمی تعب ومشقت مین مبتلا ہونگے اور قراء ہتک جاوینگے
قراۃ قرآن مین - بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ امام صاحب کے غسل سے نہین فارغ ہوئے تھے کہ
اوسیوقت بیشمار اکابر علماء دین ومشائخ کرام بلا طلب جمع ہوگئے یعنے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا
ان سب حضرات اکابر وقت کو امام صاحب کی وفات کی پہلے سے خبر ہوگئی تھی - بعض کا یہہ
قول ہے کہ پچاس ہزار آدمیون نے امام صاحب کے جنازہ کی نماز پڑہی اور بعض کہتے ہین کہ
اس سے زیادہ تھے غرض بوجہ کثرت ازدحام خلایق چھہ بار نماز جنازہ پڑہی گئی اور اخیر
نماز پڑہی آپکے صاحبزادہ حماد نے اور نہ قادر ہوئے لوگ دفن کرنے پر بوجہ ہجوم خلایق کی غرض
بعد عصر آپکو دفن کیا اور اکثر لوگ ٹھہرے رہے کہ نماز پڑہین آپکی قبر شریف پر قریب بیس[۲۰] دن کے
اور بموجب وصیت کے مقبرہ خیزران کے باب الطاق جانب شرقی مین دفن کیا کہ اوسکی زمین
طیب اور غیر مغصوب تھی جیسا کہ خیرات حسان مین اور یواقیت وغیرہما مین یہ سب روایات تفصیلی
مذکور ہین صدقہ مغابری سے مروی ہوا کہ تھے وہ مستجاب الدعوات سے کہ بعد دفن امام صاحب
کے حاضرین نے تین راتین متواتر چند ابیات بطور مرثیہ ہاتف غیب سے سنین مگر کہنے والا انکا
نہین دکہائی دیتا تہا ترجمہ اون ابیات کا یہ ہے کہ اوٹھ گیا علم فقہ کا اور نہ رہا تمہارے پاس علم فقہ
پس تقوے حاصل کرو تم اللہ سے اور ہو جاو تم بدل اوسکا وفات پائی نعمان نے کہ وہ زندہ
رکہتا تہا رات کو عبادت الٰہی سے - بعض راوی لکھتے ہین کہ وہ جن تہا بحالت گریہ بطور مرثیہ
یہہ بیتین پڑہتا تہا - علماء اہل حدیث وسیر کا اتفاق ہے اسپر کہ امام صاحب پیدا ہوئے سنہ ۸۰ مین

صحابہ کرام کے زمانہ مین اور فقیہہ ہوے تابعین کے عہد مین اور منصب قضاۃ نہ قبول کیا اور انجام کار شہید ہوے اور مقبرہ خیزران مین دفن ہوے اور عمر شریف ستر برس کی ہوئی سنہ ۱۵۰ ہجری مین آپنے وفات پائی اور جنکا یہ قول ہی کہ سنہ ۱۵۱ھ مین انتقال فرمایا یہ محض خلاف ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ وفات پائی امام صاحب نے مہینہ رجب مین اور بعض نے کہا ماہ شعبان مین اور بعض نے کہا کہ نصف شوال مین انتقال کیا اور سواے حضرت حماد کے کوئی اولاد نہ چھوڑی - طحطاوی مین منقول ہوا کہ جسجگہہ امام صاحب نے وفات پائی وہان ستر ہزار قرآن مجید ختم کیے اور ملا علی قاری مرقاۃ مین سات ہزار لکھتے ہین - منقول ہوا کہ جب خلیفہ منصور کو امام صاحب کی وفات کی خبر پہونچی تو اوسنے کہا کہ تعزیر دیا جاؤنگا مین تیرے باب مین زندگی مین اور بعد وفات کے بھی - روح بن عبادہ کہتے ہین کہ سنہ ۱۵۰ ہجری مین مین ابن جریج کے پاس گیا تہا جو مکہ معظمہ مین سب سے زیادہ فقیہہ و امام وقت سمجھے جاتے تھے کہ اون دنون مین امام صاحب کی وفات کی خبر آئی تو اونہون نے نہایت افسوس و رنج سے کلمہ استرجاع پڑہا اور یہہ کہا کہ بہت بڑا علم اوٹھ گیا - اسیطرح جب حضرت شعبہ کو امام صاحب کی خبر وفات پہونچی تو اونہون نے بعد پڑہنے کلمہ استرجاع یہ فرمایا کہ بجھہ گیا علم کا نور کوفہ سے اے لوگو اب نہین دیکھو گے مثل اور بدل اوسکا - منقول ہوا کہ بعد زمانہ طویل ملک ابو سعد المستوفی الخوارزمی نے امام صاحب کی قبر شریف پر ایک قبہ عظیم بنایا اور اوسکے ایک جانب مین ایک مدرسہ بعمارت عالیشان ترتیب دیا مروی ہوا کہ بعض صالحین مین سے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا اور اون سے پوچھا کہ خدایتعالے نے تمہارے ساتھہ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ ارحم الراحمین نے مجکو بخشدیا اور میری اور ابو حنیفہ‌ؒ کے ساتھ جماعت ملائکہ مین فخر کیا اور وہ اعلے علیین مین ہین اسمعیل بن رجاع کہتے ہین کہ مینے محمد بن حسن شیبانی کو خواب مین دیکھا اون سے مینے پوچھا کہ خدایتعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اونہون نے کہا کہ خدایتعالے نے مجکو بخشدیا اور یہہ ارشاد ہوا کہ اگر مین تیرے ساتھ عذاب کرنے کا ارادہ کرتا تو علم فقہ تجکو نہ دیتا پھر مینے دریافت کیا کہ امام ابو یوسف‌ؒ کہان ہین فرمایا کہ ہمسے دو درجہ اوپر ہین پھر مینے پوچھا کہ امام ابو حنیفہ کہان ہین فرمایا کہ وہ اعلے علیین کے اوپر ہین ف علیین جنت مین اعلے تر مکان ہی

سویہ بلندی رتبہ اضافی سمجھنا چاہیئے یعنے بہ نسبت صاحبین کے نہ قطعاً اسواسطے کہ انبیای
کرام وصحابہ عظام قطعاً درجہ مین اعلے ہین ۔ منقول ہواکہ مقاتل بن سلیمان کے حلقہ مین سے
ایک شخص کھڑا ہوا اور اوسنے کہاکہ دیکھا مینے ایک شخص کو کہ وہ اوترا آسمان سے لباس سفید
پہنے ہوے اور کھڑا ہوا وہ بغداد شریف کے سب سے بلند منارہ پر اور اوسنے باآواز بلند پکار
کر کہاکہ افسوس اہل دنیا نے بہت بڑے عالم کو گم کیا یہہ سنکر مقاتل نے کہاکہ اگر تیرا یہہ خواب
سچا ہی تو بہت بڑا عالم دنیا کا امام ابوحنیفہ ہے اوسنے وفات پائی اور پھر آپنے کلمہ استرجاع پڑھ کر
فرمایاکہ افسوس آج اوس شخص نے دنیا سے انتقال کیا جو امت محمدیہ کے تنگیونکو کشادہ کرتا تہا ۔ اور
مشکلات دین کو حل کرتا تہا ۔ تذکرۃ الاولیا مین منقول ہواکہ شیخ ابوعلی بن عثمان الجلالی نے کہاکہ مین
شام مین تہا بالین قبر شریف حضرت سیدنا بلال کے سوتا تہا کہ یکایک مینے خواب مین اپنے
کو مکہ معظمہ مین دیکہاکہ پیغمبر خدا صلعم باب بنی شیبہ سے تشریف لاے اور اپنے ایک شخص معمر
سن کو کمال شفقت سے اپنی کنار مبارک مین لیا جیسے کہ اطفال کو لیتے ہین مین دیکھکر دوڑا اور پای
مبارک پر بوسہ دیا مگر اس تعجب وحیرت مین غریق ہواکہ یہ مرد پیر کون شخص ہی میرے اس خیال پر
رسول مقبول صلعم مطلع ہوگئے فرمایاکہ یہ مرد مسلمانون کا امام ہی اور اہل دیار تیرے مین سے ہی
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ منقول ہواکہ جسدن امام صاحب نے وفات پائی اوسیدن حضرت امام
شافعی پیدا ہوے تو یہ امر امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعی کے مناقب مین شمار کیا گیا ہی امام صاحب
کی منقبت اسواسطے ہوئی کہ حق تعالے نے اس جہان کو ایسے امام عالی رتبہ کی مانند سے خالی
نہ رکھا کذا فے الطحطاوی ۔ اور امام شافعیؒ کی یہ منقبت ہوئی کہ وہ ایسے جلیل القدر ذی شان سراج
امتی کے خلیفہ قائم ہوے ۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ نوفل بن حبان کہتے ہین کہ جب امام صاحب
نے وفات پائی مینے خواب مین دیکھاکہ قیامت قایم ہی اور جملہ خلایق موقف حساب مین ایستادہ
ہی اور پیغمبر خدا صلعم حوض کوثر پر تشریف فرما ہین اور یمین ویسار حضرات مشائخ عظام حاضر ہین اور
ایک پیر مرد کو دیکھا مینے کہ چہرہ اوسکا نورانی ہی اور سر کے بال سفید ہین اور رخسار اپنا
روے مبارک پر رکھے ہوی ہی اور امام صاحب کو دیکھا مینے کہ برابر رسول مقبول صلعم کے کھڑے
ہین مینے سلام عرض کیا اور امام صاحب سے کہاکہ مجکو پانی دیجیے آپنے کہاکہ بدون اجازت

پیغمبر خدا صلعم کے نہین دلیکتا ہون آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکو پانی دو تب اونہون نے
مجھکو ایک جام پانیکا دیا اور اوس سے مین اور میرے سب رفیق سیر ہو گئے اور وہ پانی کچھہ کم
نہین ہوا پہر مینے امام صاحب سے پوچھا کہ جانب یمین ولیسار پیغمبر خدا صلعم کے کون ہین فرمایا
کہ جانب یمین حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہین اور جانب یسار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہین چنانچہ
ایسا ہی مین پوچھتا جاتا تہا اور عقد انامل کرتا جاتا تہا یہانتک کہ سترہ آدمیونکو مینے پوچھا جب
بیدار ہوا تو سترہ عقد کئے ہوے تہا۔ اسیطرح یحیےٰ معاذ رازی کہتے ہین کہ مینے پیغمبر خدا
صلعم کو خواب مین دیکہا اور عرض کیا مینے کہ یا رسول اللہ صلعم حضور کو مین کہان ڈھونڈھون
فرمایا کہ نزدیک علم ابو حنیفہ کے۔ ازہر بن کیسان کہتے ہین کہ دیکہا مینے رسول اللہ صلعم کو خواب
مین اور پیچھے آپکے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر تھے مینے دونون صاحبون سے عرض کیا
کہ مین پیغمبر خدا صلعم سے کچھہ پوچھا چاہتا ہون فرمایا کہ پوچھ لے مگر نہایت آہستگی و نرم آواز سے
پس پوچہا مینے آنحضرت صلعم سے علم ابو حنیفہ کے باب مین کہ مین اوس سے زہد اور ورع حاصل
کرنیوالا ہون حضور اس باب مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ علم ابو حنیفہ کہلا ہی علم خضرؑ سے اور
دیکہا مینے کہ تین تارے آسمان سے گرتے ہین یکے بعد دیگرے پہلا اوتمین سے ہوگیا امام ابو حنیفہ
دوسرا ہوگیا مسعر تیسرا ہوگیا سفیان ثوری اس خواب کو مینے محمد بن مقاتلؒ سے بیانکیا آپنے
گریہ کیا اور فرمایا کہ علماء دین ستارہ ہین زمین کے۔ حضرت ابی معافی فضل بن خالد کہتے ہین
کہ دیکہا مینے رسول مقبول صلعم کو خواب مین اور مینے حضور سے عرضکیا کہ یا رسول اللہ علم ابو حنیفہ
کے باب مین حضور کیا فرماتے ہین فرمایا کہ علم ابو حنیفہ ایسا علم ہی کہ سب محتاج ہین اوسکی
طرف۔ اور مسدد بن عبد الرحمن بصری کہتے ہین کہ مین سو رہا تہا مکہ معظمہ مین درمیان حجر اسود
اور مقام ابراہیم کے فجر ہونے سے پیشتر مشرف ہوا مین بشرف زیارت رسول مقبول صلعم کے
مینے عرض کیا کہ حضور کیا فرماتے ہین اوس شخص کے باب مین جو کوفہ مین نعمان بن ثابت ہی
مین اوسکے علم کو حاصلکرون فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ اوسکے علم سے فائدہ حاصل کر اور
اوسکے اعمال و افعال و اقوال پر عمل کر کہ وہ بہت اچہا شخص ہی یہہ شیخ فرماتے ہین کہ مین اس سے
پہلے نعمان یعنی حضرت ابو حنیفہ سے فے الجملہ کراہت رکہتا تہا اوسوقت اوس سے مینے

توبہ واستغفار کی خلاصہ یہ کہ ایسے ممدوح عظیم الشان کی کیا مدح وثنا وصفت لکھی جاوے جس نے
خدا تعالے کو ننانوے بار خواب مین دیکھا اور سوین بار دیکھکر نجات خلایق کے باب مین
سوال کیا جسکا تفصیلی مذکور ہو چکا۔ منقول ہوا کہ جب امام ابوحنیفہ روضہ اقدس اطہر محبوب خالق
اکبر صلعم پر حاضر ہوئے تو آپنے اوس بارگاہ عالیجاہ مین عرض کیا السلام علیک یا سید المرسلین
روضۂ مبارک سے جواب آیا وعلیک السلام یا امام المسلمین کذا فی تذکرۃ الاولیا۔ کتاب کامل ہذلی
مین مذکور ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد ہمسایہ مین سے ایک لڑکے نے اپنے باپ سے
کہا کہ اے میرے باپ کہان ہے وہ ستون جو مین دیکھتا تہا ہر رات امام ابوحنیفہؒ کی چہت پر
باپ نے جواب دیا کہ اے فرزند میرے وہ ستون نہ تہا بلکہ وہ ستون شرع کا امام ابوحنیفہ
تہا۔ کذا فی فوائد المنیفہ۔ تنبیہ علامہ ابن حجر مکی وغیرہ اہل حدیث لکھتے ہین کہ بعد وفات سیدنا
امام ابوحنیفہؒ کے تمامی علماء دین وائمہ مجتہدین وقت کو آپکی تعظیم وتکریم وآداب ونیاز کا لحاظ
وپاس مثل آپکی حیات کے ملحوظ ومحفوظ رہا ہے اور ہمیشہ ارباب حاجات نے آپکی قبر شریف
کی زیارت کو قضاء حوائج وحل مشکلات کے باب مین تریاق اکبر سمجہا ہے اونمین سے ایک
سیدنا امام شافعیؒ ہین کہ جب آپ بغداد شریف مین وارد ہوتے تو امام صاحب کی قبر شریف
کی زیارت کے لئے ضرور آتے اور یہ فرماتے کہ بتحقیق مین برکت حاصل کرتا ہون امام ابوحنیفہ
کے ساتھ اور مین آتا ہون اونکی قبر شریف کی زیارت کے لئے خصوص جسوقت کہ مجکو کوئی
حاجت وضرورت دینی سخت پیش آتی ہے تو مین آپ کی قبر شریف کے پاس آتا ہون اور پڑہتا
ہون دو رکعتین اور پہر اوس جگہہ مقدس مین خداوند تعالے شانہ سے سوال کرتا ہون حقتعالے
ببرکت وجاہ اوسی مقام عالیجاہ کے وہ دعا میری قبول فرماتا ہے اور اس مقام مین اکثر علماء
اہل حدیث نے نقل کیا کہ حضرت امام شافعیؒ نے نماز صبح ادا کی امام صاحب کی قبر شریف
پاس اور آپنے اوسمین قنوت نہین پڑہی۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپنے اپنے اجتہاد کے
موافق نماز مین قنوت نہین پڑہی آپنے جواب دیا کہ اس صاحب قبر کے ادب سے اور مجکو
حیا آئی اس امام اعظم کے سامنے خلاف کرنے سے کذا فی المیزان للشعرانی۔ اور بعض اہل
حدیث نے اسقدر اور اضافہ کیا کہ آپنے نماز مین جہر وتسمیہ اور رفع یدین بھی نہین کیا۔

اسمقام مین بعض متعصب کوتاہ نظر امام شافعیؒ پر یہ طعن کرتے ہین کہ اونھون نے بخیال ادب حضرت امام ابوحنیفہ سنت نبوی کو ترک کیا اور یہ امر تقوے وحفظ دین سے نہایت بعید ہے اسکے جواب مین علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ کبھی عارض ہوتا ہی واسطے سنت کے ایسا امر کہ اوسکے ترک فعل کو ترجیح دیتا ہی بوجہ اسکے کہ وہ امر زیادہ تر اہم ومقصود ہوتا ہی پس اسمین شک نہین کہ اعلام مقام واعلان شان علماء دین وارث الانبیاء والمرسلین زیادہ تر مطلوب ومؤکد ہے لہذا وقت ضرورت بنابر خواری حاسد یا بنظر تعلیم جاہل وہ امر افضل ہی فعل قنوت سے اور جہر تسمیہ سے بوجہ اسکے کہ ان دونون مین تو اختلاف واقع ہی اور اوس امر متذکرہ صدر مین کسیکا خلاف نہین - دوسرے یہ کہ نفع اوسکا کثیر ہے اور فائدہ اوسکا قلیل وقصیر ہی اور یہ تحقیق سے ثابت ہی کہ امام صاحب کے مخالفین وحاسدین کا ہجوم جیسا کہ آپکی حیات مین تہا ویسا ہی آپکی وفات کے بعد تہا لہذا بنظر اس حالت خاص کے ایسے مقام مین بیان فعل کے ساتھ اظہر ہوتا ہی بہ نسبت قول کے کیونکہ دلالت فعل کی عقلی ہی اور دلالت قول کی وضعی ہی کہ اوسمین تخلف مدلول سے تصور کیا جاتا ہی بخلاف دلالت فعل کے مثلاً کرم زید پر ایک دلالت تو یہ ہی کہ فعل کرم کا اوس سے وقوع مین آیا اور ایک یہ کہ اوسنے کہا کہ مین کریم ہون پس ہرگاہ کہ مبادی ضروری ودواعی بدیہی تمہید پاچکے تو واضح ہوگیا کہ بربناء وجوہ مصرح صدر فعل امام شافعی کا افضل ہی فعل قنوت سے اور جہر تسمیہ سے بوجہ اظہار مزید علوی ورفعت شان وغایت ادب واعزاز واکرام امام کافہ انام سیدنا ابوحنیفہ النعمانؒ کے ساتھ ہین کہ وہ مقتداء حضرات ائمہ مجتہدین ومقدم علمائے دین حضرت خاتم النبیین صلعم سے ہین کہ اونکی توقیر واکرام مومنین عرب وعجم پر واجب ہی سعہ اشعار اس معنی بلیغ کے کہ امام شافعیؒ نے اونکے مواجہ شریف مین ادباً وحیاءً اپنے اجتہاد کا اظہار نفرمایا فکیف فی حیاتہ وان الحاسدین لہم الخسران المبین وانہم ممن اضلہ اللہ علی علم انتہی فی الحقیقت یہ خاصان حق وعاشقان معبود برحق زندہ ہین حقیقتاً لئے اونکی شان مین جابجا قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہی الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون ان اولیاءہ الا المتقون ولنعم ما قیل ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما - ونیز بعض اہل حق خاصان حق سے ارشاد فرماتے ہین

ہ مرا زندہ پندار چون خویشتن ٭ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ۔ بالجملہ بعد وفات ان حضرت کے
قبور ہیں کہ ومشاہد مقدسہ قضاء حوائج وحل مشکلات کے واسطے اکسیر اعظم ہین ۔ مولانا شیخ
عبد الحق محدث دہلویؒ جذب القلوب مین لکہتے ہین کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ قبر امام
موسی کاظم قبولیت دعا کے لئی تریاق اکبر ہے ۔ ونیز لکہتے ہین کہ بعض مشایخ فرماتے ہین کہ پایا
مینے چار اشخاص کو اولیاء اللہ سے کہ وہ تصرف کرتے ہین اپنی قبور مین مانند تصرف حیات کے
بلکہ زیادہ اوس سے اونہین سے حضرت مولانا ومرشدنا جناب قطب الکونین غوث الثقلین جناب
محبوب سبحانی ہین ۔ علامہ ابن حجر مکی لکہتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک جب امام صاحب کی قبر شریف
کی زیارت کے لئے حاضر ہوے تو آپنے اسجگہہ کہڑے ہوکر بحالت وجد یہ کلمات کہے کہ اے امام
حقتعالی تجہپر رحم کرے ابراہیم نخعی نے انتقال کیا اور حماد بن سلیمان نے انتقال کیا اور ان
دونون نے اپنے بعد اپنا بدل وعوض تجکو چہوڑا اور تو نے انتقال کیا اور نہ چہوڑا تو نے روی زمین
پر اپنا بدل وعوض علم وفضل وتقوے وزہد مین جنکو تو نے تعلیم کیا اور نہین ممکن ہی اونکو کہ وہ
بدل وعوض ہو جاوین تیرے ورع وزہد وکمالات علم وفضل مین مگر بتوفیق الٰہی اور یہ کلمات
کہکر بہت روے ۔ اسیطرح حسن بن عمارہ جب زیارت کے لئے حاضر ہوے تو آپنے یہ کہا
کہ اے امام تو ہمارے لئے سابقین کا بدل وعوض تہا اور تو نے اپنا بدل وعوض نچہوڑا
علم وزہد مین ۔ مروی ہوا کہ امام صاحب کی تین کتابین تصنیف کی ہوئی مشہور ہین باقی
آپ سے زبانی منقول ہی ایک کتاب العالم والمتعلم ۔ دوسری کتاب الرسالہ کہ ابو عثمان لبستیؒ کو
پہونچی تھی ۔ تیسری کتاب فقہ اکبر کہ آپکے شاگرد ابو مطیع نے روایت کی ہی جسکی ملا علی قاری
نے شرح لکہی ہی ۔ اور بعض کہتے ہین کہ ایک کتاب مقصود صرف مین بھی آپنے لکہی ہے
پانچوان باب
واللہ عالم بحقیقۃ الحال وصفات الرجال انتہی ۔ **پانچوان باب** ۔ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت
اصحاب الراے کہنے کی تحقیق مین واختلافات صحابہ کرام کے بیان مین با دیگر اذکار وفوائد
مناسب مقام ۔ ہ ۔ مخفی نرہے کہ علامہ ابن حجر مکی وعلامہ حافظ ابن عبد البرؒ وعلامہ سیوطی
وغیرہ اکابر محدثین وعلماء دین حنفیہ وشافعیہ جو اصحاب الراے کے معنی کی تحقیق وتنقیح
اپنی تصنیفات وتالیفات مین لکہتے ہین اوسکا خلاصہ بنا بر رفع شکوک وشبہات عوام وفائدہ تام

کا نئے انام اس باب مین لکھا جاتا ہی وہ یہ کہ بعض اہل علم کے اس قول سے کہ امام ابوحنیفہؒ و تابعین
مذہب ابوحنیفہ اصحاب الرائے ہین اسکے یہ معنی نہ سمجھنے چاہئین کہ امام صاحب کی علوی شان
فقاہت ولفاہت وقوت وصحت اجتہاد وملکہ استنباط واستخراج احکام مین کسی قسم کا ضعف و
نقصان ہی کیونکہ اس قول کے یہ معنی خلاف تحقیق سمجھنا علمار سنت جماعت کے نزدیک بالاتفاق
خلاف وباطل ہی اور چونکہ یہ بات بنظر قیل وقال علمار اسوقت کے بہت وسیع وطویل ہی لہذا بعد
رفع اختلاف ورد شکوک وشبہات جماعت مخالفین تحقیق ماقل ودل پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ اصحاب
الرائے کہنا بچند معنی محتمل ہوسکتا ہی۔ اول یہ کہ اگر رائے کے یہ معنی مراد ہین کہ امام صاحب
نے اپنے اجتہاد واستنباط مین شورش وجودت طبیعت سے بلالحاظ کتاب وسنت مسائل
شرعی گڑھ لئے ہین اور اونکو اپنی خواہش ومنشار کے موافق ٹھیک ودرست کرلئے ہین تو
ظاہر ہے کہ یہ معنی کسی کے نزدیک لایق لحاظ والتفات نہونگے کیونکہ اس صورت مین ثبوت صحت
اجتہاد کی شرعاً اطلاق لفظ امامت کا ناجائز وممنوع ہوگا کما ہو الظاہر۔ دوسرے یہ کہ اگر رای کے
یہ معنی ہین کہ جو کوئی استنباط مسائل واستخراج احکام شرعی کرے وہ اہل رائے سے ہی
تو اس معنی سے کوئی مجتہد وامام بری نہین ہی امام صاحب کے ساتھ تخصیص اصحاب الرائے
کہنے کی محض بےمعنی ہی۔ تیسرے یہ کہ اگر رائے کے ساتھ قیاس مراد ہی تو قیاس ایک حجت
شرعی ہی حجتون شرعیہ سے جس بنار پر کل مجتہدین وعلمار دین نے مسائل فرعیہ جزئیہ مین
استدلال بالقیاس کیا ہی اور اکثر مسائل عبادات ومعاملات اوس سے ترتیب دئے ہین جو
آجتک مسلمات علمار عرب وعجم سے ہین۔ چوتھے یہ کہ اگر رائے کے ساتھ یہ معنی مراد ہین کہ جسکا
ماخذ کتاب وسنت واقوال صحابہ کرام نہو تو یہ معنی بھی محض ناجائز وباطل ہین کیونکہ علمار دین مین
سے کوئی آجتک اس معنی کا قائل نہین ہوا ہی۔ پانچوین یہ کہ اگر رائے کے ساتھ عقل وفہم مراد
ہی تو اسحالت مین امام صاحب اور اونکے اصحاب کی منقبت جلیلہ وفضیلت قوت قدسیہ اجتہادیہ
کا ثبوت بالبداہتہ ظاہر ہے کیونکہ جسکو عقل وفہم نہین اوسکو علم نہین اور جسقدر اس صفت جلیلہ
مین زیادت وترقی ہی اوسیقدر اوسکے اجتہاد کا کمال ہی مع ہذا امر معقول ومنقول نہین
تمام ہوتا مگر عقل وفہم کی مدد سے چنانچہ ماہرین علم حدیث پر یہ امر مخفی نہین ہی کہ احمد واسحاق

تحقیق معنی اصحاب الرائے

بلکہ شافعی اہل رای سے نہین ہین مگر اونکے مسائل اجتہادی مین بھی قیاس ضرور شامل ہی
پس اگر بنظر بصیرت دیکھا جاوے تو اجتہاد بالکتاب والسنۃ والقیاس ایک امر ایسا جلیل ذیشان
ہی کہ اسکو فی الجملہ تعلق ومناسبت معنوی بسلسلہ مناصب نبوت ومراتب صحابہ سے حاصل ہی
یعنے یہ حضرات بذریعہ اس عمل جلیل کے بحکم صحبت معنوی بحق وراثت حضرات انبیاء کرام
ممتاز وفائز ہوے العلماء ورثۃ الانبیاء چھٹے یہ کہ اگر اصحاب الراے سے یہ معنی مراد ہین
کہ امام صاحب واصحاب اونکے مقدم کرتے ہین اپنی راے کو احادیث نبویہ واقوال صحابہ کرام
پر تو یہ فرقہ جاہلین کا محض افترا وبہتان ہی اکثر اکابر ائمہ حدیث مثل علامہ ابن عبد البر وعلامہ
ابن حجر مکی وعبد الوہاب شعرانی وملا علی قاری وعلامہ سیوطی وغیرہ علماء دین نے اپنی تصنیفات
مین بعد تحقیق وتنقیح بمذہب مختار یہہ قول لکھا ہی کہ امام صاحب اور اصحاب اونکے بری ہین
اس تہمت وبہتان سے لہذا علماء دین کے نزدیک اہل راے سے وہ افراد مراد ہین کہ
جنہون نے فروعات دینیہ کو اصول شرعیہ ومسائل اجماعیہ سے مستنبط ومستخرج کیا ہی اور
اسمین جملہ مجتہدین وعلماء دین داخل ہین کیونکہ یہ امر اجلی بدیہیات سے ہی کہ عمل کرنا حدیث
پر بدون اسکے کہ راے وفہم اوسمین استعمال کیجاوے نہین ہوسکتا ہی بوجہ اسکے کہ
ادراک کرنے والی معانی احادیث کے جو مناط احکام ہی وہ راے ہی وقد قال المحققون
لا یستقیم العمل بالحدیث بدون استعمال الراے فیہ اذ ہو المدرک لمعانیہ اللتی ہی مناط
الاحکام اور اس بحث کو شیخ الاسلام امام سبکیؒ نے اپنی تصنیفات مین شرح وبسط کے ساتھ
لکھا ہی اس مختصر مین زیادہ گنجایش نہین۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین
لکھتے ہین کہ حضرت ابن عباس سے جب کوئی بات پوچھی جاتی اور وہ کتاب وسنت مین
ہوتی تو وہ حضرت شیخین رض کے اقوال سے جواب دیتے اور اگر اونمین نہوتی تو اوس بابمین
اپنی راے سے جواب دیتے ف علماء محققین نے اصحاب الراے کہنے کی یہ وجہ لی ہی
کہ امام صاحب کے قیاسات کے دقت مدارک اور باریکی استنباطات اسدرجہ بڑھے ہوے
تھی کہ اکابر معاصرین وقت اون قیاسات کے غوامض ودقایق کے فہم وادراک مین عاجز
ہوتے تھے لہذا بحالت شورش واشتعال طبع بعض نے امام صاحب اور اونکے تابعین

کو اہل راے کہنا شروع کیا جسکا تفصیلی بیان قریب مذکور ہوگا کتب معتبرہ وروایات صحیحہ
سے یہ بات ثابت ہی کہ امام ابوحنیفہ کو احادیث نبویہ کے اتباع مین کمال درجہ کا اہتمام تہا
چنانچہ روضۃ العلما مین مذکور ہوا کہ جب امام صاحب سے پوچہا گیا کہ جب آپ کوئی قول
کہین اور قرآن اوسکے خلاف ہو تو کیا کیا جاوے فرمایا کہ میرا قول چہوڑو قرآن کے مقابلہ مین
پھر پوچہا گیا کہ اگر آپکا قول مخالف حدیث ہو فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ مین بھی میرا قول ترک
کرو پھر پوچہا گیا کہ آپکا قول قول صحابہ کے مخالف ہو فرمایا کہ صحابہ کے مقابلہ مین بھی میرا
قول ترک کرو۔ ونیز آپنے فرمایا کہ جب صحیح حدیث ثابت ہوجاے تو وہ ہی میرا مذہب ہے
ونیز بروایات علامہ ابن حجر وغیرہ اکابر محدثین ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ حدیث مرسل کو مقدم
کرتے ہین عمل کرنے سے قیاس پر پس واجب کیا وضو کو قہقہہ سے باوجود اسکے کہ وہ حدیث
نہین ہی مگر بوجہ عمل کرنے کے خبر مرسل پر یہ حکم کیا۔ اور یہی وجہ ہی کہ نہ حکم کیا یہہ نماز جنازہ
مین اور سجدہ تلاوت مین اقتصار اللنص یعنے نص مذکور جو وارد ہوئی بلکہ وہ اوس نماز کے
متعلق ہی جو صاحب رکوع وسجدہ کی ہی اور نماز جنازہ مین رکوع وسجدہ نہین ہی۔ ابن
حزم کہتے ہین کہ جمیع اصحاب حنفیہ کا اسپر اجماع ہی کہ حدیث ضعیف اول ہی قیاس سے
ونیز منقول ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ اول ہم حکم کرینگے کتاب اللہ سے اور اگر اوسمین
نہ پاوینگے تو سنت رسول اللہ صلعم سے لینگے اور اگر اوسمین نہ پاوینگے تو اقوال صحابہ کرام
کو لینگے اور اگر اونکے اقوال مین باہم اختلاف پاوینگے تو لینگے ہم یعنی بطریق اجتہاد اونمین
سے اوس قول کو جو قریب تر ہوگا کتاب وسنت کے ساتہہ اور اگر ان تینون مین سے کسی
مین نہ پاوینگے تو اسحالت مین ضرور نہین کہ قول تابعی لیوین بلکہ اجتہاد کرینگے جیسا کہ انہون
نے اجتہاد کیا۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ امام صاحب نے فرمایا کہ جب جو موجود حدیث
رسول اللہ صلعم کی تو وہ ہمارے سر آنکہون پر ہی۔ یا اگر قول صحابہ ہی تو ہم اسکو قبول کرینگے اور اسپر عمل کرینگے
اور نہ نکلینگے ہم اونکے اقوال سے اور اگر قول تابعی ہے تو مزاحمت کرینگے یعنے وہان بلحاظ
کتاب وسنت اجتہاد کرینگے۔ اور وجہ اسکی ظاہر ہی کہ امام صاحب خود جماعت تابعین ہی
ہین۔ ونیز اون سے منقول ہوا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ عجب ہی اون لوگون سے

جو یہ کہتے ہین کہ مین فتوے دیتا ہون راے سے مین نہین فتوے دیتا ہون مگر از رسول اللہ
صلعم سے اور نیز فرمایا امام صاحب نے کہ اگر روایت حدیث نہوتی تو مین قیاس کے موافق
حکم کرتا اور یہ جملہ روایات علامہ ابن حجر مکی خیرات حسان مین لکھے ہین پس مقام غور و انصاف
کا ہی کہ درصورتیکہ بتصریح صدر امام صاحب کے اقوال سے بہ تواتر یہ امر بالبداہت ثابت ہوگیا کہ
آپنے فرمایا کہ قول رسول اللہ صلعم ہمارے سر آنکھوں پر ہے پس مقام انصاف کا ہی کہ باوجود
ثبوت اس احتیاط بلیغ و حفظ آداب حدیث و غایت اہتمام شان حدیث مذہب حنیفہ کو اصحاب
الراے بطور طعن کہنا یا اس قول سے خلاف معنی مراد لینا محض بے انصافی و غایت تعصب و
کوتاہ نظری ہی - منقول ہوا کہ ایک شخص نے مسئلہ شرعی مین قیاس کرنیکے باب مین کچہہ سنا
تو اوسنے چیخکر یہ کہا کہ چھوڑو قیاس کرنیکو پس تحقیق کہ اول وہ شخص جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تہا
یہ سنکر امام صاحب اوسکے پاس آئے اور یہ فرمایا کہ اے شخص کیا ہوا تجکو جو ایسی بے محل بات کہتا ہی
ابلیس نے رد کیا امر الہی کو اپنے قیاس سے جیسا کہ حقتعالے نے خبر دی اسکی اپنے کلام
مقدس مین اسوجہ سے وہ کافر ہوا اور ہمارا قیاس امر الہی کے اتباع مین داخل ہی اسواسطے
کہ بتحقیق ہم پہیرتے ہین اپنے قیاس کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کیطرف یا اقوال ائمہ دین
صحابہ و تابعین کیطرف پس ہم بہمہ وجوہ پہرتے ہین گرد اتباع حق کے ہم کیسے ابلیس لعین کے
مثل ہونگے امام صاحب کی یہ تقریر سنکر اوس شخص نے کہا کہ فی الواقع مینے غلطی و خطا
کی اور اوسنے توبہ و استغفار کی مینے روشن کرے اللہ تعالے دل تیرا جیسا کہ تو نے میرے
دلکو روشن کیا - اور بہی امام صاحب فرماتے تھے کہ وہ امر جسپر ہم ہین وہ میری رای ہے
ہم اوسمین کسی پر جبر نہین کرتے یعنے اوسکے کرنے پر اور نہ ہم یہ کہتے ہین کہ قبول کرنا اسکا
واجب ہی جسکے پاس اوس سے زیادہ کوئی نیک بات قوی ہو تو وہ لاوے ہم اوسکو قبول
کرینگے - اور میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ ابو مطیع نے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس جامع مسجد
کوفہ مین حاضر تہا اور مقاتل بن حیان و حماد بن سلمہ و امام جعفر صادق وغیرہ اکابر وقت نے
آکر امام صاحب سے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ آپ دین الہی مین قیاس کرتے ہین ہم خوف کرتے ہین
اسمین کہ پہلے ابلیس نے قیاس کیا ہی - یہ سنکر امام صاحب نے مناظرہ علمی شروع کیا

جمعہ کی صبح سے زوال تک اور اخیر مین آپنے اپنا مذہب بیان کیا کہ مین اول کتاب اللہ پر عمل کرتا ہون زان بعد حدیث پر زان بعد اقوال صحابہ پر اور متفق کو مقدم کرتا ہون مختلف پران سکے بعد قیاس کرتا ہون سب حاضرین نے کہڑے ہوکر امام صاحب کے سر کا بوسہ دیا اور کسی نے گھٹنے اور کسینے ہاتھ چومے اور کہا انت سید العلماء یعنی تو سب علماء کا سردار ہے - اور اسی باب مین جو حضرت امام محمد باقر سے گفتگو علمی پیش آئی اور امام صاحب نے سب سوالات کے جوابات تفصیلی بیان کئے اور تمامی حاضرین جلسہ نے انکو بالاتفاق تسلیم کیا انجام مین امام محمد باقر نے امام ابو حنیفہ سے معانقہ و مصافحہ کرکے فرمایا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ مخالفین و معاندین بوجہ عناد و خصومت کے تمکو متہم کرتے ہین اور ان سب روایات کا تفصیلی بیان پہلے باب مین مذکور ہو چکا ہے - امام ابو العلائی آیت کریمہ لا تقصص رؤیاک علے اخوتک کی تفسیر مین لکہتے ہین کہ یہہ نہی حضرت یعقوب کی جانب سے بطریق وحی کے اللہ تعالے کیجانب سے نہ تھی بلکہ بطریق اجتہاد بالرائے تھی پس اسمین رد ہے اوس پر جسنے رد و قدح کیا امام صاحب کے اصحاب الرائے ہونے مین کیونکہ بطور طعن یہ کہنا اوسکا امام صاحب پر مثل طعن کے یعقوبؑ پر ہے - فوائد منیفہ مین مذکور ہوا کہ روایت کیا امام ابو جعفر شیزاماری نے حضرت شقیق بلخیؒ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ سب سے زیادہ تھے صاحب ورع و زہد و عبادت کے و علم و کرم کے اور محتاط فے الدین ہونے مین اور دین آلٰہی مین قول بالرائے سے نہایت بعید تھے اور تھے آپ کہ نہین قایم کرتے تھے کسی مسئلہ کو دین مین یہانتک کہ بعد انعقاد مجالس علمی و تحقیق و مباحث باہمی ایک بات پر اتفاق ہو جاتا تہا زان بعد امام صاحب اپنے شاگردون مین سے امام ابو یوسف وغیرہ کو ارشاد فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلان باب مین قایم کرو پس ایسی صورت مین مقام غور و انصاف کا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو حفظ دین مین رب جلیل کا کسقدر خوف تھا اور شریعت مصطفوی مین احقاق حق کا کیسا اہتمام بلیغ تہا - انتہی - غرض اسصورت مین متعصبین و مخالفین کا یہ قول کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے اجتہاد مین معاذ اللہ احادیث صحیحہ کو رد کرکے اپنے قیاس و رائے کو مقدم کیا ہے محض افترا و بہتان عظیم و افک مبین ہے امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کا وہ مرتبہ عالی اور شان جلیل ہے

جسکی نسبت اکابر علماءدین متواتر اس قول کو روایت کرتے چلے آئے ہین خصوص حضرت امام مزنیؒ کہتے ہین کہ سُنا مینے امام شافعی سے کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام ابوحنیفہ کے قیاس ہین چنانچہ بوجہ اسکے کہ قیاسات مذہب حنفیہ خالی از دقت وفکر بلیغ وتعمق نظر سے نہین ہین امام مزنی بہت غور وفکر کیا کرتے تھے یہانتک کہ برانگیختہ کیا اونکی غور وفکر نے اونکی بہن کے بیٹے امام طحاوی کو کہ اُنھون نے مذہب شافعی سے رجوع کیا مذہب حنفی کیطرف چنانچہ خود تصریح کی اسکی امام طحاوی نے وعن المزنی سمعت الشافعی یقول الناس عیال ابی حنیفۃ فی القیاس ولدقۃ قیاسات مذہبہم کان المزنی یکثر من النظر فی کلامہم حتی حمل ذلک ابن اختہ الامام الطحاوی علی انہ انتقل من مذہب الشافعی الی مذہب ابی حنیفۃ کما صرح بذلک الطحاوی بنفسہ۔ انتہی یحییٰ ابن سعید القطان کہتے ہین کہ نہین سنا مینے نیکتر راے امام ابوحنیفہ سے اور یہی وجہ تھی کہ وہ فتوے دینے مین امام صاحب کے قول کیطرف رجوع کرتے تھے جیساکہ روایت کیا اسکو خطیب نے یحییٰ ابن معین سے۔ مسعر بن کدام سے لوگون نے پوچھا کہ آپنے کیون چھوڑدی راے اپنے اصحاب کی اور اختیار کی راے امام ابوحنیفہ کی جواب دیا کہ بوجہ قوی وغالب ہونے رای امام ابوحنیفہؒ کے لاؤ تم میرے پاس کسیکا قول جو غالب ہو امام ابوحنیفہ کے قول سے کہ مین رغبت کرون اوسکی طرف پس فریق معاندین ومتعصبین کا یہہ کہنا کہ حنفیہ راے کو حدیث پر مقدم کرتے ہین تصریح صدر محض افترا ونے اصل ہے جیساکہ قول ابن حزم کا ہے قال ابن حزم جمیع الحنفیۃ مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفۃؒ ان ضعیف الحدیث اولی من الرای فتأمل ہذا الاعتناء بالاحادیث وعظیم جلالتہا وموقعہا عندہ ومن ثم قدم العمل بالاحادیث المرسلۃ علی العمل بالقیاس۔ وقال الحافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ افرط اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفۃ وتجاوزوا الحد فی ذلک لتقدیمہ القیاس علی الاثر الخ کسی نے امام احمد حنبل سے کہا کہ تم امام ابوحنیفہ کی نسبت کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ اختیار کرنا راے کا اوس شخص نے کہا کہ کیا امام مالک کا کلام خالی ہے راے سے کہا ہان ولیکن امام ابوحنیفہ اون سے رای مین زائد واکثر ہین اوسنے کہا کہ اگر یہ بات باعتبار

مذمت وطعن کے ہی تو یہ نہ کہو کہ اسمین کم ہی اور اوسمین بہت ہی مطلب یہ کہ جو شئے مذموم و خلاف ہی اوسمین قلت وکثرت کو گنجایش نہین یہ سنکر امام احمد ساکت ہوگئے۔ لیث بن سعد کہتے ہین کہ مینے امام مالک کے ستر مسئلے رای کے ساتھ پائے کہ وہ کل بظاہر خلاف حدیث رسول اللہ صلعم ہین اور تحقیق کہ مینے لکہا اونکو اس باب مین اس غرض سے کہ مین پند حاصل کرون اور متنبہ ہون اور نہ پایا مینے کسیکو علماء امت مین سے کہ اوسنے صحیح ہونا حدیث کا تسلیم کرکے حدیث کو متروک العمل سمجہا ہو مگر حجت شرعی کے ساتھ مثلاً منسوخ کہنا اوسکا اوسکے ہم مثل دوسرے اثر کے ساتھ یا ثبوت منسوخیت اوسکے بالاجماع یا بوجہ عمل کرنی اوسکی اصل پر کہ واجب ہی اتباع اوسکا یا سند اوسکی مطعون ہی یا راوی اوسکا غیر متفقہ ہی یا وہ مطلع نہو اوس حدیث پر۔ یا اوسکے نزدیک وہ حدیث صحیح نہین ہی کیونکہ رد کرنا حدیث کا بلا حجت شرعی مستلزم سقوط عدالت ہی اور اسحالت مین اطلاق امامت کیجگہہ اطلاق فسق لازم آتا ہی اور حالانکہ بروایت متواترہ صحیحہ ثابت ہی کہ حضرات صحابہ کرام واکابر تابعین نے اجتہاد بالرای کیا ہی۔ اور بر بناء حجت شرعی سب ائمہ دین نے قیاس کو عملاً جائز رکہا ہی۔ اسیطرح بعض کا جو یہ قول ہی کہ امام صاحب نے بلا حجت شرعی اخبار احاد کو رد کیا اور قیاس ورای پر عمل کیا اگرچہ یہ بات بہت وسیع ہی اور اسمین جانب مخالف کو قیل وقال طویل ہی مگر اس باب مین بنظر اختصار قول جامع ومانع جو انصاف پسند کے سمجہنے کے لئے کافی ہی قول علامہ حافظ ابو عمر بن عبد البر محدث کا ہی وہ یہ کہ قائلین اس قول نے مثل حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی و شیخ بخاری نے قواعد واصول امام ابو حنیفہ مین زیادہ فکر وتامل نہین کیا اور بلا نظر وفکر وغور بلیغ کے یہ قدح وجرح کیا ہی وہ یہ کہ خبر واحد نہین قبول کیجاتی جبکہ وہ مخالف ہو اصول اجماعی سے جنکا تفصیلی بیان مذکور ہو چکا پس بتصریح صدر بمجبوری ومعذوری خبر واحد پر قیاس مقدم کیا جاویگا نہ عبثاً ورداً للحدیث حاشا اللہ تعالیٰ من ذلک وسبب صدور ذلک

منہم انہم استرو حوا ولم یتابعوا قواعدہ واصولہ اذ منہا کما قالہ الامام الحافظ ابو عمر بن عبد البر وغیرہ ان خبر الواحد لا یقبل اذا خالف الاصول المجمع علیہا فحینئذٍ یقدم القیاس علیہ وقد اعتذر عن تقدیمہ القیاس علی خبر الواحد بان ذلک بموجب لاعتبادلا رد الحدیث مع سلامتہ

عن القوادح حاشاه اللہ تعالےٰ من ذلک بل لموجب ای موجب اما کونہ لم یطلع علی الحدیث
اولم یصح عندہ اوکونہ روایۃ غیر فقیہ انتہےٰ کذا فی الخیرات الحسان ۔ خلاصہ یہ کہ اجتہاد بالرای وعمل
بالقیاس مین صرف امام ابوحنیفہ ہی مستثنے اور مخصوص نہین ہین بلکہ یہ امر معمولات قرون مبارکہ
ثلثہ سے ہی اور اسی پر عمل فقہاے امصار ہی اور باانہمہ بعض اصحاب حدیث نے امام صاحب کی
نسبت جو بالخصوص اس باب مین طعن کیا ہی اور طریقہ عناد وافراط اختیار کیا ہی اور حد عدالت
شرعی کو چھوڑ دیا ہی اس باب مین علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ بعد ثبوت ان بینات واضحہ وادلہ شواہد
جلیلہ سے صاف واضح ہوگیا کہ امام صاحب کی ذات بابرکات تقدس سمات بری ہی ان مآثم
سے جو انکے اعداء ومخالفین وجاہلین وحاسدین نے اونکی جانب منسوب کئے ہین امام
ابوحنیفہؒ نے زنہار نہین ترک کیا ہی خبر احاد کو مگر بتصحیح صدر یعنی بصورت موجود ہونے دلیل شرعی
اقوی واوضح کے والحاصل ان اباحنیفۃ لم یتفرد بالقول بالقیاس بل علی ذلک عمل فقہاء
الامصار کما قالہ العلامۃ ابن عبد البر وبسط الکلام علیہ رداً علی من جہل فجعل ذلک عیبا واذا
تقرر ذلک علم منہ نزاہۃ ابی حنیفۃ مما نسبہ الیہ اعداؤہ والجاہلون بقواعدہ بل المواقع الاجتہاد
من اصلہا من ترکہ لخبر الاحاد بغیر حجۃ وانہ لم یترک خبرا الا لدلیل اقوی عندہ واوضح اہ اسی بنا
پر امام شعرانی نے میزان مین لکھتے ہین کہ بدلائل مذکورہ جو ہمنے بیان کئے اوس سے بداہۃً ثابت
ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ بصورت موجود ہونے نص کے قیاس بالرای کبھی نہین فرماتے تھے
جیسا کہ بعض متعصبین کا واہمہ ہی پس جس شخص کا کہ امام ابوحنیفہ پر عمل بالقیاس کے بارہ مین
نقض واعتراض ہی وہ حقیقت مین قدح وجرح جملہ ائمہ مجتہدین پر ہی بوجہ اسکے کہ کل ائمہ دین
بصورت نہونے نصوص واجماع کے عمل بالقیاس مین مشارک ہین ۔ اور بتحقیق کہ امام ابوحنیفہ
کے تمامی اقوال وافعال وعقائد کتاب وسنت کے ساتھ مستحکم ومربوط ہین اور مذہب اونکا
باعتبار تدوین اول مذاہب ہی اور بنظر انقراض وانقطاع آخر مذاہب ہی جیسا کہ بیان تفصیلی
اسکا بعض اہل کشف نے کیا ہی پس بتحقیق کہ حق تعالےٰ نے پسند فرمایا دین اسلام مین
امام ہونا اوسکا واسطے بندون اپنے کے اور ہمیشہ سے ہر زمانہ مین اونکے مذہب کا
اتباع زیادت اور ترقی کے ساتھ ہی اور ہوگا دن قیامت تک اگرچہ اون تابعین مین سے

کوئی بالجس و بالضرب معذب و مکلف کیاجاوے مگر طریق امام ابو حنیفہ سے نہ نکلیگا رضی اللہ عنہ وعن اتباعہ وعن کل من لزمہ الادب معہ ومع سائر الائمۃ انتہی کلامہ کذا فی فوائد المنیفۃ

مزید برآن توضیح مقام یہ ہی کہ حدیث ام سلمہ مین مروی ہوا انا اقضی بینکما برائی فیما لم ینزل علی فیہ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مین نہین حکم کرتا ہون تم مین مگر راے اور اجتہاد کے ساتھ اوس چیز مین جسمین نہین نازل ہوا مجہپر اور نہ وحی کی گئی اوس مین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کذا فی مشکوۃ المصابیح ف اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب رسول مقبول صلعم امور غیر منزلہ احکام الٰہی مین اجتہاد بالراے فرمایا کرتے تھے اب اسمین اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث سے اجتہاد بالراے کا جواز ثابت ہوا معصوم کا اور مقصود اثبات غیر معصوم کا ہی لہٰذا اسکے جواب مین دوسری حدیث جو متعلق غیر معصوم کے ساتھ ہی نقل کیجاتی ہی تاکسی نہج وطریق پر اصحاب ظواہر کو اثبات مقصود مین محل کلام نہ باقی رہے رسیدنا معاذ بن جبل رض سے روایت ہی کہ جب رسول مقبول صلعم نے اونکو یمین کا عامل کر کے بھیجا تو آپنے اون سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قصہ تیرے روبرو پیش آویگا تو کیونکر حکم کریگا اور کس چیز سے حکم کریگا اونہون نے عرض کیا کہ حکم کرونگا مین کتاب اللہ کے ساتھ فرمایا کہ اگر نہ پاوے تو اوسمین عرض کیا کہ پھر حکم کرونگا مین سنت رسول اللہ صلعم کے ساتھ فرمایا اگر اسمین بھی نہ پاوے تو اونہون نے عرض کیا کہ پھر اجتہاد کرونگا مین اپنی راے کے ساتھ اور کوتاہی نکرونگا مین اجتہاد مین اور طلب ثواب مین حضرت معاذ فرماتے ہین یہ سنکر مارا ہاتھ پیغمبر خدا صلعم نے میرے سینہ پر یعنے بمراد ثابت اور قایم رکھنے کے اسپر و نیز واسطے افاضہ زیادت نور علم اسکے اور پھر ارشاد فرمایا کہ سپاس و ستایش زیبا ہی خدا ہی تعالے کو جسنے توفیق دی خدا کی رسول کی رسول کو ایسی شے کے ساتھ کہ راضی و خوش ہی اوسکے ساتھ رسول اسکا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد و دارمی نے کذا فی المشکوۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ اس حدیث مین بہت بڑی حجت واضحہ ناطق ہی مشر وعیت قیاس پر اور ثبوت اجتہاد بالراے پر بخلاف اصحاب ظواہر کے جو منکر ہین قیاس کے۔ اب مقام غور وانصاف کا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار جس حالت مین کہ احادیث صحیحہ سے صحت اجتہاد

بالرائے اور مشروعیت قیاس کا ثبوت کامل ہوگیا تو اب مذہب حنفیہ کی نسبت اصحاب الرای
بطور طعن کہنا صاف تعصب و نفسانیت ہی - امام شعرانی شافعی وثوق کلام و مسائل اجتہادی
امام ابوحنیفہ کے بیان مین لکھتے ہین کہ بحمد اللہ جبکہ تالیف کی مینے کتاب ادلہ مذاہب کی
اوس حالت مین مینے اقوال ابوحنیفہ و اقوال اصحاب ابوحنیفہ مین تفحص بلیغ و تتبع کامل
کیا پس نہ پایا مینے اوسکے اقوال سے اور اوسکے تابعین کے اقوال سے کسی قول کو
مگر کہ وہ مستند یا کتاب و سنت کے ساتھ ہے یا جو مفہوم کتاب و سنت سے ہی یا وہ قول
مستند حدیث ضعیف کے ساتھ ہی جو طرق کثیرہ سے مروی ہوئی یا وہ قول مستند قیاس
صحیح کے ساتھ ہی جو اصل صحیح پر مبنی ہی پس جو شخص کہ ارادہ کرے اوسپر مطلع ہونیکا وہ مطالعہ
کرے کتب مذہب حنفیہ کا انتہے - مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ انصاف مین لکھتے ہین
کہ بعض کو ہمنے یہ کہتے پایا کہ اہل اسلام مین دو فریق ہین ایک ظاہری دوم ارباب رائے
اور جو کوئی قیاس و استنباط کرے وہ اہل رائے سے ہی بخدا یون ہرگز نہین ہی اور رائے
سے مقصود نفس فہم اور عقل نہین ہی کیونکہ اس بات سے کوئی عالم جدا نہین ہوسکتا اور نہ
وہ رائے مقصود ہی جسکا اعتماد سنت پر کچھہ بھی نہو کیونکہ کوئی مسلمان بالیقین ایسی رائے کا
پابند نہین ہی اور نہ استنباط و قیاس پر قادر ہونا مراد ہے کیونکہ احمد و اسحاق بلکہ شافعی
بھی بالاتفاق اہل رائے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط و قیاس کرتے ہین پس اہل رائے
سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے بعد اون مسائل کے جنپر مسلمانون کا یا اونکے جمہور کا
اتفاق ہوگیا متقدمین مین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق تخریج کیطرف توجہ کی
اور انکا بڑا اہتمام اسی پر تھا کہ نظیر کو نظیر پر محمول کرین اور اصول مین سے کسی اصل پر
لیجائین نہ یہ کہ احادیث و آثار کو ڈھونڈین - اور فرقہ ظاہری وہ ہی کہ قیاس اور آثار
صحابہ اور تابعین کے قائل نہون جیسے کہ داؤد بن حزم ہی اور ان دونون فرقون کے بیچ
مین محققین اہل سنت ہین جیسے احمد و اسحاق انتہے - بالجملہ بتصریح صدر امام صاحب کی
وقت قیاسات و باریکی و قوت استنباطات اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ علماء راسخین و ائمہ
معاصرین وقت مثل اوزاعی و عبداللہ بن مبارک و جریج و سفیان ثوری و مسعر بن کدام

وشریک وغیرہ کو بلاتامل ونظر دقیق وفکر بلیغ اونکا حل دشوار ہوتا تہا اور جملہ ائمہ کرام معاصرین کو امام صاحب کی ذکاوت وفراست وعلوی ادراک واصابت رائے پر اجماع واتفاق تہا اور اُسکے ثبوت کے لئے قول امام شافعی کا کافی ہے جو مذکور ہوچکا کہ ادمی عیال ہین یعنی پرورش یافتہ ہین امام ابوحنیفہ کے قیاس مین۔ غرض ان وجوہ سے بعض حاسدین نے امام صاحب کو اہل رائے کہنا شروع کیا۔ زان بعد اون اصحاب وتابعین نے اس معنی کو مطاعن وذمائم امام صاحب مین داخل کیا لہذا اس باب مین صاحب بصیرت انصاف پسند حق شناس کے لئے وہ بیان کافی اور وافی ہے جو علامہ ابن حجر ان مباحث طویلہ کی تحقیق وتنقیح مین لکہتے ہین کہ سابقین مین سے بعض بعض افراد نے اپنے اپنے امام ومجتہد کے غلبہ محبت مین اکثر قصص وحکایات بحالت منام از قبیل احلام نقل کئے ہین کہ اگر کوئی شخص بمعنی لا یعنی کوتاہ نظر پست فطرت اون اقوال بے بنیاد پر بنظر سرسری توجہ والتفات کرے تو بالیقین علاوہ حدوث انواع شکوک وشبہات انجام کار بوجہ زبان درازی ونلے قیدی موجب زوال ایمان ہوگا اور مختصر بیان اسکا یہ ہے کہ بعض حاسدین امام ابوحنیفہؒ نے جو بعض خواب نقل کئے ہین اونمین سے خواب زبیر بن احمد کا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مینے دیکہا رسول مقبول صلعم کو خواب مین کہ امام ابوحنیفہؒ بائین جانب آپکے کہڑے تھے۔ آپنے امام صاحب کیطرف دیکہکر فرمایا کہ فان یکفر بہا ہولاء فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین۔ اور امام شافعیؒ دہنی طرف کہڑے تھے اونکی طرف دیکہکر فرمایا اولئک الذین ہدی اللہ فبہدٰہم اقتدہ پس یہ خواب حقیقت مین محققین کے نزدیک غیر صحیح ہے کہ حافظ دیلمی صاحب فردوس شافعی ہین۔ اسیطرح ائمہ حنبلی مذہب والون مین سے بعض نے خواب مین دیکہا رسول مقبول صلعم کو اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور مذاہب اربعہ کے باب مین کچھہ بیان فرمائین آپنے فرمایا کہ مذاہب تین ہین یہہ سنکر مینے دل مین خیال کیا کہ شاید مذہب حنفی خارج ہوگا بوجہ استدلال بالرائے کے پس آپنے شروع کیا بیان فرمانا ابوحنیفہؒ وشافعیؒ اور احمدؒ اور پہر فرمایا کہ مالک جو تہا ہے مینے عرض کیا کہ ان مین سے کونسا بہتر ہے پس گمان غالب میرا یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ مذہب احمد حنبل کا استقام پر

علامہ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس قسم کی دیگر خواب بھی منقول ہوئی ہین مگر بوجہ شناعت یعنی کمال برائی اونکی سکے ترک اونکا مناسب وادنی سمجھا ہی - خلاصہ یہ کہ جماعت متقدمین مین سی بعض بعض مقلدین وتابعین اپنے اپنے امام ومجتہد کی قوت اجتہادی وعلوی فکری واصابت وحقیت کے ثبوت واحقاق مین ایسے غریق ومحو ہوگئے ہین کہ بضمن بیان دلائل ثبوت وحقیت کے کلام اونکا عدالت شرعی سے خارج ہوگیا اور دائرہ حقیقت سے متجاوز ہوکر مستلزم فسق وضلال ہوا اللہم احفظنا من شرور النفس ومکائدہ - میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ نہین طعن کیا کسینے ائمہ مجتہدین کے اقوال ہین مگر جہلا وکوتاہ نظرون نے کہ جاہل رہے اوسکے برہان سے اور ناواقف رہے اوسکی باریکی ودقت سے خصوصا امام ابوحنیفہ کہ اجماع کیا سلف وخلف نے اونکے کمالات علمی وقوت اجتہادی وغایت تقوی وزہد وکمال دیانت وامانت پر ونیز اس امر پر کہ وہ تادم واپسین محتاط ومجتنب رہے دین الہی مین اوس رائے سی جسمین کہ اوسکی نہین شہادت کی ہو کتاب نے یا سنت نے - طبقات شیخ الاسلام امام تاج الدین سبکی مین جو اس باب مین بیان طویل مذکور ہوا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ بہت بڑے خوف وحذر کا مقام ہی یہ کہ سمجھے تو قاعدہ محدثین سے یہ بات کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر علے الاطلاق بلکہ قول صواب اس باب مین یہ ہی کہ جسکی امامت وعدالت بالاتفاق ثابت ہو چکی ہو اور اوسکے مدح کرنیوالے وصدق وصفائی بیان کرنے والے بہت ہون اور قدح وجرح کرنیوالے شاذ ونادر ہون اور حال یہ کہ وہان قرینہ بھی جرح وقدح کے دلالت کرنے پر تعصب مذہبی وحسد معنوی وغیرہ موجود ہو تو ایسی حالت مین ہرگز نہین التفات کیا جاویگا اوس جرح کیطرف کیونکہ جرح ایسے شخص کے حق مین کہ جسکی عبادات وطاعات غالب ہون اور اوسکے معاصی پر اور مدح کرنے والے بہت ہون ذم کرنے والون سے اور تزکیہ وصدق وصفائی بیان کرنے زیادہ جرح کرنیوالون سے اور قرینہ عقلی وہان بداہتہ شاہد وناطق ہو اسکا کہ قول قائل کا تعصب مذہبی ولوث نفسانی سے خالی نہین ہی جیساکہ متقدمین ومتاخرین کی کلام مین باہم یکدگر چلا آتا ہی تو اب ایسی حالت مین ہرگز نہین التفات کیا جاویگا کلام سفیان ثوری وغیرہ کیطرف جو سیدنا امام ابوحنیفہ رح کے باب مین کہا ہی اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے امام

مالکؒ کے باب مین کہا ہی اور ابن معین نے امام شافعیؒ کے حق مین اور نسائی نے احمد بن
صالح کے باب مین کہا ہی وغیر ذلک معہذا اگر ایسی صورت مین تقدیم جرح بالاطلاق تسلیم
کیجاوے تو البتہ نہ سلامت رہیگا اہل سنت جماعت کے لئے کوئی امام ثقہ وصادق دین
مین اسواسطے کہ نہین گذرا ہے کوئی امام مگر کہ طعنہ کیا ہے اوسکے حق مین طعنہ کرنیوالون
نے اور ہلاک ہوئی اونمین ہلاک ہونے والے - اور یہی قول ہی علامہ حافظ ابن عبد البرؒ محدث
کا کہ اس باب مین بہتون نے غلطی کہائی اور فرقہ جاہلین ومتعصبین بوجہ کوتاہ نظری و
لوث نفسانی گمراہ ہوگیا اور نہ سمجھا کہ اسکا وبال ونکال عظیم ہی الحذر کل الحذر - وفی طبقات
شیخ الاسلام التاج السبکیؒ الحذر کل الحذر ان تفہم من قاعدتہم ان الجرح مقدم علی التعدیل
علی اطلاقہا بل الصواب ان من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ ومزکوہ وندر جارحوہ
وکانت ہناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذہبی او غیرہ لم یلتفت لی جرحہ
ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک ان الجارح لا یقبل منہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلبت
طاعاتہ علی معصیتہ ومادحوہ علی ذامیہ ومزکوہ علی جارحیہ اذا کانت ہناک قرینۃ یشہد العقل
بان مثلہا حامل علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او منافسۃ دنیویۃ کما یکون بین النظراء
وغیر ذلک وحینئذ فلا یلتفت بکلام الثوری وغیرہ فی ابی حنیفۃ رح وابن ابی ذئب وغیرہ
فی مالک وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو ذلک قال ولو اطلقنا
تقدیم الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ الطاعنون وہلک فیہ الہالکون
قال ابن عبد البرؒ ہذا باب غلط فیہ کثیرون وضلت فیہ فرقۃ جاہلیۃ لا تدری ما علیہا فی ذلک انتہی
ونیز اہل تحقیق اس مقام مین لکھتے ہین کہ خطیب نے جو اپنی تاریخ مین چند اقوال قدح
وجرح نسبت امام صاحب نقل کئے ہین سو اوس بیان سے مقصود مولف کا بیان نقص شان
امام ابوحنیفہ نہین ہے بلکہ اوسنے بسبیل عادت مورخین اقوال مدح وذم دونون اپنی تاریخ
مین بطور جمع کرنیکے نقل کئے ہین - اور دلیل بدیہی اسپر یہ ہی کہ اوسنے اولا تفصیلی بیان
مدح کرنیوالون امام صاحب کا مقدم لکھا اور بہت حسن اہتمام وبسط وشرح سے لکھا اور اسکو
اکثر اقوال سلف وخلف سے باسنادہ ہی نقل کیا اور ازان بعد قادحین کا کلام نقل کیا

تا اس طریق سے صاف ظاہر ہو جاوے یہ امر کہ وہ یعنے ابن جوزی منجملہ اون افراد کے ہے
جنہون نے نہین تسلیم کیا ہی خوض کرنے حاسدین و جاہلین کو ائمہ دین کے باب مین اور دوسرا
اگر اقوال قدح و جرح منقولہ خطیب صحیح سمجھے جاوین تو بھی لایق توجہ و التفات نہین ہین -
بدلیل اسکے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہو کہ اگر وہ قدح و جرح کرنیوالا غیر اقران امام صاحب
سے ہی تو وہ مقلد ہے اوس کہنے والے کا یا وہ مقلد ہی کتب حاسدین و مخالفین امام صاحب کا
کہ اونکی تقلید کیوجہ سے خلاف ادب تعصباً یہ بھی زبان درازی کرتا ہی اور اگر وہ اقران امام
صاحب سے ہی تو اس باب مین بتصریح صدر ثابت ہو چکا ہی کہ قول قدح و جرح امثال و اقران کا
بعض کا بعض کے حق مین غیر مقبول ہی جیسے کہ تصریح کی اسکی حافظ علامہ ذہبی محدث و حافظ
علامہ ابن حجر عسقلانی و علامہ حافظ ابن عبد البر وغیرہ نے خصوصاً جسوقت کہ ظاہر ہو جاوے یہہ کہ
وہ ہفوات بوجہ تعصب مذہبی یا بوجہ اشتعال غیظ و غضب و حسد معنوی کے ہین اسواسطے
کہ حسد سے نہین نجات پاتا ہی مگر وہی شخص جسکو خدا ہی تعالے محفوظ رکھے جیسا کہ علامہ ذہبی
لکھتے ہین کہ نہین جانتا ہون مین کسی زمانہ کو کہ جسمین محفوظ رہے ہون اہل زمانہ بلاء حسد سے
مگر زمانہ انبیاء کرام و صدیقین فے الحقیقت بمقتضاے و من شر حاسد اذا حسد ایسی بلاء عظیم
ہے جسکی مذمت جابجا کتاب و سنت مین مذکور ہے کہ حسد کی آگ عبادات و طاعات کو ایسا
کہاتی ہی جیسے آگ لکڑی کو کہاتی ہی اور یہ بلاء عظیم ایسی عالمگیر ہی کہ بتصریح صدر بڑے بڑے
اکابر دین متقدمین و متاخرین اسمین مبتلا ہو گئے جسکا بیان طویل اور وسیع ہی بنظر فائدہ
عام مناسب مقام مختصر تحریر ہوتا ہی کہ ابن جوزی جیسا فاضل اجل علامہ وقت جب وہ
اپنے ظاہری فضل و کمال علمی پر مغرور ہوا شرف ملازمت جناب غوثیت مآب حضرت محبوب
سبحانی رض سے مشرف نہوا اور جوش حسد و تعصب سے اپنی تصنیفات مین دیگر زہاد و عباد کا
ذکر کیا مگر اذکار عالیجناب غوثیت مآب کو اونمین نہین داخل کیا بلکہ معاذ اللہ طریق انکار اختیار
کیا معاً بلاء عظیم مین مبتلا ہو گیا چنانچہ حضرت مولانا شیخ محدث دہلوی لکھتے ہین کہ مین جن ایام
مین حضرت حرمین شریفین مین حاضر تہا دیکھا مینے ایک رسالہ جسمین ابن جوزی کا ذکر تہا اور
انکار اوسکا جناب غوثیت مآب سے اسکا حال درج تہا اسوجہہ سے بعض مشایخ عہد و اکابر علما

وقت اسکو بارگاہ عالیجاہ حضرت محبوب سبحانی مین لیگئے اور سب نے جناب محبوبیت مآب سے اوسکی معافی خطا کی درخواست کی آپنے ابن جوزی کا قصور معاف فرمایا شیخ ممدوح لکھتے ہین کہ زان بعد مین اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا شیخ عبدالوہاب متقیؒ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ حکایت آپ سے بیان کی اور نقل کی مینے حکایت عفو قصور کی آپنے سنکر فرمایا الحمد للہ علیٰ ذلک اور یہ فرمایا کہ ابن جوزی ایک مرد فاضل جلیل اور محدث کبیر تہا الحمد للہ نجات پائی اوسنے بہت بڑی بلا سے اور پہر یہ فرمایا کہ سن مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان عظیم اور مرتبہ جلیل ہی انکار آپکا معاذ اللہ زہر قاتل ہی خدا تعالے اس بلای مہلک سے ہر مومن کو محفوظ رکھے آمین حق سبحانہ تعالے نے آپکو جیسا فضل و شرف عظیم عطا فرمایا ہی نہین عطا ہوا ہے مشائخین مین سے کسیکو نسئل اللہ العافیۃ والعاقبۃ بالخیر لیکن بعض اہل تحقیق یہ لکھتے ہین کہ فریب نہ کہاوے کوئی کلام خطیب کے ساتھ کہ بتحقیق اوسکو تعصب بڑا ہوا ہی ایک جماعت سلف کے ساتھ مانند امام ابو حنیفہ و امام احمد اور اونکے بعض اصحاب کے ساتھ کہ اوسنے اون حضرات کبار کے باب مین بعض مقامات مین زبان درازی کی ہی چنانچہ کتاب نامی سہم المصیب فی کبد الخطیب مین جملہ اقوال و مطاعن خطیب کا رد و ابطال کما حقہ کیا گیا ہی چونکہ ابن جوزی تابع خطیب کا تہا اوسنے بھی براہ حسد و تعصب وہی مسلک و مشرب اختیار کیا تہا سبط ابن جوزی اپنی کتاب مراۃ الزمان مین لکھتا ہی کہ نہین ہی مجکو تعجب خطیب سے کہ اوسنے قدح و جرح کیا ہی ایک جماعت سلف کی شان مین مجکو تعجب ہی اپنے جد سے یعنی ابن جوزی سے کہ اوسنے خطیب کا کیون طریق اختیار کیا اور اپنی گردن پر بار عظیم اوٹھایا۔ اسیطرح متعصبین امام ابو حنیفہؒ سے دار قطنی اور ابو نعیم ہے یہانتک کہ اوسنے اپنے حلیہ مین امام ابو حنیفہ کا ذکر ہی نہین کیا اور آن لوگونکا ذکر کیا جو امام صاحب کے کمالات علمی و محاسن دینی کی اعتبار سے نہایت کم درجہ تھے پس بنظر ان وجوہ کے اس باب مین اکثر علماء دین و اکابر محدثین نے بنا بر حفظ احکام دین و اظہار حقیقت حال حاسدین و معاندین بمراد انتصار سیدنا امام الائمہ حضرت ابو حنیفہؒ کی کتابین مطولات تحریر فرمائی ہین منجملہ اونکے علامہ سیوطیؒ محدث ہین کہ انہون نے اپنی کتاب تبییض الصحیفہ مین و علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب خیرات حسان مین

وعلامہ یوسف بن عبد الہادی الحنبلی نے مجلد کبیر ہین کہ نام اوسکا تنویر الصحیفہ ہے و عارف
شعرانی نے میزان مین ۔ اسی بنار پر علامہ حافظ ابن عبد البر محدث کا قول ہے کہ کلام نکر شان
عظیم امام ابوحنیفہ مین کسی قسم کی برائی و توہین و خفت کے ساتھ اور جسنے جو کچھ قدح و جرح
کیا ہے اوسکی ہرگز تصدیق نکر بتحقیق کہ مجکو قسم ہے خدا عزوجل کی نہین دیکہا مینے کسیکو افضل
و اورع و اتقی و افقہ زیادہ امام ابوحنیفہ سے اور دلیل ناطق اسپر یہ ہے کہ جس شخص کی امانت و
اجتہاد کو و فضل و شرف علمی و عملی کو دین محمدی مین جمہور خلایق نے بلا قیل و قال تسلیم و قبول کیا
ہو اوسکے حق مین کسی حاسد و طاعن کا قول لایق اعتبار نہ تصور کیا جاوے اسواسطے کہ ارباب
سلف مین یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ بعض نے بعض کے کلام مین جوش تعصب و ہجوم غیظ و غضب
مین قدح و جرح کیا ہے جیسے کہ کلام صحابہ و اقوال تابعین اور بھی اونکے تابعین کے اقوال مین
بانحاء شتی معارضے و مباحثے و نقائص وارد کئے ہین مگر علمار راسخین فے العلم نے ان اقوال
و مباحث کیطرف مطلق نہین التفات کیا بلکہ اون اقوال کو تعصب مذہبی و غلو حسد پر محمول
کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قول حالت رضا کا غیر قول ہے حالت غضب کا پس ایسی حالت مین جو شخص
کہ تسلیم و قبول کریگا اون اقوال علمار کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین تو اسپر لازم
آئیگا قبول کرنا اون اقوال کا بھی جو صحابہ مین سے بعض نے بعض کو کہے ہین یا تابعین و
ائمہ دین مین سے بعض نے بعض کو کہے ہین پس اگر اس بنار پر کچھ قیل و قال نفسانی
کو دخل دیا تو ظاہر ہے کہ یہ امر بالیقین باعث زوال ایمان اور سوء خاتمہ ہوگا جیسا کہ علامہ ابن
حجر لکھتے ہین الدلیل علی انہ لا یقبل فی من اتخذہ جمہور الناس اماما فی الدین قول احد من
الطاعنین لان السلف قد سبق من بعضہم فی بعض کلام کثیر فی حال الغضب والقول
فی الرضی غیر القول فی الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلمار بعضہم فی بعض فان فعل
ذلک فقد ضل ضلالا بعیدا و خسر خسرانا مبینا اھ ۔ چنانچہ اس باب مین علامہ موصوف اکثر اقوال
سلف نقل کرتے ہین بنظر اختصار اونمین سے بعض اقوال لکھے جاتے ہین روایت کیا ابو عمر و
نے سعید نا عباس سے کہ حاصل کرو تم علم کو جسجگہہ کہ پاؤ اور نہ قبول کرو فقہار دین کے اون
اقوال کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین کیونکہ وہ بر بنار تغایر قیاسات کے باہم

متغائر ہین - اور بروایتے اونسے یون مروی ہوا کہ سنو تم کلام علماء کو اور نہ تصدیق کرو اون اقوال
کو جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین قسم ہی مجکو اوس ذات کی جسکے دست قدرت مین میرا
نفس ہی کہ باہم اونکے قیاسات مین اشد تغایر ہے اسیطرح عمرو بن دینار سے منقول ہوا اور
یہی قول ابو الاسود دئلی کا ہی ؎ حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ٭ فالقوم اعداء لہ وخصوم ٭
اور یہی کہا عاصم بن نبیل نے اور یہی قول ابو عتاہیہ کا ہے ؎ ومن الذی ینجو من الناس
سالما ٭ وللناس قال بالظنون وقیل ٭ اور یہی قول ابن مبارک وحسن بن ہانی وغیرہ کا ہی جسے کہ
اسی بنا پر فتاوی مبسوط مین مذکور ہوا کہ مذہب امام مالک مین شہادت قاری کی قاری پر یعنی
عالم کی عالم پر جائز نہین ہی کیونکہ وہ باہم حسد و بغض مین اشد الناس ہین ومن ثم ذکر فی المبسوط
فی مذہب مالک انہ لا یجوز شہادۃ القاری علی القاری یعنی العلماء لانہم اشد الناس تحاسدا وتباغضا
اسمقام مین علامہ ابن عبد البر لکھتے ہین کہ زمان قدیم سے امام ابو حنیفہؒ کے لوگ حسد کرتے ہین
اور اونکی جانب اون امور کی نسبت کرتے ہین جو اونمین نہ تھین اور افترا کرتے ہین ایسی باتون کا
جو اونکی شان عظیم کے لایق و زیبا نہین ہین وقد قال ابن عبد البر کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب الیہ
مالیس فیہ ویختلق علیہ مالا یلیق بہ ونیز اس باب مین روایت کی ابو بکر احمد بن ثابت خطیب نے امام
ثقہ عابد جلیل ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن داؤد بن عامر بن الربیع الخریبیؒ سے کہ اونہون نے
کہا کہ نہین قیل وقال کرتا ہی امام ابو حنیفہؒ کے باب مین مگر کہ وہ جاہل ہی یا حاسد ہی - حافظ
عبد الرزاق ابن ہمامؒ سے مروی ہوا کہ انہون نے کہا کہ سنا مینے ابن مبارکؒ سے کہ وہ فرماتے
تھے کہ اگر حاصل ہوتا کسیکو مرتبہ برایہ کہنے کا تو امام ابو حنیفہؒ لایق اسکے تھے یعنے یہ شان
عظیم اونکو حاصل تھی کہ وہ اپنے مسائل اجتہادی مین برایہ کہتے پس اس سے صاف معلوم ہوا
کہ بتحقیق امام ابو حنیفہ نے کوئی اپنا قول برایہ نہین کہا فاحفظ - روض الافکار مین مذکور ہوا کہ
کہ کہا بعض اہل علم مین سے ایک نے کہ مین امام ابو حنیفہ کے قول کو ناپسند جانتا تھا
پس ایک پھوڑا میرے ہاتھ مین نکلا اور ایک رات مین شرف زیارت رسول مقبول صلعم سے
مشرف ہوا اور مینے قول ابو حنیفہ کے باب مین حضور سے سوال کیا ارشاد فرمایا کہ بتحقیق کلام
اسکا مشابہ کلام حضرت لقمان کے ہی مگر کہ وہ زیادہ ہوگیا ہی اوس سے - غرض بربنا وجوہ

مصرحہ صدر علامہ امام تاج الدین سبکیؒ اس بحث طویل کو ایک قول جامع پر ختم کرتے ہین
ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ اے طالب رشد وہدایت تجکو لایق ہے کہ چل توراہ اداب ونیاز کی ائمہ
ماضیین کے ساتھ نہ نظر کر تو اون اقوال مین جو بعض نے بعض کے حق مین کہے ہین مگر
جبکہ کوئی برہان واضح اوسپر ناطق وشاہد ہو پس اگر قادر ہو تو اوسکے تاویل پر اور حسن ظن ہی
تو اختیار کر اوسکو ورنہ دور رہ اوس سے جو اونمین باہم طریقہ کشاکشی کا جاری ہوا کیونکہ تو
اسواسطے نہین پیدا ہوا ہے مشغول ہو کام کی باتونمین اور چھوڑدے زوائد کو پس حذر کر تو
حذر کر تو اس سے کہ سُنے تو اون اقوال کو جو درمیان امام ابو حنیفہ وسفیان ثوری کے پیش آئی یا باہم
امام مالکؒ اور ابن ابی ذئب کے ہوئی۔ یا باہم احمد وحارث بن اسد المحاسبی کے پیش آئی۔
اسیطرح اس سلسلہ کو سمجھہ لو تا زمانہ عزبن عبد السلام اور تقی بن صلاح تک پس بتحقیق جبکہ مشغول
ہوگیا تو اس قسم کے اقوال دقیق ونازک مین تو تیرے ہلاک ہوجانے کا خوف ہی کیونکہ یہ جماعت
ائمہ اعلام کی ہی اور اون حضرات کے ہر ایک قول کے لئے محل وموقع علحدہ ہین ناظرین کوتاہ
فہم اون اقوال کو نہین سمجھہ سکتے ہین لہذا طریق ادب وسلامتی ایمان اسی مین ہی کہ ہم اون سب
ائمہ دین سے راضی رہین اور اونکے اقوال باہمی مین سکوت وخاموشی محض اختیار کرین اور
حفظ مراتب ملحوظ رکھین جیسا کہ ہمکو لحاظ ہی اون اقوال مین جو باہم صحابہ کرامؓ پیش آئے ہین انتہی
اسیطرح بعض حاسدین ومخالفین نے بنظر تعصب مذہبی امام مالک کی نسبت اور بعض نے
امام شافعیؒ کی باب مین اور بعض نے امام احمد حنبل کے حق مین بانحاء مختلفہ قیل وقال کی ہی
یہانتک کہ کلام کیا ایک فریق نے سیدنا ابو بکرؓ وسیدنا عمرؓ کی شان مین اور ایک فریق نے
کلام کیا سیدنا عثمانؓ وسیدنا علیؓ کی شان مین اور ایک فریق نے کل صحابہ کرام کے باب
مین کلمات ملحدانہ لکھے پس ظاہر ہے کہ اس قیل وقال لا یعنی مین سیدنا علی مرتضے کے باب
مین دونون جماعتین ہلاک ہوگئین یعنے محبان علیؓ جنہون نے حد شرعی کو چھوڑ دیا اور مبغضین
علی جنہون نے آپ کی جناب مین تفریط اختیار کی پس اسیطرح شان امام ابو حنیفہ مین طعن
کرنے والے بھی اسی گروہ مین داخل ہین اور اصل مین وجہ اسکی اہل تحقیق یہ لکھتے ہین کہ
جب فضائل وکمالات علمی ومحاسن وشرائف عملی امام الائمہ سیدنا امام ابو حنیفہؒ کے عرب وعجم

مین منتشر ہوے اوسوقت بمقتضاے جریان عادت الٰہی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا زبان حاسدین آپکی شان مین دراز ہوئی اور متعصبین نے آپکے اجتہاد و استنباط مین قیل وقال لایعنی شروع کی کہ اون امور سے بتصریح صدر امام صاحب قطعاً مبرا ہین یہ غلوی وشورش فریق مخالف گے دیکھکر ابن جوزی محدث کے پوتے نے فضائل ومناقب سیدنا امام ابوحنیفہ مین دو کتابین مطول تصنیف کین اور اوسکا نام رکھا الانتصار للامام الانصار اور وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اوس کتاب مین جوابات معقول مخالفین امام صاحب کو دئے گئے اور انکا ہمکا مخالفین ومعاندین پر اون دلائل سے فتحیابی ونصرت حاصل کی - اور شعرانی نے جو میزان مین لکھا ہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ مقلدین امام شافعی کو چاہیے کہ اقوال واجتہاد امام ابوحنیفہ کو اپنے زعم فاسد وخیال باطل مین خلاف کتاب وسنت سمجھکر نزاع بیمعنے وقیل وقال لایعنی کو دخل نہ دین کیونکہ امام صاحب کی قوت اجتہاد وعلوی شان استنباط ومنزلت علمی وعملی کا یہ حال ہی کہ امام شافعی رح نے وقت زیارت بپاس ادب قبر شریف سیدنا امام ابوحنیفہ رح اپنا اجتہاد چھوڑ دیا یعنے رفع یدین وقنوت وجہر تسمیہ نماز مین نہین ادا کیا - اسیطرح دیگر ائمہ ثلثہ نے امام صاحب کے فضل وکمال علمی وعملی پر بالاتفاق مدح وثنا بلیغ کی جیسا کہ متواترا سے ثابت ہی ایسی حالت مین غور وانصاف کا مقام ہی کہ جب خود اس گروہ کے مجتہد برحق حضرت امام شافعی سیدنا امام ابوحنیفہ کے قیاس کی صحت وحقیت کے جابجا مداح وثنا خوان ہون اور بپاس ادب قبر شریف اونکی اپنے اجتہاد کے تارک ہون تو اب اس فرقہ بیباک وبے ادب وگستاخ کو کب سزا ہے کہ امام الائمہ امام ابوحنیفہ کی شان مین کوئی کلمہ بے ادبی زبان سے نکالے مگر تجربہ سے ایسا معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیر مقلد فرقہ شیعہ کی مانند جماعت حنفیہ کا رعب وشان حقیت دیکھکر گھبرا کر تقیۃً مقلد شافعی کہدیتے ہین ورنہ اس فرقہ بیباک غیر مقلد کو تقلید شافعی سے کیا تعلق کیونکہ اگر اونکے مقلد ہوتے تو اونکے پیرو ہوتے لاالی ہولاء ولاالی ہولاء کے مصداق ہین

بیان بعض اختلافات

بیان بعض اختلافات جو باہم حضرات صحابہ کرام واقع ہوئے - علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ تم دئے گئے ہو کتاب اللہ اوسپر عمل کرو اور اگر نہ پاؤ اوسمین تو سنت پر عمل کرو اور اگر اوسمین نہ پاؤ تو اصحاب میرے

ایسے ہین جیسے تارے آسمان مین جسکے قول کو تم اختیار کروگے ہدایت پاؤگے اور میرے
اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہی روایت کیا اسکو بیہقی نے اس حدیث مین رسول
مقبول صلعم نے صاف خبر دی اسکی کہ شروع زمانہ صحابہ کرامؓ سے کہ وہ زمانہ بہمہ وجوہ ہدایت
وارشاد کا اور مصداق اتم خیر القرون کا علی الاطلاق ہی اختلاف مذہب ہوگا فروع مین
پس اقوال صحابہ کرام لازم الاخذ ہین بوجہ اسکے کہ ہر ایک صحابی مشہور بالفقہ اور صاحب روایت
ہے لیا گیا ہی قول اوسکا اور روایت کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے خصوص وہ اختلافات جو
خاص عہد مبارک مین باہم صحابہ کرام واقع ہوے اور اُن اختلافات کی نسبت رسول مقبول
صلعم نے کچھہ قدح وجرح ونقض ورد نہین فرمایا بلکہ آپ ہر فریق سے راضی رہے اور مدح
فرمائی یہانتک کہ قرار دیا اوس اختلاف کو رحمت واسطے امت کے پس اونکے ثبوت صحت اختلاف
باہمی سے بعد مین ثبوت صحت اختلاف بطریق اولے ثابت ہوا اور بعد مین اونکے نہین ہین
مگر حضرات تابعین وائمہ مجتہدین جو اقوال واعمال وافعال مین درجہ اول مین متبع وپیرو
مسلک حق کے ہین پس منجملہ واقعات اختلاف باہمی صحابہ کرامؓ جو عہد مبارک رسول مقبول صلعم
مین واقع ہوئے واقعہ قیدیان غزوہ بدر ہی جسکا مختصر حال یہ ہی کہ سیدنا حضرت ابوبکر اور انکے
تابعین نے یہ کہا کہ ان قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیئے اور سیدنا عمر اور آپکے تابعین
نے یہ کہا کہ انکو قتل کرنا چاہیئے پس حکم فرمایا رسول مقبول صلعم نے قول اول پر اور نزول
قران ہوا قول ثانی کی افضلیت واولویت پر باوجود ثابت رہنے راے اول کے تو اوسمین
برہان بدیہی وحجت قوی ہی دونون فریق کی راے صواب ومصیب ہونے پر۔ ونیز اس امر کا
شاہد اور ناطق ہی کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہے کیونکہ اگر راے اول مین خطا ہوتی تو رسول مقبول
صلعم اوسکے ساتھہ مین حکم نہین فرماتے جسکی نسبت حقتعالے ارشاد فرماتا ہی فکلوا مما غنمتم
حلالا طیبا آہ۔ اور ثانی کی نسبت ارشاد ہوا لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم آہ اور اس آیت
مین جو مضمون عتاب نازل ہوا اہل تحقیق نے اسکو غیر افضل امر کے اختیار کرنے پر حمل
کیا ہی اور اسمین اشعار بلیغ ہی اس امر پر کہ بسا اوقات واقع ہوتی ہی ترجیح مذاہب مین
بنظر افضلیت بربناء قوت دلائل وحیثیت قرب احتیاط وتقوی اور یہ امر مسائل معددہ

معدودہ مین ہی نہ بحیثیت مجموع مذاہب کے کیونکہ بنظر حقیت وصواب کے کل مذاہب اربعہ حق پر و صواب پر ہین لاریب فیہ۔ اسجگہہ سے سمجھنا چاہیئے کہ طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ اعدل وافضل طرق مین سے ہی کہ وہ ہر مسئلہ مین اختیار کرتے ہین قول اشہر اور قول احوط کو اس بناء پر وہ نکلجاتے ہین اقوال مختلفہ سے اور اختیار کرتے ہین عبادات مین قول اجماعی کو چنانچہ اسکے مطابق ائمہ دین اہل ورع کا قول ہی کہ مسنون ہی نکلنا ہر خلاف سے یہانتک کہ نہ ثابت ہوا ہو ضعف اوسکا اور نہ وہ سنت صحیحہ کے ایسا خلاف ہو کہ نہ ممکن ہو تاویل اوسکی مثلاً تصریح کی ہی علماء کرام نے اس امر کی کہ مسنون ہی وضو کرنا کل ادن چیزون مین جو نواقض وضو مین مذکور ہوئی ہین چنانچہ اسی بناء پر تھے ابن شریح کہ وہ دہوتے تھے دونون کانونکو منہ کے ساتھ مین اور مسح کرتے تھے دونون کانونکا منہ کے ساتھ مین اور مسح کرتے تھے دونون کانون کا سر کے ساتھ مین اور پہر علحدہ مسح کرتے تھے دونون کانونکا بوجہ نکلجانیکے خلاف سے واحتیاطاً فی الکل۔ اور واقعہ ثانی اختلاف باہمی صحابہ کرام یہ پیش آیا کہ جب رسول مقبول صلعم نے غزوہ بنی قریظہ کا ارادہ کیا تو آپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ نہ پڑہے تم مین سے کوئی نماز ظہر کی مگر بنی قریظہ مین پس جب صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے اور ظہر کی نماز کا وقت تنگ ہونے لگا اسوقت صحابہ مین باہم اختلاف واقع ہوا یعنے جماعت حاضرین صحابہ مین سے ایک جماعت نے نماز پڑہ لی بخیال فوت ہوجانے وقت نماز کے اور اپنے اس فعل پر استدلال کیا اس امر کو کہ ارشاد نبی صلعم کمال عجلت پر آمادہ کرنے پر مبنی ہی کیونکہ یہ نہین فرمایا کہ اگرچہ وقت نماز کا فوت ہوجاوے پس استنباط کیا اونہون نے نص سے اسطور پر کہ قول نبی صلعم الا فی بنی قریظۃ مین حصر اضافی ہی نہ حقیقی۔ اور ایک فریق صحابہ نے نماز ظہر کی نہین پڑہی یہانتک کہ پہونچگئے وہ بنی قریظہ مین بعد داخل ہوجانے وقت نماز عصر کے اور اونہون نے استدلال کیا اپنے صحت فعل پر باینطریقہ کہ رسول مقبول صلعم نے قطعاً حصر فرمایا اور نہ تصریح کی اوسکی پس گویا کہ مراد اس سے حصر حقیقی ہی۔ بالجملہ جب اس اختلاف باہمی صحابہؓ کا حال رسول مقبول صلعم کو معلوم ہوا تو آپنے فریقین مین سے کسی پر قدح وجرح ونقض ورد نہین فرمایا بلکہ دونون فریق کے معنے وفہم کو ثابت رکھا پس اسمین صاف اشارہ ہی اسپر کہ کل مجتہدین خدائیتعالی کی جانب سے

ہدایت پر ہین اور ماجور و مصاب ہین کسی کی نسبت طعن وجرح کو ہرگز گنجایش نہین ہے
خصوصاً جبکہ صاف یہ ارشاد نبوی نافذ ہوا فایہا اخذتم بہ اہتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ
یعنے صحابہ مین سے جسکا قول تم لوگ ہدایت پاؤگے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے
لئے رحمت ہی ونیز روایت کیا ابن سعد و بیہقی نے سیدنا ابی بکرؓ سے انہ قال کان اختلاف
اصحاب محمد صلعم رحمۃ للناس

بیان اقسام اختلافات

مختصر حال اسکا یہ ہی کہ جب
عہد مبارک رسول مقبول صلعم گذر چکا تو حضرت صحابہ کرام شہرونمین متفرق ومنتشر ہوگئے
اور ہر ایک اونمین سے ایک طرف کا پیشوا ہوگیا اور اون بلاد مین بوجہ وقوع حوادث
وقضایا اکثر مسائل دائر ہوے جنمین اونسے فتوے پوچہا گیا ہر ایک نے اپنی یادداشت
کے موافق یا بطریق استنباط اون مسائل کا جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط
مین اوس مسئلہ کو نہ پایا تو اوس حالت مین اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو
معلوم کیا جسپر رسول مقبول صلعم نے اپنے صریح ارشادونمین حکم دائر فرمایا تہا چنانچہ اسی
بنا پر اوسوقت اون لوگون مین کئی طرحپر اختلاف وقوع مین آیا - اول یہ کہ ایک صحابی نے
کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اوس
باب مین اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا - اول یہ کہ اوسکا اجتہاد
موافق حدیث کے ہوا اسکی مثال یہ ہی کہ نسائی وغیرہ نے روایت کی کہ حضرت ابن
مسعود سے حال اوس عورت کا پوچہا گیا جسکا شوہر مرگیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تہا
آپنے کہا کہ مینے رسول مقبول صلعم کو اس معاملہ مین حکم دیتے نہین دیکھا پس لوگ اونکے
پاس ایک مہینہ تک پھر اکئے اور جواب مسئلہ کے لئے اصرار کیا تب اونہون نے اپنی
رائے سے اجتہاد کرکے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر مثل بے کم وبیش دینا چاہیے اور اسکا
عدت مین بیٹھنا ضروری ہی اور شوہر کے مال مین سے وہ میراث کی مستحق ہی یہ سنکر
معقل بن یسار کھڑے ہوے اور اس بات کی گواہی دی کہ آنحضرت صلعم نے ایسا ہی
حکم ہمارے قبیلہ کی ایک عورت یعنے بروع بنت واشقؓ کے حق مین فرمایا تہا اس بات کے
سننے سے ابن مسعود ایسے خوش ہوے کہ مسلمان ہونیکے بعد کبھی ایسی خوش نہین ہوئے تھے

بیان اقسام اختلافات

دوم یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہوا اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی کہ جس سے غلبہ ظن ہو گیا اور مجتہد نے اپنے پہلے اجتہاد سے رجوع کر کے حدیث مسموع کو اختیار کیا اسکی مثال یہ ہی کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہین کہ مذہب سیدنا ابو ہریرہ رض کا یہ تہا کہ جو شخص حالت جنابت مین صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہانتک کہ بعض ازواج پیغمبر خدا صلعم نے اونکے مذہب کے خلاف حدیث سُنائی تب انہون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا۔ تیسری یہ کہ مجتہد کو حدیث پہونچی نہ اسطرح کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنی اجتہاد کو نچھوڑا بلکہ حدیث مین طعن کیا اسکی مثال یہ ہی کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت قیس رض نے سیدنا عمر رض کی خدمت مین گواہی دی کہ مجکو تین طلاق دیئے گئے تھے رسول مقبول صلعم نے نہ میرے لیئے نفقہ ٹھہرایا نہ رہنے کا مکان دیا آپنے اونکی گواہی کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم ایک ایسی عورت کے کہنے سے کتاب اللہ کو نہین چھوڑینگے ہمکو نہین معلوم کہ یہ سچ کہتی ہی یا خلاف مطلقہ ثلثہ کو نفقہ بھی ہی اور رہنے کا مکان بھی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا وہ خدا سے نہین ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سے اور دوسری مثال یہ ہی کہ بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ مذہب سیدنا عمر فاروق رض کا یہ تہا کہ تیمم شخص جنب کو کہ نہ پاوے پانی کو کافی نہین عمار بن یاسر رض نے آپکے سامنے بیان کیا کہ مین رسول مقبول صلعم کے ساتھ سفر مین تہا مجکو غسل کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا خاک مین لوٹا اور اس حال کو رسول مقبول صلعم کی خدمت شریف مین ذکر کیا آپنے فرمایا کہ تجکو صرف یون کر لینا کافی تہا کہ اپنے دونون ہاتھ زمین پر مارتا اور اپنے چہرہ اور دونون ہاتھ پر مل لیتا۔ سیدنا عمر رض نے اس روایت کو نہ مانا بوجہ کسی پوشیدہ طعن کے جسکو اُنہون نے اس حدیث مین دیکھا لہذا اونکے نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹھہری یہانتک کہ دوسرے طبقہ مین حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور وہم طعن کا سست و ضعیف ہو گیا اور لوگون نے اوس حدیث پر عمل کیا۔ چوتھے یہ کہ مجتہد کو مطلق حدیث نہ پہونچی اسکی مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کی سیدنا ابن عمر رض عورتون کو حکم کرتے تھے کہ جب نہائین تو اپنے سر کے بال کہول ڈالین۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ بات سُنی اور کہا تعجب ہی ابن عمر رض سے

کہ عورتون کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہین یہ کیون نہین کہتے کہ عورتین اپنے سر مونڈ
ڈالین مین اور رسول اللہ صلعم ایک برتن سے نہاتے مین اس سے زیادہ کچھہ نکرتی کہ اپنے
سر پر تین بار پانی بہاتی یعنے بدون سر کہولنے کے ۔ دوسری مثال یہ ہی کہ زہری نے
ذکر کیا ہی کہ ہندکو رسول خدا صلعم کی اجازت مستحاضہ کے باب مین نہ پہونچی تھی وہ اسلئے
رد پاکرتین کہ نماز نہ پڑہتی تہین ۔ دوسری طرح اختلاف کی یہ ہی کہ صحابہؓ نے رسولخدا صلعم
کو دیکہا کہ آپنے کوئی کام کیا تو بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا اور بعض نے
اباحت پر اوسکی مثال یہ ہی کہ اصحاب اصول نے منیٰ سے چلکر ابطح مین اوترنے کے باب مین
ذکر کیا کہ رسولخدا صلعم ابطح مین اوترے تو ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ اسطرف گئے کہ یہ اوترنا بوجہ
عبادت تہا اسلئے اوترنے کو حج کی سنتون سے ٹھہرایا اور عائشہ صدیقہؓ اور ابن عباسؓ
کی یہ رای ہوی کہ یہ اُترنا بطور اتفاق تہا سنت حج سے نہین ۔ دوسری مثال یہ ہی کہ جمہور
کہتے ہین کہ رمل طواف مین سنت ہی اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے یہ رمل بطور
اتفاق اوس سبب سے کیا جو اُنکو پیش ہوا یعنے مشرکون کا یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ کے تپ نے مسلمانون کو
چور لیا اور یہ فعل سنت نہین ۔ تیسرے طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنے مین
اسکی مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگون نے آپکو دیکہا تو کسینے یہ بیان کیا
کہ آپ متمتع تھے اور کسینے کہا کہ قارن تھے اور کسینے کہا کہ مفرد تھے ۔ دوسری مثال یہ
ہی کہ ابو داؤد نے سعید بن جبیر سے روایت کی کہ مینے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ اے
ابو عباسؓ مین اصحاب رسولخدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے کے بارہ مین متعجب
ہون جسوقت آپنے حج اپنے پر واجب کیا ابن عباسؓ نے کہا کہ مین اس حال کو لوگون سے
زیادہ جانتا ہون چونکہ رسولخدا صلعم نے ایک ہی حج کیا اسوجہ سے لوگون مین اختلاف
واقع ہوا ۔ صورت یہ ہوی کہ رسولخدا صلعم بقصد حج مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے جب مسجد
ذی الحلیفہ مین آپنے دوگانہ احرام ادا کیا اور اوسی جگہہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے فارغ
ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اُس لبیک کو آپ سے لوگون نے سُنا اور یاد رکہا پھر آپ
سوار ہوے جب آپکی ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا ۔ بعض لوگون نے آپکا

یہ لبیک کہنا سُنا اور وجہ یہ ہوی کہ لوگ گروہ گروہ چلے آتے تھے اُنہون نے آپسے سنا کہ جب اونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو اونہون نے یہ کہا کہ رسولخدا صلعم نے صرف لبیک اوسوقت کہا جب ناقہ آپکو لیکر کہڑی ہوی رسولخدا صلعم تشریف لیچلے جب بیدا کی بلندی پر چڑہے تو پہر آپنے لبیک کہا کچہ لوگون نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہا کہ لبیک صرف اوسوقت کہا کہ جب بیدا کی بلندی پر چڑہے مین قسم خدا کی کہتا ہون کہ آپنے اپنی نماز کی جگہہ ہی مین نیت حج کی معہ لبیک کے اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی تب بھی لبیک کہا اور جب بیدا کی بلندی پر چڑہے اوسوقت بھی لبیک کہا۔ چوتھی طرح اختلاف کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہے اسکی مثال یہ ہے کہ مروی ہوا کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ رسولخدا صلعم نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہے اس حال کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سُنا اور ابن عمرؓ پر بھول جانیکا حکم لگایا۔ پانچوین طرح اختلاف کی اختلاف ضبط کا ہے یعنی حدیث کو وجہ اصلی پر قائم نرکھنا اسکی مثال یہ ہے کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اوسکے گہر والونکے اوسپر رونے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابن عمرؓ کی نسبت یہ کہا کہ اُنہون نے حدیث کو اوسکے اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اور اوسکی اصل اسطرح ہے کہ رسولخدا صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گذرے کہ اوسکے گہر والے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اوسپر رو رہے ہین اور اوسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہے ابن عمر نے رونے کو عذاب کی علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق مین حکم کو عام خیال کر لیا۔ چھٹی طرح اختلاف کی مختلف ہونا صحابہ کا ہے حکم کی علت مین اسکی مثال جنازہ کے لئے کہڑا ہو جانا ہے کہ بعض کہتے ہین کہ قیام فرشتونکی تعظیم کے لئے ہے اس صورت مین جنازہ مومن اور کافر دونونکے لئے عام ہے اور بعض کہتے ہین کہ قیام موت کے خوف کی وجہ سے ہے اسصورت مین بھی دونون کو عام ہے اور بعض نے کہا کہ رسولخدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا جنازہ لاے آپ اوسکے لئے کھڑے ہوگئے کہ اوسکا اپنے سر پر اونچا ہونا مکروہ سمجھا اسصورت مین قیام خاص جنازہ کافر کے لئے ہے۔ ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہے کہ دو مختلف احکام کی مطابقت مین صحابہ کا اختلاف ہوا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ رسولخدا صلعم نے سال جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی

پھر اوس سے منع فرمایا پھر سال اوطاس مین اوسکی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا
تو ابن عباس کہتے ہین کہ اجازت ضرورت کے لئے تھی اور ممانعت ضرورت کی جاتی رہنے سے
حکم بدستور باقی ہی یعنے ضرورت کے وقت متعہ جائز ہے اور جمہور کا یہ قول ہی کہ اجازت سے
غرض اباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہی - دوسری مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے
استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا تو بعض لوگونکا یہ مذہب ہی کہ یہ ارشاد قولی حکم عام
ہی منسوخ نہین ہی اور جابرؓ نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر آپکی وفات سے قبلہ رو ہوکر
پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہی پہلی ممانعت قولی کا - اور نیز ابن عمرؓ نے آپکو
قضاء حاجت فرماتے ہوے دیکھا کہ قبلہ کیطرف پشت ہی اور شام کیطرف مُنھ اس فعل سے ابن
عمرؓ نے اون لوگونکے قول کو رد کیا - اور بعض لوگون نے دونون روایتون مین مطابقت
کی چنانچہ شعبی وغیرہ اسطرف گئے ہین کہ ممانعت خاص جنگل مین ہی اور جب آدمی مکانونکی
پاخانونمین ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضائقہ نہین اور کچھ لوگ اسطرف گئے کہ ارشاد دربارۂ
نہی عام اور محکم ہی اور آپکا فعل ہوسکتا ہی کہ آپ کی ذات مقدس پر مخصوص ہو غرضکہ بتصریح [illegible]
مذاہب اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے مختلف ہوے اور اون سے تابعینون نے اسیطرح
حاصل کئے پس ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسیکو اختیار کیا اور جو کچھ حدیث رسول اللہ صلعم
اور مذاہب صحابہ مین سے سُنا اوسیکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتون مین جسطرح اوس سے
بن سکا مطابقت کی جیساکہ حضرت مولانا حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ان مباحث
واقسام اختلافات کو اپنے رسالۂ انصاف وغیرہ مین بہت شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہی
کہ آخر اوس بیان کی عبارت یہ ہی وبالجملۃ فاختلف مذاہب اصحاب النبی صلعم واخذ عنہم
التابعون کذلک ماتیسر لہ فحفظ ما سمع من حدیث رسول اللہ صلعم ومذاہب الصحابۃ وعقلہا
وجمع المختلف علی ماتیسر لہ ورجح بعض الاقوال علی بعض آہ اور باقی تشریح وتوضیح
اسکی دوسرے باب مین مذکور ہوچکی اب جو ایسی حالت مین مخالفین ومتعصبین امام ابوحنیفہ
اور اُنکے اصحاب وتابعین کی نسبت اصحاب الرای بطور طعن کہتے ہین یہ اون لوگونکی
نہایت جہالت وکوتاہ نظری وتعصب نفسانی ہی کیونکہ بتصریح صدر کماحقہ ثابت ہوگیا کہ

ظہور اجتہاد بالرای اور شیوع اختلافات قرون ثلثہ مبارکہ سے مقبول ومشروع چلا آتا ہی
تو ایسی حالت مین خواہ مخواہ جماعت حنفیہ کو اسباب مین نشانہ بنانا اور خلاف واقع انکی نسبت
تہمت وبہتان لگانا محض گمراہی وبیدینی ہی **تنبیہ** شاگردان امام صاحب کی مخالفت مین
علماء دین یہ حکایت نقلکرتے ہین کہ امام صاحب نے ایک لڑکا کیچڑ مین کھیلتے ہوئے دیکھا
آپنے اوسکو ڈرایا رپٹ جانے سے اوسنے امام صاحب کو جوابدیا کہ آپ بچو رپٹ جانے سے
اسواسطے کہ عالم کے رپٹنے سے جہان کا رپٹنا ہی امام صاحب کو اس کلمہ کے سننے سے
بڑی عبرت ہوئی اور اوسیوقت اپنے شاگردون سے فرمایا کہ اگر کوئی دلیل شرعی کتاب
وسنت سے تمپر ظاہر ہو تو اوسپر عمل کرو جب سے ہر شاگرد امام صاحب کی ایک روایت کو لیتا
تھا اور اوسکو ترجیح دیتا تھا دوسری دلیل سے اور یہ اجازت دینی امام صاحب کی غایت تقوی
واحتیاط کا باعث ہی اور بھی اس اجازت سے صاف ثابت ہوا کہ اختلاف مجتہدین کا من
حیث الدلیل رحمت الٰہی کی نشانیون سے ہی توجسقدر اختلاف برہانی ہوگا رحمت ربانی
کی زیادتی کا باعث ہوگا کذا فی الدر المختار۔ امام صاحب نے لڑکے کے کلام سے پند حاصل
کی عارفین وکاملین کی یہی شان ہی کہ اشارات لطیفہ عبارات بعیدہ سے سمجھتے ہین
اور اختلاف کو آثار رحمت کہنا ثابت ہی اس حدیث سے کہ اختلاف امتی رحمۃ یعنی ارشاد ہوا
کہ میری امت کا اختلاف باعث رحمت الٰہی ہی۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ حضرات مجتہدین
کی حقیت اجتہاد واصابت رائے کے باب مین اقوال مختلفہ کثیرہ وارد ہوے ہین اسجگہہ
بنظر توضیح وتنقیح مقام وفائدہ ونفع عوام چند اقوال علماء دین نقل کیے جاتے ہین۔ علامہ
ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ نقل کیا کردری نے امام شافعیؒ سے کہ دو مجتہد جو دو حکم متباین کے
کہنے والے ہین وہ دونون بمنزلہ دو رسولون کے ہین کہ لائے دو شریعتین مختلف اور وہ دونون
حق وصادق ہین۔ امام مازری کہتے ہین کہ یہ قول کہ حق دونون طرف مین ہی اسیپر اکثر
اہل تحقیق علماء ومتکلمین سے ہین اور یہی مروی ہوا ائمہ اربعہ سے۔ دلیل اسپر یہ ہی
کہ رسول مقبول صلعم نے مقرر فرمایا ہی مجتہد کے لئے اجر پس اگر رائے اوسکی مصیب نہوتی
تو مستحق اجر نہوتا۔ اسجگہہ اگر کوئی یہ نقض کرے کہ ایسی حالت مین خطا کا اطلاق کیون کیا

جاتا ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ اطلاق خطا کا جو اوسکی نسبت مذکور ہوا ہی وہ محمول ہی اُسکے حق میں جو غافل ہوگیا نص سے اور اجتہاد کیا اوسنے اونمین جنمین اجتہاد کو گنجایش نہین کہ وہ قطعیات سے ہین پس اگر اتفاقیہ ایسا ہوگیا کہ نہ لحاظ رہا اس امر پر تو خطا کی اوسنے اور اطلاق خطا کا اوسپر صحیح ہی - اور جس نے کہ اجتہاد کیا اوس مسئلہ مین جس مین نہ کوئی نص قطعی ہی اور نہ اجماع ہی وہان خطا کا اطلاق نہین ہوسکتا بہر کیف دو مجتہدونکے حکم کے صواب کہنے مین دربارہ اُن مسائل فرعی کے جنمین حکم قطعی نہین یعنے ایسے مسئلہ کے حکم بیان کرنے مین آیا ہر مجتہد صواب ہی یا صرف ایک صواب پر ہی پس دونونکے صواب پر ہونے کے قائل یہ لوگ ہین - شیخ ابوالحسن اشعری قاضی ابوبکر اور ابو یوسف اور محمد بن حسن اور ابن شریح اور اشعری اور جمہور متکلمین و معتزلہ - اور صرف ایک مجتہد کے صواب پر ہونے کے قائل جمہور فقہا ہین - اور صاحب بیضاوی منہاج مین لکھتے ہین کہ دو مجتہدونکے صواب پر ہونیکا اختلاف اس خلاف پر مبنی ہی کہ ہر مسئلہ مین ایک معین حکم ہوتا ہی جسپر کوئی دلیل قطعی یا ظنی ہوتی ہی - اور مختار وہ قول ہی کہ امام شافعی سے بایہ ثبوت کو پہونچا ہی کہ ہر حادثہ مین ایک حکم ہوتا ہی جسپر ایک پتہ و نشان ہوتا ہی پس جو مجتہد وہ نشان جان لیتا ہی وہ صواب کو پہونچتا ہی اور جو اس پتہ کو نہین پاتا وہ چوک جاتا ہی اور گنہگار نہین ہوتا کیونکہ اجتہاد سے پہلے دلائل ہوتے ہین بوجہ اسکے کہ اجتہاد طلب دلائل کا نام ہی اور دلالت حکم سے بعد ہی - اور جو کہنا اسوجہ سے ہے کہ اگر دونون اجتہاد درست ٹھہرین تو اجتماع نقیضین ہوگا بوجہ تخالف احکام کے - اور وجہ گنہگار نہونے مجتہد خطا کار کی یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مجتہد صواب کو پہونچیگا اوسکو دو صواب ملینگے اور جو چوک جائیگا اوسکو ایک ثواب ملیگا اور علامہ سیوطی اتمفام مین لکھتے ہین کہ مجتہدین کی نسبت خطا اجتہادی جو تصور کیجاتی ہی وہ اس بنا پر ہی کہ وہ چوکا ہی افضل اور اولے امر کے دریافت کرنے مین جیسا کہ بتصریح صدد مذکور ہوا عتاب حضرات صحابہ پر اختیار کرنے فدیہ مین کیونکہ وہ امر غیر افضل تہا باوجود ہونے اس حکم کے بھی صواب پر - اور شفاے قاضی عیاض مین مذکور ہوا کہ مجتہدین کی نسبت یہ کہنا کہ وہ صواب پر ہین یہی قول صواب و حق ہی ہمارے نزدیک - اور روایت کی گئی علامہ مظفر سے کہ اُنہون نے

اپنے اوستاد حافظ ابی جعفر قائنی سے روایت کی کہ دیکھا اونہنے ایک خواب طویل جو شامل تہا
چند سوالات کو کہ دریافت کئے گئے رسول مقبول صلعم سے اونمین سے ایک سوال اختلاف
ائمہ کے باب مین تہا ارشاد فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ ہر ایک مجتہد اپنے اجتہاد مین مصیب
ہی عرض کیا مینے یا رسول اللہ صلعم امام ابوحنیفہ کا قول ہی کہ دونون مجتہد مصیب ہین اور حق
ایک مین ہی اور شافعی کا یہ قول ہی کہ دونو مجتہد مصیب بھی ہین اور مخطی بھی اور خطا اونسے عفو
کیگئی ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ یہ دونون قول معنی مین قریب ہین اگرچہ لفظاً اونمین
اختلاف ہی پہر مینے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ان دونون مین کونسا قول لایق اختیار کرنیکے ہی
ارشاد فرمایا کہ دونون حق پر ہین پہر مینے عرض کیا کہ زبیر بن احمد کے قول کے کیا معنی ہین جو
انہون نے خواب مین دیکھا تہا آپنے فرمایا کہ مجکو محفوظ نہین قول اوسکا اور اگر بیان کریگا تو
کہونگا مین دونو نکی نسبت اولئک علے ہدی من ربہم مینے کہا الحمد للہ الذی جعل فی الامۃ
وارجوان اختلافہم رحمۃ۔ اسیطرح دیگر ائمہ نے رسول مقبول صلعم کو خواب مین دیکھا اور ائمہ مجتہدین
کے اختلاف کے باب مین آپسے سوالکیا فرمایا کہ سب اپنے اجتہاد مین مصیب ہین اور اس باب
مین علامہ امام سبکی کا جو بیان بلیغ و قول جلیل ہی اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ جملہ شریعتین سابقہ
نبی آخر الزمان صلعم کی شریعتین ہین اور دیگر انبیاء کرام بمنزلہ آپکے نائبو نکے ہین بوجہ اسکے
کہ آپ نبی تھے اوس حالت مین کہ ادم ابو البشر درمیان روح اور جسد کے تھے پس حقیقت
مین آپ نبی الانبیاء ہین اور یہی معنی ہین اس حدیث کے کہ فرمایا نبی صلعم نے بعثت
الی الناس کافۃ فہو مبعوث الی الخلق کلہم من لدن آدم الی یوم القیمۃ انتہی۔ اور
یہی قول علامہ سیوطی کا ہی و جعلہ نبی الانبیاء و ادم منجدل فی طینتہ۔ و نیز کہا علامہ سبکی نے
و ہو ارسل الی کل من تقدم وغیرہ فجمیع الانبیاء و اممہم کلہم من امتہ و مشمولون برسالتہ
و نبوتہ و لذلک یاتی عیسٰی فی آخر الزمان علی شریعتہ و جمیع الشرائع التی جاءت بہا الانبیاء
منسوبۃ الیہ و ہو نبی الانبیاء اہ پس جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ شرائع انبیاء وہ سب شرائع آنحضرت
صلعم کے ہین تعظیماً و تکریماً لخیر خلقہ لہذا صحابہ کرامؓ اور تابعین نے جو آپکے حسن اقوال و محاسن
افعال سے استنباط اور اجتہاد کیا وہ سب شرائع متعددہ ہونگے واسطہ آنحضرت صلعم کے

بطریق لوٹے خاصکر اس صورت مین کہ خود نبی صلعم نے خبر دی وقوع اختلاف کی اور اوسکے
قبول کرنے والون وعمل کرنیوالونکی مدح فرمائی اور اونکے ساتھ وعدہ فرمایا قبولیت و ہدایت
نجات کا پس ہرگاہ کہ یہ اختلاف اس امت مرحومہ کے لیئے رحمت قرار دیا گیا تو خبر دی آپکی
کہ امم سابقہ کا اختلاف اونکے ہلاکت وعذاب ہی بوجہ اسکے کہ اونکے لیئے وسعت نہین دی گئی
جیسی کہ عطا ہوی وسعت اس امت مرحومہ کے لیئے پس اختلاف اونکا محض کذب ہی اور
افترا ہے انبیاء کرام پر کہ وہ بری ہین اون مفتریات سے - بروایات اکابر علماء دین
واہل حدیث منقول ہوا کہ خلیفہ منصور نے اپنے عہد خلافت مین ہر چند اختلاف ائمہ کے
اوٹھانیکے باب مین اہتمام بلیغ کیا مگر چونکہ اس اختلاف ائمہ دین مین خداوند جلیل کی
حکمت بالغہ ورحمت واسعہ مربوط ومنوط ہی اس عزم مین ناکام رہا - اور مختصر حال اسکا
یہ ہی کہ جب خلیفہ منصور نے حج کیا تو سیدنا امام مالکؒ سے اوسنے کہا کہ مینے عزم واثق
اسکا کیا ہی کہ جو کتابین آپنے تصنیف کی ہین اونکے باب مین حکم ناطق دون اسکا کہ وہ
لکھی جاوین اور ہر مسلمانونکے ہر شہر مین اونکا ایک ایک نسخہ بھیجون اور اونکو حکم کرون
کہ ان کتابونکے بموجب وہ عمل کرین اور دوسری بات کیطرف التفات وتوجہ نکرین امام
مالکؒ نے سنکر فرمایا کہ اے امیر المومنین ایسا ہرگز نہ کر کیونکہ لوگونکے پاس ارباب سلف
کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ احادیث سن چکے ہین اور روایتین اونسے منقول ہوئین
اور ہر قوم نے وہ بات اختیار کرلی جو بیشتر اونکو پہونچی اور باوجود اختلاف کے اوسپر وہ
کاربند ہوگئے پس ہر شہر والون نے جو کچھ اپنے لیئے قبول وپسند کرلیا ہی اونکو اوسپر
رہنے دے - اور بعض اہل علم اس حکایت کو خلیفہ ہارون رشید کیطرف منسوب کرتے
ہین اور یہ کہتے ہین کہ ہارون رشید نے حضرت امام مالکؒ سے مشورہ کیا کہ آپکی کتاب
موطا بیت اللہ مین لٹکائی جاوے اور لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا جاوے کہ جو احکام شرعی
اس کتاب مین درج ہین اونپر سب کاربند ہون امام مالکؒ نے اسکے جواب مین فرمایا
کہ ایسا نکر کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم مین فروع مین اختلاف واقع ہوا ہی اور وہ مسائل
احکام بلاد اسلام مین جابجا منتشر ہوگئے اور خاص کا اونپر عمل جاری ہوگیا - یہ سنکر

ہارون رشید نے کہاکہ اے ابوعبداللہ خدا تعالی آپکو توفیق عطا فرماوے۔ بہرکیف یہ جو
اختلاف باہم ائمہ دین فروع مین واقع ہوا ہی یہ بتصریح صدر ایک نعمت کبیرہ اور رحمت
واسعہ و فضیلت واضحہ ہی اور اس مین جو سر لطیف اور رمز جلیل ہی اوسکو علمار ربانی نے
دریافت کیا اور جاہلین اور متعصبین اوس سے نابینا ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالے نے
نبی آخر الزمان صلعم کو خاص کیا ہی اس امر مین کہ جیسے امم سابقہ احمال و اثقال احکام مذہبی کی
سا تھہ ماموربتھین وہ سب شدائد و تکلیفات اس امت مرحومہ پر سے اوٹھالی گئین مثلا
شریعت موسوی مین وجوب قصاص اور شریعت عیسوی مین وجوب دیت ہتا شریعت محمدیہ
مین اختیار دیاگیا دونون امرون مین۔ یا جیسے کاٹنا محل نجاست کو بدن سی اور شریعت
مصطفویہ مین دہونا اوسکا۔ یا ممنوع ہونا نسخ شریعت کا یہود مین اور شریعت محمدی مین جواز
اسکاکہ جس بناء پر یہود نے نسخ قبلہ کو ایک امر عظیم تصور کیا۔ یا کتاب اونکی پڑہی جاتی ہے
ایک قراءت پر اور ہماری کتاب پڑہی جاتی ہی سات قراءتون پر علاوہ ان کے ارحم الراحمین
نے اکثر امور مین اس امت مرحومہ پر آسانی فرمائی اور یہی معنی ہین ان آیات کریمہ کے۔
یرید اللہ بکم الیسر یا ارشاد ہوا وما جعل علیکم فی الدین من حرج پس واقع ہونا اختلاف کا
ائمہ دین مین فروعات مین اسکو یون سمجہنا چاہیے کہ یہ مذاہب علی اختلافہا مانند شریعتون
متعددہ کے ہی تاکہ وقت و تنگی نہ عارض ہو اس امت پر بوجہ التزام شئے واحد کے اور ہر
مومن عمل کرنیوالا ان مذاہب حقہ صحیحہ پر مثاب و ماجور ہو اور کنتم خیر امۃ کی مدح و ثنا کا مورد ہو
اسی بناء پر جسکو دوسرے امام کی مذہب مین گنجائش و آسانی معلوم ہو تو اسکو جائز
ہی کہ بصدق نیت بشرط التزام و دوام نہ بطور تلفیق اختیار کرلے اوسکو پس یہ وسعت
و آسانی جو نعمات عظیہ و عطیات جلیلہ اللہ سے ہی اسمین غایت رفعت شان محمدی کا اظہار بدیہی
ہے وبہ نسبت دیگر انبیاء کرام اولوالعزم کے یہ نعمت جلیلہ خاصۃ بطور مابہ الامتیاز نادی
باعلی نداء ہی۔ حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات مین لکہتے ہین کہ امام ابو حنیفہؒ نے غایت
ورع و تقوی کی برکت سی و اتباع سنت نبویہ کی دولت سی ملت مصطفویہ مین باب اجتہاد
و استنباط احکام شرعی مین درجہ اعلے پایا چونکہ کوتاہ نظر بوجہ نقصان فہم و قصور استعداد

ونقصان ادراک امام ابو حنیفہ کے معانی بلیغہ دقیقہ و مطالب عالیہ جلیلہ کا ادراک کامل نہین
کرسکتے ہین بلاغور و فکر براہ تعصب و کوتاہ نظری و تعصب نفسانی اُن کے احکام اجتہادیہ
کو کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہین اور بطور طعن اصحاب الرائے کہتے ہین پس یہ کہنا
اونکا محض اسیوجہ سے ہی کہ وہ لوگ امام صاحب کی قوت قدسیہ کی وسعت اور
شان عظیم علم و فضل و تبحر و ملکہ کی قدرت کو نہین پہونچتے ہین البتہ امام شافعی رح نے
حضرت امام اعظم کی فقاہت و صابت فکر کی قوت اور وسعت کو سمہ پایا ہی کہ اُنہون نے جابجا
صاف یہ کہا کہ سب فقیہ امام ابو حنیفہ کی عیال ہین فقہ مین یعنی پرورش یافتہ ہین فقہ مین
اور جو کچھہ حضرت خواجہ محمد پارسا نے اپنی فصول مین تحریر فرمایا ہی کہ عیسےٰ بعد نزول امام
ابو حنیفہ کے مذہب پر حکم و عمل کرینگے یہ یعنی بے شائبہ تکلف و تعصب سمجہنا چاہئے - مذہب
حنفی کی نورانیت و شان جلیل نظر کشفی و شہودی سے مانند دریای اعظم کے دکھلائی دیتی ہے
اور دیگر مذاہب ائمہ دین کے مانند حوضون اور جدولون کی نظر آتے ہین ان متعصبین نے چند
احادیث مشکوٰۃ و مشارق وغیرہ یاد کرلی ہین اور احکام شرعی کو اُن مین محصور و مقید سمجہہ لیا
ہی اور اُن کی ماسوا کی نفی کرتے ہین ولنعم ماقیل ع کرمے کہ در سنگے نہان است
زمین و آسمان او ہمان ست ؎ وای ہزار وای اون کے تعصبات باریک و خیالات فاسدہ و
کاسدہ پر کہ بانی فقہ امام اعظم ابو حنیفہ ہین بالاتفاق اور اکابر علماء دین نے اونکو فقہ مین تین حصہ کا
مالک تسلیم کیا ہی اور باقی ربع مین سبکو شریک رکہا ہی پس علم فقہ کے گہر کا صاحب خانہ امام
ابو حنیفہ ہی اور دیگر عیال اوس کے ہین انتہے کلام امام الربانی - خلاصہ ان سب بیانات کا
یہ ہی کہ اگر مومن کو سعادت ابدی و نجات اخروی مقصود ہی اور یہ کہ بروز محشر نہ مبتلا ہو
حضرات اولیاء اللہ و خاصان حق کی بلاء بے ادبی و عذاب سوء عقیدتی مین تو اوسکو
لازم ہی کہ علماء دین کی جناب مین باادب و خوش عقیدہ رہے اور اُسپر اعتقاد کامل رکہے کہ
جملہ مجتہدین و علماء عاملین شرع متین حقیت و ہدایت یعنی عطیہ الٰہی پر ہین اور یہ نفوس قدسیہ
کلہم اجمعون باتفاق ائمہ نقل و برہان اپنے مساعی جمیلہ مین ماجور و مشکور ہین و
کان سعیکم مشکورا کے مصداق ہین اور بالیقین مستوجب اعلی نفحات جنان اعظم

رضوان رحمان ہین ورضوان من اللہ اکبر جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین علیک ایہا الموفق
ان اردت النجاۃ فی الآخرۃ والسلامۃ من حفر الوقیعۃ فی احد من اولیاء اللہ تعالے
وورات نبیہ محمد صلعم وشرف وکرم ان تعتقد ان کلواحد من الائمۃ المجتہدین والعلماء
العالمین علی ہدے من اللہ ورضوان وانہم کلہم ماجورون فی سائر الحالات باتفاق ائمۃ
النقل والبرہان انتہے۔ خصوص اس امر کو جو راس الامور ہے نصب العین رکھے کہ ادن
اقوال مین جو بتصریح صدر ایک نے دوسرے کی نسبت حالت اشتعال طبع مین وجوش
تعصب مین کہے ہین اونمین زیادہ خوض وفکر نکرے اور تعصب ونفسانیت وجہالت کو
دخل ندے بلکہ حسن ظن رکھے اونکے ساتھ اور اونکے باہمی اختلافات کی بالامکان
نیک تاویل کرنا رہے اور اُسپر عقیدہ واثق رکھے کہ ائمہ مجتہدین بلطف رحمانی سب ہدایت
وحق پر ہین پس ایسی حالت ہین جو اشخاص کوتاہ نظر اعمی فطرت مذہب امام ابوحنیفہ کی
نسبت بطور طعن اصحاب الرائے کہتے ہین وہ بالیقین علماء دین کے نزدیک مردود
گمراہ ہین اور مستحق وبال ونکال ابدی ہین فی الحقیقت حضرات ائمہ مجتہدین کو بتائید
مواہب الٰہیہ وفیضان قوت قدسیہ وبرکت ورع وزہد معنوی وصدق وصفای وتقوی
قلبی یہ شان عظیم حاصل تھی کہ ہر ایک امام اپنے عہد مین صفات کمالات علمی وعملی وملکہ
اجتہاد وتبحر واستنباط احکام شرعی وقوت قدسیہ قلبی مین بے نظیر اور لاشریک گذراہی
یہی حضرات ارکان دین محمدی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے اور
بربناء خصوصیت معنوی ونیابت حقیقی وارث سرمایہ صوری ومعنوی حضرت ختم الانبیاء تھے
العلماء ورثۃ الانبیاء۔ بالخصوص وجود باجود حضرت سیدنا امام الائمہ سراج امتی سیدنا امام
ابوحنیفہ کوفی جو ائمہ مجتہدین کے مقتدی ومہتدی ہین اور اونکے ارشاد ہدایت بنیاد سے
ہر ایک کلمہ گو فیضیاب ہی حقتعالے اس آشوب عظیم وہجوم حوادث مین دولت ایمان قائم رکھے
اور انجام بالخیر کرے اور بروز محشر مجمع اکبر دوستان خدا کے غلامونکے ساتھ حشر فرمادی
المرء مع من احب اور اس بلاء عظیم وخسران مبین سے محفوظ رکھے کہ یوم بعث ونشور مین
وقت محاسبہ پکارا جاوے ہذا عدو اولیاء اللہ فلیس لہ الا الخزی والعذاب فی المحشر

ولنعم ماقیل ؎ حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ ٭ ہر کرا نیست ادب لایق خدمت نبود
صاحب فوائد منیفہ لکھتے ہین کہ ایک شخص اہل علم مین سے میرے پاس اوس زمانہ مین آیا کہ
مین لکھہ رہا تہا مناقب امام ابو حنیفہ کو اوسنے میرے اوراق پڑہکر اپنی استین سے کچھہ اجزا
نکالے اور کہا کہ انکو پڑہ مینے اونکو پڑہا پس دیکھے مینے اونمین مضامین رد و قدح امام ابو حنیفہ کے
مینے اوس شخص سے کہا کہ مثل تیری سمجھہ سکتا ہی کلام امام ابو حنیفہ کو جو جاے کہ قدح و جرح کیا
جاے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ مینے ان مضامین کو تالیف فخر رازی سے لیا ہی مینے اسکے جواب
مین کہا کہ فخر رازی امام ابو حنیفہ کی بہ نسبت مثل طالب علم ہی یا بمقابلہ سلطان اعظم مثل احاد رعیت
ہی یا مثل دیگر ستارونکے بمقابلہ آفتاب کے حرام ہی مقلدین پر اعتراض اور طعن اپنے ائمہ دین
پر بعض طالب علمون شافعی مذہب مین سے جو اپنے شکوک و شبہات مین متردد تھے ایک شخص
ایسا تہا جو منکر تہا اصحاب امام ابو حنیفہ کا اور نہین سنتا تہا اصحاب ابو حنیفہ کا کلام اس بات پر
مینے ایکدن جہڑکا مگر نہ باز آیا وہ اپنے اس کلام سے اور مجھسے علحدہ ہو گیا ناگاہ گر پڑا وہ سیڑہی پر سے
اور ٹوٹ گئی ہڈی پہلو اوسکے کی اسوجہ سے وہ ہمیشہ صاحب فراش رہا یہانتک کہ مراوہ بری
حال سے اس درمیان مین اوسنے ایکدن اپنی عیادت کے لئے مجکو بلایا مینے بوجہ اسکے
کہ وہ مکروہ جانتا تہا اصحاب ابو حنیفہ کو جانے سے انکار کیا فاعتبروا یا اولی الابصار فائدہ جلیلہ
فوائد اشباہ مین مصفی سے منقول ہوا کہ جب ہمسے سوال کیا جاے ہمارے مذہب سے اور ہمارے
مخالف کے مذہب سے یعنے شافعی مالکی حنبلی مذہب سے کہ کون مذہب حق ہی فروع مین
تو ہم اس سوال کے جواب مین کہین گے وجوبا یعنے ہمپر واجب ہی یون کہنا کہ ہمارا مذہب
صواب پر ہی یعنے حق ہی مطابق واقع کے احتمال رکہتا ہی خطا کا یعنے چوکنے کا اور ہمارے
مخالف کا مذہب خطا کا ہی محتمل صواب کا اذا سئلنا عن مذہبنا و مذہب مخالفنا قلنا وجوبا مذہبنا
صواب یحتمل الخطاء و مذہب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب کذا فی در المختار۔ یہ جواب اسوجہ سے
قرار دیا گیا کہ یہ شخص مقلد ہی اور تقلید کسی شخص کی جائز نہین ہی اوسکو خاطی جانکر اور صواب
کا یقین اسواسطے نہین کیا گیا کہ اگر قطعی تعیین کیا جاے تو مجتہدین کا یہ قول صحیح نہین
ٹھہریگا کہ المجتہد یخطی و یصیب لہذا مخالف کے مذہب کی خطا پر یقین کر لینا جائز نہوا خلاصہ

مقام یہ ہی کہ کلام نظر مجتہد ہی یعنے جسطرف ہمارے امام اعظم گئے ہین وہ اونکے نزدیک صواب ہے معہ احتمال خطا ہو اسطے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور گاہے نفس الامر مین خطا بھی کرتا ہے اور باعتبار ہم مقلدون کے چارون امام حق پر ہین یعنی اپنے اجتہاد مین مصیب ہین تو ہر امام کا مقلد یہی عبارت جواب مین کہیگا جبکہ اُس کے مذہب ہی سوال ہوگا اپنے امام کی جانب سے جسکا وہ مقلد ہے اور یہ مراد نہین ہی کہ ہر مقلد اس کا مکلف ہی کہ دوسرے امام کی خطا کا معتقد ہو اسواسطے کہ ایک امام کی تقلید نہین جائز ہوئی ہی مگر بقدر ضروری ہونے تقلید کے اور تقلید کی ضرورت یہ ہی کہ مقلد اجتہاد کی لیاقت نہین رکہتا کہ احکام ظنیہ کا استنباط دلائل شرعیہ سے کر سکے تو ایک امام کی تقلید فقط عمل مین کرتا ہی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ عمل کے ساتھ اعتقاد کرنے کا بھی مکلف نہین ہی تو اوس تکالیف معہ اعتقاد عدم صحت لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہی کہ یہ لازم نہین آتا ہی مگر جبکہ مسائل تقلیدیہ کے عدم صحت کا معتقد ہو اور ہم یہ نہین کہتے ہین بلکہ مقلد ظاہر الصواب پر ہی کہ اُس نے وہ کیا جو اُسپر واجب تہا بدلیل قولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی اخذ بقول مجتہد جو بموجب اس آیت کریمہ کے واجب تہا سو اوسنے کیا اور مقلد اس کا مکلف نہین ہی کہ اپنے خلاف مذہب کے خطا کا معتقد ہو ایسا خلاصہ کیا ہی ہمارے اوستاد نے ابن ملا فروخ کی حنفی کے قول سدید کا کذا فی الطحطاوی عن مفتی الروم ابے سعود رحمہ اللہ تعالیٰ اسیطرح جب ہم سے کوئی سوال کرے ہمارے عقائد سے یعنی اہل سنت کے عقائد سے اور ہمارے مخالفین کے عقائد سے یعنی معتزلہ اور خارجی اور رافضی کے عقائد سے کہ کون ان مین سے حق پر ہی تو ہمپر یہ جواب دینا واجب ہی کہ مطابق واقع کے وہی عقائد حق ہین جن پر ہم ہین اور باطل مخالف نفس الامر وہ عقائد ہین جن پر ہمارے مخالفین ہین واذا سئلنا عن معتقدنا و معتقد خصومنا قلنا وجوبا الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا انتہیٰ کذا فی در المختار

چھٹا باب اہل توحید و معتقدات مذہب حنفی کے بیان مین معہ بیان فقہ

وصایا حضرت امام ابو حنیفہ رح مخفی نرہے کہ امام ابو حنیفہ نے جملہ مومنین کی آسانی کے لئے تمامی عقائد ایمانی ضروری ایک جگہہ ضبط فرمائے ہین اور اوس مجموعہ مسائل کا نام فقہ اکبر ہے کیونکہ معتقدات ایمانی و عقائد مذہبی سے زیادہ اعظم و اکبر

کوئی فقہ نہین ہی کہ وہ عین دین و ایمان ہی مسائل فقہ کا مرتبہ بعد اُسکے ہے چنانچہ اسی بنا پر
بعض ان عقائد ایمانی کی تحقیق و تنقیح و شرح و تفصیل مین اکثر علماء دین نے مطولات
لکھے ہین خصوص علامہ ملا علی قاری نے ان مسائل و عقائد کی شرح مین ایک کتاب مبسوط لکھی
ہے جسکو شرح فقہ اکبر کہتے ہین اور وہ تمامی علماء دین کے مسلم الثبوت و مستند ہے مگر
بوجہ اسکے کہ وہ شرح عبارت عربی مین ہی اور مباحث دقیقہ مطالب بلیغہ اس مین درج ہین
عام اہل اسلام اُس سے مستفید نہین ہو سکتے لہذا اس باب مین وہ جملہ معتقدات مذہبی
حنفی فرائض ایمانی و اہم عقائد اسلامی سمجھکر بنظر فائدہ تام خاص و عام لکھے جاتے ہین جس سے
نتیجہ ایمان و ثمرہ اسلام بسہولت و آسانی ہر ایک مومن کو حاصل ہو پس ہر مسلمان مرد و عورت
پر فرض ہی کہ اُن عقائد مذہب حنفی کو خوب سمجھکر یاد کر لے اور اُن سب پر خلوص قلبی کے ساتھ
اعتقاد کامل رکھے کیونکہ مومن کا ایمان انہین باتون کی تعیین و اعتقاد پر موقوف ہی جو شخص
کہ ان معتقدات مذہبی و عقائد ایمانی سے غافل و جاہل رہیگا بالیقین اُسکے ایمان مین نقصان
اور وہ مستحق وبال خسران ہی اور وہ یہ ہین - واجب ہی ہر مسلمان پر کہ کہے صدق دل سے
یقین لایا مین اللہ پر اور اُسکے سب فرشتون پر اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت
کے دن پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور خیر و شر کی تقدیر پر کہ اللہ تعالی کی بنائی ہی
اس قول کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مقدر کرنے والا اور پیدا کرنے والا خیر و شر کا حقتعالے
ہے اور قدر کے معنے ہین مقرر کرنا حقتعالے کا ہر چیز کو اپنے مرتبہ مین کہ اس طرح
پائی جائے بُرائی ہو یا بھلائی - اور ایمان لاوے اسپر کہ حساب ہوگا اور اعمال تولے
جاوینگے قیامت مین اور بہشت و دوزخ سب حق ہی اور اللہ تعالی ایک ہے طریق عدد
سے نہین بلکہ اس راہ سے کہ اُس کا کوئی شریک نہین ہی ف واحد کے دو معنی ہین -
ایک یہ کہ اکیلا ہی ویسا کوئی دوسرا نہین - دوسرے دو بین کا ایک پس اللہ تعالے پہلے
معنی کے اعتبار سے ایک ہے - دوسرے معنی عدد والے یہان مراد نہین ہین اسواسطے
کہ عدد حوادث مین سے ہے - اور ایمان لاوے اسپر کہ وہ نہ اولاد والا ہے اور نہ کسی کی
اولاد سی نہ کوئی اُسکا ہم قوم ہے اور نہ وہ مشابہ ہے کسی چیز کے اپنی مخلوق

مین سے اور نہ مثل اوسکے کوئی چیز ہے عالم مین - اسکا مطلب یہ ہی کہ خدا تعالےٰ اپنی
ذات وصفات دونون مین سب مخلوق سے نرالا ہی - اور ایمان لاوے اسپر کہ وہ ہمیشہ سے
ہی اور ہمیشہ رہنے والا اپنے نامون اور صفتون ذاتی اور فعلی کے ساتھ - صفات ذاتیہ مین
سے حیات ہی جسکو کبھی موت نہین اور قدرت ہی ہر چیز پر اور علم ہی ہر چیز کا اور کلام کرنا
اور سننا اور دیکھنا پر بغیر آنکھ اور کان کے اور ارادہ قدیم ہے صفات فعلیہ سے پیدا کرنا
مخلوق کا ہی اور رزق دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور اسپر نو پیدا کرنا اور سوای اسکے جو صفات
فعلی ہین اور وہ اپنی صفات اور اسمار کے ساتھ ازلی ہی جسکی ابتدا نہین نہ کوئی صفت
اوسکی نو پیدا ہی نہ کوئی نام اوسکا ہمیشہ سے وہ عالم ہی اپنے علم سے اور علم اوسکی صفت ہی قدیم سے
اور ہمیشہ وہ قادر ہے اپنی قدرت کے ساتھ اور قدرت اوسکی صفت قدیمی ہی اور ہمیشہ وہ
پیدا کرنے والا ہی اپنے پیدا کرنیکے ساتھ اور پیدا کرنا اوسکی صفت ازلی ہی اور وہ کام
کرنیوالا ہی اور کام کرنا اوسکی صفت ازلی ہی ف ان اقوال کا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ خدا تعالےٰ
ہمیشہ سے ہی یعنے ابتدا اوسکی نہین اور ہمیشہ رہنے والا ہے یعنی اوسکی انتہا نہین -
اور صفت فعلی وہ ہی کہ اوسکی ضد اللہ مین نہ پائی جاوے جیسے علم کہ ضد اوسکی جہل ہے
اللہ تعالےٰ مین نہین پائی جاتی - فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہوا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی صفت
فعلی پر قسم کھاوے تو شرعاً قسم نہو گی مثلاً کہے وغضب اللہ یعنے قسم ہے اللہ کے غضب کی
اور اگر قسم کہاوے صفت ذاتی پر تو وہ شرعاً قسم ہو جاتی ہی مثلاً کہے وعزۃ اللہ یعنے قسم ہے
اللہ کی عزت کی - اور تخلیق اور انشاء وصنع سبکے معنے پیدا کرنا اوس چیز کا جو پہلے نہ تھی اوسکی
اور مثال ہو یا نہو - اور ابداع کہتے ہین پیدا کرنا ایسی چیز کا کہ اوسکی پہلے کوئی مثال نہو
اور ایمان لاوے اوسپر کہ خالق سبکا اللہ تعالےٰ ہی اور فعل کا اثر مخلوق ہی اور فعل اللہ
کا قدیم ہی اور صفات اوسکی ازلی ہین یعنے نو پیدا اور مخلوق نہین ہین - اور جو کہے کہ
صفات اوسکی مخلوق ہین یا نو پیدا ہین یا توقف اور شک کرے پس وہ کافر منکر ہی خدا کا
ف مخلوق اور محدث دونونکے ایک معنی ہین اور توقف یہ ہی کہ بالفعل قدیم حادث
کچھہ نہ کہے آگے کے سمجھہ لینے پر موقوف رکھے - اور شک یہ ہی کہ یقین قدیم نہونیکا نکرے

خواہ دونون طرفون کا علم برابر ہو یا نہو۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ قرآن کلام الٰہی ہی مصحفون
مین لکھا ہوا اور دلونمین یاد اور زبانونپر پڑہا گیا اور رسول مقبول صلعم پر اوتارا گیا اور ادا کرنا
ہماری زبان سے قرآن کو مخلوق ہی اور لکھنا ہمارا مخلوق ہی اور پڑہنا ہمارا اوسکو مخلوق ہی
لفظ اور قرارۃ دونو نکے ایک معنی ہین پس مراد ادا کرنے سے یہان زبان سے پڑہنا ہی
اور قرارۃ سے خیال کرنا جی مین ہی۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ جو ذکر کیا ہی اللہ تعالیٰ نے
قرآن مجید مین حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء کرام کا حال اور فرعون و شیطان کا حال یہ سب
کلام اللہ تعالیٰ کا ہی بطور خبر کے اونسے اور کلام خدایتعالیٰ کا مخلوق نہین اور کلام حضرت
موسیٰ اور مخلوقات کا مخلوق ہی۔ اور قرآن کلام الٰہی ہی نہ اونکا کلام۔ اور سُنا ہی حضرت
موسیٰ نے کلام خدایتعالیٰ کا جیسا کہ وارد ہوا کلام الٰہی مین وکلم اللہ موسیٰ تکلیما یعنے
بات کی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے بیشک اور بیشک تہا اللہ تعالیٰ متکلم اوس حال مین
کہ نہین بات کی تہی حضرت موسیٰ سے اور بیشک تہا اللہ تعالیٰ خالق ازل مین اور ہنوز نہین
پیدا کیا تہا خلقت کو پہر جب کلام کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے تو کلام کیا اُس کلام
کے ساتھ جو اوسکی صفت ازلی ہی اور سب صفتین اوسکی ذاتی یا فعلی مخلوقات کی صفات کے
خلاف ہین۔ جانتا ہی وہ پر ہمارا سا علم نہین اور قدرت رکہتا ہی نہ ہماری سی قدرت۔ اور
دیکھتا ہی نہ ہمارا سا دیکھنا۔ اور کلام کرتا ہی نہ ہمارا سا کلام۔ اور سُنتا ہی نہ ہمارا سا سننا ہم
کلام کرتے ہین اسباب و حروف کے ساتھ یعنے زبان مُنہ دانت سے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ
کلام کرتا ہی بغیر اسباب و حروف کے اور حروف مخلوق ہین اور کلام اللہ تعالیٰ کا مخلوق
نہین۔ اور وہ شے ہی نہ اور چیزونکی طرح کہ جسم سے خالی نہین ہوتین اور شے کے معنی موجود
کے ہین کہ وہ بغیر جسم کے موجود ہے اور وہ نہ جوہر ہی نہ عرض ہی نہ کوئی اوسکی حد ہے
نہ کوئی اوسکا جھگڑا لو ہی اور نہ کوئی شریک اوسکا اور نہ کوئی اوسکی مانند ہی اور اوسکے لئے
ہاتھ اور مُنہ اور نفس ہی جیسا کہ ذکر کیا حقتعالیٰ نے قرآنمجید مین پس یہ صفات ایسے ہین
کہ کیفیت انکی معلوم نہین ہی ف اسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ جوہر کہتے ہین جو اپنے آپ کسی
جگہہ مین قرار پکڑے اور عرض اوسمین پایا جاتا ہی جیسے کپڑا کہ اوسمین سفیدی پائی جاتی

ہی اور عرض وہ چیز ہی کہ غیر مین ہوکر کسی جگہہ مین قرار پکڑے جیسے سفیدی کپڑے مین اور حد کے دو معنی ہین ایک نہایت یعنی وہ نہایت نہین رکھتا کہ وہ جسم مین ہوتی ہی۔ دوسری حقیقت کہ کسی سے پوری ہو پیسے اوسکا جز نہین تو اوسکی حد اور حقیقت بھی نہین - اور ہاتھ اور منھہ اور نفس جیسے مذکور ہوا ید اللہ فوق ایدیہم یعنی ہاتھ اللہ کا اونکے ہاتھ کے اوپر ہی ویبقیٰ وجہ ربک یعنی باقی رہیگی ذات پروردگار تیرے کی وہ نیز وارد ہوا تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک یعنی تو جانتا ہی جو میرے جی مین ہی اور مین نہین جانتا ہون جو تیرے نفس مین کہی پس حقیقت مین اوسکے ہاتھ اور منھہ اور نفس ہین لیکن جیسا وہ نرالا ہے ایسی ہی وہ بھی ہین نہ ہمارے جیسے - پس یہ کوئی نہ کہے کہ ہاتھ سے قدرت یا نعمت مراد ہی اسلیئے کہ اوسمین اوسکی صفت باطل ہوتی ہی اور یہ قول قدریون اور معتزلہ کا ہی پر ہاتھ اوسکا جو اوسکی صفت ہی معلوم نہین ہی کہ کیونکر ہے - اور ایمان لاوے اسپر کہ غصہ اور رضا اوسکی دونون صفتین ہین پر معلوم نہین کہ کیسی ہین - اور پیدا کیا اللہ تعالے نے ساری چیزونکو نہ کسی چیز سے - اور ہی اللہ تعالے جاننے والا قدیم سے سب چیزونکو پہلے پیدا ہونے سے اور اللہ وہ ذات پاک ہی کہ جسنے سب چیز کا اندازہ مقرر کیا اور محکوم کیا اپنا اور نہین ہوتی ہی کوئی چیز دنیا اور آخرت مین بغیر اوسکے ارادہ اور علم وحکم اور تقدیر اور لکھنی اوسکے کے لوح محفوظ مین پر لکھنا اوسکا وصف کے ساتھ ہی نہ حکم کیے اور قضا وقدر اور مشیت اوسکی صفتین قدیم ہین پر کیفیت اونکی معلوم نہین ف خلاصہ مطلب اسکا یہ ہی کہ حق تعالے نے لوح محفوظ مین اسطور پر لکھا کہ فلان آدمی فلانی فلانی چیز برائی بھلائی کی ان صفتون کے ساتھ فلان فلان مکان مین اپنے اختیار سے کریگا نہ اسطرح کہ حکم ہی فلانے پر زبردستی اس کام کے کرنیکا - اور قضا وقدر دو حکم ہین ایک سے اجمالی مراد ہی دوسری سے تفصیلی اور مشیت وہ ہی کہ ان دونون کے حکمونکے ساتھ علاقہ رکھے اور ایمان لاوے اسپر کہ جانتا ہی اللہ تعالے نابود کو ہونے کے وقت ناپید اور جانتا ہی جیسے ہوجاویگا جب پیدا کریگا - اور جانتا ہے اللہ تعالے موجود کو ہونے کے وقت موجود اور جانتا ہی کیونکر وہ ناپید ہوگا - اور جانتا ہی اللہ تعالے کھڑے کو کھڑے ہونیکے حال مین کھڑا

پھر وہ جب بیٹھے تو جان لیتا ہی اوسکو بیٹھنا بیٹھتے وقت پر علم اوسکا نہین بدلتا اور نہ نیا
پیدا ہوتا ہی مگر بدلنا اور تغیر پیدا ہوتا ہی مخلوقات مین ۔ پیدا کی الله تعالے نے ساری خلقت
خالی کفر اور ایمان سے پھر خطاب کیا اونکو اور حکم کیا بھلی بات کا اور منع کیا برائی سے پھر نامانا
کافر نے اپنے اختیار اور انکار سے اور مکر جانے سے بسبب چھوڑنے الله کے اوسکو یعنی اوسکو
توفیق نہین عطا ہوئی ۔ اور مومن ہوا جو ایمان لایا اپنے اختیار سے اور اقرار زبانی سے اور
دل مین یقین کر لینے سے بسبب توفیق الله تعالے کے اور مدد دینے اوسکے کے اوسکو ۔
نکالا اوسنے ذریت آدم کو اوسکی پشت سے اور اونکو عقل عطا کی اور خطاب کیا اونکے
ساتھ مین اور حکم کیا اونکو بھلائی کا اور منع کیا برائی سے پھر اقرار کیا انہون نے اوسکے
پروردگار ہونیکا پس ہوا یہ اونسے ایمان پیدا کئے جاتے ہین اسی دین و ایمان پر ف
اسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ میثاق کے دن الله تعالے نے حضرت آدم کی پشت سے ذریت
اور اولاد چیونٹیون کی مانند نکالکر پوچھا کیا مین تمہارا رب نہین ہون اونہون نے اقرار کیا
یہی اونکا ایمان تھا اب جو پیدا ہوتا ہے اوسی ایمان پر پیدا ہوتا ہی ۔ اور جو کافر ہو جاتا ہی
اسکے بعد وہ بدل ڈالتا ہی ایمان کو اور جو ایمان لاتا ہی اور تصدیق کرتا ہی پس بتحقیق وہ
ثابت رہتا ہی اپنے اقرار پر ہمیشہ اور نہین جبر کیا اوسنے کسی پر اپنی مخلوق مین سے
کفر پر نہ ایمان پر ۔ اور نہین پیدا کیا اونکو مسلمان اور نہ کافر پھر پیدا کیا اونکو شخص شخص اور
ایمان اور کفر بندونکا ہی جانتا ہی الله تعالے کافر کو کفر کی حالت مین کافر ۔ پھر جب وہ
ایمان لاتا ہی جان لیتا ہی اوسکو مومن ایمان لانیکے وقت اور دوست رکھتا ہی اوسکو
پر علم اور صفت اوسکی بدلتی نہین ۔ اور سب کام بندون کی حرکت اور سکون بھی انہین
کے کئے ہوئے ہین حقیقت مین اور الله تعالے نے اونکو پیدا کیا ہے اور یہ سب کام الله
کے ارادہ اور علم و حکم اور تقدیر سے ہین ۔ اور سب عبادتین تھوڑی یا بہت ثابت ہین
الله تعالے کے امر سے اور اوسکی محبت اور خوشنودی سے اور ارادہ اور حکم اور تقدیر سے
ف حکم سے جیسے قول الله تعالے کا اطیعوا الله واطیعوا الرسول اور محبت سے جیسے قول
حقتعالے کا ان الله یحب المحسنین رضا سے جیسے قول اوسکا رضی الله عنہم ۔ اور ایمان

لاوے اوسپر کہ سب گناہ اوسکے علم اور حکم اور تقدیر اور ارادہ سے ہین نہ محبت وخوشنودی
اور امر سے ۔ اور سارے انبیاء کرام پاک ہین گناہون صغیرہ اور کبیرہ اور کفر اور برائیون سے
اور ہوئی ہین اونسے لغزشین اور خطائین ف لغزشین جیسے حضرت آدم نے گیہون
کہایا اس خیال سے کہ درخت خاص کے دانہ کو منع کیا ہی مطلق گیہون کو نہین ۔ یا اس
خیال سے کہ فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کے لئے جنت مین منع ہی مطلق کہانا منع نہین
جیسے شیطان نے بہکایا ۔ اور خطا جیسے حضرت موسیٰ نے گہونسہ مارا ایک مرد کو فرعون
کی قوم سے کہ وہ مرگیا ۔ اور ایمان لائے اسپر کہ محمد صلعم حبیب ہین اوسکے اور بندہ ہین اوسکے
اور نبی اور مختار اور پاک کئے ہوئے ہین اوسکے اُنہون نے کبھی شرک نہین کیا اللہ تعالےٰ
کے ساتھ پلک مارنے تک اور کبھی نہین گناہ کیا گناہ صغیرہ نہ کبیرہ ۔ اور بعد رسول صلعم کے
افضل ترین سب آدمیون سے سیدنا ابوبکر صدیق ہین پہر سیدنا عمر بن الخطاب پہر
سیدنا عثمان ذی النورین پہر سیدنا علی بن ابیطالب ہین راضی ہوا ان سب سے اللہ تعالےٰ
فرمایا رسول اللہ صلعم نے سورج نہین نکلا اور ڈوبا بعد پیغمبرونکے اور رسولونکے ابوبکر سے
افضل مرد پر یعنے وہ سب سے زیادہ افضل ہین بعد انبیا کے ۔ تفسیر کبیر مین مذکور ہوا کہ جب
حضرت سیدنا صدیق اکبر نے معراج کا قصہ سنکر کہا اشہد انک رسول اللہ حقا رسول اللہ
صلعم نے فرمایا اشہد انک صدیق تب سے آپکا نام صدیق ہوا ۔ اسیطرح سیدنا حضرت ابن
عباس سے روایت ہے کہ ایک یہودی اور منافق آنحضرت صلعم کے پاس جھگڑتے آئی حضرت
نے حق بتایا یہودی کا منافق نے کہا مین عمر کو حکم قرار دیتا ہون جب اونکے پاس آئے
یہودی نے کہا آنحضرت نے میرا حق بتایا یہ ناراض ہوکر تمہارے پاس آیا ہی حضرت عمر
نے منافق سے پوچھا اوسنے اقرار کیا تب انہون نے کہا کہ مین گہر مین ہو آون تو انصاف
کرون گہر سے تلوار لاکر منافق کا سر اوڑایا اور فرمایا یہ حکم کرتا ہون اسپر جو خدا اور رسول کا
انصاف کیا ہوا نہ مانے جبرئیل نے کہا عمر نے خوب جدا کیا حق اور باطل کو اوسدن آپکا نام
فاروق ہوا ۔ فاروق کے معنی بہت فرق کرنیوالا ۔ اور ذی النورین یعنے دو نور والی وہ دو
نور آنحضرت صلعم کے دو صاحبزادیان رقیہ اور کلثوم تہین کہ اونکو منسوب ہوی تہین یعنے

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت کلثوم منسوب ہوئین جب اونکا انتقال ہوا تو آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اگر تیسری اور ہوتی تو مین اسکے ساتھ نکاح کر دیتا۔ تھے وہ سب عبادت کرنے والے
حق پر اور حق کے ساتھ دوست رکھتے ہین ہم سبکو اور ہم یاد کرتے ہین حضرت کے اصحاب
کرام کو خیر کے ساتھ اور نہین کافر ٹھہراتے ہین ہم کسی مسلمانکو کسی گناہ کے سبب سی اگرچہ
کبیرہ ہو جبتک وہ اوسکو حلال نہ جانے اور مسلمان کہنا اوسکو موقوف نہین کرتے ہین ہم
اور نام رکھتے ہین ہم اوسکا حقیقۃً مسلمان اور ہو سکتا ہی یہ کہ کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کری
اور کافر نہو۔ اور مسح کرنا موزون پر سنت ہی اور نماز پڑہنا چاہیے ہر نیک اور بد مسلمان کے
روا ہی۔ اور یہ نہین کہتے ہم کہ گناہ مسلمان کو ضرر نہین کرتا۔ اور ہم نہین کہتے کہ وہ دوزخ
مین نہین جائیگا۔ اور یہ نہین کہتے ہم کہ وہ ہمیشہ رہیگا دوزخ مین اگرچہ بدکار ہو اگر گیا
ہو وہ دنیا سے مسلمان۔ اور ہم یہ نہین کہتے کہ نیکیان ہماری خواہ مخواہ مقبول ہین اور
گناہ ہمارے معاف ہین جیسے مرجیہ کہتے ہین البتہ کہتے ہین ہم کہ جو نیک کام کریگا سب
شرطون کے ساتھ اور خالی ہو تباہ کرنے والے عیبون سے اور نہ باطل کرے اوسکو
یہانتک کہ جاوے وہ دنیا سے مسلمان تو اللہ تعالے نہین ضائع کریگا اوسکو بلکہ قبول کریگا
اوسکو اور جزا دیگا اوسکو اوسکے اوپر اور جو گناہ چھوٹا ہو شرک و کفر سے اور اوس سے توبہ
نکی ہو کرنیوالے مسلمان نے مرتے دم تک تو وہ اللہ کے ارادہ مین ہی چاہے تو عذاب
کرے چاہے معاف کرے اور کبھی دوزخ مین نہ ڈالے۔ اور دکھلاکر عبادت کرنا جس کام
مین ہو بیشک تباہ کر دیتا ہی اوسکے ثواب کو اور یہی حال تکبر کا ہی۔ اور معجزات انبیاء و
کرامات اولیاء اللہ کے حق ہین پر وہ کام عادت کے خلاف جو اللہ تعالے کے دشمنون سے
ہوتی ہین جیسے شیطان اور فرعون اور دجال کی جیساکہ احادیث مین وارد ہوا ہی کہ ہوئی
ہین اور ہونگے اونکا نام ہم آیات و کرامات نہین رکھتے ف خلاف عادت کی باتین
شیطان سے جیسے ایک دم بھر مین ساری زمین پر پھر آنا اور بہکانا ساری مشرق و
مغرب کے لوگونکو ایک وقت مین اور آدمی کے جسم مین خون کیطرح دوڑنا اور فرعون
سے جیسے جاری ہونا رود نیل کا اوسکے حکم کے موافق اور ٹھہر جانا اوسکے گھوڑے

کی ٹانگون کا اور گھٹ جانا چڑہتے اوترتے وقت اوسکے قصر کا موافق خواہش کے۔ اور
دجال سے جیسے مارنا جلانا آدمیونکا انتہی۔ لیکن اونکو قضاء حاجت لکھتے ہین اور یہ اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ حاجت روا کرتا ہے اپنے دشمنونکے فریب دینے کے لئے دنیا مین اور عذاب کے لئے
آخرت مین پہر وہ اپنے جی مین خوشی ہوتے ہین اور زیادہ ظلم اور کفر کرتے ہین ف جیسے
فرعون کا حال ہوا کہ چارسو برس اوسنے عیش کیا اور اوسکے باورچی خانہ کا ایک پیالہ بھی نہ ٹوٹا
غرض اسحالت مین وہ بڑہتے ہین برائی مین اور کفر مین ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اور یہ سب
جائز ہے اور عقل سے بعید نہین ہی اور اللہ تعالےٰ مین صفت خالقیت کی پہلے پیدا کرنے خلق
سے تھی اور رزاق تہا پہلے رزق دینے سے ف جیسے آدمی مین صفت سخاوت کی ہی
اگرچہ کوئی لینے والا نہو۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ حق تعالےٰ دکہاویگا اپنے کو آخرت مین
اور دیکھینگے اوسکو مسلمان بہشت مین سر کی آنکھون سے بغیر تشبیہ اور کیفیت کے۔
یعنی نہ جسم ہوگا نہ صورت ہوگی اور نہوگی اوسمین اور اوسکی خلق مین کچھہ دوری یعنی جہت

بیان مسئلہ ایمان کم و زیادہ نہیں ہوتا

اور مکان مین مقابل ہوکر نظر نہین آویگا اور ایمان اقرار کرنا زبان سے ہی اور دل مین
مان لینا اور ایمان آسمان والون اور زمین والونکا نہ بڑہتا ہی نہ گھٹتا ہی ف اصل ایمان
زائد اور کم نہین ہوتا ہی پر مراتب بڑہتے گھٹتے ہین۔ ایمان گویا بینائی ہی اور کفر نابینائی پس آنکھون
والے ہونے مین سب مسلمان برابر ہین کوئی اندہا نہین پس مسلمان سب برابر ہین اصل
ایمان اور وحدانیت مین اور عمل مین کم و بیش ہین اور اسلام کہتے ہین مان لینا دل مین
اور بجا لانا حکمون اللہ کا ظاہر مین پس لغت کی راہ سے ایمان اور اسلام کے معنون مین فرق
ہی پر شرع شریف مین ایمان بغیر اسلام کے نہین ہوتا اور نہ اسلام پایا جاتا ہی بغیر
ایمان کے پس وہ دونون گویا ابرہ استر ہین ایک چیز کے ف لغت مین ایمان کہتے
ہین جی مین یقین کرنے کو اور اسلام کہتے ہین حکم مان لینے کو خواہ دل سے یا زبان یا
ہاتھ یا پاؤن سے یعنی اسلام عام ہی ایمان سے حق تعالےٰ فرماتا ہی قالت الاعراب آمنا قل
لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا یعنے اعراب بولے ہم ایمان لائے کہہ تو کہ تم ایمان نہین لائے مگر زبان سے ہی
اقرار کیا تہا۔ اور وہ جن کہتے ہین ایمان کو اور اسلام کو بھی اور سب شرعی معنونکو بھی پہچانتے ہین

ہم اللہ تعالےٰ کو جیسا چاہیئے ہمکو یعنے جسطرح پر بیان کیا ہے اللہ تعالےٰ نے آپکو اپنی کتاب
مین جمیع صفات کمالیہ کے ساتھ ف شرع شریف مین ایمان کہتے ہین اقرار کرنا زبان سے اور
دل سے مان لینا اللہ کو جیساکہ وہ ہے اپنے تمام اسماء وصفات کے ساتھ پس یہ بات
اوسی مین پائی جاویگی جو قبول کریگا اللہ کے جملہ احکام کو اور قبول کرنا احکام کا بغیر تصدیق
دل کے نہین ہوتا۔ اور نہین ہے قدرت کسی مین کہ عبادت کرے اللہ تعالیٰ کی جیسی کہ جاننے
جس عبادت کے لائق ہے پر وہ عبادت کرتا ہے اللہ کے حکم کی جیسا اوسکو علم ہے اور برابر
ہین سب مسلمان معرفت اور یقین اور بھروسہ کرنے اور محبت و رضامندی اور خوف و
امید مین اور ایمان مین بیچ برابر ہونے ان چیزونکے اور کم و زائد ہوتے ہین لوگ
سوائے ایمان کے ان سب چیزون مین ف معرفت سے مراد علم اوسکا اسماء وصفات
کے ساتھ ہے اور یقین وہ علم ہے کہ جسمین جانب خلاف کا احتمال نہو ایمان کی قوت سے
اور توکل اللہ پر بھروسہ کرنا ہے اور محبت سے مراد اللہ و رسول کی ہے اور رضا سے مراد پسند
رکھنا تقدیر کو بھلائی ہو یا مصیبت اور خوف ڈرنا عذاب اور غضب اوسکے سے اور رجا
شوق امید بر آنے کا اور خوف و امید دونون لازم ملزوم ہین اگر رجا کے ساتھ خوف
نہو تو اوسکو امن کہتے ہین اور اگر خوف کے ساتھ رجا نہو تو اوسکو یاس کہتے ہین۔ اور
سب مسلمان اس اعتقاد مین برابر ہین کہ سارے مسلمان برابر ہین معرفت یقین وغیرہ
مین اور کم و زیادت کے یہ معنی ہین کہ کسی مین کم توکل ہے کسی مین زائد پر اصل ایمان مین
سب برابر ہین انتہی۔ اور یقین کرے اسپر کہ اللہ تعالےٰ فضل والا ہے اپنے بندونپر اور بعضے
ہے کبھی دیتا ہے دوگنا جو گنا بندہ کے حق سے اپنے فضل سے اور کبھی عذاب کرتا ہے گناہ
پر اپنے انصاف سے اور کبھی بخشتا ہے اپنے فضل سے۔ اور بخشوانا انبیا کا قیامت مین حق
ہے۔ اور بخشوانا ہمارے پیغمبر خدا صلعم کا گنہگار مسلمانونکو اور گناہ کبیرہ کرنے والے مسلمانونکو
جو لایق عذاب کے ہین حق ہے۔ اور تولنا اعمال کا ترازو مین قیامت کے دن حق ہے۔
اور حوض کوثر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حق ہے ف حدیث شریف مین وارد ہوا
کہ حوض کوثر مہینہ کی راہ کا ہے کنارے اوسکے برابر ہین پانی اوسکا دودھ سے زیادہ سفید

اور خوشبو اوسکی مشک سے زیادہ کورہے اوسکے جیسے آسمان کے تارے جو اوسکو پیئے
کبھی پیاسہ نہو۔ اور یقین کرے اسپر کہ بدلہ جھگڑنے والے لوگون مین نیکیون کے ساتھ قیامت
مین حق ہی پھر اگر اونکے نیکیان نہونگی تو برائیان اونپر پڑنا حق ہی اور جائز ف حدیث
شریف مین مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسپر حق العبد ہو وہ آج بخشوالے پہلے
اس سے کہ اوس پاس درم دینار نہ رہین قیامت مین اگر نیکیون والا ہی تو بندہ کے حق
کی عوض اوسکی نیکیان دلائی جاوینگی اور اگر اوسکے پاس نیکیان نہونگی تو حق والے کی
برائیان اوسکے سر پر ڈالی جاوینگی پھر دوزخ مین ڈالا جاویگا انتہے۔ اور یقین کرے اسپر
کہ بہشت اور دوزخ پیدا کیئے ہوئے اب موجود ہین کبھی اونکو فنا نہین اور نہ مرینگی
کبھی حورین آنکھین والیان اور نہ کبھی فنا ہوگا عذاب اللہ تعالے کا اور نہ ثواب مرادیہ
کہ بعد حساب کتاب کے عذاب دوزخیون سے اور ثواب بہشتیون سے موقوف نہوگا
اور یقین کرے اسپر اللہ تعالے راہ بتاتا ہی جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے اور
گمراہ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی انصاف سے اور گمراہ کرنا اللہ کا کیا ہی خذلان اوسکا۔ اور
معنے خذلان کے ہے توفیق نہ دینا اللہ کا بندہ کو اوس چیز پر کہ جس سے راضی ہی اور یہہ
انصاف ہی اوسکا۔ اور ایسا ہی عذاب کرنا توفیق نہ دیئے ہوئے کا گناہ پر انصاف
ہی۔ ف انصاف ہی ظلم نہین ہی کیونکہ ظلم کہتے ہین غیر کے مال مین تصرف کرنا
اور اللہ تعالے اپنی ملک مین تصرف کرتا ہے نہ غیر کی۔ اور یہ کہنا جائز نہین کہ شیطان
چھین لیتا ہی ایمان کو مسلمان سے زبردستی اور زور سے لیکن یون کہے کہ بندہ
چھوڑ دیتا ہے ایمان کو پھر لے اوڑتا ہے اوسے شیطان۔ اور سوال منکر نکیر کا قبر
مین ہونیوالا حق ہے اور پھر پڑنا روح کا جسم مین قبر مین حق ہی اور تنگی گور کی اور عذاب
اوسکا حق ہی ہونیوالا ہی سارے کافرون پر اور بعض گنہگار مسلمانون کے لئے۔ اور جو
چیز کہ ذکر کیا ہے اوسکو عالمون نے عجمی زبان مین اللہ عز اسمہ کی صفتون سے بولنا
درست ہی سوا ید کی فارسی مین یعنی صفات متشابہات جیسے وجہ اور قدم اور ساق
اور جائز ہے بولنا بروے خدا عز و جل بغیر تشبیہ اور کیفیت کے اور نہین ہی نزدیک

ہونا بندہ کا اللہ سے اور دور ہونا مسافت کی درازی اور کمی سے ولیکن بزرگی اور اہانت کی
راہ سے اور نبدہ فرمانبردار نزدیک ہے اوس سے بغیر کیفیت کے اور گنہگار دور ہے اوس سے
بغیر کیفیت کے اور نزدیک ودوری اور متوجہ ہونا بولتے ہین مناجات کرنے والیکو اور ایسی
ہی ہمسایہ ہونا بندہ اور اللہ کا جنت مین - اور کھڑا ہونا اوسکے سامنے بغیر کیفیت کے ہی - اور ایمان
یقین کرے کہ قرآن پیغمبر خدا صلعم پر نازل ہوا ہی اور صحیفون مین لکھا ہوا ہی اور سب آیتین
قرآن کی کلام کے معنے مین برابر ہین فضیلت لفظی اور عظمت معنوی مین مگر بعض کو فضیلت
لفظی اور معنوی دونون ہین جیسے آیت الکرسی اسلیے کہ اوسمین ذکر ہی اللہ تعالیٰ کی ہیبت
وعظمت اور صفات جلیلہ کا پس جمع ہوئین اوسمین دو فضیلتین لفظی ومعنوی اور بعض کو فقط
فضیلت لفظی ہی جیسے قصے کافرون کے اور نہین ہی اونمین کچھہ معنوی بزرگی کہ وہ کافر لوگ
ہین ف نام مبارک جیسے اللہ احد صمد فرد صفت جیسے لہ الملک لہ الحمد لہ المجد و الکبریاء اور برابر ہین
اطلاق کرنے مین اللہ پر اور اس بات مین کہ صفتین اوسکی نہ عین ہین نہ غیر اگرچہ بعض نامونکو
فضیلت ہی جیسے اسم اعظم ننانوین نامون سے افضل ہی - امام غزالی لکھتے ہین کہ اسم اعظم
اللہ ہی سب نامون سے افضل کہ سوا خدا کے کسی پر حقیقۃً یا مجازاً اطلاق نہین کیا جاتا اور دلالت
کرتا ہی ایسی بات پر جو مستجمع صفات کمالیہ ہوا نتہی اور ایمان لائے یقین کرے کہ ایسے ہی اللہ کے نام
اور صفات سب برابر ہین بزرگی لفظی اور معنوی مین فرق نہین ہی اون دونون مین اور
مان باپ رسول مقبول صلعم نے انتقال کیا حالت کفر مین و نیز ابو طالب آپکے چچا نے حالت
کفر مین انتقال کیا تنبیہ مخفی نرہے کہ امام صاحب نے اس متن متین مین بوجہ کمال ایجاز
واختصار والدین شریفین کے باب مین صرف ایک روایت کو بیان فرمایا اور اس مسئلہ کے
متعلقات واختلافات روایات واقوال ارباب سلف وائمہ کبار کو نہین نقل کیا وجہ اسکی یہ ہے
کہ اس قسم کے مسائل اختلافی کی تشریح وتوضیح ورفع نزاع اقوال متعارضہ ومتناقضہ کی
تحقیق وتنقیح حق شارحین کا ہی متن متین مین اون مباحث طویل وقیل وقال وسیع کی نقل
کی گنجایش نہین ہی اور خاصکر یہ بحث طویل علماء دین کے نزدیک ایک مہم عظیم وامر جلیل ہی
جسکا تفصیلی بیان کتب مبسوطہ ائمہ دین مین مذکور ہی اس فقیر نامہ سیاہ نے اپنے ذریعہ مغفرت

وسیلۂ نجات اپنا سمجھکر خاصکر اس مسئلہ کی تحقیق و تنقیح مین ایک رسالہ نامی تبصرہ حقنا کمال عرقریزی و اہتمام بلیغ سے ترتیب دیاہی اور اوسمین اکثر اخبار صحیحہ و نصوص صریحہ و نیز اقوال ائمہ اکابر دین مفسرین و محدثین و روایات علمار متقدمین، و متاخرین جلیلہ کو جمع کیا اور انجام کار حضر والدین شریفین کا ثبوت اسلام بطریق متعددہ مستندہ سلف نقل کیاہی اور ماخذ اس رسالہ کا کتاب علامہ جلال الدین سیوطی کا مقامات السندسیہ فی النسب الطاہرۃ الشریفۃ المصطفویہ ہی و نیز دیگر کتب سلف اہل حدیث سے نقل کیاہی اس مختصر مین بالاستیعاب نقل ان اقوال و روایات کی موجب کمال طوالت سمجھکر اوس بحث طویل کو ترک کیا ایک قول بلیغ پر اکتفا کیا

جاتاہی علامہ سیوطی لکھتے ہین ہل یستبعد علی من انجی اللہ بہ الثقلین ان ینجی بہ الابوین اور حضرت مولانا علامہ خاتمۃ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس باب مین لکھتے ہین کہ حدیث احیار والدین اگرچہ فی ذاتہ ضعیف ہی مگر محدثین نے طرق متعددہ سے اوسکی تصحیح و تحسین کی ہی اور حقتعالے شانہ نے اس معنی کو متقدمین سے مخفی رکہا اور اپنے فضل عظیم و رحمت عمیم سے ارباب متاخرین پر مبرہن و منکشف فرمایا وہ یہ کہ حضرات علمار دین و اکابر متاخرین نے والدین شریفین رسول مقبول صلعم کا ایمان تین طرق سے ثابت فرمایاہی کہ یاوہ ملت ابراہیمی پر تھے یاوہ اصحاب فترۃ سے تھے کہ نقل فرمایا انہون نے قبل زمانۂ نبوت سے - یا یہ کہ زندہ کیا اونکو حقتعالے نے ببرکت دعار رسول مقبول صلعم کے اور وہ ایمان لائے - اور ان تینون شق کی تحقیق و تنقیح کماحقہ اوس رسالہ مین مذکور ہے طالب صادق اوس رسالہ کا مطالعہ کرے جس سے رفع شکوک و شبہات و حصول اطمینان جلوہ گر ہو انتہی - اور یقین کرے اسپر کہ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم یہ سب بھے بیٹے رسول اللہ صلعم کے اور حضرت فاطمہ اور حضرت رقیہ اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم یہ سب بیٹیان رسول اللہ صلعم کی تھین ف رسول مقبول صلعم کی چارون بیٹیان اور حضرت قاسم اور حضرت طاہر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے پیدا ہوی اور حضرت ابراہیمؑ حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے شیر خوارگی ہی مین گذر گئے ہوکر انتقال فرمایا انتہی اور جب شبہ آوے مسلمان آدمی کو کسی چیز مین علم کلام کے دقیقون مین سے تو اوسکو ضرور ہے کہ اعتقاد کرے بالفعل اجمالاً اوس چیز کا جو حق ہی

اللہ کے نزدیک جبتک یاد سے کسی عالم کو تو پوچھکر اعتقاد تفصیلی کرے اور نہین جائز ہی اوسکو دیر کرنا طلب مین تردد کیوقت اور عذر قبول نہین توقف کرنے مین بلکہ کافر ہوجاتا ہی آدمی اگر وقفہ کرے یعنی جس چیز مین شک ہوا اور وہ ایمان کی بات ہی اور اپنے شک کو پوچھنے سے دفع نکرے باوجود قدرت کے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان لاوے اسپر کہ خبر معراج کی حق ہی اور جو اوسکو نہ مانے وہ بدعتی گمراہ ہی یعنے انحضرت صلعم کو معراج جاگتے مین اسی جسم شریف کے ساتھ ہوئی پہلے آسمان پر تشریف لیگئے پہر جہان اللہ تعالے نے چاہا۔ اور یقین کرے اسپر کہ نکلنا دجال اور یاجوج اور ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب کیطرف سے اور اوترنا حضرت عیسے کا آسمان سے اور باقی نشانیون قیامت کا جیساکہ وارد ہوا ہی صحیح احادیث مین حق ہی مقرر ہونیوالا ہے۔ اور اللہ تعالے ہدایت کرتا ہی جسکو چاہے سیدہی راہ۔ اب یہ ترجمہ ہی وصیت نامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا جو آپنے اپنے اصحاب و رفقا کو ارشاد فرمایا منقول ہوا کہ جب امام صاحب مریض ہوئے تو آپنے فرمایا کہ جانو میرے یارو اور بہائیو خدا تعالے تمکو نیک توفیق دے کہ مذہب اہل سنت وجماعت مین بارہ خصلتین ہین جو اوسپر مستقیم ہووے نہ وہ بدعتی ہی اور نہ وہ اہل ہواے ہی پس لازم پکڑو اصحاب میرے اور بہائیو میرے ان خصلتونکو تمکو شفاعت پیغمبر خدا کی قیامت مین نصیب ہوگی ف خلاصہ مطلب یہ ہی کہ یہان دینی بہائی مراد ہین بقول حقتعالے انما المومنون اخوة اور بدعتی وہ ہی جو دین کے کامون مین جی سے رہین نکالے۔ اور اہل ہوا اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا جی جو چاہے سو اپنی ہوس پوری کرے شرع کے مخالف وموافق پروا نکرے اور ان خصلتونکا بارہ فصلونمین بیان ہی۔ پہلی خصلت انمین سے ایمان ہی فصل ایمان کیا ہے زبان سے کہنا دل سے ماننا جو کچھ پیغمبر پر اوترا فقط زبان سے کہنے کا نام نہین ہی ورنہ سب منافق مومن ہوتے اور اسیطرح فقط دل سے جاننا ایمان نہین ورنہ سب اہل کتاب مومن ہوتے حقتعالے فرماتا ہی منافقین کے حق مین واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔ اور اہل کتاب کے حق مین فرماتا ہی کہ وہ نبی کو ایسا جانتے ہین جیسا اپنے بیٹونکو مطلب یہ کہ وہ دل سے نہین مانتے غرض گو زبان سے کہتے ہین کہ ہمنے خدا اور رسول کو مانا اسیطرح فقط دل سے جان لینا اور پہچاننا کفایت نہین کرتا ماننا بھی

ضرور ہی - ایمان زیادہ اور کم نہین ہوتا اس لئے کہ زیادتی ایمان ہین وہ بیان مین نہین آتی
مگر اسطرح پر کہ کفر کی کمی ہو - اور اسیطرح کمی ایمان کی نہین ہو سکتی مگر اسطرح پر کہ کفر کی اوسمین
زیادتی ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی ایک ہی حال مین کافر مومن حقیقۃً دونون ہو اور
حال یہ کہ مومن کے ایمان مین شک نہین ہی جیسا کافر کے کفر مین جیسا کہ حقتعالے فرماتا ہی اولئک

ہم المومنون حقا و اولئک ہم الکافرون حقا اور گنہگار لوگ امت محمدی صلعم کے یقیناً مسلمان ہین کافر
نہین ہین ف خلاصہ مطلب یہ کہ جب ایمان اور کفر مین ضد ہوئی تو ایک شخص مین ایک ہی حالت
مین دونون کیونکر اکھٹے پائے جاوینگے اسیواسطے گھٹنا بڑہنا بھی نہین ہو سکتا - اسیطرح
کفر کے ورے کیسی ہی برائی کیجیئے ایمان نہین جاتا جیسا کہ ایمان سے ادہر کیسی ہی بھلائی کیجیئے
کفر نہین مٹتا - دوسری فصل - جاننا چاہیئے کہ عمل ایمان کے غیر ہی اور ایمان عمل کے غیر
اسواسطے کہ بہت وقت عمل مومن سے جاتا رہتا ہی اور یہ کہنا صحیح نہین کہ ایمان اوس سے
جاتا رہا مثلاً جیسے حیض والی عورت کے ذمہ سے نماز اوتر جاتی ہی اور یہ نہین کہہ سکتے کہ اوس سے
ایمان جاتا رہا اور یہ کہ اوٹھا رکھی گئی اوس سے نماز پھر ادا کرنیکے لئے ایمان کے جاتے رہنے
سے اور شارع نے اس حال مین فرمایا چھوڑ دے روزے پھر قضا کرنا - اور یہ کہنا صحیح نہین
چھوڑ دے ایمان پھر قضا کر لینا اور یہ کہنا روا ہی کہ فقیر پر زکوۃ نہین اور یہ نہین کہسکتا کہ فقیر
پر ایمان واجب نہین - خلاصہ مطلب یہ کہ اگرچہ نماز کا پھر ادا کرنا نہین پہونچتا ہی بلکہ معاف
ہی لیکن بطور احتمال کے کہا کہ یہ بھی کہنا نہین چاہیئے بلکہ یون کہا چاہیئے کہ حیض کے
سبب سے نماز معاف ہوئی - اسیطرح حیض مین روزہ نرکھے مگر بعد قضا کر لے بخلاف
نماز کے کہ اوسمین قضا کی حاجت نہین ف مروی ہوا کہ حضرت حوا کو حیض آیا تو حضرت آدم
نے نماز کیواسطے حقتعالے سے پوچھا حکم ہوا کہ معاف ہی جب روزہ کا وقت آیا تو حضرت آدم
نے اپنے قیاس سے منع کیا حقتعالے نے فرمایا کہ اسکی قضا کرنا چاہیئے مجھسے کیون نہ پوچھا
تو معاف کرتا - یہ سب مثالین اسکی ہین کہ عمل جاتا رہتا ہی اور ایمان نہین جاتا - اور جو
کوئی کہے کہ تقدیر خیر و شر کی سوائے اللہ تعالے کے کسی اور نے بنائی ہی وہ کافر ہو گیا
اور اگر وہ موحد تھا تو اوسکی توحید بھی جاتی رہی - یہ اسکی مثال ہی کہ عمل رہا ایمان جاتا رہا

توحید خدا کو ایک جاننے کا نام ہی کسیطرح سے کوئی اور ساجھی و شریک نہ ٹھہراوے پس جو شخص
تقدیر خیر و شر کی خدا کی بنائی نہین جانیگا تو اور کسیکی ٹھہراویگا یہہ کفر ہے فصل تیسری جاننا
چاہیے کہ ہم اقرار کرتے ہین اس بات کا کہ بندون کے کام تین طرح کے ہوتے ہین ایک فرض
جسکا کرنا ضرور ہے دوسری فضیلت تیسری بری کام پس فرض تو ہوتا ہی خدا کے امر سے اور
مشیت اور محبت اور رضامندی اور تقدیر اور توفیق اور پیدا کرنے اور حکم اور علم او سکے سے
اور اوسکے لکھنے سے لوح محفوظ ہین۔ اور گناہ کے کام خدا کے امر سے نہین پر اوسکی مشیت
سے ہین محبت سے نہین قضا سے ہین رضا سے نہین۔ تقدیر سے ہین توفیق سے نہین خذلان
سے ہین اور اسپر مواخذہ ہی اسواسطے کہ خدا تعالے جانتا ہی اور اوسکی لوح محفوظ مین لکھا ہی
چوتھی فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر مسلط ہی پر اوسکو اوسکی کچھ حاجت نہین اور نہ
اوسپر ٹھہراو ہے۔ دلیل اسکی یہ ہی کہ ٹھہراو کام جسم کا ہی اور اللہ تعالے جسم سے پاک و منزہ
ہے اور وہ حافظ ہی واسطے عرش اور غیر عرش کے پس اگر محتاج ہوتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کر سکتا
اور نہ اوسکی تدبیر ہو سکتی مثل مخلوق کے اور جو محتاج ہوتا بیٹھنے کا اور ٹھہرنیکا تو پہلے پیدا
ہونے عرش کے کہان تہا حق تعالے ان سب باتون سے منزہ ہی علوا کبیرا پانچوین فصل
ہم اقرار کرتے ہین قرآن خدا کا کلام ہی اور اوسکا بھیجا ہوا اور اوسکا اتارا ہوا ہی اور اوسکی
صفت ہی نہ عین ہی اللہ کا نہ غیر بلکہ وہ صفت اوسکی ہی بالتحقیق لکھا ہوا ہی صحیفون مین پڑہا
ہوا ہی زبانونپر یاد ہی سینون مین بغیر حلول کے اور حروف اور سیاہی اور کاغذ لکھا ہوا
سب چیزین خدا کی بنائی ہین اسواسطے کہ یہ سب بندونکے کام ہین اور خدا کا کلام بنایا
ہوا نہین ہی قدیم ہی کیونکہ کتابت اور حروف اور کلمات اور آیات یہ سب اسباب ہین
قرآن کے۔ بندگان خدا تلاوت مین ان سب اسباب کے محتاج ہین اور کلام اوسکا
قایم ہی اوسکی ذات کے ساتھ اور معنی اوسکے سمجھے جاتے ہین ان سب چیزون سے پس جو
شخص کہ کہے کلام اللہ کا مخلوق ہی تو وہ منکر ہی اللہ عظیم کا اور اللہ تعالے معبود ہی ہمیشہ رہنے
والا ہے جیسا پہلے سے ہی اور کلام اوسکا زبانونپر پڑہا جاتا ہی اور لکھا جاتا ہی یاد کیا جاتا ہی بغیر
زوال کے اوسکی ذات مین ہی۔ خلاصہ مطلب یہ ہی کہ صفت اوسکی عین نہین اسوجہ سے

کہ معنے ذات کے اور ہین اور صفت کے اور۔ اور غیر نہین اس راہ سے کہ مغائر اور جدا اُس سے نہین پایا جاتا بلکہ ذات مین ہی جو اور دون مین ذات اور صفت سے کام نکلتا ہی یہان فقط ذات سے حاصل ہوتا ہی۔ یاد ہی سینو نمین اسکے یہ معنی کہ سینو نمین حاصل اور محفوظ ہی نہ جیسے سفیدی کپڑے مین یا پانی کنوئین مین اور خدا تعالی لئے حروف وغیرہ اسباب کیطرف محتاج نہین ہی اور اوسکی کسی بات اور صفت مین تغیر نہین۔ چھٹی فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ سب سے افضل اس امت مین ہمارے پیغمبر محمد صلعم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہین پہر سیدنا حضرت عمرؓ پہر سیدنا حضرت عثمانؓ پہر سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین اس دلیل سے کہ حقتعالے فرماتا ہے والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم۔ یعنی اگلے لوگ آگے ہین اور وہی لوگ پاس ہونگے نعمت کے باغون مین لبس جو پہلے ہین وہ افضل ہین دوست رکہتا ہی ان اصحاب کو ہر مسلمان پرہیزگار اور بغض رکھتا ہی ایسے منافق بدنصیب ف خلاصہ مطلب یہ کہ مراد فضیلت و بہتری سے وہ ہی کہ جس سے ثواب اور درجات آخرت کے زائد ملین اگرچہ اور کسی بات مین اس ترتیب سے فضیلت نہو یہ بات فضیلت کی موافق مذہب اہل سنت وجماعت کے خلفاء راشدین مین بترتیب خلافت ہی اور جسکا یہ اعتقاد نہو وہ پورا سنی نہین ہی اور پاس ہونگے اسکے یہ معنے ہین کہ درجے اونکے بلند ہونگے کہ وہ پہلے ایمان لاکر شریک ہوے ہین حضرت صلعم کے ساتھ اور اونکے سبب سے اسلام نے رونق پائی انتہی ساتوین فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ بندگان خدا اپنے افعال اور اقرار اور معرفت کے ساتھ پیدا کئے ہوے ہین پہر جب کام کرنے والے مخلوق ہوئی اپنے کام بطریق اولے وہ آپ مخلوق ہونگی اور کسیطرحکی اونکو طاقت نہوگی کیونکہ وہ سب کمزور ہین تھکنے والے اور حقتعالی اونکا پیدا کرنیوالا روزی دینے والا ہی جیسا کہ ارشاد فرمایا واللہ خلقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اور علم کی کمائی حلال ہی اور حلال کا مال جمع کرنا حلال ہی اور حرام کا مال جمع کرنا حرام ہی۔ لوگ تین طرحکے ہوتے ہین ایک مسلمان خالص ایمان والا دوسرا کافر صاف منکر تیسرا منافق ظاہر مین مسلمان دلمین کافر اور حقتعالے نے فرض کیا ہی مومن پر عمل کرنا اور کافر پر ایمان لانا اور منافق پر دل سے ایمان لانا حقتعالی فرماتا ہی اے لوگو پوجو اپنے رب کو اسکے یہ معنے کہ اے مسلمانون عمل نیک کرو اور اے کافرو ایمان لاؤ اور اے منافقو دل سے ایمان لاؤ

اٹھوین فصل ہم اقرار کرتے ہین قدرت کام کرنیکی فعل کے ساتھ ہے نہ پہلے فعل کے
اور نہ بعد فعل کے کیونکہ اگر پہلے ہوتی تو بندہ خدا سے نلے پرواہ ہوتا کام کرنے کے وقت اور
یہ خلاف نص ہی کہ حقتعالے فرماتا ہی واللہ الغنی وانتم الفقراء - اور اگر فعل سے پیچھے قدرت
ہوتی تو یہ محال ہی کہ فعل بلے قدرت لازم آتا ہی - نوین فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ مسح موزون پر
جائز ہے مقیم کو ایکدن ایک رات اور مسافر کو تین رات دن اسواسطے کہ حدیث شریف مین یون
ہی وارد ہوا ہی اور جو نہ مانے اوسپر کفر کا خوف ہی کیونکہ حدیث متواتر سے ثابت ہو چکا ہی اور قصر
کرنا نماز کا اور روزے نرکھنا سفر مین اجازت ہی نص قرآن سے کہ حقتعالے فرماتا ہی واذا ضربتم
فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ - اور افطار کے باب مین ارشاد فرمایا فمن
کان منکم مریضا او علے سفر فعدۃ من ایام اخر - ف مسح کی یہ ترکیب ہی کہ دونون ہاتھ ترکرکے تین
تین اونگلیان دہنے بائین پاؤن کی پشت پر رکھکر انگلیون سے پنڈلیون کیطرف کھینچے اور
بعد طہارت کے موزے پہنے پھر جب وضو ٹوٹ جاوے اسوقت سے ایک راتدن مقیم کو اور مسافر
کو جو تین دن کی راہ کو جاوے تین رات دن تک موزون پر مسح کرنا جائز ہے اور مسافر پندرہ
دن رہنے کی نیت سے سفر مین مقیم ہو جاتا ہی اور جو پندرہ دن سے کم کے رہنے کی نیت
ہو اور برسون رہتا ہی تو وہ مسافر کا مسافر ہی پس مسافر چار رکعت فرض کی جگہہ دو رکعت
پڑہا کرے بلکہ پورے پڑہنے مین گناہ ہی اور رمضان مین جتنے روزے فوت ہوئے ہون
اوتنے اور دنون مین رکھ لے ہان جو روزے سفر مین رکھ سکے تو اوسکو رکھنا بہتر ہے افطار
ضرور نہین - دسوین فصل ہم اقرار کرتے ہین اسکا کہ خداتعالے نے حکم کیا قلم کو لکھنے کا
قلم نے کہا کہ کیا لکھون اے میرے پروردگار فرمایا لکھہ جو کچھہ ہونیوالا ہے قیامت تک جیسا
کہ ارشاد فرمایا حقتعالے نے - وکل شیء فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر - یعنے جو کچھہ
یہ کرتے ہین کتابون مین لکھا ہوا ہی اور ہر کام چھوٹے بڑے لکھے ہوے ہین گیارہوین
فصل - ہم اقرار کرتے ہین عذاب قبر کا بیشک ہونیوا ہے اور سوال منکر نکیر کا ثابت ہے
احادیث سے اور جنت و دوزخ حق ہین اور وہ دونون پیدا ہو چکے ہین اونکو کبھی فنا نہین
فرمایا حقتعالے نے جنت کے باب مین اعدت للمتقین یعنی جنت تیار ہو چکی ہی واسطے

پرہیزگارونکے اور دوزخ کے باب مین فرمایا اعدت للکافرین یعنے دوزخ تیار ہوچکی ہے
واسطے کافرونکے اور یہ دونون خدا تعالے کی مخلوق ہین ثواب اور عذاب کے لئے اور ترازو
اعمال کی حق ہے یعنے تلنا اعمال کا قیامت کے دن ترازو مین حق ہے لقولہ تعالے ونضع
الموازین القسط لیوم القیمۃ ونیز فرمایا اقرء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ بارہوین
فصل ہم اقرار کرتے ہین کہ خدا تعالے زندہ کریگا ان نفوس کو مرنیکے بعد اوٹھا دیگا اوسدن
جسکا مقدار ہزار برس ہے جزا اور ثواب کے لئے اور لوگونکے حق دلوانے کو جیساکہ فرمایا وان اللہ
یبعث من فی القبور اور خدا کا دیدار ہوگا جنت کے لوگون کو بغیر کیفیت اور صورت اور جہت
کے اور شفاعت محمد رسول اللہ صلعم کی حق ہے براوس شخص کو جو جنت کے قابل ہے اگرچہ
گناہ کبیرہ رکھتا ہو ف خلاصہ یہ کہ قیامت کا دن دنیا کے دن سے اگر تخمینہ کیا جاوے تو ہزار
برس کی برابر قیامت کا دن ہوگا نہین تو وہان دن رات برابر ہے پس مومن کفر سے بچے
کیسا ہی گناہ کرے جنت مین جائیگا۔ اور اقرار کرتے ہین ہم اسکا کہ حضرت عائشہ صدیقہ
تمام عالم کی عورتون سے افضل ہین حضرت خدیجۃ الکبرے کے بعد اور وہ سب مومنین کی
مان ہین اور پاک ہین زنا سے اور جنتی جنت مین ہمیشہ رہنے والے ہین اور دوزخی دوزخ
مین ہمیشہ رہنے والے ہین جیساکہ فرمایا مومنین کے حق مین اولئک اصحاب الجنۃ
ہم فیہا خالدون اور دوزخ کے حق مین فرمایا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون
ساتوان باب تقلید مطلق وتقلید مقید کے ثبوت مین بذکر تفصیلی با دیگر فوائد مناسب
مقام۔ مخفی نرہے کہ فرقہ غیر مقلدین مین دو فریق ہین ایک فریق کا تو یہ قول ہے کہ بجز کتاب و
سنت کے تقلید ائمہ مجتہدین اربعہ کے ناجائز ہے اور فریق ثانی کا یہ قول ہے کہ مطلق ائمہ
مجتہدین کی تقلید جائز ہے مگر ایک مجتہد خاص کی تقلید دواما والتزاما ناجائز ہے لہذا بتعمیل
امر جلیل وذکر فان الذکری تنفع المومنین اولا فریق اول کے دعاوی باطلہ کی تردید اور انکی
مفتریات وتلبیسات کی تکذیب ادلہ شرعیہ کتاب وسنت واجماع امت سے کیجاتی ہے
تا بمقتضائے جاء الحق وزہق الباطل اخوان عامہ مومنین مکائد فرقہ ضالین خناس الغرین
سے محفوظ ومامون رہین اور اس ہجوم آشوب جہل وغلوی تعصب ونفسانیت مین دولت

لازوال ورّاس للمال نور اسلام و عمدہ ترین سرمایہ حسن ارادت و عقیدت بجناب ائمہ مجتہدین
شریعت حضرت سید الانام صلعم مفت برباد شدہ دین من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ
مقام بیداری ہی کہ یہ مدعیان بے خبر کوتاہ نظر جو بیشتر اوقات مطالعہ ترجمہ آیات قرآنی و اردو
ترجمہ احادیث مشکوۃ و مشارق وغیرہ مین توغل رکھتے ہین اور دیگر کتب دینیہ حدیث و تفسیر و اصول
فقہ سے آگاہ نہین احکام ناسخ و منسوخ و معانی خاص و عام و مجمل و مفسر و مشترک و اقسام قیاس
وغیرہ اصول احکام شرعی کسے واقف نہین۔ اقسام احادیث متواتر و حسن و متصل و مرسل و اقوہ و
ضعف روات و تحقیق و تنقیح علماء اکابر ثقات سے عارف نہین اقوال صحابہ و تابعین کے اجماع
و اختلاف کی حقیقت سے ماہر نہین شرائط اجتہاد و طبقات فقہاء کے مدارج و مراتب سے اشنا
نہین محض جوش تعصب و غلوے نفسانیت و ہجوم جہالت فطری و قساوت قلبی سے باب اجتہاد
و تقلید حضرات ائمہ مجتہدین مین قیل و قال لایعنی و منع و اصرار بے معنی کرتے ہین اور یہہ
نہین سمجھتے کہ بالاتفاق علماء دین حضرات تابعین و تبع تابعین کا زمانہ مشہود بالخیر تھا اور وسائط
سند قلیل ہوتے تھے یعنے انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر متصور تھا دیگر افراد کو
یہ دولت قریبہ خداداد کہان حاصل۔ اس فرقہ لامذہب کا غلو و عناد و تعصب و اصرار اوس زمانہ
سے ترقی پایا ہی جب سے یہ لوگ حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما سے خارج کئے گئے گویا
بیت اللہ و من دخلہ کان آمنا سے مردود ہو کر نکالے گئے اور بلاد ہند مین بہو نچکر انواع
فتنہ و فساد بلکہ ظہر الفساد فی البر والبحر کے مصداق ہوئے اور انجام کار حضرت شیخ الاسلام
حضرت مکہ معظمہ و نیز مفتیان مذاہب اربعہ نے بمراد حفظ احکام ملت حنفیہ و نگاہداشت طریق بیعت
مصطفویہ اس گروہ شقاوت پژوہ کی نسبت صاف یہ حکم نافذ فرمایا فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا
پس یہ سب وبال و نکال اس طائفہ خسران مآل پر ائمہ دین کے ساتھ سوء ادبی و گستاخی کا
نتیجہ و ثمرہ ہی جو خانہ سعادت و تکریم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے رجعت قہقری کر کر
حضیض درکات جحیم ثم رددناہ اسفل سافلین مین واصل ہوی دوسرے ان مفسدین بیدین
نے عامہ مومنین جاہلین کو اس حیلہ و فریب سے بہکایا ہی کہ ترجمہ قرآن مجید اونکو پڑہا کر
کان مین کہدیا کہ اب تم بکے اور سچے دیندار مولوی ہو گئے اور تفسیر قرآن کی بدعت ہی

آنحضرت صلعم کے اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ مین نہ تھی اللہ ورسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین ہے اسکلیے مطابق عام مومنین کو تم لوگ تعلیم وہدایت کرو۔ اقول اگر یہ بیان فریق مخالف کا اس بنا پر ہے کہ اصل مضامین قرآن وحدیث کے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سی فہم مین نہ آوین مثل مباحث منطقیہ وعلوم فلسفہ الٰہیہ تو صحیح ہے۔ اور اگر اس بنا پر اونکا یہ قول ہے کہ مضامین کو سمجھکر عبارت سے نکال لینا اور بیان کردینا ہر امی وناخواندہ کو آسان ہے تو غلط ہے کیونکہ بعض مضامین ظاہر مین نہایت آسان وسہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سواے واقفین وماہرین کے دوسرے پر نہین منکشف ہوتے خصوص تفسیر معانی ام الکتاب وفہم ودقایق کلمات طیبات اوتیت جوامع الکلم جسکے ہر جملہ وکلمہ پر آمنا وصدقنا اور اللہ ورسولہ اعلم کے کہنے سے صحابہ کرام کا ایمان تازہ ہوتا تہا دوسرے کو اون مطالب ودقایق کے سمجھنے کی کیا وسعت ومقدرت ہے کہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا البتہ حقتعالے نے بعد صحابہ کرام وائمہ عظام حضرات مجتہدین کو بھی یہ شان عظیم ومنزلت جلیل عطا فرمائی تھی کہ بامداد شرح صدر معنوی انکے قلوب سلیمہ پر رموز واسرار شریعت مصطفوی منکشف ہوے۔ اور زان بعد اونکے ذریعہ سے متاخرین ائمہ دین پر مشکلات دین سہل وآسان ہوئے یعنے ان حضرات کبار نے دریاے ناپیدا کنار کتاب وسنت مین غواصی کرکے بیشمار دُرِ شاہوار فروع مسائل شرعیہ عبادات ومعاملات کے نکال لے اور اعتبار آر لوجہ اللہ تعالے وہ سب خزائن ودفائن امت مرحومہ محمدیہ پر بیدریغ تقسیم کیئے جنسے خاص وعام مومنین مشارق ومغارب ہر لمحہ وہر لحظہ متمتع ہین۔ فی الحقیقت حقتعالے نے جو ارشاد فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اسکے مصداق کامل یہی حضرات ائمہ مجتہدین ہین کہ ان ذوات مقدسہ نے تکمیل شریعت مصطفوی وترتیب وتہذیب مسائل شرعیہ کو اہم مقاصد دین واعظم مہمات شرع متین سمجھکر ابتدا سن شعور سے تادم واپسین کتاب وسنت کے حل معانی وایضاح رموز واشارات مقاصد ومبانی امور شرع مین نقد حیات صرف کی اور قوت قدسیہ عطاء الٰہیہ سے فروعات مسائل دینی کو اصول شرعیہ کتاب وسنت واجماع امت وقیاس صحیحہ مقبولہ سے ابواب وفصول ومتون وشروح کے ساتھ ترتیب دیا اور مسائل عبادات ومعاملات مین ہر چیز کے ارکان وشروط وآداب واصول شرعیہ

سے ثابت کیئے اور مسائل مین صورتین فرضی مقرر کر کے اونپر بنظر احقاق حق اکابر ائمہ دین
سے بحث کی - پس جو چیز کہ قابل حد تھی اوسکی حد اور جو لایق حصر تھی اوسکا حصر بیان کیا وغیر ذالک
من الاحکام الشرعیۃ جیسا کہ مولانا حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ رسالہ انصاف مین تحریر فرماتے

ہین اعلم ان رسول اللہ صلعم لم یکن الفقہ فی زمانہ الشریف مدونا ولم یکن البحث فی الاحکام

یومئذ مثل البحث من ہولاء الفقہاء حیث یبینون باقصے جہدہم الارکان والشروط والاداب

کل شیٔ ممتازا عن الاخر بدلیلہ ویفرضون الصور ویتکلمون علی تلک الصور المفروضۃ ویحدون ما
ماقبل الحد ویحصرون ماقبل الحصر الی غیر ذالک من صنائعہم انتہے - پس خیر الناس من ینفع
الناس کے یہی حضرات مصداق ہین اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے یہی افراد
بالاتفاق ہین - تیسرے اس فریق کا یہ بہت بڑا کید وفریب ہی کہ اس گروہ نے بمقابلہ حنفی
وشافعی کے اپنی جماعت کا نام محمدی اس بناء پر رکھا ہی کہ ہم لوگ انحضرت صلعم کے طریق مستقیم
ودین قویم کے متبع ومقلد ہین اور مقلدین طریق محمدی چھوڑ کر مذہب حنفی شافعی - مالکی
حنبلی پر ہین - غرض اس قسم کے کواذب وفریب عوام الناس غرباء وجہلا کو سمجھا کر اپنے دام
مین پھنسانتے ہین اور تقلید ائمہ دین چھوڑ کر اپنا مقلد بناتے ہین اور انجام کار بعلمون وجاہلون کو
ملت حنفیہ سے گمراہ وبیدین کرتے ہین اور طرح طرح کے فتنے وفساد دین محمدی مین قایم کرتے
ہین اگر یہ گروہ تبہ کار سراپا اشرار کچھہ بھی بر سر انصاف وحق اندیشی آوے تو سمجھے کہ لقب
محمدی بمقابلہ عیسائیون کے کہتے ہین نہ بمقابلہ ائمہ مجتہدین کے مگر اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ یہ گمراہ بیدین ہم مقلدین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اعوذ باللہ من مقولات
المتعصبین وہفوات المجانین - اقول منکرین تقلید جو بربناء اضافت حنفی وشافعی کے فرقہ
اہل سنت وجماعت پر یہ بہتان عظیم لگاتے ہین کہ فرقہ مقلدین مذہب محمدی پر نہین ہی
بلکہ طریق حنفی وشافعی پر ہی یہ قیل وقال اونکا جو بالبداہۃ شبیہ باقوال مجانین ومنتشر
بخسران مبین ہی متفرع دو صورتون پر ہے اولاً حنفی شافعی مالکی حنبلی کی اضافت ناجایز
ہونا - ثانیاً ائمہ مجتہدین کو موجد شریعت قرار دینا اور اجتہاد ائمہ کرام کا خلاف وباطل ہونا
پس یہ دونون صریح البطلان بدیہی البرہان ہین چنانچہ توضیح مقام یہ ہی کہ حنفی وشافعی

کہنے کا عدم جواز نہ کتاب الٰہی سے ثابت ہی اور نہ حدیث نبوی سے اور کسی قول امام اور نہ
کسی روایت مشایخ کرام سے بلکہ کتب احادیث وسیر اس قسم کی نسبتون اور اضافتون سے
معمور ہین بالخصوص کتب احادیث مین راویان احادیث کی معرفت کا دارومدار واقوام وقبایل
مختلفہ کا مابہ الامتیاز اسی نسبت واضافت سے حاصل ہوتا ہی کما لا یخفی علے اہل العلم مشہور اکابر
ائمہ دین وعلماء متاخرین الی یومنا حنفی شافعی لکہتے اور کہتے چلے آئے ہین اور قرون و
دہور سے بیت اللہ کے ہر چہار جوانب مذاہب اربعہ کی نام کے ساتھ مصلے قایم ہین اور مصلے پر حضرات
علماء وشیوخ حرمین شریفین وغیرہ بیشمار اہل اسلام کا وہ امام بتقلیدان ائمہ کرام کے پانچون
نمازین ادا کرتے ہین - اور ظاہر ہی کہ یہ نسبت کیسی ناجائز ہو در صورتیکہ امر اصلی بدیہیات
سے ہی کہ جو مسلمان ائمہ اربعہ مجتہدین مین سے جس امام کا مقلد ہوگا وہ باعتبار تعیین تقلید کے
اوس امام خاص کیطرف منسوب ہوگا یعنے لامحالہ اوسپر حنفی شافعی ہونیکا اطلاق کیا جاویگا
مثلاً امام ابوحنیفہ نے مذہب عبداللہ بن مسعود کا اختیار کیا پس حنفیہ بواسطہ اس امام کے
بطریق اولے مقلد عبداللہ بن مسعود کے ہوئے اور جبکہ امام صاحب نے اونکے مرویات
وفتاوی کو جمع کیا اور تفصیلی ترتیب دیا تو ہم لوگ خاص اس امام کے ساتھ منسوب ہوگئے
اور ملقب بحنفی ہوئے اسیطرح دیگر مذاہب کو قیاس کرلینا چاہیے پس بتصریح صدر اس
اضافت مین کوئی قباحت شرعی نہین ہی کما ہو الظاہر - بیان ثانی یہ کہ کوئی مسلمان ایسا
مجنون وخبط الحواس نہین ہی جو ائمہ مجتہدین کو مالک شریعت مستقل سمجھکر یا شارع وموجد
دین جانکر تقلید کرتا ہو یہ غیر مقلدین کی محض افترا پردازی ہی کیونکہ اہل سنت وجماعت ائمہ
مجتہدین کی تقلید صرف اس بنا پر کرتے ہین کہ دین محمدی وملت مصطفوی مین یہ علماء
ربانی آیات رحمانی قرون ثلثہ مبارکہ مین گذری ہین جنکی مدح جناب رسول مقبول صلعم نے
فرمائی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم - پس بعد حضرات صحابہ کرام واہلبیت
عظام تمامی امت محمدیہ مین یہ نفوس قدسیہ قولاً وعملاً ودیانۃً بالاجماع ممتاز ومستثنےٰ ہین
حقتعالے نے ان حضرات کو دولت فہم اسرار شریعت وہبلغ ادراک رموز واشارات کتاب
وسنت اور قوۃ حل دقایق طریقت عطا فرمائے جنکے تائید وذریعہ سے اونہون نے کتاب

وسنت وقضایا وفتاوی صحابہ کرام وتابعین سے استنباط احکام کئے اور بنابر حفظ دین محمدی کتب احادیث نبویہ واقوال صحابہ وآثار صحیحہ کو کمال تقوےٰ ودیانت وامانت سے ترتیب دیا اور صحیح وسقیم وناسخ ومنسوخ وغیرہ اصول دین سے علمار متاخرین کو باحسن الوجوہ تفصیلی آگاہ کیا لہذا علمار کافہ انام کو بجز تقلید ائمہ مجتہدین کے کوئی طریقہ نجات اور کوئی ذریعہ قوی حفظ ایمان کا نہین ہی چنانچہ اسیوجہ سے باجماع علمار عرب وعجم اسمین کچھ شک نہین کہ طریقہ حنفی وشافعی وغیرہ بعینہ طریقہ رسول اللہ صلعم کا ہی اسمین سر مو خلاف واختلاف کو گنجایش نہین چنانچہ اسی بنار پر مذہب مختار اہل سنت وجماعت کا یہی ہی جسکا تفصیلی بیان قریب مذکور ہوگا۔ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین وقد قال صاحب جمع الجوامع والمتكلمون عليه ونعتقد ان اباحنيفه رحمه ومالكا والشافعيّ واحمدَ والسفيانين والاوزاعي وابن جرير وسائر ائمة المسلمين على هدى من الله تعالى ولاالتفات الى من تكلم فيهم بماهم بريؤن منه فقداوتوا من العلوم اللدنية والمواهب الالهية والاستنباطات الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل الذي لايسامي انتهى

خلاصہ یہ کہ نام رکھنا ان نسبتون کے ساتھ بوجہہ تعیین تقلید کے ہے ورنہ شریعت مصطفوی ہی مین تمامی اہل حق محمدی ہین کسی کے ساتھ تخصیص کی گنجایش نہین ہی تنبیہہ تقلید لغت مین اسکو کہتے ہین کہ گردانا ایک چیز کا مانند قلادہ کے گردن مین حق ہو یا باطل۔ اور شرع شریف مین حقیقت تقلید کی یہ ہی کہ عمل کرنا بلاحجت حجتون اربعہ شرعیہ سے بقول اوس شخص کے کہ وہ حجتون اربعہ شرعیہ سے نہو۔ اس تصریح سے قول پیغمبر خدا صلعم اور اجماع دونون معنے تقلید سے علحدہ ہوگئے اسواسطے کہ یہ دونون حجتین شرعی ہین حجتون اربعہ سے اور اسی تحقیق پر اقتصار کیا ہی علامہ کمال نے تحریر مین اور کہا کہ امیر حاج اسی معنی پر ہے۔ علامہ شرنبلالی حاوی قدسی سے نقل کرتے ہین کہ تقلید کی تین قسمین ہین واجب وجائز وحرام تقلید واجب تقلید کرلی۔ اسکی ہی جو معصوم ہی خطا سے اور وہ پیغمبر خدا صلعم ہین جو مبعوث برحق ہین اور یہ حقیقت مین تقلید نہین ہے بوجہ اسکے کہ تقلید شرع مین عبارت ہے قبول کرنے قول غیر سے بغیر اسکے کہ اوسکی حقیقت کو جانے لیکن اسکو تقلید عرفی کہہ سکتے ہین اور تقلید جائز تقلید عوام کی ہی واسطے علمار دین کے فروع مین بالاتفاق۔ اور تقلید عالم

تحقیق معنی تقلید

کی واسطے علماء دین کے فروع مین اسمین علماء کا اختلاف ہی صحیح قول یہ ہی کہ عالم غیر مجتہد
عامی مین معدود ہے کما ہو مصرح فی العقد الفرید اسجگہہ ناظرین کوتاہ نظر کو لفظ جواز سے
یہ خدشہ عارض نہو کہ یہان جواز بمعنے جواز الفعل مع جواز الترک یعنی بمعنے اباحت کے ہی بلکہ بربنائے
اسکے کہ اجتہاد ائمہ مجتہدین بالیقین کتاب وسنت سے ماخوذ ہی اور اسپر انعقاد اجماع اہل سنت
ہی لہذا یہ تقلید بھی از قبیل قسم اول ہی کہ اوسکا تارک شرعاً آثم ہوگا اور اس معنی کے ثبوت کے
لئے ورود نص قطعی فاسئلوا اہل الذکر کافی ہی مگر چونکہ یہ تقلید مشروط ہی اسکے ساتھ کہ فی
طاعۃ اللہ ہو فی معصیۃ اللہ نہو اس بنا بر علامہ موصوف نے اس تقلید کو تقلید معصوم سے علحدہ
ذکر کیا ورنہ حقیقت مین دونون ایک ہین فرق اسیقدر ہی جو بیان ہوا۔ اور تقلید حرام وہ تقلید کرنی
آباؤ اجداد کی ہی امور باطلہ مین۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ منجملہ دلائل غیر مقلدین کے قول ابن حزم رح ہی کہ وہ
یہ لکھتا ہو کہ تقلید حرام ہی یعنے حلال نہین ہی کسیکو کہ رسول مقبول صلعم کے ارشاد کے سوا
دوسرے شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرے بدلیل قولہ تعالی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم وآیت ثانی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا۔ وآیت ثالث۔ فان
تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والی الرسول آہ۔ اسکے جواب مین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح
حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین کہ بالتحقیق اتفاق کیا ہی امت محمدیہ نے یا اون لوگون نے جن پر اعتماد ہی
امت محمدیہ کا اس زمانہ تک اوپر جائز ہونے تقلید کے مذاہب آئمہ اربعہ کے ساتھ اور اس اتفاق مین
مصلحتین ہین کہ وہ مخفی نہین ہین خصوصاً اس زمانہ مین کہ یقیناً ہمتین قاصر ہوگئی ہین اور نفسانیت
وتعصب نے نفوس مین سرایت کیا ہی اور ہر شخص اپنی رای پر مغرور ہی پس جو کچھ کہ اثبات عدم
تقلید مین ابن حزم نے لکھا ہی وہ قول اوسکا چند اشخاص پر منطبق ہوسکتا ہی اول مجتہد کے حق مین
دوسرا وہ شخص کہ جسکو حدیث صحیح غیر منسوخ پہونچی ہو۔ تیسرا عامی جو مجتہد معین کا مقلد ہی کہ اصلاً اوسکی
تقلید کو نہین چھوڑتا ہی اگرچہ دلیل اوسکی خلاف پر ظاہر ہو۔ چوتھا وہ شخص کہ جائز نہین رکھتا ہی اسکو کہ
مثلاً حنفی شافعی کے پیچھے اقتدا کرے تو البتہ ایسی حالت مین ایسے شخص نے مخالفت اختیار کی قرون
اولی کے اجماع کے ساتھ اور مناقضہ کیا اوسنے صحابہ وتابعین کے ساتھ مین۔ اور ایسے شخص کے
باب مین قول ابن حزم کو گنجایش نہین جو قول پیغمبر خدا صلعم کا مطیع ہو اور اوامر ونواہی خدا ور سول کے

ایمان لاوے لیکن چونکہ اوسکو نہ کتاب وسنت کے معانی ومطالب پر کماحقہ علم تفصیلی حاوی ہی اور نہ وہ تطبیق اقوال مختلفہ پر قادر ہے اور نہ قوت اجتہاد واستنباط پر اوسکو مادہ ملکہ ہی ایسی حالت مین اوسنے اتباع کیا ایک عالم رہنما ومرشد حقنما کا اس ظن پر کہ تحقیق اوسکے مصیب ہے اقوال وفتاوی مین ظاہر اوہ متبع سنت رسول اللہ صلعم ہے انتہی بقدر الحاجتہ ف ابن حزم وہ شخص ہے جسکی نسبت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالۂ انصاف مین لکہتے ہین کہ کسی محدث کو لایق نہین کہ ادن قواعد کے استعمال مین جو محدثین نے مستحکم کئے ہین اور شارع نے اونکی تصریح نہین کی اس درجہ مبالغہ کرے کہ اوس سے کسی حدیث یا قیاس کو نہ مانے مثلا نہ ماننا اوس حدیث کا جسمین تھوڑا ساشک مرسل ہونے اور منقطع ہونیکا ہو جیسے ابن حزم نے کیا ہی کہ حدیث حرمت باجے گاجے کی نہین مانی اسوجہ سے کہ بخاری کی روایت مین منقطع ہونیکا احتمال ہی حالانکہ وہ حدیث بذاتِ خود متصل صحیح ہی اور اس جیسی بات یعنی شبہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کی حالت مین جایا کرتی ہین انتہی۔ اسیطرح ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بر تقدیر صحت نقل کی وہ طعن نسبت ادن لوگونکے ہی جنہون نے حرام کہا ہی نظر کرنیکو کتب احادیث مین اور ہم مقلدین اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب اجر جزیل وثواب عظیم کا جانتے ہین۔ اسیطرح مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا بعد متفق ہو جانے اوس بات کے یہ مخالف ہی اوس حدیث کے سو یہہ ہم مقلدین کے مخالف نہین ہی بلکہ معتقدات سے ہی۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ اس زمانہ مین بلکہ قبل اس سے قرون عدیدہ مین مذاہب مجتہدین شریعت بجز مذاہب ائمہ اربعہ کے باقی نہین ہین اگرچہ مجتہدین بہت گذرے ہین اور اجتہاد ختم نہین ہوا محتمل بامکان عقلی ہی کہ اب بھی شاید پیدا ہو جیسا کہ طحطاوی نے لکہا کہ مجتہد مطلق جائز الوجود ہی یعنے ہوسکتا ہی اسوجہ سے کہ مبدأ فیاض حقیقی کا فضل کسی زمانہ مین مقید اور منحصر نہین ہی ولنعم ما قال الحافظ ؎ فیض روح القدس ارباز مدد فرماید + دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد + بہر کیف بقول ارباب محققین وعلماء راسخین بنظر ملاحظہ شرائط اجتہاد وطبقات فقہا کا نظم معلوم ہوتا ہی جیسا کہ صاحب درمختار لکہتے ہین وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقدوا اما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ یعنے بتحقیق علماء نے ذکر کیا کہ مجتہد مطلق یعنی جو اصول و قواعد مین دوسرے مجتہد کا پیرو نہو وہ مفقود ہوگیا اور مجتہد مقلد کے سات مرتبے مشہور ہین

اور بیان مختصر اونکا یہ ہی۔ پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہی جیسے کہ ائمہ اربعہ و امثال و اقران
اونکے جنہون نے اصول و قواعد ملت محمدی کو موسس اور مقرر کیا اور احکام فروع فقہیہ کو دلائل
اربعہ یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے مستنبط کیا اور وہ اسمین کسی کے مقلد نہین ہین۔
دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہی مثل امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر وغیرہم من اصحاب
ابی حنیفہ رح جنہون نے احکام دینی کو ادلہ اربعہ شرعیہ سے مستنبط کیا بموجب اون اصول کی
جو سیدنا امام اعظم رح نے ترتیب دئیے اگرچہ صاحبین وغیرہما نے بعض احکام مین امام صاحب سے
اختلاف کیا لیکن اصول و قواعد مین اونکے تابع ہین اور وہ اسیوجہ سے امام شافعی وغیرہ سے
ممتاز ہین۔

بیان طبقۂ ثالثہ فقہا

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی۔ مثل خصاف اور ابی جعفر طحاوی و ابو الحسن
کرخی و شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی و فخر الاسلام بزدوی و فخر الدین خان قاضی
اور مثل انکے دیگر علما اکابر جو امام صاحب کی مخالفت پر قادر نہین ہین نہ اصول مین نہ فروع مین
بلکہ یہ حضرات علما امام صاحب کے اصول سے دیگر مسائل کا استنباط کرتے ہین جنمین امام صاحب سے
روایت نہین ہی۔ چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کا مقلدین سے مثل رازی وغیرہ ہین کہ یہ لوگ
اجتہاد پر اصلا قادر نہین لیکن احاطہ اصول اور ضبط ماخذ سے امام صاحب یا اصحاب امام صاحب
کے قول مجمل ذی الوجہین سے یعنے دو رویہ اس سے مراد یہ کہ امام صاحب کا جو قول مجمل
ایسا ہو کہ اوسمین دو وجہ ہو سکتی ہون سو اوسمین جو وجہ قوی ہو اوسکو بیان کردین سو بعض
مقام مین ہدایہ مین جو بعض مواقع مین لکہا ہی کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی اوسکے یہی
معنے ہین۔ پانچوان طبقہ اصحاب ترجیح کا مقلدین سے مثل ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ
اور مانند انکے انکا رتبہ یہ ہی کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر تفضیل دیتے ہین اسطرح کہ
یہ قول اولے ہے یا اصح ہی درایت کی راہ سے یا اوضح ہی روایت کی راہ سے وہذا اوفق
للقیاس وہذا ارفق للقیاس یعنے یہ موافق زیادہ ہی قیاس سے اور یہ سہل زیادہ ہے
عوام کے لئے۔ چھٹا طبقہ اون مقلدین کا ہی جو مابین اقوی اور قوی و ضعیف و ظاہر الروایت
اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہین جیسے کہ متون اربعہ کے مصنف یعنی صاحب کنز
اور صاحب در مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع انکا رتبہ یہ ہی کہ اپنی کتابون مین اقوال

بیان طبقہ ۷

بیان جوابات رد تقلید

مردود اور روایات ضعیفہ کو نہین نقل کرتے ۔ ساتوان طبقہ اون مقلدین کا ہی جو تمیز روایات پر قادر نہین لاغر و فربہ مین فرق نہین کرتے شمال کو یمین سے تمیز نہین کرتے بلکہ جمع کرتے ہین روایات کو جو پاتے ہین حاطب اللیل کے مانند افسوس ہی اونپر اور اونکے مقلدونپر یہ سب بیان کیا ہی شیخ الاسلام علامہ کمال پاشا نے کذا فی طبقات محمود بن سلیمان الکفوی المسماۃ بکتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار وہکذا فی قرۃ الانظار ۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ ایک صاحب نے اپنے رسالہ رد التقلید بالکتاب المجید مین جو چند دلائل نقلی ابطال تقلید ائمہ کے باب مین آیات قرآنیہ سے لکھے ہین اول یہ آیت لکھی ہی اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم جواب اسکا یہ ہی کہ یہ قول مستدل کا بالبداہۃ شبیہ باقوال مجانین ہی اور قائل اسکا بالیقین حالاً و مآلاً مورد خسران مبین ہی اولاً یہ کہ تفاسیر مشہورہ معتبرہ مین سے کسی نے اس آیت سے ابطال تقلید کو نہین لکھا اور غالباً یہی وجہ ہی کہ مستدل نے اپنے ثبوت دعوے مین حوالہ کتاب کو مطلقاً ترک کیا ۔ ثانیاً یہ کہ دعوے اور دلیل مذکور سے صاف ظاہر ہوا کہ مستدل کے نزدیک بجز تقلید کتاب اللہ احادیث رسول اللہ صلعم کا بھی اتباع ناجائز و ممنوع ہی کیونکہ ما انزل الیکم من ربکم نہین ہی مگر کتاب مجید اور یہ امر علماء سنت جماعت کے نزدیک بالاجماع باطل اور مردود ہی بدلیل آیات قرآنیہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فاتبعونی یحببکم اللہ وغیرہا ۔ اسیطرح فرمایا نبی صلعم نے اصحابی کالنجوم وعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین کیا طرفہ ماجرا و عجوبہ واقعہ ہی کہ شروع دعوی مدعی کا مجموعہ اغلاط ہونا ثابت ہوگیا ابطال تقلید کے ثبوت کا اہتمام تہا اوسکے ضمن مین ابطال ایمان ہوگیا حق ہی یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا دوسری ابطال تقلید کے باب مین اس آیت سے استدلال کرتا ہی فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم آہ یعنے حقتعالے فرماتا ہی سو قسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہوگا جبتک کہ تجکو منصف جانین جو جھگڑا اوٹھے آپس مین ۔ جواب مستدل جو اس آیت سے اپنے خلاصۂ دعوی مین لکھتا ہی کہ جملہ مومنین پر واجبات و ضروریات سے ہی کہ نہ پسندکرین کسی امر دینی کو مسائل مین عالم ہون یا مفتی ہون قاضی ہون یا حکام جبتک کہ ایمان وارپنچ بناوین اونہین ہمارے پیغمبر صلعم کو ۔ غور کرنیکا مقام ہی کہ عجب دعوی اور عجب ثبوت ہی غایۃ ما فی الباب

یہ ہی کہ مستدل کی اس دلیل کا ثمرہ و نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ مخالف کو جو بتصریح صدد آیت اولی سے تقلید کا انکار محض تہا وہ اس آیت سے بالبداہۃ اقبال و اقرار ہو گیا حق ہی الحق یعلو ولا یعلی جاء الحق و زہق الباطل۔ علاوہ اسکے جملہ تفاسیر معتبرہ مشہورہ مین وارد ہوا کہ یہ آیت حضرت زبیر و حاطب بن ابی بلتعہ کے منازعہ و مخاصمہ کے باب مین نازل ہوئی خلاصہ اوس قصہ کا یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے ان دونون کے مخاصمہ مین حکم نافذ فرمایا تو حاطب اوس حکم سے ناراض ہوا اور کلمہ بے ادبی زبان پر لایا حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مومن نہوگے یہانتک کہ ہمارے نبی صلعم کو منصف اور حق شناس سمجہو اور اوسکے احکام کو برغبت تمام بجا لاؤ اور یہ امر فرائض ایمانی سے ہی اسکو ابطال تقلید ائمہ مجتہدین سے کچہہ تعلق نہین مگر غور کرکے دیکہا تو یہ معلوم ہوا کہ ہر پہلو مین بزرگان دین و ائمہ مجتہدین پر زبان طعن کہولنا اس فریق کا شیوہ ہی اور یہ مرض نفاق فطری و تعصب قلبی کا ثمرہ و نتیجہ ہی و نعم ما قیل ؎ جمال شاہد قرآن نقاب آنگاہ بکشاید ٭ کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا ٭ تیسری یہ آیت ہی اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ۔ جواب فاعتبروا یا اولی الابصار اس فریق تبہ کار سرا پا اشرار کی یہ کیا افترا پردازی و جعلسازی ہی معاذ اللہ ہم مقلدین نے بضمن تقلید کے کیا ائمہ مجتہدین کو خدا قرار دیا ہی جیسا کہ یہود و نصارے نے حضرت مسیح کو اور احبار اور رہبان کو خدا ٹھہرایا ہی معاذ اللہ اس طائفہ بخدیہ گستاخ و بے ادب سے پوچہنا چاہیئے کہ ہم اہل سنت و جماعت جو رسول مقبول صلعم کا اتباع کرتے ہین یا بتعمیل امر جلیل فاسئلوا اہل الذکر یا بمقتضاے و اولی الامر منکم ائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہین معاذ اللہ کیا ہم انکو خدا قرار دیتے ہین جیسے یہود و نصارے نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا قرار دیا تہا یہ گمراہ لامذہب اتنا نہین سمجہتے کہ یہ مقولہ کاذبہ منافقین کا ہی جیسا تفسیر معالم التنزیل مین مذکور ہوا کہ جب جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی تحقیق اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے مجکو دوست رکہا تحقیق اوسنے دوست رکہا اللہ کو یہ سنکر منافقین نے کہا کہ یہ شخص کیا خواہش رکہتا ہی اسکی کہ ہم اسکو رب اپنا بنالین جیسا کہ بنالیا تہا نصارے نے عیسیٰ ابن مریم کو رب اپنا اوسپر یہ آیت نازل ہوئی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اب جو یہ جمع شوریدہ سر جہالت و غلو سے

نفسانیت کے نشہ مین بہک کر بے محل آیات قرآنی کے اردو ترجمے سنا کر عوام مومنین کو گمراہ کرتے
ہین اور اگر اوسوقت کوئی عالم رہنما و مرشد حق نما بنظر اظہار کلمہ حق کہتا ہی کہ فلان فلان آیات
اصنام واوثان کے متعلق ہین انبیا و ائمہ کو اسمین شامل کرکے مستحق وبال ونکال ابدی کیون
ہوتے ہو تو جوابدیتے ہین کہ تفسیر پر ہمارا اعتبار نہین استغفر اللہ یہ گمراہی و بیدینی کا کلمہ ہی
نہین خوف کرتے وعید رب جلیل سے ان بطش ربک لشدید- اسوقت شراب طہور ملت حنفیہ کے ہجوم
کیفیت وانبعاث لذت حسن عقیدت داعی و باعث اسکے ہی کہ چند کلمات حقہ سے قرع صماخ شدید
طائفہ منکرین کرکے یہ سلسلہ سخن ختم کیا جائے فاعتبروا یا اولی الابصار غور کرکے دیکھا تو یہ سمجھ مین
آیا کہ اس فریق نے ادب کی شقاوت ازلی وقساوت قلبی کالحجر او اشد قسوۃ کے معنے کا ظہور
تفصیلی ہی کہ کبھی صاحب لولاک انا احمد بلا میم کے عالیجناب مین انما انا بشر مثلکم آیت پڑھ دینگے
کبھی انک میت سے حجت پکڑینگے کبھی اتخذوا احبارہم ورہبانہم سے انکار تقلید مین استدلال
کرینگے غرض ان مدعیان نے خبر کے صوت نے اصول وقیل وقال نامقبول سے صاحب لولاک
کے جاہ وجلال اور شہنشاہ صاحب قاب قوسین اوادنی کے فضل وکمال اور حضرات ائمہ مجتہدین
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شان واقتدار کو کچھہ ضعف ونقصان نہین یریدون لیطفؤا
نور اللہ بافواہہم- بالجملہ یہ گروہ ضلالت پژوہ معاذ اللہ کتاب وسنت کی تحریف وتلبیس مین
دریغ نہین کرتے افسوس مطلق اسکا خیال نہین کرتے کہ یہ معنی کہان صادق آتے ہین
اور اس بات کا محل کہان ہی اور سلسلہ سخن کہان پہونچتا ہی خذلہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ
چوتھے یہ آیت ہی ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا الآیۃ جواب استدلال کا جو اس آیت سے عدم
تقلید ائمہ مجتہدین پر استدلال کرتا ہی اسکا ابطال بچند وجوہ شرعی ظاہر ہی- اول یہ کہ کسی مفسر و
محدث نے اس آیت شریفہ کی تفسیر مین ابطال تقلید مجتہدین کو نہین لکھا بلکہ صاحب تفسیر
معالم التنزیل اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ تفریق فی الدین کے یہ معنی ہین کہ دین حنفیہ
سے نکلکر مختلف فرقے ہوگئے یعنے یہود و نصارے وغیرہ یا تہتر فرقے ہوگئے کہ وہ کل مستحق نار
ہین مگر فرقہ واحدہ یعنے اہل السنۃ والجماعۃ چنانچہ اسی بنا پر تقلید ائمہ مجتہدین پر علماء راسخین
فی العلم کا اجماع ہوچکا ہی جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا ولکن قد وقع الاجماع علی ان الاتباع

انما یجوز للاتباع یعنے بتحقیق واقع ہوا ہی اجماع اسپر کہ اتباع نہین جائز ہی مگر ان چار ائمہ مجتہدین کا مقام انصاف ہی کہ اگر اتباع ائمہ مجتہدین تفریق فے الدین کو مستلزم ہوتا تو علماء دین کا اسپر کیون اجماع منعقد ہوتا خصوص اس حالت مین کہ مخبر صادق صلعم نے صاف ارشاد فرمایا لا یجمع امتی علے الضلالۃ باانیہمہ بمقتضاے مضمون ؎ می تراود ز لبم آنچہ در آوند دل است ؎ فرق مخالف نے غایت شورش قساوت قلبی و شرارت باطنی سے ایک بیت متضمن توہین ائمہ اربعہ مجتہدین کہی ہی جس سے اونکی بیدینی والدہی بداہۃً وعیاناً کالشمس فی نصف النہار کہل گئی اور وہ بیت یہ ہی ؎ دین حق را چار مذہب ساختند ؎ رخنہ در دین نبی انداختند ؎ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا معاذ اللہ کیا سخت گران کلمہ ہی کہ دہن اونکے سے نکلتا ہی نہین کہتے ہین مگر دروغ و باطل۔ ہقام الوف عبرت و تاسف کا ہی کہ یہ کلمہ کہان سے کہان پہونچاتا ہی درکات اسفل نار مین جانیکی خبر دیتا ہی سوء خاتمہ و زوال ایمان کو پکارتا ہی حمقا اپنی خود پرستی و سیاہ مستی مین بہک رہے ہین ویمدہم فی طغیانہم یعمہون اتنا نہین سمجہتے کہ یہہ چارون حضرات مجتہدین دین محمدی کے چار رکن ہین اگر یہ ارکان اربعہ نہوتے تو خانہ اسلام بیخ و بن سے درہم و برہم ہو جاتا اور ضبط و ربط مسائل جزئیات عبادات و معاملات کا بالیقین غیر منتظم رہتا و مفاد الملت لکم و نکم و فائدہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین مشہود خاص و عام کافہ انام کو ہوتا یعنے دین محمدی و ملت مصطفوی کی یہ ہیئت کذائی جو صرف ہمت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے جلوہ گر انفس و آفاق ہی اس جامعیت و استقلت پر نہ قائم رہتی پس گویا یہ چارون ائمہ دین بحکم عناصر کار رکہتے ہین انکے ضبط و ربط مین وجود باجود دین اسلام کا انتظام و قیام ہی والا لا۔ بالجملہ یہہ ائمہ مجتہدین حقیقت مین نائب اور وارث حضرت خاتم النبیین صلعم ہین اور انہون نے جو کچھہ کہ نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ نبویہ سے بتائید قوت قدسیہ و فیضان لدنیہ پایا ہے غایت امانت و دیانت سے اوسکے منشا کے موافق احکام مجملہ کی شرح فرمائی ہی اپنی خواہش نفسانی سے اصلا زبان نہین کہولی ہی چنانچہ تمامی اکابر محدثین و علماء راسخین بالاتفاق نقل کرتے آئے ہین کہ اصل مذہب امام ابوحنیفہ کا فتاوی عبداللہ بن مسعودؓ و قضایا سیدنا علیؓ و فتاوی و قضایا حضرت شریحؒ وغیرہ ہین اور اصل مذہب امام مالک رحؒ کا مذہب سیدنا عمرؓ و سیدنا عثمانؓ

وحضرت عائشہ رض وابن عباس رض وزید بن ثابت رض اور اصحاب اونکے ہین اور اصل مذہب شافعی بھی مذہب ان اکابر سے ہے کما ہو مصرح فی حجۃ اللہ البالغۃ والانصاف ۔ بالجملہ ہر مجتہد تابع ہر صحابی کا ہی کہ بواسطہ اوسکے تقلید صحابی ثابت ہی پس تقلید مجتہد کی عین تقلید صحابی ہی اور ازالۃ الخفا مین مذکور ہوا کہ مذہب سیدنا فاروق اعظم رض بمنزلہ متن کے ہے اور مذاہب اربعہ بمنزلہ شروح کے ہین اور مذاہب مجتہدین ایک شریعت کے شعبے ہین پس ہر مذہب کو دین علیحدہ اور ملت جداگانہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیئے بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ سمجھنا متن کا بدون شرح دشوار ہی پس مذہب ہر صحابی کا بمنزلہ متن کے ہی اور مذاہب اربعہ بمنزلہ شروح کے ہین پس تحقیق مصرح صدر سے صاف واضح ہوگیا کہ فریق مخالف جو بلا حجت شرعی بوجہ شورش ونفاق قلبی تقلید ائمہ مجتہدین کو تفریق سمجھا ہی وہ زعم فاسد ہی اور بوجوہ شرعیہ باطل ہی ۔ بالجملہ طائفہ غیر مقلدین مرض تعصب ونفاق قلبی مین سخت گرفتار ہے کوئی ظاہر مین اور کوئی بظاہر اگر مہذب ہی تو اوسکے دل مین یہ مضمون طاری ہی حق تعالےٰ اس جماعت متعصبین کو ہدایت فرماوے کیونکہ بھی مسلمان کہلاتے ہین گو بغاوت مین گرفتار ہین ۔

(۵) پانچوین یہ آیت ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم ۔ جواب فریق مخالف کو جو اس آیت سے استدلال ہی اسپر کہ تقلید ائمہ مجتہدین مستلزم حبط اعمال وموجب ابطال عبادات ہی وہ گیا بخبط وجنون وہذیان اور ہجوم طغیان وکفران ہی کیونکہ تمامی ائمہ دین بالاتفاق اسکے قائل ہین کہ تقلید ائمہ مجتہدین ہین عین اطاعت بالکتاب والسنۃ ہی اسمین کسیکا خلاف نہین کما سبق تصریحہ آنفاً پس اگر معاذ اللہ یہ امر موجب حبط اعمال ہوتا تو علماء مشارق ومغارب کیون مقلد ہوتے اور ائمہ مجتہدین کے مسائل جزئیہ اجتہادیہ کو عبادات ومعاملات مین کیون تسلیم کرتے اس صورت مین اگر علماء دین عرب وعجم طریق حق پر تھے تو مدعا ثابت اور اگر معاذ اللہ وہ سب خطا وغلطی پر تھے تو جملہ نظام دین برہم ہوا جاتا ہی کیسا اجتہاد اور کیسی تقلید اور کیسا اجماع ۔ لہذا غور کرنیکا مقام ہی کہ انسان متمدن بالطبع ہی شبانہ روز اوسکو معاملات بیع وشرا واجارہ ونکاح وطلاق وعبادات صلوٰۃ وصوم وحج وزکوۃ وغیرہ امور مین انہی نوع مین مشغولی حاصل ہی بدون اسکے چارہ ومفر نہین ہی پس یہ امر دو حال سے خالی

نہین ہی۔ یا یہ کہ اوسکو معاملات وعبادات مین ملکہ استنباط وقدرت تامہ تخریج فروعات
شرعیہ پر کتاب وسنت وآثار سے حاصل ہی یا نہین تو یہ امر بدیہی مسلمات سے ہی کہ قدرت وقوت
اجتہاد واستنباط نہین حاصل ہی مگر امام مجتہد کو پس لامحالہ ائمہ مجتہدین کے احکام اجتہادی کی
تقلید کرنا لازم آویگی فہو المطلوب جیساکہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا وحینئذ اما ان یکون لہ قدرۃ علے معرفۃ
وجوہہ ومعانیہ وطرقہ واحکامہ اولا والثانی لابد ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فہو المراد انتہی غرض
اسیطرح دیگر چند آیات واحادیث جنکو تقلید ائمہ مجتہدین سے کسیطرحکا تعلق ضمنًا واشارۃً نہین
ہی براہ تعصب وجہالت وغلوے نفسانیت اثبات عدم تقلید مین مخالفین پیش کرتے ہین اور
بیچارہ جہلا وحمقا بازاریان کو آیات واحادیث بے محل پڑھکر سمجھاکر اپنے دام تزویر مین پھانستے ہین
اور علماء ربانی کی عدم تقلید کے باب مین دلائل مطاعن تعلیم کرتے ہین پس بالیقین یہ لوگ
مذہب حق اہل سنت جماعت کے برکات وفیضانات سے محروم وناکام ہین ومن یتبع غیر سبیل
المومنین نولہ ماتولی آہ **جوابات** ادن مطاعن کے جو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہین طعن اول
چار مذہب جو لوگون نے مقرر کرلئے ہین اسکا حکم خدا اور رسول کیجانب سے نہین ہی بلکہ مقلدین نے
اپنے دل سے چار مذہب ٹھہراکے حق کو انمین حصر کیا ہی اور جو قول کہ انکے مخالف ہی اوسکو باطل
قرار دیا اس باب مین کوئی حجت شرعی نہین ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ اکابر علماء امت محمدی نے
ائمہ اربعہ کے مذاہب مین حق کو حصر کیا ہی اور نیز اسپر اتفاق کیا ہی کہ جو ان چارون کی مخالف ہے
وہ باطل اور مردود ہی کیونکہ بتصریح صدر مذاہب ائمہ اربعہ کے کتاب وسنت واقوال صحابہ وتابعین
سے ماخوذ ہین اور وہ ہمہ وجوہ اصول شرعیہ سے منضبط ومدلل ہین معہذا اسکے ثبوت مین دلیل
شرعی اجماع امت ہی اور اطاعت اجماع لازم وضروری ہی پس جو حکم کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ
کے قول سے وہ اجماع کے مخالف ہی اور تحقیق کہ تصریح کی ہی ابن ہمام نے تحریر مین کہ
علماء دین کا اجماع منعقد ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اسوجہ سے
کہ مذاہب ائمہ اربعہ ادلہ شرعیہ کے ساتھ منضبط ہین اور اونکے تابعین ومقلدین کثرت سے ہین
جیساکہ اشباہ مین مذکور ہوا وما خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان الاجماع
انعقد علے عدم العمل بمذہب مخالف للاربعۃ لانضباط مذاہبہم وکثرۃ اتباعہم۔ اس تحقیق سے صاف

بیان جوابات بعض مطاعن

ظاہر ہوا کہ آئمہ اربعہ کے مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت حدیث صحیح
مین وارد ہو چکی ہی اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار یعنے ارشاد فرمایا رسول مقبول صلعم
نے کہ اطاعت کرو بڑے گروہ کی جو اسمین سے نکلگیا نکلا دوزخ مین و نیز قول حقتعالی وارد ہی ومن
یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم اسیطرح ملا علی قاری نے اس مضمون کی تصریح کی ہی
اور مسلم الثبوت مین مذکور ہوا کہ محققین علماء راسخین نے اجماع کیا ہی اوپر منع کرنے عوام کے تقلید
صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہی اتباع اون لوگونکا جو ماہرین احکام کتاب وسنت واقوال صحابہ ہین
کیونکہ درصورتیکہ معانی ومضامین کتاب وسنت واقوال صحابہ کرامؓ کے فہم وادراک مین اکابر علماء
دین معترف بعجز وقصور ہین عامہ مومنین کی وسعت ادراک اور قوت فکری اور مبلغ علمی کو کیا
گنجایش ہی چنانچہ اسی بنا پر کہا ہی ابن الصلاح نے منع کو تقلید سے سوا چار امامونکے کیونکہ یہ
جامعیت محاسن علمی وعملی نہین جانی گئی ہی سوا انکے جیساکہ نہایۃ المراد مین مذکور ہوا وفی زماننا
ہذا قد انحصرت التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم وفی الحکم المختلف فیہ یعنے
ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوی ہی تقلید ان چار مذہبون مین خواہ حکم متفق علیہ مین ہو خواہ حکم مختلف فیہ
مین مگر ان چار کے سوا اور کسیکی تقلید جائز نہین ہی۔ اور یہی کہا مناوی نے جامع صغیر کے شرح مین
کہ جائز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوا ائمہ اربعہ مجتہدین کے نہ قضا مین نہ فتوے مین
یعنے قاضی اور مفتی کو جائز نہین ہی کہ برخلاف ان چار کے فتوے دی ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمۃ
الاربعۃ فی قضاء والافتاء و نیز حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ عقد الجید مین لکھتے ہین کہ جان تو
بیشک ان مذاہب اربعہ کے ساتھ تمسک کرنے مین مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین مفسدہ عظیمہ
ہی اور ہم بیان کرینگے اسکو کئی وجہون سے۔ اور رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ تیسری
حالت یہ ہی کہ عالم اولا ہمہ تن سعی بلیغ اس امر مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے
ہین اونکے دلائل کی معرفت حاصلکرے ازان بعد جہد بلیغ اسمین کرے کہ جس بات کو مختار
اور اچھا سمجھا ہی اوسپر تفریع نکالے اور یہ حالت بعید از عقل وخبر متحقق ہی اسلئے کہ وحی کا زمانہ
بعید ہو گیا اور عالم کو بہت سے امور ہین کہ وہ اسکے علم مین ضروریات سے ہین ارباب سلف
کی تحقیق واصول کی سخت ضرورت واشد احتیاج ہی مثلا روایت احادیث کی بلحاظ تفریق

متون وطرق اوسکے اور معرفت مراتب رجال کے و معرفت مراتب صحت وضعف وقوت حدیث کی و مطابقت احادیث وآثار مختلفہ ہین اور انمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور لغات عربیہ و اصول فقہ کی معرفت اور اون مسائل کا روایت کرنا جنمین ارباب متقدمین کلام کر چکے ہین چنانچہ ایسے مسائل کثرت سے ہین اور باہم ایکدوسرے سے مختلف ہین غرض امور متذکرہ صدر کے معرفت حاصلکرنے اور روایات کے امتیاز پر قادر وحاوی ہونے اور دلائل تفصیلی کے حافظ ہونے مین انسان اگر تمام عمر انہین امور کی تکمیل وتنقید وتصحیح مین صرف کرے تو بھی حق تفریعات پورا نہین کر سکتا ہی کیونکہ نفس انسانی کیسا ہی اعلے درجہ کا ذکی وتیز فہم ہو مگر اوسکے لئے ایک حد معین ہی کہ اوس سے باہر عمل کرنے سے عاجز ہی ہان یہ مرتبہ اعلے نفوس قدسیہ حضرات مجتہدین نقش اول کے لئی حاصل تہا بوجہ اسکے کہ زمانہ وحی کا قریب تہا اور علوم بھی شاخ در شاخ نہ تھے باایںہمہ اوس عہد مین بھی صرف تھوڑے ہی اشخاص کو یہ دولت خداداد میسر ونصیب ہوئی اور وہ اشخاص بھی باایںہمہ فضل وکمال اپنے مشائخ عظام کے مقتدی تھے اور اونپر اعتماد کامل رکھتے تھے انجام کار بوجہ کثرت تصرفات واجتہاد بلیغ خود مستقل ہو گئے حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہی کہ اللہ تعالے نے علماء کے دلمین ڈالا اور اونکو اوسپر متفق کیا خواہ وہ اوسکو جانین یا نہ جانین انتہی یعنی راز تقلید کے دلمین پڑنے کی حکمت اور تقلید کی خوبی انکو معلوم ہو یا نہو۔ دوسرا طعن فریق غیر مقلد کا یہ ہی کہ ہم لوگ عامل بالحدیث ہین ہمپر کتاب وسنت کا اتباع فرض ہی نہ احکام اجتہادیہ زید وعمر وبکر کی تقلید کرنا۔ جواب۔ یہ امر مقلدین کے اعظم عقائد ایمان و مسلمات خاص وعام اہل اسلام سے ہی کہ کتاب وسنت دونونکو قولاً وعملاً وشرعاً ہمہ وجوہ تقدم حاصل ہی اور اونپر عمل کرنا فرض عین اور عین ایمان ہی پس اسصورت مین غیر مقلدین سے یہ سوال ہی کہ آیا حضرات ائمہ مجتہدین خیر القرون کا بھی اسپر عقیدہ تہا یا نہ تہا فرضاً اگر اسپر انکا عمل نہ تہا تو معاذ اللہ دائرہ ایمان سے خارج تھے پس یہ امر نظام ملت مصطفویہ کے درہم وبرہم ہونیکے لئے کافی ہی اور اگر بتصریح صدر اونکا بھی ایمان وعقیدہ تہا تو اونکے احکام اجتہادیہ کو حق جاننا اور اونکے اقوال کو تسلیم کرنا لازم آیا

وجہ دوم طعن

دوسرے یہ کہ یہ قول اونکا ظاہراً اسپر محمول ہی کہ دیانت وامانت اہل حدیث تو لایق تصدیق وتسلیم ہی اور اجتہاد مجتہدین محض نے اعتبار و بے اصل ہی مقام استعجاب وسخت افسوس ہی کہ مؤلفین صحاح ستہ وغیرہ اہل حدیث جو حضرات ائمہ مجتہدین کے شاگردان شاگرد کی فیضان تعلیم و برکت صحبت و شرف ملازمت سی اسرار شریعت سے ماہر و عارف ہوئے اور کتاب وسنت کے دقائق مضامین عالیہ و اشارات جلیلہ بلیغہ سے علی ما ینبغی بحالہ واقف ہوئی اور انجام کار حنفی شافعی مالکی حنبلی کی تقلید بطیب خاطر قبول کی پس اونکا قول و اجتہاد تو بلا قیل وقال تسلیم کیا جاوے اور جو اونکے پیر ومرشد وہادی ورہنما حضرات ائمہ مجتہدین ہین اونکے اقوال واجتہاد وروایات سے انحراف وانکار ہو بالبداہتہ دور از انصاف واز قبیل ان ہذا لشئ عجاب ہی کیونکہ ایسے موقع ومحل مین بالبداہتہ عقل سلیم اسکی مفتی ہی کہ اگر ائمہ دین کے مسائل اجتہاد یہ جو بتصریح صدر بالاجماع کتاب وسنت وقضایا و فتاواہی صحابہ وتابعین سے ماخوذ ہین لائق اعتبار وقابل عمل نہین ہین تو جو احادیث وآثار واقوال اونسے منقول ہین وہ بھی لائق اعتماد واعتبار نہون کیونکہ بر بناء قول مخالف بوجہ عدم حصول دیانت وامانت جائز ہی کہ انہون نے وہ روایات بافراط وتفریط وتحریف وتلبیس پہونچائی ہون - ثالثاً یہہ کہ بتصریح صدر بصورت عدم تسلیم اجتہاد ائمہ مجتہدین ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح امر مرجوح لازم آتی ہے بہر کیف بحالت تسلیم قول منکر نہ کتاب وسنت پر اعتماد رہتا ہی اور نہ اجماع امت باقی رہتا ہی پہر دین واسلام کہان اجتہاد وتقلید کا تو کیا ذکر ہی فماذا بعد الحق الا الضلال رابعاً یہ کہ غیر مقلدین سے ہمارا یہ سوال ہی کہ تم جو اپنے گروہ کو عامل بالحدیث کہتے ہو تو ضرور ہی کہ معانی واحادیث کچھہ سمجھکر عمل کرتے ہوگے اس صورت مین یہ امر دو حال سے خالی نہین - یا مبلغ علمی وقوت فکری تمہاری ادراک معانی ومطلب فہمی مین اون سے کم ہی جیساکہ بدیہی ہی تو اس صورت مین لامحالہ تقلید اونکی لازم آئیگی اور اگر فرضاً یہ سمجہا جاوی کہ کتاب وسنت کے معانی ومطالب تم ائمہ مجتہدین سے زیادہ سمجھتے ہو تو یہ دعوی بالبداہتہ باطل اور مردود ہی اور عند الاجماع نامسموع ہی کیونکہ درصورتیکہ حضرات علماء دین طبقہ ثالثہ مجتہدین فی المسائل کے مانند خصاف وطحاوی وابو الحسن کرخی وشمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضیخان

واقران وامثال آنہا - و نیز افراد کبار طبقہ رابعہ تخریج مانند رازی وغیرہ و آفراد طبقہ خامسہ اصحاب ترجیح سے مانند ابو الحسن قدوری و صاحب ہدایہ و مانند آنہا و آفراد طبقہ سادسہ سے مانند اصحاب متون اربعہ مانند صاحب کنز و صاحب مختار و صاحب وقایہ و صاحب مجمع غرض ایسے ایسے عالی رتبہ و علامہ و ائمہ وقت صاحب قوت قدسیہ اجتہادیہ حضرات ائمہ مجتہدین کی بالاتفاق مقلد و تابع ہون تو اب اس آشوب جہل و نبے علمی مین کون ایسا فرد فرید اور یگانہ وحید ہی جو نفوس قدسیہ آیات آلہیہ کلمات غیبیہ حضرات ائمہ مجتہدین سے معانی و مطالب عالیہ و دقایق و نکات لطیفہ و رموز و اشارات جلیلہ کتاب و سنت کا زیادہ عارف ہو اور کون ایسا ہی کہ مثل انکے معانی خاص و عام و مشترک و مجمل و مبہم و مفسر و ناسخ و منسوخ وغیرہ کا زیادہ ماہر ہو - اور کون ایسا ہی کہ مثل انکے حالات راویان و اسماء الرجال و تجریح و تعدیل روات و اقسام کتاب و سنت و شرائط و اقسام قیاس سے زیادہ واقف ہو اور کون ایسا ہی کہ علوم جلیلہ لغت و معانی و ادب وغیرہ کے مطالب و مسائل کا تفصیلی حاوی ہو فاعتبروا یا اولی الابصار - بالجملہ بملاحظہ شرائط اجتہاد و طبقات فقہا مصرحہ صدر لامحالہ درجہ اول مین ائمہ مجتہدین قرار پائی اور ان چار مین حق دائر ہوا اور باتفاق علماء دین وجوب مخیر لازم الاتباع انہین کے ساتھ قرار پایا جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا کہ بالتحقیق واقع ہوا اجماع اس امت پر کہ ائمہ اربعہ مجتہدین کے سوا اتباع جائز نہین ہی چنانچہ نہین جائز ہی اتباع امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر و شمس الاسلام وغیرہ کا جسوقت کہ قول اونکا ائمہ مجتہدین اربعہ کے خلاف ہو اور ایسا ہی جائز نہین ہی اتباع اوسکا جو مجتہد پیدا ہو مخالف ان ائمہ اربعہ مجتہدین کے - اور انصاف یہ ہی کہ انحصار مذاہب چار مین اور اتباع کرنا اونکا یہ فضل الٰہی اور رحمت ایزدی ہی اور قبولیت ہی خدا تعالے کیجانب سے جیسا کہ مذکور ہو چکا خامساً یہ کہ غیر مقلدین کا اپنے کو عامل بالحدیث کہنا اور کا ہے محمدی کہنا اسمین خاص مطلب دلی

اونکا پانچوین مذہب کا ایجاد و اختراع ہی اور یہ تبصیر صدر بالیقین تزندق و الحاد ہی یریدون

لیطفئوا نور اللہ بافواہھم پس یہ قول اونکا کہ ہمارا عمل کتاب و سنت پر ہی تقلید زید و عمر و بکر سے ہمکو کیا سروکار گویا صریح یہ دعوی اجتہاد ہی اور اس باب مین تبصیر صدر والے نے مرتبہ جامعیت واہلیت اجتہاد کا یہ ہی کہ فن حدیث کا عالم کامل ہو اور مذاہب اربعہ کے ماخذ اور اصول کا واقف ہو

کتاب اللہ کی آیات منسوخہ وغیر منسوخہ کا کماحقہ عارف ہو معرفت اقسام حدیث میں۔ اسماء الرجال
وکیفیت روایات میں بہرہ تام ہو کتب احادیث متحضر ہون طریقہ استنباط جانتا ہو وغیرہا اور
جسمین یہ شروط متحقق نہین اوسکو عامل بالحدیث ہونا شرعاً غیر جائز ہے۔ امام بغوی لکہتے ہین کہ مجتہد
وہ عالم ہی کہ پانچ طرحکے علم کا حاوی ہو اول علم کتاب اللہ دوم علم بالسنتہ سوم علم علماء سلف کی اقوال
کا کہ انکا اتفاق کس قول پر ہی اور اختلاف کس قول مین چہارم علم لغت عرب کا پنجم علم قیاس کا
اور طریقہ حکم کے استخراج کا کتاب وسنت سے جس صورت مین کہ حکم مذکور کتاب وسنت واجماع
امت کے نصوص مین مجتہد نہ پاوے اور اقوال صحابہ وتابعین مین سے اسقدر جاننے جو بابہ
احکام مین منقول ہین اور بڑا حصہ اون فتوون کا جانے جو فقہاء امت نے ترتیب دیئے ہین
تاکہ حکم اوسکا اقوال سلف کے مخالف نہ پڑے ورنہ اسصورت مین اجماع کی مخالفت ہو گی غرض
جب ان پانچون اقسام کے علمون مین سے بڑا حصہ جانتا ہو گا تو وہ شخص اسوقت مین مجتہد
ہونے کی لیاقت وصلاحیت رکھ سکتا ہی اور جامعیت اس آشوب جہل مین معدوم ونایاب
ہی پس لامحالہ عامی وغیر عامی و دونون پر تقلید ائمہ مجتہدین کی لازم اور واجب ہو گئی لہذا
بہ بناء وجوہ مصرحہ صدر نہین جائز ہی عامی کو تمسک کرنا ظاہر حدیث کے ساتھ بسبب جواز
مصروف ہونے اوسکے کے ظاہر سے یا منسوخ ہونے اوسکے کے بلکہ لازم ہی عامی پر رجوع
طرف فقہا کے بوجہ عدم ہدایت کے اوسکے حق مین معرفت صحیح احادیث اور سقیم اور ناسخ
ومنسوخ کے پس اگر وہ اعتماد کریگا ظاہر حدیث پر تو ہو گا وہ تارک اوس چیز کا جو واجب ہے
اور سپر جیساکہ تقریر شرح تحریر مین مذکور ہوا ولیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا

عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ صحیح الاخبار
وسقیمہا وناسخہا ومنسوخہا فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ ونیز کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مذکور ہوا

العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا۔
ونیز وارد ہوا کہ سزاوار یہ ہی کہ مفتی ہو اون اشخاص سے کہ پہچانی ہو اوس سے فقہ اور اعتماد
کیا جاتا ہو اوسپر شہر مین فتوی مین اور جبکہ مفتی ہو اس صفت پر پس عامی پر لازم ہی تقلید
اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلہ مین اور نہ اعتبار کرے غیر اس مفتی کے ساتھ

ایسا ہی روایت کیا ہی حسن نے امام ابوحنیفہ رح سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابویوسف سے ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یوخذ عنہ الفقہ ولعتمد علیہ فی البلدة فی الفتوی واذاکان المفتی علی ہذہ الصفۃ فعلی العامی تقلیدہ وانکان المفتی اخطأ فی ذالک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابیحنیفۃ وابن رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسف غرض بتصریح صدر اب اسوقت مین مجتہد کے تابع کو نہیں پہونچتا ہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف اپنے مذہب کے پاوے تو اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوسی حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین تہا اور اب اس زمانہ کے علمار کو تقلید ائمہ اربعہ مجتہدین کی بطریق واجب مخیر لازم الاتباع ہی اور ترک اوسکا مستلزم فسق وضلال ہی اور انکار اسکا متضمن کفر ہی کہ مفاد وجوب یہی ہی اور اسجگہ مراد وجوب سے وجوب اصطلاحی نہین ہی کہ دلیل ظنی سے ثابت ہو بلکہ مراد اس سی فرض ہی کہ دلیل قطعی سی ثابت ہی اسواسطے کہ قول مجتہد پر عمل کرنا کہ جس سے تقلید عبارت ہی نص قرانی سی ثابت ہی کما سیجئی بیانہ علامہ شرنبلالی لکہتے ہین کہ واجب نہین مقلد پر مگر اتباع اہل علم کا بدلیل قولہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر آہ ف توضیح مقام یہ ہی کہ اگر ترک تقلید بنظر تحقیر وتوہین ائمہ دین ہے تو ظاہر ہی کہ اہانت علم وعلما کی علم کو علم جانکر اور علما کو علما جانکر متضمن کفر ہی اور اگر علم کو جہل جانے اور علما کو جہال بجہل اپنے اعتقاد فاسد مین قرار دے کر اہانت کرے تو کفر نہین ہی صورت اولے مین وجہ کفر کی ظاہر ہی کہ تعظیم وتوقیر علم کی اور علما کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہی۔ ونیز اس باب مین احادیث کثیرہ علما کی شان مین وارد ہین پس اگر طعن کرنیوالا شق اول کا منکر ہے تو لاریب کفر ہے۔ اور اگر شق ثانی ہی تو اگرچہ وہ کفر نہین ہی مگر فسق وضلالت سے خالی نہین ہی کہ مفاد تاویل فاسد اور اعتقاد جہل مرکب کا یہی ہی تیسرا طعن ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنا معاذ اللہ ایسی ہی جیسے مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرتے تھے چنانچہ مقلدین با تباع اونکے اقوال واجتہاد کے احکام شرعیہ ومسائل دینیہ مین حلال وحرام پر حکم دیتے ہین اور کتاب وسنت کو چہوڑ دیتے ہین اور یہ طریق بالبداہت موجب خروج ایمان سے ہی جواب یہ طعن متضمن دو امر ونکو ہے اول یہ کہ تقلید ائمہ مجتہدین تقلید مشرکین پر محمول ہے۔ اور ثانی یہ کہ مقلد ائمہ مجتہدین کا تارک کتاب وسنت ہی۔ جواب امر اول کا یہ ہی کہ یہ قول غیر مقلدین کا

پیسہ بمعن

محض براہ تعصب وعناد ہی خالی از جنون وخبط وہذیان نہین ہی اتنا نہین سمجھتے کہ تقلید ائمہ
دین کو مشرکین پر حمل کرنا صریح قیاس مع الفارق ہی کیونکہ ہم مقلدین حضرات ائمہ دین
کو بمقتضای نصوص قطعیہ فاسئلوا اہل الذکر واولی الامر منکم جائز اور وسایط عالیہ بلاغ علم نبوت
اور وسائل جلیلہ وصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین البتہ اگر بقول مخالف ان حضرات کو
بالاستقلال مصدر احکام شرعی جانین یا مستقل مالک شریعت سمجھین تو اس حالت مین اونکی
اس طعن کو گنجایش ہی والا افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون بل انتم قوم خصمون ۔
دوسرے امر کا یہ جواب ہی کہ بقول اکابر علماء سلف حضرات ائمہ مجتہدین کا اجتہاد ماخوذ ہی
کتاب وسنت واقوال صحابہ وتابعین سے چنانچہ یہی وجہ ہی کہ احکام اجتہادیہ عبادات
ومعاملات مین ایسے اقوال بہت کم ہین جنکی دلیل کتاب وسنت سے نہو اس حالت مین ہم
مقلدین کتاب وسنت کے کسیطرح تارک نہین ہوسکتے بلکہ بوجوہ مذکورہ اجتہاد مجتہدین پر
عملکرنا بعینہ عمل کتاب وسنت پر ہی جیسا کہ بتصریح صدر مذہب اہل سنت وجماعت یہی ہی
مزید بران حضرت خاتمۃ المحدثین امام المفسرین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ
سرہ العزیز فلا تجعلوا اللہ اندادا وانتم تعلمون کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ جن لوگونکی اطاعت
بحکم خدا فرض ہی وہ چہہ گروہ ہین ازانجملہ اطاعت پیغمبران ہی کہ اطاعت اونکی حقیقت مین
اطاعت خدا کی ہی دوسرا گروہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت کا ہی کہ حکم انکا بطریق
واجب مخیر لازم الاتباع ہی عوام امت پر اسوجہ سے کہ فہم اسرار شریعت وحل دقایق طریقت
کا خدا تعالے نے اونپر آسان فرمایا ہی بمقتضاے امر جلیل فاسئلوا اہل الذکر الخ ۔ تیسرا
گروہ سلاطین وامرا واہل خدمات کا ہی مثل قضاۃ ومحتسبین وحکام کہ اوامر ونواہی اونکے
مصالح جزئیہ وحوادث یومیہ مین رعایا کے حق مین واجب الاتباع ہین وغیر ذلک ۔ چوتھا
شوہر ہی اپنی عورت کے حق مین ۔ پانچوین مان باپ اپنی اولاد کے حق مین چھٹے مالک
اپنے مملوک کے حق مین انتہی ۔ چوتھا طعن ہم لوگ حجتون شرعی کتاب وسنت واجماع
(چوتھا طعن) امت کے مقلد ہین بخلاف مقلدین کے کہ وہ مجتہدین کے مقلد ہین جو حجت شرعی نہین ہین
جواب اس قول سے فریق مخالف کی جہالت ونفسانیت جملہ علماء دین کے ساتھ ظاہر ہی

خصوصاً سیدنا امام ابو حنیفہ کے ساتھ غور و فکر کے ساتھ دیکھا تو اس گروہ کے جملہ دعاوی باطلہ
وخیالات فاسدہ خالی از حسد و نفاق قلبی و کید معنوی نہین پایے مثلاً اسی خاص مسئلہ پر منصفانہ
نظر کرنا چاہیئے کہ غیر مقلد جو اصول شرع وکتاب و سنت و اجماع امت کو بمجبوری تسلیم کرتے ہین
اور قاطبتہ بوجہ شورش نفسانیت تقلید ائمہ دین کے منکر ہوتے ہین اتنا نہین سمجھتے ہیں کہ کتاب
وسنت واجماع امت جو یہ تین اصول شرع دین محمدی مین قرار دیئے گئے ہین یہہ اول مسئلہ ہی
جسکو بنا کیا ہی سیدنا امام ابو حنیفہؒ نے پس قولاً و عملاً تسلیم کرنا اسکا مستلزم تقلید امام
ابو حنیفہؒ ہے جیسا کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہوا فنقول اما کون اصول الشرع ثلثة انما ہو اول مسئلة
بناہ ابو حنیفہؒ۔ جواب ثانی یہ کہ طرفہ ماجرا اور عجوبہ عقیدہ ہی کہ فریق مخالف بلکہ اجماع امت کی
حجت شرعی ہونیکا تو اقرار اور تقلید ائمہ مجتہدین کا انکار ہہین معلوم کہ بوجہ فساد قوائے دماغیہ
دعارضہ حسد و نفاق کیا ہجوم ہزیان و دوران وخفقان ہی کتب دینیہ علمای دین سے کچھ بھی
آشنا ہین یا محض ابجد خوان ہین نہین دیکھتے اس حجت شرعی کو کہ تمامی کتب ائمہ وروایات
اصول فقہ اسپر نادی باعلے ندا ہین کہ اجماع کیا ہی امت محمدیہ نے مذاہب اربعہ کی صحت
وحقیت پر و نیز اتفاق کیا ہی اسپر کہ جو ان چارون کے مخالف ہو وہ باطل اور مردود ہی
اور تفصیلی بیان اسکا معہ عبارات کتب طعن اول کے جوابات مین مذکور ہو چکا پانچوان طعن
مذہب حنفی والے اکثر جا مخالفت احادیث پر جرأت کرتے ہین اور مسائل شرعیہ مین رای
وقیاس کو دخل دیتے ہین اسیوجہ سے اکثر جا حدیثین شافعیہ کے موافق ہین اور حنفیہ
کے مخالف اس بنا پر ہم لوگ بلا رای وقیاس کے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور یہ
ظاہر ہی کہ ظاہر حدیث کے موجود ہوتے اصحاب الرای کے قول پر عمل کرنا شرعاً ناجائز
ہے۔ جواب۔ اگرچہ اس طعن کی تردید تفصیلی پانچوین باب مین مذکور ہو چکی مگر بنظر
اشد ضرورت چند کلمات حاقل و دل نیز اسجگہہ لکھے جاتے ہین کہ شرعاً نہین جائز ہے
عامی کو تمسک کرنا ظاہر حدیث کے ساتھ بوجہ عدم معرفت صحت وضعیت حدیث پر و ناسخ و
منسوخ پر وغیر ذلک کما سبق ذکرہ شرحاً وبسطاً۔ جواب ثانی یہ کہ فریق مخالف کو بالیقین
اصول مذہب حنفیہ اور اونکی کتب پر مطلق نظر نہین دیکھو محققین اہل حدیث کے اقوال سے

یہ امر پانچویں باب مین کماحقہ ثابت ہوچکا ہی کہ امام ابو حنیفہ اتباع حدیث مین دیگر ائمہ دین سے زائد ہین یہانتک کہ حنفیہ حدیث ضعیف اور حدیث مرسل کے موجود ہوتے قیاس کو ناجائز سمجھتے ہین بخلاف شافعیؒ کے کہ وہ حدیث مرسل کو نہین قبول کرتے افسوس باوجود اس احتیاط بلیغ وکمال حفظ آداب حدیث کے اصحاب حنفیہ کی نسبت افترا مبین و بہتان عظیم لگاتے ہین معہذا اسپر اکابر علمار دین کا اتفاق ہی کہ جس مسئلہ کی توضیح وتصریح کتاب وسنت وآثار مین نہو اوسجگہہ شرعاً قیاس جائز ہے چنانچہ تمامی اکابر علماء سنت وجماعت اصول ثلثہ شرع یعنے کتاب وسنت واجماع امت کے ساتھ الرابع القیاس لکھتے چلے آئے ہین اسصورت مین ملاجیادؔ اگر قیاس کے منکر ہین تو اونکے انکار سے معاذاللہ کیا دین بدل سکتا ہی علامہ رازی اولے الامر منکم کی تفسیر مین لکھتے ہین دلت الآیۃ علی ان شرط الاستدلال بالقیاس فے المسئلۃ ان لایکون فیہا نص من الکتاب والسنۃ وانہ ثبت جواز العمل بالقیاس باجماع الصحابۃ - دیگر مذکور ہوچکا ہی کہ احمدؒ و اسحٰق بلکہ شافعیؒ اہل رائے سے نہین ہین مگر اونکے مسائل اجتہادیہ مین بھی قیاس شامل ہی اور ظاہر ہی کہ علمار دین کے مسائل اجتہادیہ مین قیاس کیون نہ شامل ہو کہ اسپر اجماع صحابہ کرامؓ کا ہی جیساکہ امام کے قول مین مذکور ہوچکا پس اگر فرقہ محمدیہ بصدق نیت وخلوص قلبی حضرت امام شافعیؒ کا مقلد ہی تو اپنے امام کے طریق پر امام ابو حنیفہ کی مدح وثنا کرے ورنہ صاف ظاہر ہی کہ بالیقین وہ اپنے امام کا بھی تابع ومقلد نہین ہی - شعرانی میزان مین لکھتے ہین کہ سُنا مینے سیدنا علی خواصؒ سے چند بار کہ وہ فرماتے تھے کہ تابعین ائمہ مجتہدین پر لازم ہی کہ تعظیم وتکریم کرین اوس شخص کی جسکی اونکے امام نے مدح وثنا کی ورنہ وہ مقلد اپنے امام کا نہین ہے - تیسرا جواب یہ ہی کہ اگر اجتہاد امام ابو حنیفہؒ مین کچھہ بھی مخالفت کتاب وسنت کے ساتھ ہوتی یا قیاس مذہب حنفیہ مین علماء دین کے نزدیک کوئی قباحت ومذمت مفہوم ہوتی تو سواد اعظم علمار عرب وعجم کا مذہب امام ابو حنیفہ کی حقیت وتقلید پر قرون ودہور سے کیون اتباع ہوتا چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہین واما اتباع ابی حنیفۃ قدیماً وحدیثاً فے الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وماوراء النہر وولایۃ الہند والسند واکثر اہل خراسان وعراق

مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المہندسین
بالاتفاق - یعنے اتباع مذہب امام ابو حنیفہ کا تو زیادتی اور ترقی پر ہے قدیماً وجدیداً تمام شہرون
مین خاصکر بلاد روم اور ماوراء النہر اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خراسان
اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور گمان کرتا ہون مین کہ ہونگے وہ
دو ثلث مسلمانون کے بلکہ اکثر مہندسین کے نزدیک بالاتفاق - اسیطرح ایک اور برہان روشن
و دلیل مبرہن حقیت مذہب حنفی پر نادی باعلے ندا ہے کہ اکثر خاصان حق وکاملین وعارفین
جلیل القدر مذہب حنفی کے مقلد ہوئے جیساکہ صاحب در مختار لکھتے ہین کہ بتحقیق امام ابو حنیفہ
کے مذہب کے تابع ومقلد ہوے ہین اکثر اولیاء اللہ کرام ومشائخ عظام ان حضرات کبار
مین سے جو بالاجماع متصف بصفات غایت ریاضت ومجاہدہ وموصوف بہ تیز روی میدان
مشاہدہ ہین مثل سیدنا ابراہیم ادہم بلخی وسیدنا شقیق بلخی وسیدنا معروف کرخی وسیدنا
بایزید بسطامی وسیدنا فضیل عیاض وسیدنا داؤد طائی وسیدنا ابو حامد لفاف وسیدنا خلف
ابن ایوب وسیدنا عبد اللہ بن مبارک وسیدنا وکیع بن جراح وسیدنا حاتم اصم وسیدنا محمد
شاذلی وغیرہ افراد جلیل القدر بے شمار جو ارکان اعظم شریعت وطریقت کے بالاتفاق علماء دین
ہین سو اگر یہ خاصان حق مکرم ومعظم ائمہ عرب وعجم سیدنا امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ
کے اجتہاد مین کچھ بھی کتاب وسنت سے مخالفت کے ساتھ شک وشبہ پاتے تو ہرگز انکے مذہب کے
تابع ومقلد نہوتے اور اونکے احکام اجتہادیہ کو عملاً وفعلاً ہرگز نہ بجا لاتے - مذہب حنفی کی قوت
وحقیت کی یہ بہت بڑی برہان روشن ہے کہ ارباب کشف واصحاب شہود بھی مذہب حضرت
امام اعظم کے تابع ومقلد ہوئے مہذا بہ تحقیق کہا استاد ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ
قشیریہ مین باوجود اونکی صلابت واستقامت کے اپنے مذہب مین یعنے مذہب شافعی مین
اور باوجود اونکے مقدم ہونیکے طریقہ عالیہ تصوف مین کہ مینے سنا استاد ابو علی دقاق سے
کہ وہ فرماتے تھے کہ مینے یہ طریقہ لیا ابو القاسم نصر آبادی سے اور اونہون نے کہا کہ مینے
لیا حضرت سیدنا شبلی سے اور انہون نے حضرت سیدنا سری سقطی سے اور انہون نے
حضرت سیدنا معروف کرخی سے اور انہون نے حضرت سیدنا داؤد طائی سے اور انہون نے

حضرت امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ سے انتہی۔ امام زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین
کہ سیدنا عبد الکریم ابو القاسم قشیری مفسر اور فقیہ اور نحوی اور لغوی اور ادیب اور کاتب اور
شجاع جامع تھے محاسن و کمالات صوری و معنوی کے ایسے فرد فرید اور علامہ وحید تھے کہ
دیکھنے والون نے نہین دیکھا شافعی مذہب تھے ۳۷۶ہجری مین پیدا ہوے حدیث کی
سماعت کی حاکم وغیرہ سے اور خطیب وغیرہ نے اونسے روایت کی اور تصانیف علوم
دینیہ مین اون سے مشہور اور بہت ہین ۴۶۵ھ مین وفات پائی کذا فی الطحطاوی لنعم ما قیل
ع ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند ؛ روبہ از حیلہ چہ سان بگسلد این سلسلہ را ؛ و نیز صاحب
درمختار لکھتے ہین کہ ہر ایک اکابر ائمہ دین و حضرات موصوفین نے امام ابو حنیفہؒ کی مدح و ثنا
بلیغ کی اور اونکی فضیلت و عظمت و شان جلالت کا اقرار کیا سو تعجب کرتا ہون تجھسے اے
بھائی کیا تجکو نیک پیروی نہین ہی ان بزرگان دین و علماء راسخین کے اتباع و تقلید مین
اور کیا معاذ اللہ انپر جھوٹ بولنے کا گمان ہی تجکو اس افتخار اور اقرار مین انتہی سیدی علی خواص
لکھتے ہین کہ اگر مقلدین امام مالکؒ و مقلدین امام شافعیؒ بنظر حق اندیشی بر سر انصاف آوین
تو ضعیف نہ جانین کسی قول کو اقوال امام ابو حنیفہؒ سے بعد اسکے کہ سنین اور سمجھین وہ اپنے
ائمہ کے بیانات کو جو انہون نے امام ابو حنیفہؒ کی مدح و ثنا بلیغ کی ہی اور کمال تعظیم و تکریم کی
ہی جیسا کہ مذکور ہوچکا ہی قول امام مالکؒ کا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر امام ابو حنیفہ مناظرہ کریں میرے
ساتھ اس باب مین کہ یہ اسطوانہ سونے کا ہی یا چاندی کا تو البتہ وہ ثابت کردے اپنی دلیل و
براہین سے۔ چھٹا طعن بعض حاسدین و متعصبین کوتاہ نظر امام ابو حنیفہ پر یہ بھی طعن کرتے
ہین کہ امام صاحب نے قرأتون متواترہ سے عدول کرکے قرأتون شاذہ کو اختیار کیا۔
جواب یہ طعن اونکا لائق اعتماد و اعتبار نہین ہی چنانچہ اس باب مین علامہ ابن حجر مکی خیرات
حسان مین لکھتے ہین کہ طریقون متعددہ سے مروی ہوا کہ امام صاحب نے قرأت کو لیا ہی
حضرت امام عاصمؒ قاری سے جو بالاتفاق قراء سبعہ مین سے ہین اسصورت مین مفسرین وغیرہ
مین سے ایک جماعت کا جو یہ بیان ہی کہ امام صاحب نے قرأتون شاذہ کو اختیار کیا ہی
اور اپنے ثبوت دعوے مین محمد بن جعفر خزاعی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہین جسمین انہون نے

چھٹا طعن

امام صاحب کی قرأتون شاذہ کے اختیار کرنیکا بیان کیا ہی اسکی تردید مین علامہ موصوف
دو جواب لکھتے ہین اول یہ کہ بہ تحقیق تشنیع کی ہی اس باب مین ائمہ حفاظ متاخرین نے۔ دوسرا
جواب یہ ہی کہ ایک جماعت اکابر علماء دین جنمین دار قطنی بھی ہین تصریح کرتے ہین اس
امر کی کہ کتاب مذکور موضوع ہی نہین ہی کوئی اصل اوسکی اور امام ابو حنیفہ بری اور پاک ہین
اس تہمت سے کیونکہ وہ کامل العقل ہین اور حفظ دین وتقوی مین کامل واکمل ہین دور ہین
اس سے کہ وہ عدول کرین قرأتون متواترہ سے قرأتون شاذہ کیطرف انتہی ونیز علامہ
موصوف لکھتے ہین کہ یہ بات باتفاق علماء دین ثابت ہی کہ امام ابو حنیفہؒ مانند تمامی اکابر ائمہ
دین کے ہین جنپر صادق آتا ہی قول حقتعالی کا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
اور درجہ صادق آنیکی ظاہر ہی کہ یہ سب حضرات کبار دین محمدی مین کمالات عالیہ وکرامات
جلیلہ ومقامات اقصے وغایت زہد اور ورع مین مسلمات ملت مصطفویہ ومعتقدات اکابر ثقات
شیوخ عرب وعجم سے ہین نہین انکار کرتا کوئی اونکا مگر معاند جہول لقول علماء فحول پس
بالتحقیق یہ گروہ برگزیدہ دوستان خدا سے ہی اور حقیقت وشریعت دونون مین کامل وجامع
ہین انکی شان وعظمت کا گھٹانے والا اور توہین درخت کرنیوالا بالیقین مستحق وبال ونکال
ابدی ہی کیونکہ انکے ساتھ جدل ومخاصمت حقیقت مین محاربہ باللہ وبالرسول ہی اور جو
محارب اللہ ورسول کا ہی وہ بالیقین ہلاک ہو نعوذ باللہ من ذلک اور ان معاندین کی وبال
ونکال کے ثبوت کے لئے یہ حدیث کافی ہی جو بسند جید مروی ہوی فرمایا رسول مقبول
صلعم نے کہ جسنے کسی کے حق مین کوئی کلمہ شنیع کہا کہ وہ اوس سے بری ہی حقتعالے اسکو
عیب دار کر دیتا ہی اوسمین اور حق ہی اللہ پر یہ کہ اوسکو قید کرے جہنم مین کہ وہ انکی کہے
ہوے کو پورا کرے۔ اور دوسری روایت مین یہ مذکور ہوا کہ جس نے کسی مومن کے حق مین
کوئی ایسا کلمہ عیب کا کہا جو اوسمین نہین ہی حقتعالے اوسکو ٹھہراویگا ردغہ خبال مین یعنے
اوسجگہہ اوسکو داخل کریگا جہان عصارہ اہل نار ہوگا یہانتک کہ نکلجاوے برائی اوس کلمہ
کی جو اوسنے کہا ہی غرض بتصریح صدرا اکثر اکابر علماء دین خصوص صاحب در مختار لکھتے ہین
کہ سیدنا امام اعظم کے زہد وتقوی ودیانت وامانت وکمال علم وفضل پر سب ائمہ دین کا

اتفاق ہی اور قوت قدسیہ اجتہادیہ وغیرہ محامد و محاسن جلیلہ مین کوئی دوسرا انکا شریک نہین اس بنا پر جملہ ائمہ دین وارکان شرع متین یکے بعد دیگرے ایسے یومنا ہذا تک ملت و شریعت مین بالاتفاق امام ابوحنیفہؒ کے تابع و مقلد چلے آتے ہین پس جو بات اون بزرگان دین کی سمجھ بوجھ کے خلاف ہی وہ مردود ہی اور ایجاد باطل اور نامقبول ہے شارح کا یہ خطاب اون لوگون سے ہی جو امام ابوحنیفہ کے امر مین منکر ہین یا متردد ہین اور تفصیلی بیان ان امور کا اس کتاب مین تفصیلی مذکور ہی۔ میزان شعرانی مین مذکور ہوا کہ نہین طعن کیا کسی نے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر بوجہ جہل کے کہ جاہل رہے اوسکی دلیل سے یا دقت و باریکی اوسکی سے خصوصاً امام ابوحنیفہ کہ اجماع کیا سلف و خلف نے اونکے کمال علم اور ورع و غایت عبادت و طاعت پر اور دقت مدارک و استنباطات اونکے پر اور حاشا للہ وہ دور رہے اور محفوظ رہے دین الٰہی مین اوس راے سے کہ نہین شہادت دی ہو اوسکی ظاہر کتاب و سنت نے وما طعن احد فی قول من اقوالہم الا لجہلہ بہ اما من حیث دلیلہ واما من حیث دقۃ مدارکہ علیہ واستنباطاتہ وحاشاہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لا تشہد لہ ظاہر کتاب ولا سنۃ انتہیٰ ساتوان طعن یہ ہی کہ ثبوت تقلید مین کوئی نص قطعی نہین وارد ہوئی ہی پس کسی شے کے لزوم اور وجوب کو بلا دلیل شرعی اپنے نفس پر واجب کر لینا قطعاً باطل ہی۔ جواب۔ یہ مقولہ فریق مخالف کا محض تعصب و نفسانیت ہی و کوتاہ نظری و حق پوشی پر نادی باعلے ندا ہی چنانچہ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے کتاب مجید مین مقامات عدیدہ مین تقلید ائمہ دین و اتباع علماء مجتہدین سے مومنین کو متنبہ فرمایا اور اونکے اتباع و اطاعت کو اپنے اور اپنے رسول کی اطاعت کیساتھ منضم و ملحق فرمایا منجملہ اونکے ایک یہ آیت ہی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اے مومنین اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور اونکی جو تم مین سے اہل الامر ہین۔ بعض مفسرین نے اولے الامر منکم سے امرا و سلاطین مراد لئے ہین نہ مجتہدین شریعت بوجہ اسکے کہ تعمیل حکم مجتہدین شریعت عین اطاعت خدا و رسول ہی کیونکہ اگر انکا حکم مغایر حکم خدا و رسول ہوتا تو اولے الامر منکم سے علماء امت اور مجتہدین شریعت مراد ہوتی چنانچہ صاحب

بیضاوی لکھتے ہین کہ اس معنی کی تائید کرتا ہی قول حقتعالے کا فان تنازعتم فی شئی فردوہ
الی اللہ والرسول بدلیل اسکے کہ مقلد کو جائز نہین کہ نزاع کرے مجتہد سے اوسکے حکم
مین بخلاف احکام امرا کے وھو یوید الوجہ الاول اذ لیس للمقلد ان ینازع المجتہد فی حکمہ بخلاف
المرؤس اور اسیطرح تفسیر احمدی مین مذکور ہوا۔ علامہ رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین کہ
اولی الامر منکم سے مراد امراء حق اور ولاۃ عدل ہین مثل خلفاء راشدین اور اونکے تابعین
ومقلدین بوجہ اسکے کہ حقتعالے نے واجب فرمادی اطاعت اولی الامر کی پس وہ لوگ جنکو
شریعت محمدی مین منصب امر ونہی حاصل ہی وہ نہین ہین مگر ائمہ مجتہدین کیونکہ جس شخص کو
کتاب وسنت کے معانی ومطالب ودقایق کی فہم وقدرت واستنباط احکام نہ حاصل ہو اگرچہ
مفسر ومحدث کیون نہو اوسکے امر ونہی کا بھی اعتبار نہین ہی پس نہین ہی نزاع اسمین
کہ جماعت صحابہ کرام اور تابعین نے اولی الامر منکم کو علماء دین پر حمل کیا ہی۔ اور علماء سی
مراد وہ ہین جو مجتہد احکام شرعی ہین چنانچہ روایت ثعلبی کی ابن عباسؓ سے اور قول مجاہد
وضحاک یہی ہی۔ ونیز مذکور ہوا کہ اعمال امراء وسلاطین موقوف ہین فتاوی علماء دین پر
پس حقیقت مین علماء دین امیر الامراء ہین لہذا حمل کرنا آیت اولی الامر منکم کا علماء دین
پر اولے ہی اور فی الواقع ائمہ دین کیون نہون جنکے باب مین مخبر صادق نے ارشاد فرمایا
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ والعلماء ورثۃ الانبیاء۔ اسیطرح تفسیر معالم التنزیل مین
بروایت سیدنا عباسؓ وسیدنا جابرؓ مروی ہوا کہ۔ اولی الامر منکم سے مراد فقہا وعلما ہین
جو تعلیم کرتے ہین احکام دین کی اور یہی قول حسن اور ضحاک اور مجاہد کا ہے بدلیل قولہ تعالی
ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم آہ۔ اور دوسری یہ آیت ہی۔ ولو ردوہ الی الرسول
والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم آہ۔ معالم التنزیل مین یستنبطونہ منہم کی تفسیر مین
مذکور ہوا کہ مستنبطین اور مستخرجین سے مراد علماء دین ہین۔ اور بعض کے نزدیک اولی الامر سے
مراد اصحاب ذوی الرای صحابہ ہین مثل سیدنا ابی بکرؓ وسیدنا عمرؓ وسیدنا عثمانؓ وسیدنا علیؓ
کے۔ اور تفسیر احمدی مین مذکور ہوا کہ بعض کے نزدیک یہان اولی الامر سے مراد علماء شریعت
ہین۔ اور بعض کے نزدیک بوجہ عموم آیت کے اولی الامر سے مراد ہر صاحب حکم ہے

امام ہو یا امیر - سلطان ہو یا حاکم ہو عالم ہو یا مجتہد قاضی ہو یا مفتی - بلحاظ مراتب تابع ومتبوع
اسوجہ سے کہ نص مین اطلاق ہی پس اوسکو بلا دلیل فائدہ خصوص نہین حاصل ہی و نیز
مذکور ہوا کہ اگر کسی امر دین مین اختلاف واقع ہو تو اوسکو رد کرو طرف اللہ کے یعنی طرف کتاب
اللہ کے اور اوسکے رسول کیطرف جبتک کہ وہ زندہ ہی اور بعد وفات اوسکی کے اوسکی سنت کیطرف
رجوع کرو پس رد کرنا طرف کتاب وسنت کے واجب ہی اگر وہ حکم پایا جاوے اوسمین اور اگر نہ
پایا جاوے اوسمین تو سبیل اسکی اجتہاد ہی بہر کیف خدا تعالے نے حکم کیا جاہلین کو اطاعت علما
کے ساتھ اور علماء کو اطاعت ائمہ مجتہدین کے ساتھ بدلیل آیت کریمہ مذکورہ پس اولی الامر
جبتک عادل ہی اوسکی اطاعت واجب ہی والا لا لقولہ صلعم لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق -
اور اس آیت مین جواز قیاس پر دلیل ہی بوجہ اسکے کہ جسکا علم وادراک تلاوت اور روایت سے
ہی وہ نص ہی اور جسکا ادراک بالاستنباط ہی وہ قیاس ہی اور یہ دونون آیتین خاصکر
اکثر علم اصول فقہ کو شامل ہین اور حمل ان آیات کا ائمہ معصومین پر جیسا کہ قول روافض کا
ہی بوجوہ عدیدہ قویہ صحیحہ بعید و نامسموع ہی - تیسری یہ آیت ہی ثم اورثنا الکتاب الذین
اصطفینا من عبادنا آہ یعنے پہر وارث کردیا ہمنے کتاب کا اون لوگونکو جنکو ہمنے برگزیدہ و
مقبول کیا اپنے بندون مین سے صاحب بیضاوی لکہتے ہین کہ مراد یہان سے علماء امت
صحابہ کرام ہین اور جو اونکے بعد ہوئے یا تمام امت محمدیہ پس بتحقیق کہ حقتعالے نے برگزیدہ
کیا اونکو سب امتون پر - توضیح مقام یہ ہی کہ بعد زمانہ صحابہ کرام وحضرات تابعین بوجہ نہ ترتیب
پانے کتب دینیہ کے احادیث وآثار مین شکوک وشبہات واحکام عبادات ومعاملات مین
انواع تلبیسات پیش آنے لگے تب ائمہ وقت نے یہ شورش عظیم واختلال فی الدین دیکہکر
بصدق نیت معنوی بمراد تکمیل شریعت مصطفوی بلاد حجاز وشام وعراق ویمن وخراسان مین
گشت کیا اور ہر مقام کے اکابر وقت وشیوخ عہد سے ملاقات کی اور بعد حصول ملازمت
وچندے صحبت ہر ایک اکابر وقت سے احادیث وآثار کو جمع کیا ازان بعد اونمین سے بکمال
صدق نیت وغایت امانت ودیانت سے احادیث غریبہ ونوادر وآثار کو جدا کیا اور اس ذریعہ سے
کتب احادیث ترتیب پائین اونمین سے چہہ کتابین جو عرب وعجم مین بلقب صحاح ستہ

مشہور ہین وہ یہ ہین صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی موطا سنن ابوداؤد وسنن نسائی اور علاوہ انکے دیگر کتب احادیث ہین مثل ابن ماجہ وسنن دارقطنی وسنن بیہقی وشرح السنتہ بغوی وغیرہم جزاہم اللہ خیر الجزاء فی الدارین حقتعالےٰ نے ان ائمہ دین کو یہ قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی کہ لاکھون حدیثین رسول اللہ صلعم کی اونکے سینہ معرفت گنجینہ مین مخزون تھین اور اونکے معانی ومطالب ودقائق واسرار ورموز واشارات اونکے الواح قلوب سلیمہ صافیہ مین منقوش تھے اور قوت قدسیہ حافظہ ومدرکہ کو یہ ملکہ جلیلہ حاصل تہا کہ ہر ایک حدیث کی صحت وقوت وضعف پر اور ہر ایک راوی کی ثقاہت و دیانت وامانت پر ونقصان حفظ وفسق وجہالت پر اونکو معرفت تامہ حاصل تھی۔ چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ صاحب بخاری شافعی کو ستر برس کی عمر مین سب کتابین حدیث کی یاد تہین اور چہ لاکھ حدیثین اونکے پاس محفوظ تھین اونمین سے انتخاب کرکے سولہ برس کی عمر مین صحیح بخاری شریف کو ترتیب دیا اور آپکا یہ حال تہا کہ ہزارون حدیثین ایکبار سننے سے آپکو یاد ہو جاتی تہین چنانچہ اکابر محدثین وقت واجلہ علماء عہد نے چند مجالس مین آپکے حافظہ مذکورہ کا امتحان کیا صحیح پایا اور سب نے بالاتفاق ان ہذا الشئی عجاب وذلک فضل اللہ کہا۔ اسیطرح مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کو تین لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا۔ اور ابو داؤد نے اپنی کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کرکے چار ہزار آٹھ سو حدیثون سے ترتیب دیا۔ بالجملہ اسیطرح سب اکابر محدثین وائمہ دین علے سبیل المراتب اپنے اپنے عہد مین فضائل وکمالات علمی وعملی مین فرید زمانہ اور وحید ویگانہ ہوئے جنکا تفصیلی بیان حد امکان سے خارج ہی پس ظاہر ہی کہ یہ سب حضرات مقدسہ نفوس متبرکہ جماعت ائمہ مجتہدین کے فیضان صحبت وتعلیم وہدایت سے علوم دینیہ مین فیضیاب وکامیاب ہوے اور اونکے ارشاد وہدایت واصول کے مطابق کمال حفظ ودیانت سے کتب احادیث ترتیب دین اور مدۃ العمر اونکے اقوال وافعال واحکام واجتہاد کے اصول وفروع عبادات ومعاملات مین مقلد رہے اور بلاد عرب وعجم مین باعث رونق وترقی دین مصطفوی ہوئے اور حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی کہلائے۔ مقام انصاف ہی کہ اگر یہ ائمہ دین ابتغاء لوجہ اللہ احادیث نبوی کی تکمیل وترتیب مین اعلے درجہ کا

حسن نظام وکمال اہتمام نہ فرماتے تو احادیث نبوی کا صحیح وغیر صحیح ہونا و متواتر و غریب و حسن
وضعیف ہونا اور معلق و مرسل و معضل و متصل و منقطع و موضوع و منکر ہونا و مضطرب و شاذ
ومعلول و مرفوع ہونا کیونکر معلوم ہوتا مگر غور کا مقام ہی کہ با اینہمہ فضل و کمال علمی و عملی یہ سب حضرات
ائمہ مجتہدین کیسے تابع و مقلد تھے اور جملہ احکام اجتہادی کو حق سمجھکر حلقہ بگوش تھے۔ فی الحقیقت
حضرات ائمہ مجتہدین کو دین محمدی مین بارگاہ خداوند ارحم الراحمین وعالیجناب سید الانبیاء
والمرسلین رحمتہ للعالمین سے ایسی شان عظیم عطا ہوئی تھی کہ بعد صحابہ کرام وائمہ عظام اصطفینا
من عبادنا کیے یہی مصداق تھے جنہوں نے شریعت محمدی مین مسائل دینیہ جزئیہ کو
کتاب وسنت سے مستنبط کیا اور اون سب احکام اجتہادیہ کو علماء راسخین عرب وعجم نے
بتعمیل امر جلیل واولی الامر منکم بالراس والعین تسلیم کیا اور اسکو بعینہ اتباع کتاب وسنت کی سمجھی
جو تھی آیت یہ ہی وکذلک جعلناکم امتہ وسطا آہ۔ اس آیت شریف کی تفسیر مین علماء محققین بحث
طویل لکھتے ہین خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ بوجہ اسکے کہ تقلید ائمہ پر اجماع امت منعقد ہوا ہی بصورت انکار
اوسکی تضلیل امت مرحومہ لازم آتی ہی جسکی عدالت نص قطعی سے ثابت ہی وکذلک جعلناکم امتہ وسطا
مولانا خاتمہ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رہ اس آیت شریف کی تفسیر مین لکھتے ہین
کہ اس آیت سے صاف مفہوم ہوا کہ اجماع اس امت کا حجت ہی اور مطابق اوسکے عمل واجب
ہی اور مراد اس سے اہل ہر زمانہ کے ہین مگر چونکہ وہ مخلوط ہوتے ہین یعنے عالم وجاہل وصالح
وفاسق سب اونمین موجود ہوتے ہین لہذا قرائن عقلیہ سے معلوم ہوا کہ اعتبار علماء مجتہدین
کے اقوال پر ہے نہ انکے غیر پر بہر حال اجماع انکا خطاء پر ممکن نہین ہی ورنہ یہ امت بمقتضائی
کنتم خیر امتہ وامتہ وسطا خیار وعدول نہوگی اور درمیان انکے اور دوسری امتون کے کچھہ
فرق وامتیاز نرہیگا پس یہ ایک شرف عظیم ہی کہ واجب القبول ہی ایسا ہی حکم اس امت کا
بحالت اجماع خطا سے معصوم ہی اور واجب القبول ہی چنانچہ اسی بناء پر صحیح حدیث مین
وارد ہوا لا تجتمع امتی علی الضلالتہ۔ قاضی صاحب تفسیر مظہری مین لکھتے ہین کہ اس آیت
سے استدلال کیا جاتا ہی اجماع کی حجت ہونے پر پس بطلان ایسی شی کا جسپر اجماع منعقد
ہوا اونکی عدالت کے منافی ہی جسکا ثبوت نص صریح مذکور ہے و نیز تفسیر احمدی مین

مذکور ہوا کہ اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہی اجماع کے حجت ہونے پر پس بربناء اسکے کہ خدا تعالیٰ نے وصف کیا ہی اس امت کا عدالت وعدل کے ساتھ اسکا مقتضا یہ ہے کہ مقبول ہو قول اوسکا یعنی جسوقت کہ وہ اتفاق کرین کسی امر پر تو لازم ہو قبول کرنا اوسکا ایسا ہی مذکور ہوا تفسیر مدارک مین اور اسی معنی پر میلان کیا ہی قاضی بیضاوی نے۔ اور امام فخر الاسلام بزدوی نے تین آیتون سے امت محمدیہ کی عدالت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہی۔ ایک آیت مذکورہ اور دوسری آیت کنتم خیر امۃ اور تیسری آیت ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین آہ پس بمقتضاے آیات کریمہ جو غیر طریق مومنین اختیار کریگا وہ لاریب واصل جہنم ہوگا۔ توضیح مین مذکور ہوا کہ وجہ استدلال تیسری آیت مذکورہ کے ساتھ یہ ہی کہ حقتعالیٰ نے جمع فرمایا یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المومنین دونو نکو وعید مین اور اسمین شک نہین کہ مشاقۃ الرسول تنہا مستوجب وعید ہی پس اگر اتباع غیر سبیل المومنین حرام وممنوع نہوتا تو اوسکو مشاقۃ الرسول کے ساتھ ضم کرنے مین کوئی فائدہ نہ حاصل ہوتا لہذا بتصریح صدر جبکہ اتباع غیر سبیل المومنین حرام ہوا تو لامحالہ اتباع ایک طریق کا طریقون سے واجب ہوگا بدلیل قولہ تعالیٰ قل ہذہ سبیلی پس واجب ہوگا اتباع سبیل المومنین کا اور تلویح مین وجہ استدلال باینطور مذکور ہوئی کہ حقتعالیٰ نے آیت شریف مین اتباع غیر سبیل المومنین کے ساتھ ضم کری اوسکی مشاقۃ الرسول کیطرف کہ وہ کفر ہے پس لامحالہ وہ حرام ہوگا اسواسطے کہ ضم کرنا مباح کا حرام کیطرف وعید مین نہین ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ جب اتباع سبیل المومنین کا واجب ہونا اور اتباع غیر سبیل المومنین کا حرام ہونا ثابت ہوگیا تو حضرات ائمہ مجتہدین اربعہ کی تقلید جو بالاجماع سبیل المومنین ہی ہمپر واجب ہوگئی اور غیر سبیل المومنین کا اتباع ہمپر حرام ہوگیا۔ اب غور کرنیکا مقام ہی کہ فریق مخالف نے جو پانچوان مذہب ایجاد کیا ہی وہ بالیقین طریق غیر مومنین کا ہی اور اوسکے عدم جواز وبطلان پر اجماع ناطق ہی لہذا بتصریح صدر تقلید اوسکی قطعاً حرام ہوگئی کہ مفاد اوسکا فسق وضلال ہی اور عجب نہین کہ یہ معنی منجر بانکار ہوکر مآلا مستلزم کفر ہو دے العیاذ باللہ تنبیہ مقام بصیرت وعبرت ہی کہ تعصب وعناد طائفہ غیر مقلدین کا جناب ائمہ دین خصوصاً امام الائمہ سیدنا امام اعظمؒ کے ساتھ اس نوبت کو پہونچا

کہ بوجہ غایت تعصب واصرار باتباع غیر سبیل المومنین کلام اونکے فسق وضلال وکفر مین
درمیان مین آیا حق تعالے اس فرقہ بے ادب کو دیدہ انصاف حق بین وعقل قویم وقلب
سلیم عطا فرماوے کہ اس تعصب وعناد وفسق وضلال سے باز آوین کیونکہ اس آشوب مین
اس فرقہ کی قساوت وہجوم شرارت سے باہم مومنین سخت فتنہ وفساد اور کثرت نفاق
واختلاف یوماً فیوماً بڑہتا جاتا ہی خصوصاً عامۂ مومنین مین سے جو اشخاص کوتاہ نظر ونافہم بیخبر
ہین وہ اس بلا مین زیادہ مبتلا ہین اور چونکہ اس ضلالت کیطرف ہادی ورہبر اونکے غیر مقلدین
ہین لہذا وبال ونکال اونکا بھی عائد اونکی طرف ہی لہذا ایسے ہجوم آشوب بیعلمی مین سعید وہ
شخص ہی جو بمقتضای قول عارف ؎ نخست موعظت پیر صحبتم این ست ؛ کہ از مصاحب ناجنس
احتراز کنید ؛ مجالست ومصاحبت ان مفسدین بئس القرین سے بہاگے اور اس قوم کے
پیچہے اقتدا نکرے کیونکہ اصرار علی المعصیتہ کفر ہی پس اجتناب اوس سے اولے ہی ہان اگر
تائب ومستغفر ہوجاوین اور اپنے قول ودعوے کے موافق حضرت امام شافعی ہی کی تقلید
مسائل عبادات ومعاملات مین بالالتزام کرین توہمکو بلاقیل وقال اونکے ساتھ اقتدا بلا
عذر جائز ہے ورنہ بالیقین یہ لوگ سواد اعظم مومنین سے خارج ہین اور حالاً ومآلاً مستوجب
وبال ونکال ومورد خسران مبین ہین خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو الخسران المبین ۔ پانچوین
یہ آیت ہی ۔ واتبع سبیل من اناب ۔ یعنی حقتعالے فرماتا ہی کہ پیچہے چل اوسکے راہ کے جو
متوجہ ہوا میری طرف ۔ ظاہر ہی کہ بعد صحابہ کرامؓ واہلبیت عظام وتابعین ذوی الاحترام مصداق
من اناب علمار ربانی مظہر فیوض سبحانی مجسم آیات رحمانی حضرات ائمہ مجتہدین ہین کیونکہ وہ
نفوس قدسیہ کلمات الٰہیہ لطائف غیبیہ مدۃ العمر بذل نفوس واموال فی سبیل اللہ واعلاء
کلمۃ اللہ ابتغاءً لوجہ اللہ توبہ واستغفار فی حضرۃ اللہ مین مصروف رہے اور ابتدا سن شعور سے
تادم واپسین اتباع ملت حنفیہ پر مستقیم رہے اور اپنی حیات مستعار وانفاس ناپائدار کو شب و
روز کتاب وسنت کے رموز واشارات واضح کرنے مین اور حل مشکلات شریعت محمدی
واستخراج واستنباط احکام دین مصطفوی مین مصروف کیا اور انجام کار یہ نفوس جلیلہ کلمات
غیبیہ ارواح قدسیہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مصداق ہوئے اور سرمایہ جلیلہ نبوت

منطوق العلماء ورثة الانبیاء کے وارث ہوے اور بزبان غیب البیان مظہر کامل خیر الناس
من ینفع الناس مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ہوے اور رسول مقبول صلعم نے اونکی
صریح مدح فرمائی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم آہ بالجملہ جبکہ رسول مقبول صلعم کو ارشاد ہوا
کہ اتباع کر تو اوسکی راہ کی جو متوجہ ہوا میری طرف تو اسحالت مین ہم متاخرین مومنین پر بنظر حفظ
دولت ایمان وعطاء حسن خاتمہ علے دین الاسلام عبادات ومعاملات مین ائمہ دین کی تقلید لازم
وضروری ہوگئی۔ چھٹی یہ آیت ہی۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنے پوچھو تم اہل ذکر سے
اگر تم نہین جانتے ہو پس ظاہر ہی کہ مصداق اسکے حضرات ائمہ مجتہدین وعلماء دین ہین جنہون نے
بتائید شرح صدر معنوی وامداد قوت غیبی بعد مضبوط کرنے فن روایت کے اور معرفت
مراتب واقسام کتاب وسنت کے تخریج مسائل جزئیہ کیطرف توجہ قلبی فرمائی اور اونکی ترتیب
وتکمیل مین طریق سلف کو نصب العین رکھا یعنی اون حضرات نے اولاً ہر مسئلہ عبادات ومعاملات
مین کتاب وسنت واقوال صحابہ پر عمل کیا اور بصورت اونہین نہ پانے کے اجتہاد جاری کیا
پس کوئی مسئلہ اون مسائل مین سے جنمین سابقین نے کلام کیا تھا اور نیز اونہین سے
جو خاص حوادث وقضایا اونکے زمانہ مین واقع ہوے ایسا نتھا جسمین اونکو حدیث مرفوع
متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن لایق اعتبار نہ ملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا دیگر خلفاء
یا دیگر قضاۃ وفقہا کا نہ پایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط نہ کیا ہو خلاصہ
یہ کہ حقتعالے نے کتاب وسنت دونونکو حضرات ائمہ مجتہدین پر علماً وعملاً آسان فرما دیا
یعنے اونکے قلوب سلیمہ پر جو حقیقت مین صحائف ربانی اور لطائف غیبی رحمانی تھی کتاب
مجید کی آیات محکمات ومتشابہات کے رموز واشارات بلیغہ ومعانی ومطالب دقیقہ وخفیات
مشکلہ کھولدیے۔ اسیطرح احادیث نبویہ کے معانی جلیلہ ومطالب عالیہ کے فہم ومعرفت
وقوت قدسیہ اجتہاد واستخراج واستنباط فروعات مبدا فیاض سے ان حضرات کو عطا
فرمائی گئی۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ بہر کیف بعد صحابہ کرام وائمہ عظام مراد اہل ذکر
سے حضرات علماء مجتہدین ہین یعنی امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی تابعی۔ پھر امام
المدینہ حضرت امام مالک پھر قریشی نسب حضرت محمد بن ادریس امام شافعی ہین پھر حضرت

امام احمد حنبل زان بعد اونکے امثال واقران یکے بعد دیگرے اکابر ائمہ دین وعلماء راسخین ہین جنکی ذات بابرکات کے فیضان سے ممالک عرب وعجم دین محمدی کے انوار وبرکات سے مالامال ہین اور اونکے احکام اجتہادی حدود وقصاص ونکاح وطلاق وبیع وشرا وہبہ واجارہ ومواریث وغیرہ جزائر وبلاد ربع مسکون مین ایسے یومنا معمولات ومسلمات علماء دین سے ہین لہذا علماء سنت جماعت کا مذہب حق وطریق حق یہی ہی کہ حضرات ائمہ مجتہدین ہر ایک اپنے اپنے عہد کرامت مہد مین صفات وکمالات علمی وعملی مین فرید زمانہ اور وحید ویگانہ تھے آجتک مثل ان علماء ربانی کے کتاب وسنت کے معانی ودقائق ومطالب وحقایق کا جاننے والا اور مسائل شرعی کا استنباط کرنیوالا دوسرا کوئی نہین ہوا زان بعد حسب مراتب یکے بعد دیگرے ائمہ علماء دین طبقات حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ سے ہین پس جنہے کہ ان اکابر دین کے احکام اجتہادیہ کی تقلید واطاعت کی اونے بالیقین کتاب وسنت کا اتباع کیا اور یا ایہا الذین امنوا کا مصداق ہوا اور دنیا سے دولت ایمان اپنے ساتھ لیگیا اور جسنے کہ اونکی تقلید واتباع مین قیل وقال لایعنی ونزاع وحجت بیمعنی کی وہ بالیقین شاہراہ سعادت وسبیل نجات آخرت سے گمراہ ہوگیا فماذا بعد الحق الا الضلال غور کرنیکا مقام ہی کہ غیر مقلدین کا جو یہ قول ہی کہ فقہ کے چہوٹے چہوٹے مسئلونکو کتاب وسنت سے ملانا چاہیئے جو اونکے موافق ہون اونکو مان لینا اور جو مخالف ہون اونکو اونکے کہنے والے کے منہ پر مارنا چاہیئے ایسا جنون وہذیان وشورش طغیان وکفران ہی فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ظاہر ہی کہ زبان انسان نے فالج ولقوہ نہین بند ہوتی فرقہ مرتدین وطائفہ ضالین من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی غلوی نفسانیت وشورش جہالت مین بغلبہ ہجوم قساوت ویمدہم فی طغیانہم یعمہون بہت کچہہ بہکے ہین اور شقاوت وضلالت کی سیاہ ہستی مین اس سے زیادہ بک گئے ہین ؎ قیل ان اللہ ذو ولد قیل ان الرسول قد کہنا ۔ مگر انصاف کا مقام ہی کہ درصورتیکہ علماء سلف وخلف ارباب شریعت وطریقت دونون فریق نے ان ائمہ دین کو مرشد ورہنما دینی ودنیوی تسلیم کیا ہو تو اب تیرہ سو برس کے بعد ملا جہاء بطال کذاب کا اپنی تابعین مبس القرین کو اس قسم کی

باتین تعلیم وتلقین کرکے گمراہ کرنا کہ ائمہ مجتہدین کے اجتہاد مین خطائین وغلطیان نکالو۔ اور معاذ اللہ اون مسائل کو اون اکابرین کے مُنہ پر مارو کیا کلمات کفر ہین کیا خوب فرمایا مولانا معنوی نے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکان برد۔ افسوس ان مجانین بطالین کذابین کے مفتریات لایعنی وہفوات کاذبات بمعنی پر غور کرنا چاہیئے بات اگر نیکا شعور نہین کلام سمجھنے کی تمیز نہین خاتمہ بگڑنیکا خوف نہین حیا نہین ایمان نہین معاذ اللہ کہان اونکے ہین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے محاربہ اور العلماء ورثۃ الانبیاء سے مقابلہ کیا اس باب مین طائفہ نجدیہ کو حدیث فقد آذنتہ بالحرب نہین پہونچے ہین معلوم کہ ان غیر مقلدین مصداق ثم رددناہ اسفل سافلین کا یوم بعث ونشور ہین ان الینا ایابہم ثم ان علینا حسابہم وقت محاسبہ کیا حال ہوگا۔ آب معلوم کرنا چاہیئے کہ دوسرے فریق کا یہ قول ہی کہ مطلق ائمہ مجتہدین اربعہ کی تقلید جائز ہے مگر ایک مجتہد خاص کی تقلید بالدوام و بالالتزام ناجائز ہے کیونکہ اسکا ثبوت کامل کتب دینیہ سے نہین ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ تعیین تقلید کے باب مین اکثر علماء راسخین فی العلم نے اقوال نقل کئے ہین جنکا بالاستیعاب لکھنا اس مختصر مین موجب طوالت ہی لہذا اس باب مین اوس محقق محدث کامل کی تحقیق وتنقیح کو جو مسلم الثبوت فریقین ومعتمد علیہ جانبین ہی جواباً واظہاراً للصواب ہدیۂ ناظرین مشتاقین کیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ مولانا حجۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابو طالب مکی قوت القلوب مین لکھتے ہین کہ کتابین اور مجموعات سب نئی ترتیب دئی ہوئے ہین پس لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوے دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اسکے مذہب پر اعتماد کرنا اول ودوم قرنون مین لوگونکا دستور نتھا بلکہ اسوقت دو طرح پر تھے علماء۔ اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل اتفاقیہ یعنی جنمین مسلمانونکے باہم یا جمہور مجتہدین کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسیکی تقلید نہین کرتے تھے اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز و زکوۃ وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادون یا اپنے شہرونکے معلمین سے سیکھ لیتے تھے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین

جس مفتی کو پاتے بدون تعیین مذہب کے پوچھ لیتے چنانچہ ابن ہمام آخر تحریر مین لکھتے ہین
کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے یعنی ایک مفتی کا التزام نکرتے اور صحابہ
وتابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب اونکو کوئی حدیث پہونچتی تو بدون لحاظ کسی شرط کی وہ اسپر
عمل کر لیتے اور بعد دو صدیون کے لوگون مین معین مجتہدون کا مذہب اختیار کرنا ظاہر ہوا پس
ایسے آدمی کم تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نرکھتے ہون غرض اسوقت مین مذہب معین
کی پابندی واجب ہوگئی مگر اسجگہہ فریق مخالف کا ایک بہت بڑا اعتراض مشہور یہ ہی کہ ایک چیز
ایک وقت مین غیر واجب اور دوسرے وقت مین واجب کیسے ہوسکتی ہی یعنے شریعت تو ایک
ہی ہی پھر تمہارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پیشتر واجب نتھا پھر واجب ہوگیا باہم متناقض اور
متنافی ہی۔ اسکے جواب مین مولانا ممدوح رسالہ انصاف مین لکھتے ہین کہ واجب اصلی
تو یہ ہی کہ امت مین ایسا شخص ہو کہ فرعی احکام کو معہ تفصیلی دلائل کے پہچانتا ہو اسبات پر
سب اہل حق کا اتفاق ہی اور جس بات پر واجب موقوف ہوتا ہی وہ بھی واجب ہوتی ہی اور
جس صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب
ہی اور جب اوسکا ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصل کرنا واجب ہی مثلا جب آدمی
سخت بھوک مین مبتلا ہو کہ اوس سے مرنیکا خوف ہو تو بھوک دور کرنیکے کئی طور مین جیسے
کھانا مول لینا اور جنگل سے میوونکا چننا اور قوت کی چیز کو شکار کرنا پس ان طریقون سے
کسی چیز غیر معین کا بہم پہونچانا واجب ہی اور اگر بھوکا ایسی جگہہ مین ہو کہ وہان شکار اور
میوے نہون تو اوسپر مال خرچ کرنا کھانے کے خریدنے مین واجب ہی۔ اسیطرح سلف
کو اس واجب اصلی کے حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا حاصل
کرنا اونپر واجب تہا پھر یہ سب طریق مسدود ہوگئے صرف ایک طریق رہگیا تو وہی خاص
طریق واجب ہوگیا مثلا سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو لکھتے نہ تھے پھر آج حدیث کا لکھنا واجب
ہی اسلئے کہ روایت حدیث کی اسلئے آج کوئی سبیل سوائے ان کتابونکے جاننے کے
نہین ہی۔ اور سلف کا دستور تہا کہ علم نحو اور لغت مین مشغول نہوتے تھے اور انکی زبان
عربی تھی ان فنون کی محتاج نہ تھی پھر ہمارے وقت مین لغات عربی کا جاننا واجب ہوگیا

کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا اور جس بات کی ہم تقریر کر رہے ہین اوسکے شواہد کثیرہ
ہین پس اسی پر ایک امام معین کے تقلید واجب ہونیکو قیاس کرنا چاہیے کیونکہ تقلید امام معین
کبھی واجب ہوتی ہی اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی ہندوستان کی ممالک
اور ماوراء النہر کے شہرون مین ہو اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہان نہو اور نہ
ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہی کہ تقلید امام ابوحنیفہ کی کرے اور اوسپر حرام ہی
کہ مذہب امام ابوحنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ اس صورت مین شریعت کا پھندا اپنی گردن سے
نکالکر مہمل بیکار رہجائیگا بخلاف اوس صورت کے کہ حرمین شریفین مین ہو کیونکہ وہان
اوسکو سب مذہبون کا پہچاننا ممکن ہی اور اوسکو یہ کافی نہین کہ بدون وثوق کے گمان
پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبانون سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی
کتاب غیر مشہور سے کوئی قول لیوے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفایق شرح کنز الدقایق
سے مولانا ممدوح نے رسالہ انصاف مین نقل فرمائی ہین علے ہذا ینبغی ان یقاس وجوب
التقلید لامام بعینہ فانہ قد یکون واجبا و قد لا یکون واجبا فاذا کان انسان جاہل فی بلاد الہند
وما وراء النہر ولیس ہناک عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب ہذہ المذاہب
وجب علیہ ان یقلد من مذہب ابی حنیفۃ و یحرم علیہ ان یخرج من مذہبہ لانہ حینئذ یخلع
من عنقہ ربقۃ الشریعۃ و یبقی سدی مہملا بخلاف ما اذا کان فی الحرمین فانہ یتیسر لہ
ہناک معرفۃ جمیع المذاہب ولا یکفیہ ان یاخذ بالظن من غیر ثقۃ ولا ان یاخذ من السنۃ
العوام ولا ان یاخذ من کتاب غیر مشہور کما ذکر کل ذلک فی النہر الفائق شرح کنز الدقائق
دوسرا اعتراض فریق مخالف کا یہ ہی کہ جب بالاجماع یہ امر ثابت ہوا کہ مذاہب ائمہ
اربعہ حق ہین اور ان چارون مین حق دائر ہے یعنے ایک مین محصور و مقید نہین ہی کہ
فلان ہی مذہب مین حق ہی اسکے سوا دوسرے مین نہین ہی تو ایسی حالت مین تعیین
ایک مجتہد کے مذہب کے ساتھ کس بنا پر ہے۔ جواب۔ اس باب مین حضرت شیخ
محدث دہلوی شرح سفر السعادت مین لکھتے ہین کہ مصلحت اور قرارداد اکابر علماء دین
اس آخر زمانہ مین تعیین و تخصیص مذہب کی ہی کیونکہ ضبط اور ربط احکام شرعی و اصلاح

امور دینی و دنیوی مقلد کا اسی مین ہی اور یہی ملا علی قاری اپنے رسالہ مین جو تالیف کیا
ہی قفال کے رد مین لکہتے ہین کہ واجب ہی مقلد پر تعیین ایک مذہب کی مثلاً مذہب شافعی
کی یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہ کے جمیع فروع اور وقائع مین۔ اور یہ نہین جائز ہی کہ
جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کر لے اور جو چاہے مذہب ابو حنیفہ سے قبول کرے
کیونکہ اسکے جواز مین کام موٗدی ہوگا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا
نفی تکلیف ہی کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی امر کی ہی اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اوسکے
تحلیل کو یا عکس اسکا تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے
تو ایسی حالتمین حلت وحرمت کا تحقق جاتا رہا اور اسمین صریح اعدام تکلیف ہی اور ابطال ہی
اوسکے فائدہ کا اور استیصال ہی اوسکی بنا کا اور یہ باطل ہی بلفظہ اعبارتہ بل وجب علیہ ان یعین
مذہبا من المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذہب مالک واما مذہب
ابی حنیفۃ ولیس ان یتحل من مذہب الشافعی ما یہواہ ومن مذہب ابی حنیفۃ ما یرضاہ لانا لو
جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذہب
الشافعی اذا اقتضی تحریم الشئ ومذہب ابی حنیفۃ مثلا اباحۃ ذلک الشئ بعینہ فہو ان شاء مال
الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحلۃ والحرمۃ وفی ذلک اعدام التکلیف وابطال
فائدتہ واستیصال قاعدتہ وذلک باطل انتہی ما ذکرہ۔ چنانچہ اسی بنا پر صریح مین مذکور ہوا
لاخیر فی ان یکون فی بعض المسائل حنفیا وشافعیا فی بعض آخر یعنے نہین ہی خیر اسمین کہ
بعض مسائل مین حنفی ہو جاوے اور بعض مین شافعی لہذا مقلد کو لامحالہ ایک امام مجتہد کامل
کی ضرورت ہوگی جسکی وہ عبادات ومعاملات مین اقتدا کرے اور اوسکی تقلید بالالتزام عملاً
واجب سمجہے اس بنا پر علماء امت نے اجماع کیا ہی اسپر کہ واجب ہی عامی اور غیر عامی پر
جو نہ پہونچا ہو درجہ اجتہاد پر التزام کرنا ایک مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے جیسا کہ کہا امام
جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد
التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعنے واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہونچا ہو مرتبہ
اجتہاد کو التزام مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے۔ اسیطرح شیخ محی الدین امام نووی روضۃ الطالبین

مین لکھتے ہین کہ بقول علماء دین اجتہاد ختم ہوگیا ائمہ اربعہ کے ساتھ کیونکہ قرون وو دہور سے اب
کوئی ایسا شخص فرد فرید زمانہ وحید و یگانہ جامع العلوم و کامل الصفات نہین ہی جو مثل ائمہ
مجتہدین عالم کامل و ماہر و عارف مطالب و دقائق کتاب و سنت کا ہو اور اقوال صحابہ و تابعین سے
اور مذاہب اربعہ کے ماخذ سے و کتاب و سنت کے احکام ناسخ و منسوخ سے و معرفت اقسام حدیث
و تعدیل و جرح رواۃ و اسماء الرجال و آثار سلف سے معرفت تامہ و قدرت کاملہ رکھتا ہو اور کتب
ائمہ متقدمین و تحقیق و تنقیح ارباب پیشین پر نظر اوسکی حاوی و محیط ہو اور ملکہ اجتہاد و استنباط
احکام حاصل ہو اور یہ جامعیت اس آشوب جہل مین محالات سے ہی لہذا واجب کیا علماء نے تقلید
ایک کی انہین سے اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر۔ اما الاجتہاد المطلق فقالوا
اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتے اوجبوا التقلید واحد من ہؤلاء الائمۃ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ
انتہی اسیطرح عمدۃ المرید شرح جواہر التوحید مین مذکور ہوا کہ جسمین قابلیت اجتہاد نہو او سپر
ایک مذہب کی مذاہب اربعہ سے تقلید واجب ہی و نیز امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ عامی
پر واجب ہی کہ کسی ایک مجتہد کی تقلید کرے اور عالم غیر مجتہد عامی مین معدود ہی۔ اسیطرح
بحر العلوم شرح تحریر ابن الہمام مین لکھتے ہین کہ جو مجتہد مطلق نہو اوسکو لازم ہی تقلید کسی
مجتہد مطلق ایک کی غیر المجتہد المطلق یلزمہ تقلید مجتہد ما من المجتہدین المطلقین اور ظاہر ہی کہ
باعث اس عدم تعیین کا فریق مخالف کے لئے یا تو حصول مرتبہ اجتہادی ہی یعنی جسکا
قول حدیث صحیح کے موافق پایا اوسپر عمل کیا تو بتصریح صدر اسکا البطال ثابت ہو چکا ہی
کہ عامی و غیر عامی دونون پر مجتہد معین کی تقلید اختیار کرنا واجب ہی اور اگر بلا حصول
مرتبہ اجتہادی ہی تو بطریق اولے یہ امر مستلزم تقلید معین کو ہی و بصورت خلاف اسکے
محذورات شرعی و قباحتین بدیہی عبادات و معاملات مین ہر مومن کو بالیقین ظہور پذیر
ہونگی چنانچہ صاحب در مختار اس باب مین صاف لکھتے ہین وان الحکم الملفق باطل بالاجماع
یعنے تحقیق کہ حکم ملا جلا چند مذاہب سے مرکب کرنا بالاجماع باطل ہی اور اس باب مین بنظر
اختصار ایک دو نظیرین عام فہم لکھی جاتی ہین عاقل ہندین انصاف پسند کے سمجھنے کو
کافی ہین وہ یہ کہ مثلاً قاضی حنفی نے ثبوت نکاح بغیر شہود مین امام مالکؒ کی تقلید کی

پہر اس تقلید سے رجوع کرنیکا قصد کیا یعنے چاہا کہ اپنے مذہب کے موافق عدم لزوم
مہر کا حکم کرے تو یہ اوسکو جائز نہین کیونکہ اس عمل کا یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ جب چاہا اپنی
خواہش نفسانی پوری کرنیکے لئے ثبوت نکاح مین امام مالکؒ کی تقلید کرلی۔ اور جب منکوحہ
نے مطالبہ دین مہر کیا تو جائداد بکنے کے خوف سے عدم لزوم مہر کے باب مین مذہب حنفی کو
اختیار کرلیا تو گویا اسحالت مین حفظ حقوق بندگان خدا مین انتظام شرعی کا کچھہ لحاظ و پاس
نرہا اور حلت وحرمت کا تحقق جاتا رہا اور مذہب وملت ایک لہو ولعب صبیان ہوگیا۔ یا مثلاً وضو
مین ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب شافعی پہر مقتدی ہوکر نماز پڑہی فاتحہ چہوڑ کے بمذہب
حنفی کذا فی الطحطاوی ایسی نماز شافعی مذہب پر اسطور نہوئی کہ فاتحہ پڑہنا واجب تہا سو اوسنے
ترک کیا اور حنفی مذہب پر اسواسطے نماز نہین ہوئی کہ وضو کا فرض ترک ہوا یعنے چوتہائی سر کا
مسح ۔ غرض کسی مذہب پر نماز نہین جائز ہوئی علاوہ اسکے اسکا یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ موسم سرما مین
سردی کی تکلیف کیوجہ سے شافعی کی تقلید کرلی یعنی ایک بال کا مسح کرلیا اور موسم گرما مین
تقلید حنفی اختیار کرلی یعنے چوتہائی سر کا مسح کرلیا۔ بالجملہ بصورت تلفیق یعنی خلط کرنے احکام
مذاہب کے بلالحاظ تعیین تقلید کے ہر مومن کے عبادات ومعاملات کا ضبط وربط وحفظ ونظم
مطلقاً اوٹھا جاتا ہی اور ملت مصطفویہ کی حلت وحرمت کے احکام اجتہادیہ وائمہ دین کا نقشہ
گویا بازیچہ اطفال ہوجاتا ہی یعنے جب چاہا ایک امام کے قول سے ایک چیز کو حلال کرلیا اور
جب منافی مقصود وخلاف مدعا پایا یا کسی قسم کا ضرر اپنا اوسمین متصور ہوا تو دوسرے امام
کے قول سے اوسی چیز کو حرام کرلیا تو گویا معاذ اللہ شریعت محمدی اتباع خواہش نفسانی
کا نام ہوا قولہ تعالے ولو اتبع الحق اہواءہم لفسدت السموات والارض لہذا یہ امر بقول تحقیق
ثابت ہی کہ جب مقلد اپنے امام کی تقلید کرنیکا سب مسائل مین پختہ ارادہ کرلے تو اوسپر واجب
ہی کہ اوس مسئلہ کے متعلقات مین اوس امام سے بروایت کرے تا کہ تلفیق جو بالاجماع باطل
ہی لازم نہ آوے کذا فی الطحطاوی عن شیخ الاسلام ابی سعود مختصراً۔ اور اگر اسجگہہ یہ نقض
کیا جاوے کہ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ وامام زفرؒ باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ سے بعض مسائل مین
اختلاف رکہتے ہین اور ان سبکے احکام اجتہادیہ ومعمولات حنفیہ سے ہین ۔ جواب اسکا

یہ ہی کہ ائمہ مذکورین شاگردان امام صاحب سے ہین اُنکا مذہب کوئی علحدہ وجداگانہ نہین ہی چنانچہ بقول تحقیق یہ ائمہ طبقہ مجتہدین فی الحدیث مین معدود ہین اور اپنے اجتہاد مین اصول وقواعد مین امام صاحب کے مقلد ہین انکا دوسرا مذہب نہین ہی بخلاف دیگر مجتہدین یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی کہ یہ سب مجتہد مطلق ہین اپنے اجتہاد مین دوسرے امام کے تابع و مقلد نہین ہین پس قیاس مجتہدین مطلق کا مجتہدین مذہب پر ناجائز ہی اور اس قسم کی تلبیسات سے فریق مخالف کا مقصود عامہ مومنین کو بلطائف وحیل مغالطہ دو ہو کہ دہی ہی جو منافی شان اسلام وطریق ایمان ہی فرمایا رسول مقبول صلعم نے لیس منا من غشنا۔ ونیز اس مقام مین فریق مخالف کا یہ قول ہی کہ مجتہد خاص کے التزام تقلید مین بوجہ پابندی وتقیید کے تکلیفات وحرج متصور ہین اور حقتعالی فرماتا ہی وما جعل علیکم فی الدین من حرج یاد وارد ہوا الدین یسر جواب اسکا یہ ہے کہ معترض بوجہ اختلال حواس وتزلزل واضطراب اس مسئلہ کو بالعکس سمجھا ہی یعنی دشوار کو آسان اور آسان کو دشوار کیونکہ بصورت عدم التزام تعیین تقلید کے تضییع عبادات وفساد معاملات متصور ہی جسکا تفصیلی بیان مذکور ہو چکا اسحالت مین بڑے افسوس واستعجاب کا مقام ہی کہ ابطال عبادات وفساد معاملات کو امر خفیف وآسان سمجھتے ہین اور دعوے محمدی ہونیکا کرتے ہین ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ پس اسصورت مین فریق مخالف پر کلام شیخ الطریقت حضرت سعدی علیہ الرحمۃ پورا صادق آتا ہی ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی کین رہ کہ تو میروی بترکستان است + اور معنی آیت وحدیث مذکور کے یہ ہین کہ حقتعالے نے مومن کو احکام شرعی مین سخت نہین پکڑا ہی بلکہ بمواقع صعبہ وضرورۃ اشدہ مین احکام مین آسانی فرمادی ہے مثلاً مسافر کو قصر صلوۃ وافطار صوم اور مریض کو تیمم وقعود فی الصلوۃ وخوردن میتہ عند الضرورت وغیر ذلک جائز فرمایا۔ یا یہ کہ جو احمال واثقال کہ امم سابقہ پر تھے وہ اس امت مرحومہ پر سے اوٹھا لئے گئے نہ یہ معنی کہ مذہب ہین کسی قسم کی تکلیف نہو اگر اس معنی کے سمجھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بیشک والااس معنی کا ہنوز غیر مکلف ہی اور نیز اس آیت وحدیث کے یہ معنے ہین کہ ایک امام کی تقلید سے نکاح اپنا ثابت کرلے اور دوسرے امام کے قول سے اوس منکوحہ کا مہر ساقط کردے یہ کارروائی بدیہی یقینی استہزا بالشرع ہی

یا استخفاف بالمعصیة کو شامل ہے - لہذا بتصریح صدر جو شخص کہ منصب اجتہاد کا نہین رکھتا
ہے خواہ عامی ہو خواہ غیر عامی اوسکو لازم وضروری ہے کہ ان مذاہب اربعہ مین سے جس امام
کے مذہب واجتہاد مین گنجایش وآسانی دیکھے اوس امام کے مذہب کو برغبت تمام باالتزام
اختیار کرلے اور اعتقاداً وعملاً اون احکام اجتہادی کا عبادات ومعاملات مین مقید و پابند رہے
اور اسجگہہ فریق مخالف کا جو یہ قول ہے کہ وقت ضرورت اور عند الحاجت اگر بمذہب امام دیگر تقلید
کیجاوے تو کوئی محذور از قبیل سوءظنی وغیرہ لازم نہین آتا ہے اسواسطے کہ بدفع ضرورت اور دفع
حاجت ہر وقت مشروع ہے - جواب اسکا یہ ہے کہ چونکہ سلف مین پایہ تقلید نے کما ینبغی استحکام اور
وثوق نہین پایا تھا تو وہان بصورت انتقال کرنے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف
توہم سوءظنی اور تحقیر وتوہین کو اونکے قلوب سلیمہ مین گنجایش نتھی بخلاف ان قرون وعہود کے
کہ تقلید خاص کا پایہ علے سبیل الکمال محکم ہوگیا اور کسیکو جای نزاع اور محل قیل وقال نہین رہا
لہذا اس آشوب جہل مین بصورت انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیجانب ان خطرات
وتوہمات کو بہت وسعت ہے اور یہ امر انجام کار لامحالہ باعث فساد عقیدت وخلوص ارادت عام
اہل اسلام ہوگا چنانچہ اسی بنا پر تفسیر احمدی مین مذکور ہوا اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم
علے مذہب التزمہ ولا ینتقل عنہ الی مذہب آخر یعنی جس مذہب کا التزام کرے تو واجب ہے
اوسپر یہ کہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے دوسری مذہب کیطرف - و نیز شرح عین العلم
مین مذکور ہوا فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفة والشافعی فلزم علیہ الاستمرار ولا یقلد غیرہ فی مسئلة
من المسائل یعنی اگر التزام کرلے کوئی کسی مذہب کا مثلاً حنفی مذہب یا شافعی مذہب کا
پس لازم ہے اوسپر استمرار اوس مذہب پر اور نہ تقلید کرے سوا اوس مذہب کے کسی مسئلہ
مین مسائل سے - لہذا ایسی حالت مین مستحسن یہ ہے کہ اولاً ائمہ اربعہ مجتہدین مین سے اوس
امام کی تقلید اختیار کرلے جسکی نسبت اون چارون سے اوسکا ظن ہو افضل ہونیکا اور زیادہ
عالم ہونیکا - اور یہ امر اس بنا پر ہے کہ ایسی حالت مین اوس مقلد کا نفس اوس امام کے اقوال
واحکام کا زیادہ مطیع ومنقاد ہوگا اور اوسکی رای کے امتثال اور اقبال کیجانب مبادرت
وسبقت کریگا جیساکہ علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہین والاولی ان یختار من الائمة الاربعة من

ظن انہ افضل الاربعۃ و اعلمہم لان نفسہ تنقاد الیٰ قولہ وتخضع لرایہ وتبادر الیٰ امتثالہ والعمل بہ کثیرا
ونیز فریق مخالف مین سے بعض کا یہ قول ہی کہ انتقال مذہب کا بشہوت نفس واتباع ہوئی
اور تتبع رخص جائز نہین ہی مگر یہ کہ اعتقاد حقانیت کا بجانب مجتہد دیگر راجح اور غالب آوی
اور اوسکو افضل جانے یا احتیاط اور ورع وتقوے دوسرے مذہب مین بیشتر پاوی اسجگہ
انتقال بمذہب دیگر جائز ہی۔ جواب اسکا یہ ہی کہ یہ صورت سخت دشوار اور دقیق ہی نسبت عامہ
مومنین کے ہرگز اس معنی کو گنجایش نہین ہی کیونکہ یہ امر اجلی بدیہیات سے ہی کہ عام مومنین
مسائل اجتہادی ائمہ مجتہدین کے معنے حقیت اور تحقیق کو ہرگز نہین پہونچ سکتے جسوقت
کہ ایسے لوگ نسبت انتقال بمذہب دیگر حکم جواز سنینگے وہ التزام مذہب معین کو یعنی تقلید امام
خاص کو ضروری نہ سمجھینگے اور لامحالہ ہر وقت پیش آنے مسائل اختلافی عبادات ومعاملات کے
اپنے اغراض وخواہشون نفسانی کے مطابق دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال وروایات کی
تتبع وتفتیش کرینگے آخر الامر جس امام کے قول مین اپنی کامیابی دیکھینگے اوسی جانب
برغبت تمام میلان کرینگے تو ایسی حالت مین عاقبۃ الامر حفظ احکام دینی ونظام مسائل شرعی
باب تقلید مین قطعاً اوٹھ جاویگا اور سوء ظن وتحقیر واستخفاف کو بہ نسبت ائمہ گنجایش ہوگی
اور یہ امر بالیقین باعث تفریق وتشعب اعمال واحوال عامہ مومنین ہوگا جیسا کہ علامہ ابن حجر
مکی لکھتے ہین وکثیر اما یؤدی التفضیل الی الخصام القبیح بین السفہاء ومن لاخلاق لہم ولادین
ولاتقوی الی ان یظہر من بعضہم قبیح العصبیۃ وحمیۃ الجاہلیۃ انتہیٰ لقدر الحاجت چنانچہ مروی
ہوا کہ ایک شخص حنفی مذہب نے ایک محدث کی لڑکی کے ساتھ شیخ ابو بکر جوزجانی کے عہد مین
پیام نکاح بھیجا اوس محدث نے اس معنی سے انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر یہ شخص اپنی مذہب
حنفی کو ترک کرے اور امام کے پیچھے قراءۃ کرے اور رفع یدین کرے تو مجکو منظور ہے
اوس حنفی نے اس معنی کو قبول کیا تب اوس محدث نے اپنی لڑکی کے ساتھ اوسکا نکاح
کردیا لوگون نے شیخ وقت سے اس عقد نکاح کے باب مین دریافت کیا فرمایا کہ نکاح
تو جائز ہوا لیکن مجکو خوف ہی اسکا کہ وقت نزع ایمان اوس شخص کا تباہ ہو جاوے کہ اوسنے
خفیف جانا اوس مذہب کو جو اوسکے نزدیک حق تھا اور چھوڑ دیا اوسکو واسطے حصول جیفہ

ناپاک کے اور اپنے دین ومذہب کا استخفاف کیا اور ثابت وقایم رہنا مذہب امام ابوحنیفہ پر
اولے ہی یہ کلمہ اخیر آپکا مشعر کمال محبت وغلبۂ عقیدت وارادت مذہب امام صاحب پر ہی۔ مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین کہ گفتگو نکرے فقہا رکبار کے مذاہب مین ایک کو دوسرے
پر ترجیح وتفضیل دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب
کو ایک مذہب جانے من غیر تعصب اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا یہ امر اکثر اذہان
عامہ سافلہ وعقول ناقصہ مین مذاہب باقیہ کی تنقیص اور توہین کا باعث ہوجاتا ہی چنانچہ یہی وجہ
ہی کہ اس غلطی وخطا مین مبتلا ہوکر بعض حنفی شافعی کو برا کہنے لگتے ہین اور بعض شافعی متعصب
مذہب حنفی پر طعن کرتے ہین اور یہی سر جلیل ہی کہ افضل الکائنات رسول مقبول صلعم نے
فرمایا کہ یونس پر مجکو تفضیل مدو۔ اور سبکو ایک مذہب کر ڈالنے کے یہ معنی ہین کہ اعتقاد کرلے
اسکا کہ فیما بین حنفیہ وشافعیہ کا اختلاف ایسا ہی جیسے بعض حنفیون کا اختلاف بعض کے ساتھ
آپس مین ہی تو وہ شخص جو اہل اسکا ہی درصورت اختلاف مختار ہی اسمین کہ یا طالب ترجیح ہو
کثرت قائلین سے یا موافقت حدیث صریح سے جیساکہ متقدمین کو اسکا منصب حاصل تھا نہ اس وقت
کے علمار کو کہ وہ صحیح اور غیر صحیح وناسخ ومنسوخ ومأول وغیر مأول وغیرہ امور پر بتمامہا امتیاز
کرلنے پر قادر نہین ہین ونعم ما قیل ؎ تکیہ بر جا ئے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی
ہمہ آمادہ کنی۔ ونیز علامۂ ابن حجر اس باب مین لکھتے ہین کہ مقلد پر غایت تاکید ہی اس باب
مین کہ نہ تفضیل وترجیح دے بعض مذاہب کو بعض پر ایسی کہ پہونچادے مفضل علیہ کے
نقصان شان پر کیونکہ لسا اوقات یہ ترجیح وتفضیل حمقا وجہلا مین باعث منازعت ومخاصمت
عظیم ہوگی یعنے ہر ایک مقلد اپنے امام کی ترجیح وتفضیل کے اثبات واحقاق مین بوجہ
تعصب مذہبی دوسرے امام کی شان مین خفت وتوہین کے ساتھ زبان درازی کریگا
پس انجام کار یہ امر موجب وبال ونکال وخذلان وخسران دنیا وعقبے ہوگا حقتعالے نے
فرمایا کہ جسنے میرے کسی دوست کو ایذا دی پس بتحقیق کہ مینے اوسکو حکم کیا لڑائی کا اور سوائے
اسکے اور روایات کثیرہ اس باب مین وارد ہین۔ ومنہا یتاکد علیک غایۃ التاکد الذی لا رخصۃ فیہ
ان لا تفضل لبعض المذاہب علی بعض تفضیلا یؤدی الی تنقیص المفضل علیہ فان ذالک یؤدی

الی المقت والخزی فی الدنیا والآخرۃ وسیانی عن اللہ تعالی انہ قال من آذی لی ولیا فقد آذنتہ
بالحرب وعلماء المسلمین العاملون کلہم اولیاء اللہ تعالے من غیر شک وریب انتہی لہذا بنا بر وجوہ مصرحہ
صدر اولی یہ ہی کہ اختیار کری ائمہ اربعہ مین سی اوس امام کو جسکی نسبت ظن ہو اسکا کہ وہ افضل ہی اور
زیادہ عالم ہی جیسا کہ تفصیلی مذکور ہوچکا اسجگہہ مؤلف رسالہ ہذا لکھتا ہی کہ چونکہ یہ مسئلہ خاص دقت
طلب اور تشریح طلب ہی لہذا بنظر حفظ ایمان وحصول اطمینان عامہ مومنین کے مزید توضیح اسمقام
کی ضروریات اور واجبات سی ہی وہ یہ کہ قول بعض علماء کا کہ وجوب اتباع مذہب امام معین بحیثیت
دوام والتزام پر کوئی حجت شرعی نہین ہی وقت لاحق ہونے اشد ضرورت اور واقع صعب کی بحکم قاعدہ
شرعی الضرورات تبیح المحذورات انتقال بمذہب مجتہد دیگر جائز ہی مثلاً مسئلہ چاہ مین بمذہب امام
شافعی حدیث قلتین پر عمل کرنا اور مسئلہ زوج مفقود مین بمذہب امام مالک فتوی دینا یہ قول انکا مقتضی
ہی اسکا کہ مذہب مجتہد معین پر دوام والتزام ضروری نہ سمجھا جاوی۔ جواب اسکا بفکر مصیب وغور
بلیغ بمقتضای حق پسندی وصواب اندیشی منصفانہ سننا اور سمجھنا چاہیئے وہ یہ کہ بہ تشریح صدر
جیسے یہ مسئلہ بتحقیق اکابر علماء دین بتوضیح تمام ثابت ہوچکا ہی کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ
مذہب معین کی تقلید پر متفق تھے اور زان بعد مذہب معین کی پابندی واجب ہوگئی اسیطرح اس
حیثیت التزام اور دوام کا بھی وجوب اس آشوب عظیم مین اقوال علماء دین سی پایۂ ثبوت ومرتبہ
تحقیق کو پہونچا ہی اور بیان مختصر اسکا یہ ہی کہ باقوال علمای محققین یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچا ہی کہ بوجہ
اختلاف ازمنہ وامکنہ واشخاص حکم بعض اشیا کا بسبب کسی علت کے مختلف ہوجاتا ہی مثلاً نسبت نکلنی
عورات کے وقت شب جانب مساجد ارشاد نبوی صادر ہوا ہی جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عمرؓ سے
مروی ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جب تمسے تمہاری عورتین وقت شب جانب مساجد جانے کی
اجازت طلب کرین تو اجازت دو او نکو۔ اسجگہہ محققین اہل حدیث لکھتے ہین کہ عہد کرامت مہد
جناب رسول مقبول صلعم مین ببرکت وشرف صحبت ونور نبوت مرد اور عورتین سب حلیۂ تقوے و
صلاح سے آراستہ وپیراستہ تھین اور عدم فتنہ وفساد اوس زمان فیض نشان مین غالب تر
تھا لہذا وقت شب کے نکلنے عورات کے باب مین ارشاد نبوی صلعم صادر ہوا اور بعد انقراض زمان رسالت
وغروب آفتاب نبوت فی الجملہ قلوب ونیات مین الا ماشاء اللہ امور تقوے وصلاح مین تغیر وفساد

ظاہر ہوا لہذا بروایت ترمذی مروی ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس باب مین فرمایا کہ اگر پیغمبر خدا صلعم عورات کے امور نامرضیہ و اطوار ناز یبا ملاحظہ فرماتے تو البتہ آپ عورات کو جانے مساجد سے منع فرماتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتونکو ممانعت تھی پس مقام غور و فکر کا ہی کہ جبکہ قرن صحابہ مین جو بعد قرون نبوت خیر القرون ہی دفعۃً یہ تغیر و انقلاب ظہور پذیر ہوا تو ازمنہ دیگر کو یوماً فیوماً خراب و ابتر و بدتر مین کیا کہا جاوے خصوصاً اس زمانہ پر فتنہ ظلمت نشانہ مین کہ فتنہ و فساد و فسق و فجور تمام آفاق کو محیط ہی اور بلاد مشارق و مغارب اس آشوب و شورش سے معمور ہے اسوقت مین نکلنا عورتونکا وقت شب جانب مساجد قطعاً ممنوع ہی۔ پس اس تحقیق سے صاف ثابت ہو گیا کہ اختلاف ازمنہ و امکنہ و اشخاص کو اختلاف بعض احکام مین بڑی تاثیر قوی ہی لہذا اسی بنا پر مسئلہ ما نحن فیہ کو قیاس کرنا چاہئے یعنے انہین وجوہ مذکورہ سے اکابر علماء دین نے تعیین و تخصیص مذہب مین حیثیت التزام ود وام ضروری تسلیم کیا ہی۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ وقت ضرورت اور عند الحاجت اگر دوسرے امام کی تقلید کرے تو کوئی محذور شرعی لازم نہین آتا ہی اسواسطے کہ رفع ضرورت و دفع حاجت ہر وقت مشروع ہی جیسا کہ قول بعض علماء کا ہی مسئلہ چاہ مین جواز تقلید شافعی کی اور مسئلہ زوج مفقود مین جواز تقلید مالک کی پس مسئلہ چاہ کے باب مین ہم حنفیہ کا یہ جواب ہی کہ حنفیہ کو اس مسئلہ مین تقلید مذہب شافعی کی کچھہ ضرورت نہین ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ خود مذہب حنفیہ مین بعض مسائل شرعی عموم بلوی و استحسان پر محمول ہین بوجہ اسکے کہ اجتناب و احتیاط ان سے سخت دشوار ہے مثل طہارت آب چاہ یا طہارت خاک شارع عام وغیرہ کیونکہ یہ امر محالات سے ہی کہ حقتعالے اپنے بندونکو حرج عظیم مین ڈالے اون چیزون مین جو کثیر الوقوع اور عموم البلوی کے قبیل سے ہون چنانچہ خود فرماتا ہی یرید اللہ بکم الیسر یا دوسری جگہہ ارشاد ہوا وما جعل علیکم فے الدین من حرج۔ در مختار و طحطاوی مین مذکور ہوا کہ محمد بن حسن نے لید و گوبر کو آخر حال کین پاک کیا عموم بلوی اور مزید مشقت اور حرج عظیم کیوجہ سے اور یہی قول ہی امام مالک کا وقت جبکہ امام محمد خلیفہ وقت کے ساتھ رے مین داخل ہوی اور آپنے تکلیف و مشقت لوگونکی زیادہ دیکھی کہ راہین اور سرائین اس سے پر ہین تو مجبور ہو کر تخفیف کا پہلا قول ترک کر کے آپ طہارت کے قائل ہوے اور اسی بنا پر عمدۃ الاحکام مین کشف بزدوی سے منقول ہوا

کہ مفتی کو مستحب ہی کہ عوام پر آسانی کی غرض ہی رخصتون پر فتوی دے مثلاً حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہہ نہین بدون جانماز کے نماز پڑہنی اور سڑکونکی مٹی سے پرہیز کرنا ایسے مقام پر جہان مٹی کو علماء دین پاک ہونیکا حکم دین ۔ تو اب غور کرنیکا مقام ہی کہ ایسی حالت مین مسئلہ طہارت چاہ مین بربناء مذہب شافعی حدیث قلتین کے ساتھ حنفیہ کو تمسک کرنا اور علماء دین کے باہمی بحث ونزاع وسبع وقیل وقال طویل مین پڑنا محض ایک امر زائد ولاطائل ہی اور دوسرا مسئلہ بقول بعض علماء جواز انتقال مذہب دیگر مین مسئلہ زوج مفقود ہی اسکا مختصر بیان یہ ہی کہ حنفیہ کے نزدیک مفقود کی مدت مین اقوال مختلف وارد ہوے ہین یعنے نوے سال وقت ولادت سے یا سو برس یا ایک سو بیس برس یا یہ کہ اوسکے اقران اوسکے شہر کے کل مرجاوین وغیر ذلک من الاقوال غرض اس مدت کے گذرنیکے بعد علے اختلاف الاقوال زوج مفقود کی موت پر حکم کیا جاویگا اور امام مالکؒ کے نزدیک چار برس ہین یعنی اونکے نزدیک بعد گذرنے اس مدت کے عورت چار مہینہ دس روز عدت وفات مین بیٹھے اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت دوسری سے نکاح کرلے پس بلحاظ فتنہ وفساد اگر اس باب مین موافق مذہب امام مالکؒ کے کوئی حنفی تقلید کرے تو اسمین کچھہ خوف نہین ہی ۔ جواب اسکا ہم حنفیہ کیجانب سے یہ ہی کہ اسمین کچھہ شک نہین کہ زوجہ مفقود کو اسقدر زمانہ طویل تک انتظار کرنا دشوار ہی اور اس عرصہ مین احتمال انواع فتنہ وفساد ہی مگر مولف رسالہ ہذا اس باب مین بچند وجوہ بدیہی سامعہ خراشی کرتا ہی اور ارباب حق پسند سے منصفانہ داد چاہتا ہی وہ یہ کہ اس ہجوم آشوب وشورش مین امام مالکؒ کے قول کی تقلید مین امن و اطمینان اصلاح وانتظام عورات بلاد ہندوستان کا اگر ممکن سمجہا جاوے تو ہم حنفیہ کو بلاتعصب واصرار بوجہ اشد ضرورت اس قول کی تسلیم وتعمیل مین کچھہ قیل وقال نہین ہی من غیر تعصب مگر حال یہ ہی کہ بمقتضاء قول عارف ع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ۔ عاقل کو ہر ایک امر معاش ومعاد مین مآل وانجام پر خیال کرنا ضرور ہی لہذا اس ہجوم شورش وآشوب مین اولاً مفتی کو ہندوستانکی عورات کے مزاج وعادات وکیفیت برتاو وحالات پر نظر کرنا چاہیے اور زان بعد چار برس کی میعاد و مدت کو بغور سمجہکر لاخیر فیہ پڑھکر اس باب مین فتوی دینا چاہی کیونکہ مقام سخت نازک وباریک ہی طبیعت معنی آفرین پر اسکے حرج ونقصان عیان وآشکارا

ہین آغاز اوسکا یہ ہی کہ ولایت ہندوستان مین بوجہ کمی و تنگی اسباب معیشت اکثر اشخاص اعلے و ادنے و متوسط بطلب معیشت دیگر ممالک اقالیم مین بحالت اضطرار نکلجاتی ہین اور بوجہ گردش فلکی نے آب و دانہ آوارہ و خستہ حال سالہا سال گمنام اور بے نشان پڑہی پہرتے ہین آٹھ آٹھ نو نو برس تک اونکا مطلق پتہ و نشان نہین ملتا ہی اور اس مدت مین عورات منکوحہ اونکی بامداد و کفالت والدین یا نگرانی دیگر عزیز و اقارب بالمحنت و ریاضت خود بعفت و عصمت لبسر کرلیتی ہین تو زان بعد مع الخیر باسامان یا ناکام اونکے شوہر اپنے گہر و زمین پہونچتے ہین اور اوسوقت سے طریق حسن معاشرت و سلسلہ ضبط و ربط باہم جاری ہو جاتا ہی چنانچہ آجتک ایک طرحکا خیر و امن اسی کارروائی مین چلا آتا ہی - اب غور کرنے کی جگہہ ہی کہ اس ہجوم شورش و آشوب زمانہ مین اگر امام مالک رح کے قول پر چار برس کا فتوی دیا جاوی اور زان بعد اوسکا شوہر حاضر ہو اور اپنی بی بی منکوحہ کو دوسرے کے ساتھ ہم صحبت و ہم بستر اگرچہ بحالت نکاح پاوی تو ظاہر ہی کہ اوسوقت خاص ہین اوسپر کیفیت اشتعال طبعی و قوت غضبی کسدرجہ غالب ہوگی ضرور ہی کہ اوس جوش و خروش و اشتعال طبع مین بخیال حفظ آبرو و ننگ و ناموس و لحاظ و پاس اقران و امثال و نیز بخیال خانہ بربادی و خانہ بدوشی خود بالیقین مرتکب قتل نفوس ہوگا اور انجام کار آپ مقتول ہوگا سفی الحقیقت اگر عورت ہندوستانکی کان اس اجازت و رخصت کے سننے کسے آشنا ہوگئے اور اونکو امام مالک کے قول کے معنی پر اور فتوی مفتی پر اعلام و اشعار بلیغ ہوگیا تو بقول شخصے دیوانہ را ہوی بس است اس ہجوم آشوب و شورش سے ہن ناقصات العقل کیجانب سے بلاد ہندوستانمین عجوبہ تماشہ و طرفہ ماجرا ہنگامہ آرا ہوگا یعنی اس قسم کی عورتین زمانہ چار برس گذرنیکی منتظر و مشتاق رہینگی اور اس فتوی شرعی اور اجازت مذہبی کو صریح حجت دینی سمجہکر چار برس کی بعد بیباکانہ و آزادانہ بخوف و خطر نکاح کرلیا کرینگی اور اسوقت مزاحمت و تعرض عزیز و اقارب کو کچہ گنجایش نہوگی اور انجامکار اس واقع ہائلہ کا وقت حضوری شوہر اول یہ ہوگا کہ نہ مفتی سلامت رہیگا اور نہ مستفتی اور نہ زوجہ ہوگی نہ زوج کیونکہ جیسا یہ زمانہ پر فتنہ ظلمت نشانہ مظہر کامل ظہر الفساد فی البر و البحر ہی سب پر عیان ہی فتنہ و فساد کو حیلہ و بہانہ چاہیئے پس یہ صورتین تو مجسم فتنہ و فساد ہین اور اس تحریر فقیر پر حصول

کمال الیقین بمرتبہ حق الیقین مفتی کو خاصکر ولایت افغانستان مین حاصل ہوگا کہ اگر افاغنہ و خوانین
حنفیہ مین سے کسیکے مواجہ مین چار برس گذرنیکے بعد نکاح ثانی کر لینے کا فتوی دیدیا تو یقین ہی
کہ مفتی اوسیوقت جان بحق تسلیم ہوگا اور اگر احیاناً کہین یہ فتوی جاری ہوگیا تو گویا نزول بلای
آسمانی یا تجدید واقعات چنگیز خانی کا موقع آگیا یعنی بمقتضای والفتنۃ اشد من القتل نہ معلوم کتنی
قاضی و مفتی و شاہدین بیگناہ قتل ہوگئے اور کتنے خانمان برباد و تباہ ہوگئے تو اب ان وجوہ
بدیہی و حرج و نقصان یقینی سے صاف ظاہر ہوا کہ اس کارروائی مین کسیطرح کا امن و اطمینان
نہوا بلکہ علاوہ خانہ بربادی و خونریزی و تباہی بندگان خدا کے موجب حدوث انواع آفات و
ہجوم حوادث و مہلکات ہوا بقول شخصے ع گر ہمین مکتب است و این ملا + کار طفلان تمام خواہد شد +
دیکھو ایک سرسری مسئلہ شرعی مین صاحب در مختار وغیرہ فقہاء کرام کیا لکھتے ہین کہ مکروہ ہے
پیچھے صف کے تنہا کھڑا ہونا اگرچہ صف مین جگہہ نہ پاوے بلکہ ایک نمازی کو صف مین سے
اپنی برابر مین کھینچ لے ذکر کیا اسکو ابن کمال نے لیکن صاحب قنیہ وغیرہ علماء و فقہا نے اس مقام
و محل کو بغور و فکر سمجھکر یہ فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین نہ کھینچنا اولے ہے کیونکہ اب اسوقت مین لوگون
مین جہل زیادہ ترقی پا گیا ہے اکثر لوگ ناواقفی کی جہت سے لڑپڑتے ہین اور دیگر مقتدیونکی
بھی نماز فاسد کرتے ہین چنانچہ اسی بنا پر صاحب بحر رائق لکھتے ہین کہ جب صف مین جگہہ نہ پاوے
تو تنہا کھڑا ہونا مکروہ نہین ہے اور دوسرے نمازی کے کھینچ لینے کو نہین لکھا پہلا انصاف کا مقام
ہے کہ جب فقہاء کرام نے نماز مین صرف بوجہ خیال لڑائی کے تنہا کھڑا رہنا نماز کا بلاکراہت جائز
رکھا بلکہ نمازیکا نہ کھینچنا اولی قرار دیا تو اب اس حالت مین دوسری کی عورت منکوحہ اپنی صحبت
و معاشرت کے لئے خلاف مذہب و اجتہاد حنفیہ کھینچ لیجاویگی تو نتیجہ اسکا بجز باہمی خونریزی و خانمان
کی تباہی کے صورت آشتی و خاموشی و مامونی کیونکر سمجھہ لیجاوے کیونکہ یہ ایسے موقع و محل حفظ
ننگ و ناموس کے پرخوف و خطر ہین کہ اسمین اراذل و اجلاف کو بھی معاً اشتعال طبعی و غیظ و
غضب قلبی پیدا ہوجاتا ہے اور اس باب مین اب زیادہ تر حاجت و ضرورت اقامت ادلہ و براہین
کی اسوجہ خاص سے نہین ہے کہ یہ امور وجدانی ہین قیاس اپنی نفوس و طبائع پر ایسے امور
اضطراری مین کافی و بس ہے خلاصہ یہ کہ اسیطرح دیگر مسائل جزئیہ مین جنمین محققین علماء دین

نے اختلاف ازمنہ و امکنہ و اشخاص و احوال و تعامل و عرف و دیار و مصالح نظمی پر لحاظ و خیال کر گیے اور انکے جواز و عدم جواز کے حکم مین توقف کیا ہی اس صورت مین یہ قول بعض کا کہ بحکم ضرورت انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف جائز ہی جیسے مسئلہ جاہ مین تقلید شافعیؒ اور مسئلہ زوج مفقود مین تقلید مالکیؒ جائز ہے پس ان دونون مسئلو نکی تحقیق و تنقیح سے صاحب بصیرت و ارباب حق پسند پر کماینبغی ظاہر ہو چکا کہ یہ دونون نظیرین فریق مخالف کی بتصریح صدر خلاف تحقیق و دور از حقیت و صواب اندیشی ہین

خاتمہ کتاب بعون افضال الٰہی و امداد فیوض بارگاہ عالیجاہ احمدی ہی فضائل و مناقب امام الائمہ سراج امتی تابعی حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ کوفیؒ تمام ہوے و نیز بضمن اسکے تقلید مطلق و مقید کا تفصیلی بیان اقوال اکابر ائمہ دین و روایات جلیلہ علماء ربانین متقدمین و متاخرین سے پایہ ثبوت و تحقیق کو پہونچا لہذا اب ہر مسلمان کو لازم ہی کہ دین محمدی و ملت مصطفوی مین حضرات ائمہ اربعہ مجتہدینؒ کو ارکان دین محمدی و عمائد قصر مشید شریعت مصطفوی سمجھے اور انکے کلمات طیبات و اقوال و روایات کو و نیز جملہ کتب فقہیہ و مسائل اجتہادیہ و احکام استنباطیہ کو حق جانے اور انکو کتاب و سنت کے ہرگز خلاف نہ سمجھے اور بتصریح صدر باہمی اختلافات حضرات صحابہ کرامؓ و ائمہ دین اسلام مومنین کے حق مین خاصتہً رحمت عامہ تصور کرے و نیز بتصریح صدر ظواہر حدیث پر عمل نکرے اور ائمہ مجتہدین کی شان جلیل مین قیل و قال لایعنی و چون و چرا بمعنی سے محتاط و مجتنب رہے اور غیر مقلد و بیباک ہو کر معاذ اللہ شریعت مصطفویہ کو بازیچہ اطفال و لہو و لعب صبیان نہ بنادے بلکہ اسپر یقین جازم رکھے کہ بعد قرآن و حدیث کوئی سخن حضرات ائمہ دین کے کلام سے افضل و فائق نہین ہی کہ وہ حقیقتہً وارث انبیاء کرامؑ و ہادی و رہبر احکام دین اسلام ہین، ان الدین عند اللہ الاسلام علم انکا شعبہ علم لدنی سے ہی نہ علم کسبی سے و نیز علم انکا ظل علم ادبنی ربی سے ہی نہ از جہان علمنی ابی سے صلوات اللہ علیہم اجمعین خصوص ذات بابرکات گلدستہ کمالات و کرامات کعبہ علم و عمل قبلہ شرف و فضل بہار گلشن دین اسلام مقدم علماء کافہ انام مرشد حقنما خاص و تمام اہل اسلام امام شریعت و طریقت شہنشاہ اقلیم تقوی و طہارت عارف کامل معانی و مطالب کتاب و سنت سلطان ملت مصطفوی برہان حجت نبوی شمع انجمن شریعت محمدی میوہ شجرہ مصطفوی شعبہ درخت نبوی مصداق سراج امتی یعنی امام الائمہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ تابعی کوفی ہین جنکی شان عظیم

کے بیانمین حضرات ائمہ معاصرین مجتہدین واکابر اولیار کاملین ونفوس قدسیہ حضرات صوفیہ عارفین
نے مناقب جلیلہ وفضایل حمیدہ بالاتفاق بیان کیے ہین اور مجلدات کبیر ترتیب دئی ہین اور آجتک
ثقات علمار دین اونکی محاسن علمی وکمالات عملی وتبحر وملکہ استنباطی وقوت وصحت اجتہادی کو از قبیل
متواترات نقل کرتے چلے آتے ہین پس اگرچہ اس اجمال کی تفصیل اس کتاب مین بشرح طویل مذکور
ہو چکی ہی مگر بمقتضای ذوق مشرب اہل محبت ؎ از ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر ست ٭ بنظر ضرورت
خاتمہ سخن مائل ودل یہ ہی کہ ماہر علوم صوری ومعنوی عارف گنجینہ اسرار خفی وجلی کاشف غوامض شریعت
مصطفوی حضرت سیدنا سفیان ثوری جنکو ائمہ وقت امیر المومنین کہتے تھے اور وہ مجتہدین پنجگانہ مین
معدود تھی اور ورع وزہد مین بیمثل وبیعدیل بلکہ سید القوم تھی مگر باانہمہ کمالات علمی وکرامات عملی وعرفان
عظیم وشان جلیل حضرت امام ابوحنیفہ کی شان عظیم کے بیان مین صاف یہ فرماتے مین کہ ہم
امام ابوحنیفہ کے سامنے ایسے تھی جیسے باز کے آگے چڑیان ہوتی ہین اور تحقیق کہ امام ابوحنیفہ رح
سید العلما تھی وقال سفیان الثوری کنا بین یدی ابیحنیفہ کالعصافیر بین یدی البازی وان
اباحنیفہ سید العلمار حضرت عبد اللہ بن مبارک جنکو علمار عصر اور ائمہ وقت شہنشاہ علمار کہتے تھے
چنانچہ ایکبار اونکو آتے دیکھکر حضرت سفیان ثوری نے اونکی شان مین فرمایا تعال یا رجل المشرق
یعنی آ اے رجل مشرق کے حضرت فضیل عیاض نے یہ کلمہ سنکر فرمایا والمغرب وما بینہما یعنی یہ رجل
اہل مشرق کاہی نہین ہی بلکہ یہہ رجل افضل ہی اہل مشرق ومغرب ما بینہما کا پس باانہمہ فضایل
عظیمہ وشان جلیلہ وہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ رح کی خدمت ورفاقت واتباع مین حاضر رہتے تھی
اور اونکے فیضان صحبت کیمیا خاصیت سی اسرار رموز شریعت مصطفوی ودقایق وغوامض احادیث نبوی
سی مستفید وبہرہ یاب ہوتے تھی اور اکثر اوقات بیان محامد ومحاسن حضرت امام اعظم ہمامین آمادہ وسرگرم
رہتے تھی اسطریق پر کہ نہین دیکھا مینے کسیکو اپنی عمر مین کہ کسینے کلام کیا ہو علم فقہ مین زیادہ نیک
امام ابوحنیفہ سی۔ اور تھی امام ابوحنیفہ اپنی اہل زمانہ مین سب سے زیادہ فقیہ باوجودیکہ مینے ملاقات
کی ہزار علمار جلیل القدر سے اور اگر نہ ملاقات کرتا مین امام ابوحنیفہ سے تو البتہ ہوتا مین علم دین
مین مفلسون اور ناکامون مین سی۔ ونیز یہ فرماتے کہ اگر وزن کیجاوے عقل امام ابوحنیفہ رح کی نصف
اہل زمین سی تو البتہ غالب آوی عقل امام ابوحنیفہ کی اور نہین ہی نظیر اوسکا دونون مشرق اور دونون

مغرب مین اور نہ کوفہ مین مراد اس سے تمام دنیا ہی اور کون ہی امام ابوحنیفہ کی مانند عالی رتبہ ہونے
مین کہ وہ امام خلقت کا ہی ونیز بادشاہ کا جیسا کہ تفصیلی بیان اوسکا دوسرے باب مین مذکور
ہوچکا ونیز فرماتے ہین کہ دیکھا مینے حضرت سیدنا امام مسعر بن کدامؒ کو کہ وہ سیدنا امام ابوحنیفہؒ
کے حلقہ مین سامنے بیٹھکر مسائل فقہیہ ودقایق شرعیہ کا حل کیا کرتے تھے۔ ونیز دیکھا مینے سیدنا حسن
بن عمارہ قاضی بغداد کو کہ امام ابوحنیفہؒ کی رکاب پکڑے پاپیادہ جاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ قسم
ہی اللہ کی نہین دیکھا مینے کسیکو کلام بلیغ کرتے ہوے علم فقہ مین سیدنا امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ
اور نہ پایا مینے آپ سے زیادہ صابر اور نہ حاضر جواب اور تحقیق کہ آپ اون سب علمار کے جنہون نے
کہ آپکے عہد مین کلام کیا ہی علم فقہ مین سردار ہین۔ اور کہا سیدنا معمرؒ نے کہ نہین جانتا ہون مین
کسی شخص کو کہ کلام کیا ہو اوسنے علم فقہ مین زیادہ معرفت امام ابوحنیفہ سے اور کہا سیدنا وکیع نے
کہ نہین دیکھا مینے کسیکو زیادہ فقیہ اور زیادہ نیک امام ابوحنیفہؒ سے اور کہا سیدنا علی بن عاصم نے
کہ اگر وزن کیا جاوے علم ابوحنیفہ کا اوسکے اہل زمانہ کے علم سے تو البتہ غالب آوے علم ابوحنیفہؒ کا
اور یہی قول سیدنا بکر بن حبیشؒ کا ہی اور کہا سیدنا ابن شبرمہ نے کہ عاجز ہوگئین عورتین یہہ کہ
جنین مثل تیرے اے امام اعظم تجہپر علم دین مین نہین ہی کچہہ تعب و مشقت اور کہا نضر بن شمیل نے
کہ آدمی سور ہے تھے علم فقہ سے یہانتک کہ جگایا اونکو امام ابوحنیفہؒ نے۔ اسیطرح سلطان دین امام
العارفین عارف رموز خفی وجلی سیدنا حضرت داؤد طائی جنکو اکابر ائمہ دین برہان المحققین مقتدا متقین
وسید القوم وعیار طریقت کہتے تھے اور فی الواقع وہ انواع علوم شریعت وطریقت مین بہرہ تام
رکھتے تھے مگر باینہمہ غایت فضل وکمال قال وحال وشان عظمت وجلال بیس برس کامل حضرت
سیدنا امام ابوحنیفہؒ کی خدمت ورفاقت مین حاضر رہے اور استفادہ کمالات علوم ظاہری و
باطنی فرماتے رہے۔ اسیطرح سلطان شریعت وطریقت عارف معانی ومطالب کتاب وسنت
حضرت امام مالکؒ تازمان حیات سیدنا امام ابوحنیفہؒ کو پیشوای علماء دین اور مجتہد برحق شرع مبین
سمجھتے رہے چنانچہ بروایت اکابر ثقات حدیث منقول ہوا کہ وہ جابجا فرماتے ہین کہ قسم ہی اللہ کی
نہین دیکھا مینے مثل امام ابوحنیفہؒ کے صفات علمی وکمالات عملی مین وقوت قدسیہ اجتہادی
وملکہ استنباطی ودلائل قیاسی مین۔ اسیطرح مفتی اسرار الٰہی بہار باغ مصطفوی وارث

دین ہی حضرت امام شافعیؒ مطلبی کہ فیضان شرح صدر اونکے سے عالم پرنور اور انوار و برکات
حال و قال اونکے سے مشارق و مغارب معمور و مشکور جنہون نے بمضمون حدیث نبوی صلعم
طبقہ زمین کو علم سے بھر دیا تیرہ برس کی عمر مین اونکو یہ شان خداداد حاصل تھی کہ حرم اقدس مین
مین آپ یہ فرماتے سلونی ما شئتم یعنے اے حاضرین سوال کرو مجھسے جو چاہو امام احمد حنبلؒ باوجود
ہونے امام دین و سنت و مستجاب الدعوات و کمالات علمی و عملی یعنی تین لاکھ حدیثین یاد ہونیکے
بنا بر استفادہ فوائد دینی حضرت امام شافعیؒ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور بکمال ادب و نیاز
و غایت تعظیم و تکریم سے غاشیہ برداری کرتے اور جب حاضرین دست غیبہ بہ ہجوم نیاز و ارادت
دیکھکر طعن کرتے تو امام احمد حنبل یہ فرماتے کہ اے حاضرین سنو اور سمجھو کہ جو کچھ مجکو یاد ہے اون سب
کے معانی یہ نوجوان جانتا ہے اور یہ عالم کے لئے مثل آفتاب ہے غرض باوصف ہونے مجموعہ
کمالات علمی و عملی وحصول کمال عرفان و عظم شان قوت قدسیہ اجتہادی کے وہ امام ابوحنیفہؒ
کے حق مین یہ فرماتے ہین کہ تمام لوگ فقہ کین عیال ہین یعنے بال بچے ہین حضرت امام
ابوحنیفہؒ کے فقہ کے چنانچہ اسکو خطیب نے ربیع سے و نیز حرملہ بن یحیی سے روایت کی
کذا فے الطحطاوی عن تبییض الصحیفہ للسیوطی الشافعیؒ والخیرات الحسان وغیرہما و نیز فرمایا کہ جو شخص
علم فقہ حاصل کرنیکا ارادہ کرے سو اوسکو چاہیئے کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردونکا ساتھ نہ چھوڑے
اسواسطے کہ معانی دقیقہ اونکو سہل و آسان ہو گئے ہین اور قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ مین نہین فقیہہ
ہوا مگر محمد بن حسن شیبانی کی کتابون سے جسکی شرح تفصیلی دوسری باب مین مذکور ہے اور جب
آپ سیدنا امام ابوحنیفہ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے بغداد شریف مین وارد ہوتے تو
آپ بحفظ ادب و لحاظ و پاس غایت شان حرمت و منزلت حضرت سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ
اپنے اجتہاد کو چھوڑ دیتے یعنے نماز مین رفع یدین و قنوت و جہر تسمیہ نہ فرماتے و نعم ما قال
الحافظ الشیرازیؒ ؎ حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ + ہر کرا نیست ادب لائق خدمت
نبود + افسوس صد افسوس مقام بصیرت و عبرت کا ہے کہ جسنے اپنی نقد حیات و جنس گرانمایہ انفاس
مستعار مین ستر ہزار قرآن المجید ختم کئے اور پینتالیس یا پچاس برس پانچون نماز ایک وضو
سے ادا کین اور پچپن حج ادا کئے اور علاوہ ایام منہیہ تادم واپسین صائم رہے اور بصرکی ہمدر

حضرات صحابہ کرام کے شرف صحبت سے مشرف ہوکر چند احادیث روایت کین اور سو بار جناب
رب العزت کو خواب مین دیکھا اور بتصریح صدر عرفتنی حق معرفتک وعبدتنی حق عبادتک کا مژدہ
ومغفرت تابعین ومقلدین مذہب ابوحنیفہ کا وعدہ بیت اقدس حضرت رب العزت مین سنا
جسکے معنے تفصیلی دوسرے باب مین مذکور ہوچکے اور زہد وورع وتقوی وطہارت مین
اور اکل حلال وصدق مقال وتوبہ واستغفار مین زندگی کو بسر کیا اور ہدایا وتحائف سلاطین
وقت کو نہ قبول کیا اور صحبت خلفاء وقت وسلاطین عہد سے متنفر وتارب رہے اور بندگان
خدا کے ساتھ سلوک واحسان وتواضع ومواسات علماء دین ومشائخ کرام مین اپنا سرمایہ
صرف کیا اور ہر آن وہر ساعت اجتہاد فی الدین وحفظ احکام شرع مبین وخیرخواہی عامہ مومنین
مین مصروف رہے اور ضرب وحبس شدید وغایت عقوبت وتکذیب گوارا کی مگر خدمت قضا
نہ قبول کی انجام کار خالصاً ومخلصاً لوجہ اللہ وابتغاء لمرضاۃ اللہ شہادت نصیب ہوئی جسکی
مظلومیت پر جنون کانے تین شبانہ روز مرثیہ پڑھا اور ائمہ مشارق ومغارب نے گریہ وافسوس
کیا اور بوجہ ازدحام وہجوم خلایق چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی اور بیس دن تک لوگون نے
قبر شریف پر نماز ادا کی خلاصہ یہ کہ حضرت سیدنا امام اعظم کی وہ عالیجناب ہی جنکے تبحر وکمال
علمی وفضل وشرف عملی وقوت قدسیہ اجتہادی وملکہ استنباطی کی مدح سرائی حضرت سفیان
ثوری وحضرت فضیل عیاض وحضرت داؤد طائی وحضرت عبد اللہ بن المبارک وحضرت سفیان
بن عیینہ وجریج ومسعر بن کدام ولیث بن سعد واعمش وحماد بن زید وشقیق ومکی بن ابراہیم
وسہل بن مزاحم وحسن بن زیاد وہشام وابن ابی لیلی واوزاعی وشریک ووکیع ویوسف وزفر
ومحمد ومالک وشافعی وحنبل وغیرہم حضرات ائمہ دین علماء راسخین فی العلم سید العلماء کے ساتھ
کی اور اوسکی بزم ارشاد وحلقہ درس وتدریس ومجالس علمی مین اکابر ائمہ دین نے حاضر ہوکر
کتاب وسنت کے معانی ودقایق کو حل کیا۔ اور ازان بعد طبقات سبعہ فقہاء کرام وائمہ عظام
ومشائخ اجلہ انامؒ نے اوسکے مسائل اجتہادیہ کو بالراس والعین قبول کیا اور اکابر علماء عرب
وعجم سلف وخلف نے اوسکی تقلید کو صراط مستقیم واتباع شرع متین سمجھا اور بوجہ اسکے
کہ سب مجتہدین سے اول حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی سعی مشکور وجہد مبرور سے علم فقہ کو

ابواب وفصول کے ساتھ مرتب کیا اور لامتناہی حوادث اور واقعات عبادات ومعاملات کی
نسبت جزئیات مسائل دینی واحکام شریعت مصطفوی بتصریح وتوضیح تمام بیان کردئے اور
معنی تفصیلی اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے مومنین مشارق ومغارب پر مکشوف ہوئے
چنانچہ بوجوہ مذکورہ اکابر ائمہ دین نے بعد نماز اونکے حق مین دعاء خیر طلب کرنا ضروریات دین سے
لکھا اور اسی بناء پر اونکے محامد ومحاسن علمی وفضائل ومناقب عملی وقوت قدسیہ اجتہادی وتبحر و
ملکہ استنباطی کے بیان مین مجلدات کبیر ترتیب دین اور امام الائمہ وسید العلماء وامام اعظم زمان و
امام برحق جہان وسراج امتی کہکر یاد کیا اور علماء حرمین شریفین نے اونکو رکن رکین دین محمدی
وسراج شریعت مصطفوی سمجھکر مصلے حنفی کو حرم اقدس اطہر مین صورۃً وعیاناً بطور مابہ الامتیاز
قرار دیا اور جملہ ارکان دین وائمہ شرع مبین نے مسائل اجتہادی حنفیہ کو بطیب خاطر مسلم الثبوت
سمجھا۔ افسوس صد افسوس یہ فرقہ غیر مقلد گمراہ نامہ سیاہ اہل شقاق سراپا نفاق نے ادب
لامذہب کور باطن براہ حسد ونفسانیت درغایت تعصب وجہالت بمقتضای ام یحسدون الناس علی
ما آتاہم اللہ من فضلہ آیۃ من آیات الرحمن شمع کون ومکان حضرت امام اعظم جہان کی عالیجناب
مین قیل وقال لایعنی وچون وچرا بیمعنی سے زبان درازی ویاوہ گوئی کرتے ہین بعینہٖ بفحوای
یتخبطہ الشیطان من المس تقلید امام مقبول مسلم عرب وعجم مین واجتہاد مسائل مذہب حنفیہ مین
رد وقدح کرتے ہین یعنے کوئی کہتا ہی کہ ہم محمدی ہین کوئی کہتا ہی ہم شافعی ہین کوئی کہتا
ہی رفع یدین کا اجتہاد قوی ہی اور اجتہاد حنفیہ ضعیف ہی کوئی کہتا ہی امام ابو حنیفہ اصحاب الرای
ہین اجتہاد مین کتاب وسنت کے خلاف ہین کسیکا بیان ہی کہ ہمارا عمل حدیث پر ہی کوئی
کہتا ہی کہ مجتہدین کا قول حجت نہین کوئی کہتا ہی کہ علم فقہ کی کچھہ اصل نہین کوئی کہتا ہی کہ تقلید
حرام ہی کوئی مقلد کو مشرک کہتا ہی کوئی ائمہ مجتہدین کی غلطیان نکالتا ہی کیا ہجوم گمراہی و
بیدینی ووبال ونکال اخروی وفساد بدیہی ہی ایسی حالت مین مقام عبرت وبصیرت ہی کہ
ان نعمات جلیلہ وانعامات بزرگ کا ثمرہ وشکریہ کیا یہی ہی کہ معاذ اللہ ہم نامہ سیاہ شرمندہ گناہ
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی شان مین خصوص عالیجناب حضرت امام الائمہ امام اعظم
کے اجتہاد برحق وتقلید واجب العمل کی نسبت انکار کرین اور علم فقہ کو فضول اور بی اعتبار

سمجھین اور بوجہ ہجوم جہالت و شرارت و تعصب کلمات لایعنی و چون و چرا بمعنی زبان
پر لاوین ولنعم ما قیل ؎ قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا * او نقد آمرزش بکف من
جنس عصیان در بغل - بالجملہ خاتمہ سخن بطور کلمہ برحق بسبیل بلاغ یہ ہے کہ عالیجناب حضرت
امام اعظم علیہ الرحمۃ کی رفعت شان و اجتہاد و تقلید کے باب مین قیل و قال کرنا اور آشوب
و ہجوم جہالت مین اس قسم کے مسائل و مباحث مین تعصب و اصرار و مجادلہ کرنا بالیقین موجب حبط
اعمال و قطعاً مثمر وبال و نکال حال و مآل ہے فماذا بعد الحق الا الضلال والحق احق ان یتبع
روی البیہقی فی شعب الایمان عن بعض السلف قال من کان عقلہ اصغر من علمہ قتلہ علمہ و من تکلم
بکل ما یعلم یدر دمہ و کثر ذمہ بل الادب مطلوب و الصمت عن کثیر من الاشیاء واجب او مندوب
ترک الامور التی تخشی عواقبہا فی اللہ احسن فی الدنیا و الدین - ہادی مطلق خدای برحق سب
بھائی مسلمانونکے دلکو بادۂ عشق و محبت حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے منور و معمور رکھے
اور دولت و سعادت حسن خاتمہ اور طریق ادب خیر رفیق نصیب فرماوے آمین بجاہ سیدنا محمد رحمۃ للعالمین

تقریظ مولانا عالم بے بدل فاضل اجل ماہر علوم دینیہ عارف فنون عقلیہ مستند علمائے راسخین اکمل فضلائے متاخرین مولانا ملک محمد عبد المجید شاہ خان صاحب متوطن قاغان من مضافات بلدہ کشمیر زاد مجدہ و فضلہ

الحمد للہ رب العالمین علی کل حال و فی کل حین الذی نور قلوبنا بنور الصدق والیقین
وارسل فی کل امتہ اماما امین - فجلی الحق و اشتہر الدین و ثبت للذین اتبعوہم درجات
الاعلی العلیین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین ﷺ امام المرسلین و علی آلہ و اصحابہ الذین
مقدمات الدین وارکان الیقین و رحمۃ اللہ و برکاتہ علی العلماء والمجتہدین خصوصاً علی
امام الانام قدوۃ الکرام سلالۃ النبویہ خلاصۃ المصطفویہ محی السنۃ ماحی البدعۃ سیدنا
ابو حنیفۃ اللہم احشرنا فی زمرتہ واحینا علی ملتہ برحمتک یا ارحم الراحمین - اما بعد فیقول
العبد المحتاج الی رحمۃ ربہ ملک محمد عبد المجید شاہ خان المتوطن فی قاغان جعل اللہ آخرتنا

خیر امن اولاہ فیا کرہم المعاشر ویا اولے البصائر ان ہذا الزمان لما کان بمقتضیا ان یجمع کتاب فی مناقب و فضائل من ہو امام المجتہدین کما ان نبینا سید المرسلین ﷺ احد الملائمۃ فی ہواک لذیذۃ ٭ حبا لذکرک فلیلمنی اللائم ٭ ببراہین الساطعۃ فیکون للمخالفین و المعاندین محجۃ قاطعہ فلم یشتغلوا بہا الی ہذہ الآن ولکن اللہ معین للحق و لاولیائہ فی کل احیان فالقی فی القلب الذکی ہو الشیخ الاجل الاوحد لا تحصے مناقبہ ولا تعد الحبر اللبیب ناشر علوم الشرعیۃ عارج معارج الکلمات العلمیۃ والعملیۃ و صراف نقود المسائل الحنفیۃ فجمع کتابا یحتوی علی مناقب و فضائل الامام فیبری الاوہام و یدفع شکوک اوہام العوام و یشفی لہم من السقام انہر ہذہ ام بحر بل ہی مخزن الفنون جامع الاصول والفروع اقبلوا علیہ حتے شرح الصدور لعل یقول ناظر ہل یستوی الاعمی والبصیر ام ہل تستوی الظلمات والنور لم یکتحل باثمد مثلہا عیون الدہور کیف لا وہی من تصانیف من علا فضلہ و علمہ علے الاقران حافظ القرآن مولانا عبد الغفار خان مفتی ابدہ اللہ الکریم المنان و رفع درجاتہ علے اعیان الاحیان ولیس مقصود الموصوف من ہذا التصنیف الا اظہار الحق و رضاء الحق ہو الولی والہادی الی الحق والحق حقیق بالقبول عند ذوی العقول فایدہ اللہ تعالے الحق المبین و عصمہ بحبلہ المتین فاظہر شان الامین ببرکتہ طس

تقریظ مولانا فاضل جلیل عالم عدیم المثیل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا بالفضل اولانا مولانا محمد عمر صاحب دام فضلہ و اجلالہ

الحمد لمن ہو اول بلا بدایۃ و آخر بلا نہایۃ علے ما ہدانا سبل الرشاد و بارسال الہادین المہدیین من النبیین والرسل باہداء و ارشاد فاوحی الیہم بالکتب والصحائف لسداد العباد ثم خلف بعدہم الذین ہم ورثتہم لتنبیہ النفوس الغافلۃ النائمۃ عن الضلالۃ والرقاد والصلوٰۃ والسلام علے من ختم بہ النبوۃ والرسالۃ خاتم النبیین و سید المرسلین علیہ و علے آلہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ الزاکیات و اکمل التحیات الطیبات الے یوم التناد اما بعد فیا معاشر المسلمین لا سیما حزب الحنفیین طوبے لکم باشتہار فضائل من لہ سبقۃ فی مضمار الاجتہاد

والاستنباط وابراز فضائل من له غلبته فی میدان الورع والتقوی والاقتصاد بین التفریط والافراط وہو امام التابعین وقدوة المجتہدین والمستنبطین فخر الائمة المتقدمین وکہف فخر المہرة المتاخرین سیدنا الامام الاعظم الاجل ابوحنیفة نعمان بن ثابت الکوفی رحمة اللہ علیہ رحمة واسعة وقد اہتم بہذا الاشتہار واجتہد حق الاجتہاد بالاستنباط من کتب المتقدمین والمتاخرین وکشف عن وجوہ تلک الخزائد بالترجمة والتفسرة الی لسان الہند لتسہیل العوام ولمرئی للہ درہ باعتناء ہذا الشان خصوصاً فی ذلک الزمان وتطاول الطغیان ولنعم ما قیل ؎ اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ماکررتہ یتضوع + من لہ توقد فی الاصول والفروع وتوغل فی المعقول والمنقول وہو العالم النبیل والفاضل الجلیل امام القضات والمفتیین الحافظ لکلام اللہ المبین الحاج لحرمین الشریفین زادہما اللہ تشریفا وتعظیما مولانا ابوالخیرات والباقیات الصالحات مولانا مفتی محمد عبد الغفار خانصاحب ادام اللہ فیضہ الشافی وارشادہ الکافی وانا العبد الفقیر الی رحمة ربہ القوی البر المدعو بمحمد والمشہور بعمر ابرہ اللہ المبر یوم یفزع الابیض والاحمر والاصغر والاکبر وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب تقدس نصاب مولانا رئیس المحققین بقیة السلف الصالحین مستند علماء نامدار درة التاج فضلاء مشاہیر روزگار جناب مولانا محمد حسین صاحب زاد مجدہ وشرفہ

الحمد للہ علی ما ہدانا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ والصلوة والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ صلعم وعلی آلہ واصحابہ ہداة الاسلام ودعاة الانام الی دار السلام مخفی نرہے کہ صداقت وحقیت دین مبین سید المرسلین پر ذرہ ذرہ عالم ظہور کا بہر زمان ومکان بکل لسان شاہد وناطق رہا ہی ؎ گواہی براعجاز او سنگ را ٭ فراخی بدو دعوت تنگ را + یہ بات محتاج بیان اور نیاز مند حجت وبرہان نہین البتہ اسوقت مین کہ حق گوئی وحق شنوی زمانہ سے النادر کالمعدوم کے حکم مین ہی خوشا نصیب ان لوگون کے کہ جو قلت فرصت اور تنگی معاش دنیا مین اپنے دین حق کی مدد مین سرگرم ہین اور اسلاف واخلاف اہل اللہ کے محامد واوصاف کے اظہار اور انکے اقوال واحوال کے کشف استار کو ذریعہ سعادت ہی ابدی

اپنے نفوس قدسیہ کا بقول کسے سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ اور وسیلہ تمامی عباد اللہ کا بطرز خاص وجہ پیرایہ مناصحت واختصاص کرتے ہین ہمارے اس کلام کا مصداق احوال عافیت مآل ہمارے شفیق خلیق حاجی الحرمین الشریفین حافظ کلام معجز نظام حضرت پروردگار عالم فاضل مفتی مولوی محمد عبدالغفار خانصاحب کا ہی کہ اندنون مین باشارہ سعی بیان تراجم کتب الراسخین فے العلم والعرفان اشغال چراغ ہدایت وایضا سراج امتی منظور رکہا ہی یعنے ایک رسالہ مسمے بروح الایمان فی مناقب سیدنا ابیحنیفۃ النعمان لکہا ہی اور یہ رسالہ ان حضرت کی مصنفات ومؤلفات ومنیہ مین ساتوان ہی فی الحقیقت گویا دریا رخطاب مستطاب ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم سے ایک نہر بسوے حضرت موصوف روان ہی اور اس پرچہ مین بھی کہ مبش از نقطہ سیاہی بررخ زیبائی نیست زیادتی لطف تشبیہ نی فی توجہ فیضان حضرت مجمع بحرین تشبیہ وتنزیہ صلعم کے لئے اسماے رسائل سابقہ مصنفۂ جناب موصوف الخطاب درج کرتا ہون اور وہ یہ ہین ۱ تبصرہ حق نما دربارۂ اثبات اسلام والدین حضرت رسول الثقلین صلعم۔ ۲ نور العینین فی تقبیل الابہامین ۳ مرج البحرین فی فضائل الحرمین۔ ۴ فضائل القرآن۔ ۵ باقیات صالحات فی فضائل التہجد والمسواک۔ ۶ کنز الفرایض المحمدی ترجمہ اردو سراجی وشریفی۔ ۷ روح الایمان فی مناقب سیدنا امام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رض والکنایۃ ابلغ من التصریح والبیان وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب عظمت نصاب حافظ قوانین فروع واصول کاشف دقایق معقول ومنقول جناب مولانا محمد اسمعیل صاحب زاد شرفہ

متوطن بلدۂ فاخرہ جونپور

الحمد للہ الذی خلق الانسان علمہ البیان وجعل منہ الانبیاء والاولیاء والمجتہدین فے الاعیان والصلوۃ والسلام علے سیدنا محمدن الذی نزل علیہ الآیات المبین وعلے آلہ

واصحابہ الذین ہم جہدوا فی اجراء احکام الدین وشرع المتین اما بعد ہیچمدان خوشہ چین
خرمن ارباب فضل وکمال عبد ذلیل المفتقر الی ربہ الجلیل المدعو بمحمد اسمعیل جونپوری غفر اللہ
ذنبہ الخفی والجلی ارباب طالبان جادہ مستقیم وجویای مسلک سلیم محترز از اختلافات سقیم کو مژدہ
دیتا ہی کہ اس زمانہ پر موج حوادث وشیوع جہل مین کہ چمن بہار علم مین ہوا خزاں کی عالمگیر ہی
ہر شخص فرط انہماک تفحص وتجسس ازدیاد وجہ معاش دنیوی مین مصروف ومشغول اور تحصیل
علم دینی سے عنان تاب تحصیل علم ومنزلت ذی علم برطرف بلکہ صحبتون علماء سالک مسلک
حق سے فرار واقوال واجب الامتثال اونکے سے انحراف بعض بوجہ نقصان فہم
اور بعض بوجہ نا علمی وکم مایگی ادراک دقایق ادلہ مسائل فقہیہ واحکام وشرف حالات
مراتب قوت ادراکیہ نفوس قدسیہ ائمہ دین اعلی اللہ درجہم فی اعلی علیین سے بی بہرہ
وقاصر رہکر صراط مستقیم سے منحرف پس ایسے زمانہ پرفتن وشورش تعصب ومحن مین
محض بہ نیت افاضۂ خیر وافادۂ عام اہل اسلام کہ امراض نقصان دینی سے صحیح وسالم
وشر ور وسواس شیطانی سے بچتے رہین کتاب لاجواب معلے القاب کہ شاہد مضامین
مختلفہ مناقب متفق علیہ دیار عرب وعجم سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مشحون ومالامال
ونیز عرایس ادلہ ثبوت تقلید مواضع متعددہ کتب مطولات دیگر مین جلوہ گزین بعبارات عربیہ
متین تھین فارسی دان واردو خوان شرف حصول مضامین متذکرہ سے محض ناکام وبی بہرہ
تھے بنا بر علیہ باوجود کثرت اشغال متنوعہ وتراکم افکار مختلفہ ہمت بلیغ وسعی مالایطیق وعزم مشکور
مبرور عالم علامہ زمان طلیق اللسان دقیق البیان موسس اساس شرع خیر الناس مبرا من
شر الوسواس الخناس محی مراسم حق ویقین مروج احکام شرع متین حاجی حافظ مفتی ریاست
گوالیار جناب مولانا مولوی محمد عبد الغفار خانصاحب برادر عینی جامع فضائل علوم عقلی و
نقلی صاحب طبع ثاقب وفکر صائب مرجع انام یادگار حکماء زمان سلف ومستند وسر آمد اطباء
نامدار خلف حضرتنا واستادنا حاجی حکیم جناب مولوی عبد الستار صاحب صانہما اللہ
عن جمیع الشرور والاہوال نے بزبان سلیس اردو بامحاورہ ترجمہ فرماکر دامن تمنا طالبین
ومشتاقین کو دلایل تقلید وحالات سیدنا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کو صدف معمور

در مقصود بے بہا سے مستغنی عن الغیر فرمایا جینے او سکو بدیدۂ امعان از اول تا آخر بنظر غور و دشمنی
جو دیکھا تو لایق عمل و کار آمد دوستان پایا اعطاہ اللہ اجراً جزیلا و ثوابا جمیلا و اسعف اللہ مرامہ
فی المعاش والمعاد و نفع بہ اللہ تعالیٰ لجمیع المسلمین والمسلمات الی یوم التناد بحرمۃ النون الصاد

مادۂ تاریخ بلا تخرجہ و تعمیہ من نتایج افکار حضرت علامہ فاضل اجل سخنور ناظم و ناثر
بی مثل فارس مضمار بلاغت و فصاحت سباح بحار غوامض و دقایق عارف علوم معانی
اعنی جناب مولانا محمد حسین المعروف فی اقلیم الہند بلقب نامی زاد عرفانہ و کمالہ

محاسن امام اعظم جہان - ۱۳۱۱ھ ہجری

قطعۂ تاریخ من نتایج طبع وقاد صائب و فکر نقاد شہاب ثاقب یادگار روزگار مستند
اہل فضل و کمال حامی الاسلام والمسلمین اعنی جناب مولانا محمد انیس الدین صاحب زاد فضلہ

در وصف بوحنیفہ چہ نادر رسالہ گفت لا لست از بیان کمالش زبان ما	مخدوم ما مکرم ما قدردان ما انبوشت سال طبع حسین خامۂ انیس	مفتی شرع المغ و فصیح بیان او گلدستۂ صفات امام زمان ما ۱۳۱۱

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ درین ایام میمنت التیام غذائے روح و روان اعنی محاسن امام اعظم
جہان الملقب بہ روح الایمان فی مناقب سیدنا ابی حنیفۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ - از
تالیف وحید عصر فرید دہر برگزیدۂ بارگاہ حضرت کردگار مولانا محمد عبد الغفار صاحب مفتی عدالت لشکر گوالیار سلمہ اللہ تعالی بتصحیح تمام و کمال بخط خوب و بتقطیع خوش اسلوب حسب ایمای جناب
مولانا حافظ محمد عبد الاحد صاحب سلمہ الصمد بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ ہجری صلی اللہ علیہ وسلم
باہتمام کارپردازان مطبع بمطبع مجتبائی واقع دہلی حسن انطباع یافت فقط

فہرست مضامین روح الایمان فی مناقب النعمان

خوشخط مجتبائی

...لوۃ - فارسی محشی
...ہایۃ صحیح وخوشخط
...صلوۃ اُردو بچوں کے لئے
...ہے - مجتبائی دہلی
...ۃ الصلوۃ اُردو مع رسالہ
...اذان - مجتبائی دہلی
...نجات اُردو صحیح خوشخط مجتبائی
...ین ترجمہ اُردو مسائل
...مولوی محمد اسحٰق صاحب محدث
... مجتبائی دہلی
...المناسک اُردو احکام
...مولفہ مولانا رشید احمد صاحب
...ح الجنان اُردو دربیان
...و نوافل - مجتبائی دہلی
...اح الجنۃ محشی مع خطب و
...رسالہ عماد الصلوۃ مجتبائی
...نماز - ترجمہ اسرار الصلوۃ
...دیدہ ہے - مجتبائی دہلی -

عقائد

...ندنامہ اُردو از مولوی
...ت علی مرحوم - مجتبائی
...س التوحید - فارسی
...عقائد کے متعلق کل
...تین جمع ہیں - ...

فرائض

علم الفرائض مع ملخصات الحساب
کنز الفرائض ترجمہ اُردو سراجی
وشریفی حاوی المتن - مجتبائی دہلی

کتب صرف ونحو

حنفیہ شرح مراح الارواح وبرحاشیہ
بخط عربی فلاح شرح مراح مجتبائی
زرادی نہایۃ صحیح خوشخط محشے
بحواشی جدیدہ - مجتبائی دہلی
زنجانی - محشی صحیح خوشخط مجتبائی
شافیہ محشی نہایۃ صحیح خوشخط بخط
عربی عمدہ کاغذ پر طبع کیا ہے مجتبائی
صرف میر منظوم مولفہ مولانا
جامی وشاہ ولی اللہ رح مجتبائی دہلی
مراح الارواح محشے بحواشی
جدیدہ - مجتبائی دہلی
نور محمد مدقق شرح صرف میر مع
صرف میر منظوم - مجتبائی دہلی
ہدایۃ الصرف مولفہ مولانا
بحر العلوم - محشی بحواشی نافعہ مجتبائی
شرح مأۃ عامل محشی واضح صحیح
مع حل ترکیب وحل لغات مجتبائی
ضریری محشی صحیح مجتبائی
ک...

مجموعہ نحو میر محشی مع ہفت رسائل
صحیح وخوشخط - مجتبائی دہلی -
ہدایۃ النحو محشے بہ تقطیع کافیہ

منطق وحکمت

شرح میزان منطق فارسی
شرح سلم بحر العلوم - از مولانا
عبد العلی ابو الفرح - مجتبائی -
قطبی شرح شمسیہ محشی بحواشی جدیدہ
وقدیمہ نہایۃ صحیح مقبول عام مجتبائی
مرقاۃ محشے بحواشی جدیدہ مجتبائی
میر قطبی محشی مقبول عام مجتبائی
مبادی الحکمۃ - رسالہ منطق
بزبان اُردو - مجتبائی دہلی -
الکافی لحل ایساغوجی مع
میر ایساغوجی محشے - مجتبائی -

ادب وانشا

تسہیل الدراسہ شرح دیوان
حماسہ - مجتبائی دہلی
تسہیل الب...
ال...

شرح سبعہ معلقہ زیر طبع -
مکاتیب رشیدی مولانا
رشید الدین خان اور صاحب
نفحۃ الیمن کے مراسلات عجیب
انشا ہے قابل درس ہے - مجتبائی
نفحۃ الیمن معرب مع حل اشعار
ولغات برحاشیہ بزبان فارسی -
رسائل بغدادی مکتوبات
طریق خطوط نویسی قابل درس زیر طبع

ریاضی وہیئت

اقلیدس مقالہ اول محشی
نہایۃ صحیح - مجتبائی دہلی -
سبع شداد مع اشکال المحشی بحواشی
مولانا رشید الدین خان دہلوی رح مجتبائی
شرح چغمینی محشی بحواشی مولانا
عبد الحلیم ومولوی عبد الحی رح مجتبائی
لب اللباب شرح خلاصۃ
نایاب شرح ہے ...
...اصۃ ...

اعلان

چونکہ حق تالیف
اس کتاب کا حضرت مولانا
محمد عبدالغفار صاحب مفتی صدر عدالت
لشکر گوالیار سے مطبع کو حاصل ہے لہذا راقم
نے کاپی رائٹ اسکا بذریعہ رجسٹری باضابطہ
محفوظ کرلیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت
بجنسہٖ یا بہ تبدیل قصد
طبع نفرمائیں